سہیل یمن
مجلہ علمیہ
سید ظفر مہدی گوہر نصیر آبادی

قواعد سہیل یمن

(۱) یہ رسالہ ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ مین شایع ہوگا

(۲) سہیل کی ضخامت فی الحال ۴۰ صفحات سے کم نہوگی

(۳) سہیل جملہ خریدارون کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا

(۴) اگر خریدارون کے پاس کسیوجہ سے نہ پہونچ سکے تو ۲۰ ماہ عربی تک دفتر مین اطلاع پہونچنے پر دوبارہ روانہ کیا جاسکتا ہے اسکے بعد ۴۰ کا ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جائیگا۔

(۵) سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال سے اور ششماہی ؁ رہوگی

(۶) جملہ مراسلات وارسال زر وخط وکتابت بنام ابو البراعۃ مولوی سید ظفر مہدی گہر مدیر خاص سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ ہونا چاہیے۔

(۷) مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر حدود منازل سہیل سے متجاوز نہ ہونگے اور معیار علم پر ٹھیک اُتر ینگے تو بصد امتنان شایع کیے جائینگے۔

(۸) سہیل کو چونکہ آیندہ اپنے کام مین جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے توسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر استعانت حاضر خدمت نہوگا۔

(۹) نمونہ کا پرچہ ۴۰ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائے گا۔ مفت حاضر خدمت نہوگا۔

(۱۰) خریدارون سے عرض ہے کہ خط وکتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دین ورنہ تعمیل ناممکن ہے

(۱۱) جواب طلب امور کیلیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے

(۱۲) مضامین موصولہ ضروریا لضرور طبع ہونگے ہکا ذمہ دار اڈیٹر نہین اور نہ وہ مضمون کے واپس کرنیکا ذمہ دار ہے

اغراض ومقاصد سہیل یمن

۱- ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔

۲- معاندین اسلام خصوصًا مخالفین مذہب شیعہ کے بیجا اعتراضات، اورحملون کا دفاع

۳- حقیقی اخلاق اسلامی کا نشر۔

۴- علمی قومی اور مذہبی اور اُن ملکی معاملات پر جو مذہب سے متعلق ہونگے تبصرہ ونقد۔

۵- حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علوم وسوانح کا نشر۔

مشتہرین

اس کثیر الاشاعۃ رسالہ مین اشتہار بھیجتے وقت ذیل کا نرخنامہ ضرور ملاحظہ فرمالین

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک سال کیلیے	للعہ	[illegible]	[illegible]
چھہ ماہ کیلیے	[illegible]	[illegible]	معہ
تین ماہ کیلیے	[illegible]	؎	للعہ
ایک ماہ کیلیے	صہ	سے	[illegible]

کوئی صاحب کمی اجرت کی خواہش نہ فرمائین رعایت کی گنجایش نہین۔ ٹائٹل پیج کے صفحات کا نرخ اسکے علاوہ ہے جو بذریعہ خط وکتابت طے ہوسکتا ہے اجرت بہر حال پیشگی آنا چاہیے۔

منیجر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ رسالہ محض احقاق حق کی نیت سے نکالا جاتا ہے جسکا نتیجہ حفظ افراد مذہب ہے
کسی کی توہین کیلیے اگر کسیکو اس سے دل آزاری ہوسکے دیکھنے کیلیے یہ شایع نہیں کیا گیا

سہیل یمن

نمبر ۵ | ماہ صفر ۱۳۴۷ھ مطابق جولائی ۱۹۲۸ء | جلد ۳

فہرست مضامین

منثور الدرر

سہیل کا اثر ہندوستان کے باہر

خادم کہ بہ سوز دلم او را خبرے ہست　　　صد شکر کہ ایں نالۂ دل را اثرے ہست

سہیل کی دفاعی کوششیں جو کچھ بھی اس نے کمی انصار و اعوان کی حالت میں کیں یا متواتر تین سال سے کر رہا ہے وہ نہ محتاج تعارف ہیں اور نہ پردۂ خفا میں گو کہ ظاہری اتحاد پر مٹنے والی دنیا کی نگاہوں میں سہیل خار کی طرح کھٹکتا رہا اور کھٹکتا ہے، مگر وہ اپنے مذہبی فریضہ کا احساس بحمد اللہ رکھتا ہے اور رکھے گا چاہے اسکے افراد خود اس سے برداشتہ خاطر ہوں، افراد مذہب کی برداشتہ خاطری کی وجہ میں جانتا ہوں کہ آب و ہوائے دہر کی سمیت، دنیا کی کشش ظاہری ترقیوں کی دلکشی اور جوش مذہبی کا فرو ہو جانا بلکہ مفقود ہو جانا ہے۔

ایک وہ زمانہ تھا جب محیط کفر کے درمیان شمع رسالت اپنی تبلیغ میں مصروف تھی اور اتحاد کے سبق دینے والے اسکو اسکے ارادہ سے روکتے تھے مگر وہ اپنے شفیق چچا سے یہی کہتا تھا کہ اگر آفتاب میرے ایک ہاتھ پہ اور قمر دوسرے ہاتھ پہ رکھدیا جائے جب بھی میں اپنی تبلیغ حق سے باز نہیں رہ سکتا۔

رسول جس کا طرۂ امتیاز انک لعلی خلق عظیم ہے مذہب کی برائیاں اور بیجا الزامات نہیں سن سکا، حسان شاعر رسول کے کارنامے اور انکی شاعری کی اساس دفاع عن المذہب ہی پر قائم ہوئی، سہیل کو مہذب پیرایہ میں کہنا ہے مگر شاعر رسول مذہب پر جارحانہ حملہ کرنے والوں کو نہ صرف نرکی بہ ترکی بلکہ فحش جوابات دیتا تھا جس پر رسول سے خلیق نے کبھی خوردہ گیری نہیں کی۔

بہرحال ناظرین بھولے نہ ہونگے کہ سہیل سال گزشتہ ایک صاحب کی تبدیل مذہب کی علامت لکھ چکا ہے کہ انھوں نے مذہب حقہ امامیہ قبول کیا، اس سال بھی اسکی تبلیغ نے اثر کیا اور ایک نہیں بلکہ بحمد اللہ تین فردیں شفتہ کو جھبڑا لی ہوئی یدخلون فی دین اللہ افواجا" کی تفسیر کر دی

ہوئی مذہب امامیہ اثنا عشریہ ایدہ اللہ میں داخل ہوئیں۔ والحمد للہ علی احسانہ العظیم۔

چنانچہ بغداد کا ایک خط سہیل کی اثرات اور اسکی طرز تحریر کا ذکر خیر کرتا ہوا یہ عبارت اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے، یہ صاحب صرف دو سال سے خریدار سہیل ہیں۔

"از بغداد" مکرمی اڈیٹر صاحب

براہ کرم ماہ صفر المظفر میں یہ خبر ضرور شائع کر دیجیے۔

سید اشفاق علی ولد سید رمضان علی ساکن قصبہ سکندرآباد ضلع بلندشہر مع اپنی زوجہ یعنی دختر ڈاکٹر سید جعفر حسین صاحب ساکن بلندشہر اور ایک خورد سال بچی کے شیعہ اثنا عشری ہوگئے اور مذہب اہل سنت کو اپنی تحقیق سے اور سہیل یمن کی معاونت سے ترک کر دیا وللہ الشکر والحمد۔

میں موصوف کو مبارکباد دیتا ہوں کہ توفیق آلہی نے انکی رہنمائی کی اور صراط مستقیم بتادیا، خداوند عالم ہر ذی عقل کو اسکی توفیق دے کہ وہ نور و ظلمت، علم و جہل، غوایت و ہدایت میں امتیاز کر سکے آمین ثم آمین، میں جناب سید اشفاق علی صاحب کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اور اخبارات و رسائل میں بھی اسکی اشاعت کرادیں نیز یہ بھی کہ وہ اس خبر کے ساتھ اپنے موثر یعنی سہیل کو بھی فراموش نہ کریں۔ اڈیٹر۔

الحمد للہ کہ سہیل کی تیس برس کی محنت میں چار فرد ہی جادۂ مستقیم پہ دکھائی دیں اور یہ اسکے فخر کے لیے کافی ہے قلت و کثرت کا ذکر نہیں کیونکہ محض چند کا راہ ہدایت پر آجانا نتیجہ تبلیغ انبیا ہے جیسا کہ وما آمن معہ الا قلیل نوح کی تبلیغ کا شاہد عادل ہے۔

ہم نواب میر اقبال علیخان صاحب حیدرآباد اور علامہ سبطین صاحب الہ آباد کے شکر گذار ہیں کہ ان حضرات نے سہیل کی مدد خریداروں سے فرمائی فجزاہم اللہ

خاکساری کی مٹی خراب

مرا بر آرزو ہائے ثنائی خندہ می آید

اعتراض کا محل نہیں، خورده گیری کا موقع نہیں، استعجاب کا مقام نہیں کیونکہ کلمات ایک شخص کے دہن کے نکلے ہوئے ہیں جسکے آرزوے دل کے مطابق لوح محفوظ سے قرآن حرکت کرتا تھا اور آیات نازل ہوتے تھے، مگر اتنا کہنے کی گنجائش ضرور ہے کہ خلیفۂ اول وثانی کی آرزوئیں اپنی آپ ہی نظیر ہیں اور کم از کم یالیتنی کنت ترابا کا فرکی آواز اس اسلامی آواز سے بہتر نظر آتی ہے۔

میں یہاں دونوں حضرات کی بنات قلب (آرزووں) کا ذکر کرتا ہوں، جدت مضامین متانت مطلب سلاست زبان نشست الفاظ، چکونگی کلام، سادگی دل، بلندی خیال اور ارتقاے معنی قابل صد آفریں ہے، ملاحظہ ہو تاریخ الخلفا صفحہ ۵۴ مطبوعہ مصر

آرزوے خلیفۂ اول

واخرج البیھقی فی شعب الایمان عن	بیہقی نے شعب ایمان میں ضحاک سے روایت کی ہے کہ ابوبکر نے
الضحاک قال قال ابوبکر واللہ لوددت	کہا خدا کی قسم میں چاہتا تھا کہ کاش میں سڑک کے کنارے
انی کنت شجرة الی جنب الطریق فمر علی	کا ایک درخت ہوتا اور میری طرف سے کوئی اونٹ گزرتا وہ
بعیر فاخذنی فادخلنی فاه فلاکنی ثم	مجھے اپنے منہ میں رکھتا پھر مجھے چباتا پھر جگالی کرتا پھر مینگنی
ازدردنی ثم اخرجنی بعرا ولم اکن بشرا	بنا کے مجھے خارج کرتا یہ سب ہوتا مگر میں انسان نہ ہوتا۔

غالباً فدک کے واقعہ کے بعد یہ آرزو درخت ہونے کی دل میں پیدا ہوئی ہوگی کیونکہ آپ اپنی خطاؤں پر یا البشری العرض ہر جب نادم ہوتے تھے تو از ین قبیل آرزوئیں کیا کرتے تھے، چنانچہ مرتے وقت بھی چند تمناؤں کا اظہار کیا ہے جسکو مورخ طبری نے آپ کے حالات میں لکھا ہے اور وہ یہ ہیں کہ آپ فرماتے تھے کاش میں خانہ سیدہ پر آگ نہ لیجاتا کاش فجارة سلمی کا احراق نہ کرتا کاش عثمان خلافت ہاتھوں میں نہ لیتا وغیرہ وغیرہٗ الان وقد عصیت"

ان الفاظ کے دہن سے نکلنے کے بعد بھلا جدت طرازی حضرت عمر کب ساکت رہ سکتی تھی آپ نے بھی اپنی فصاحت خداداد اور بلاغت و استعداد سے کام لیا اور فوراً ترقی علے سبیل التنزل کی منزل طے فرمائی۔

تمنائے خلیفۂ ثانی

فقال عمر یالیتنی کنت کبشًا اھلی سمّنونی	عمر نے کہا کاش میں اپنے گھر والوں کا مینڈھا ہوتا وہ مجھے موٹا کرتے جب
مابدالھم حتی اذا کنت کا سمن مایکون زارھم من	میں خوب موٹا تازہ ہوجاتا تو انہیں محبوب لوگ ملاقات کے لیے آتے
یحبون فذبحونی لھم فجعلوا بعضی شواء وبعضی	وہ مجھے اسکے لیے ذبح کرتے، کچھ حصہ میرے گوشت کا بھنا ہوا
قدیدًا ثم اکلونی ولم اکن بشرًا۔	کچھ حصہ شوربے دار ہوتا اور وہ مجھ کھاتے سب تاکہ میں آدمی نہ ہوتا

تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۵ مطبوعہ مصر

آپ کے تخیل دماغی کا کیا کہنا اس کی فکر سے کبھی دماغ خالی نہ رہتا تھا چاہے نفس نفیس اس راہ میں کام آجائے ولو تمثیلاً سہی، اسکا بھی نتیجہ وہی ہے جو شجر کے کھانے کا مگر آپ نے تہذیب کو دخل دیا ہے اور بعر کا تذکرہ نہیں کیا آپکی ترقی خیال کی انتہا مینڈھے اور بکری پر وم لیتی تھی اُحد کی چوٹی پر "سبزہ کوہی" سے اپنے آپ کو تشبیہ دینا تواضع و خاکساری کی بین مثال ہے۔

دونوں حضرات کی آرزوئیں قریب قریب ایک سی ہیں، فرق اتنا ہے کہ پہلے صاحب نے اپنے کو نباتات کے حوالہ کیا اور حیوان طویل کو دعوت خیر دی اور دوسرے نے اپنی تمثیل حیوان سے دی اور انسان کو مدعو کیا بہرحال معدہ میں پہونچنے کی کوششیں دونوں کی تھیں، البتہ پہلی آرزو عرب کے قافلہ کیلئے مدومعاون ہے کیونکہ وہ سرگین شتر سے گزرے ہوئے قافلہ کا پتہ چلاتے تھے:

نتیجۂ کلام یہ نکلا کہ ان دونوں میں سے کوئی ذوات جائزہ بشریت میں رہنا نہیں چاہتی تھی، عرب کی آرزوئیں مختلف مقامات پر ملتی ہیں چنانچہ جاحظ نے بیان و تبیین میں ایک باب ہی "باب الامانی" کے نام سے لکھا ہے مگر اس طرح کی تمنائیں سوا یہاں کے کہیں نہیں دکھائی دیتیں۔

بلبل بہ باغ و جغد بہ ویرانہ ساختہ ہرکس بقدر ہمت خود خانہ ساختہ

"متعہ پر ایک نظر"

سلسلہ کے لیے ملاحظہ ہو سہیل مین جمادی الاول ۱۳۴۶ھ آخر صفحہ ۱۸ حسب عدد

قولہ (النجم) جمادی الاول ۱۳۴۵ھ صفحہ ۳ (زنا) زنا کے عبادت ہونے کے لیے بھی ایک روایت ہے فروع کافی صفحہ ۱۹۸ ملاحظہ ہو۔ ترجمہ عبارت عربی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے وہ فرماتے تھے کہ ایک عورت عمر کے پاس آئی اور اُن سے کہا کہ مین نے زنا کی ہے مجھے پاک کر دیجیے۔ حضرت عمر نے حکم دیا کہ اسکو سنگسار کر دیا جائے اسکی خبر حضرت علی صلوات اللہ علیہ کو دیگئی آپنے پوچھا کہ تو نے زنا کس طرح کی تھی اُس عورت نے کہا مین جنگل گئی تھی مجکو وہاں سخت پیاس معلوم ہوئی مین نے ایک اعرابی سے پانی مانگا اُس نے مجھے پانی پلانے سے انکار کیا مگر اس صورت مین کہ مین اُسکو اپنے نفس پر قابو دون چنانچہ جب مجھے پیاس نے بہت پریشان کیا اور مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہوا تو میں نے اُسکو اپنے نفس پر قابو دیدیا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا قسم رب کعبہ کی یہ نکاح ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ اُس حرامکاری کے علاوہ جسکا نام متعہ ہے خالص زنا بھی مذہب شیعہ مین حلال ہے بغیر نیت نکاح بغیر گواہ تنہائی مین عورت مرد راضی ہوجائیں اسکا نام بھی تزویج ہے اور حضرت علیؑ نے قسم کھا کر اسکے نکاح ہونے کا فتوی دیا ہے نعوذ باللہ۔

اقول ۔ (مؤلف) مجھے یاد آتا ہے کہ سہیل میں اسکا جواب غالباً[1] طبع ہوچکا ہے خیر یہ جاہل بھی بکمال ادب کچھ عرض کرتا ہے۔ جناب من اُس حرامکاری کے علاوہ نہین بلکہ اُسی کے مشابہ ہے کیونکہ کہین عبارت عربی (جو بخیال طوالت نقل نہوئی) یا ترجمہ اُردو سے یہ نہین ظاہر ہوتا کہ حضرت نے نکاح دائمی ہونا فرمایا نہ صورت واقعہ سے دائمی ہونا پایا جاتا ہے بلکہ ایک وقت خاص کیلئے یہ فعل تھا اسی طرح نکاح متعہ بھی عارضی ہے نہ دائمی۔ متعہ مین بھی تعیین مہر ہے جس مقدار یا چیز پر رضامندی ہو اس واقعہ مین (آب) بجائے مہر ہے جسپر عورت راضی ہوئی۔ نیت مرد کی

[1] یقیناً طبع ہوچکا ہے شک کی گنجائش نہیں۔ رجب نمبر جلد اول دیکھیے

قصد کرکے سوال کرنا اور عورت کی بحالت مجبوری قبول کرنا ہے گواہ نہ متعہ مین مشروط میں نہ اسمین تھے نہ متعہ کے لیے شہرت عام کا حکم ہے نہ اسمین شہرت ہوئی - بھلا یہ تو بتلائیے کہ کنیز موہوبہ یا جو عورت جہاد سے حصہ میں آئے یا جو کنیز خرید کی جائے وہ بلا عقد و نکاح و نیت و گواہ و مہر و شہرت کیونکر حلال ہوئی کیونکہ اُسمین اختیار ہے چاہے محض خدمت کے لیے رکھے اور اُسکا عقد کسی سے کردے یا خود اپنی زوجیت میں لائے مگر دائمی نہ برائے چندے-

اب ذرا علم علیؑ کو اپنی کتابوں مین ملاحظہ فرمائیے - ینابیع المودۃ صفحہ ۷۵-

ابراهیم ابن محمد حوینی بسندہ عن شقیق عن ابی مسعود قال نزل القرآن علی سبعۃ احرف لہ ظهر و بطن وان علی علم القرآن ظاهره و باطنه

ابراہیم ابن محمد حموینی باسناد شقیق سے اور وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے اور ہر حرف کے لیے ظاہر و باطن ہے اور علی کے پاس ہے علم قرآن ظاہر و باطن کا-

وعن کلبی قال ابن عباسؓ علم النبی من علم اللہ وعلم علی من علم النبی وعلمی من علم علیؑ وما علمی وعلم الصحابہ فی علم علی الا کقطرۃ فی سبعۃ ابحر

اور کلبی سے روایت ہے کہ کہا ابن عباسؓ نے کہ علم نبیؐ خدا سے ماخوذ ہے اور علم علیؑ ماخوذ ہے علم نبیؐ سے اور ہمارا علم ماخوذ ہے علم علیؑ سے اور ہمارے علم اور تمام صحابہ کے علم کو علم علیؑ سے نسبت ایک قطرہ کی ہے سات دریا سے-

اور حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا تو مشہور ہے یعنی مین شہر علم ہون اور علی اُسکے دروازہ بھلا ایسے عالم علم دین کے نسبت سوائے جناب کے کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ خلاف شرع حکم دے گا بھلا کسی اور کے نسبت بھی آپ نے اُسکا مقولہ بجز علی علیہ السلام کے سُنا ہے-

سلونی مما شئتم قبل ان تفقدونی فانی اعلم من طرق السموات من طرق الارض-

یعنی پوچھو مجھ سے جو تمہارا دل چاہے قبل اسکے کہ مجکو نہ پاؤ کیونکہ مین طرق زمین سے زیادہ طرق سماوات کا عالم ہون-

اب اگر خالص زنا اور اُسکی حالت دیکھنی ہے تو مالک بن نویرہ کے واقعہ کو تاریخون مین دیکھیے آپ کو سیف اللہ خالد بن ولید کی زناکاریاں جن پر خلیفہ کی رضا صاد بناتی ہوگی ملینگی جنکو سہیل رجب نمبر جلد دوم مین تفصیلاً لکھ چکا-

خیر یہ تذکرہ تو کرنا برائے بیت تھا سارا مطلب تو آپ کا متعہ سے ہے خلافت مآب کو ممکن ہے
کہ اس سے صدمہ پہونچا ہو کہ اُنھوں نے حرام کر دیا مگر آپ حضرات کو یہ فعل شیعوں کا کیوں
تکلیف دہ ہے کہ ہر زمانہ مین اسکی بحث پیش ہوتی ہے۔ اس بحث مین ایک مبسوط کتاب ضربت حیدری
عرصہ ہوا طبع ہو چکی ہے اگر وہ ملاحظہ سے گزری نہو تو واسطے تشفی قلب کے اب ملاحظہ فرمائیے
جسمین مفصل حالات متعہ درج ہین یہ ناچیز بھی مختصراً کچھ عرض کرتا ہے۔ یہ تو فرمائیے کہ متعہ کسی وقت
مین رائج تھا یا نہین پس آپ اسکے وجود کا بعہد رسول اللہ انکار نہ کرینگے کیونکہ خلیفہ دوم کے قول
(متعتان کانتا فی عہد رسول اللہ وانا احرمہما) دو متعہ عہد رسول اللہ مین تھے مین اُسکو حرام کرتا ہون
سے حضرت کے عہد مین رائج ہونا پایا جاتا ہے اب یہ امر تحقیق طلب ہے کہ حضرت کے حکم سے تھا یا از خود
مسلمانون نے جاری کر لیا تھا۔ در صورتیکہ بحکم حضرت رائج تھا تو حضرتؐ نے از خود مصلحتاً حکم دیا تھا یا
بحکم خدا۔ اگر اپنی طرف سے حکم دینا کہیے گا تو ما ینطق عن الہوی کے خلاف ہوتا ہے (لا محالہ
آپکو قبول کرنا پڑے گا کہ بحکم خدا حضرتؐ نے حکم دیا تھا تو بمنشاء آیۂ سورۂ انعام رکوع ۷ ولا
رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ یعنی کوئی خشک و تر ایسا نہین کہ جسکا ذکر قرآن مین نہو
اور اسی سورہ کے رکوع ۴۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ۔ یعنی چھوڑی نہین ہم نے لکھنے مین
کوئی چیز۔ لیکن اسکا تذکرہ ہونا قرآن شریف مین ضروری ہے اگر آیۂ سورۂ نساء رکوع ۴
(فما استمتعتم بہ منہن) کے بموجب حکم دیا گیا تھا یا آپ جو آیت تجویز فرمائین تو اُسکی ناسخ آیت
کا ہونا ضروری ہے ورنہ تقاضا جواز بدستور قائم رہیگا۔ اور یہ قول خلافت مآب (انا احرمہما)
یعنی مین ان دونون کو حرام کرتا ہون (یعنی متعہ حج و متعۃ النساء) لائق عمل نہوگا۔ کیونکہ پروردگار
عالم ارشاد فرماتا ہے۔ سورۂ رعد رکوع ۶۔

یمحو اللہ ما یشاء و یثبت وعندہ ام الکتاب — مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور رکھتا ہے اُسی کے پاس ہے اصل کتاب

(آیت سورہ   رکوع ۱۳۔

ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا — نہین منسوخ کرتے ہین ہم کوئی آیت یا بھلاتے ہین مگر پہونچاتے ہین اُس سے بہتر یا اُسکے برابر۔

اور آیت سورۂ یونس رکوع ۲ مین نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوتا ہے ۔

قل مایکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی — تو کہہ (اے رسول) میرا کام نہین کہ مین اسکو بدلون اپنی خواہش نفس سے مین تابع ہون اُسی کا جو حکم آوے میری طرف ۔

ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سوائے باریتعالی کے کسی کو اختیار منسوخ کرنے کا کسی حکم کے نہین ہے چاہے نبی ہی کیون نہو چہ جائیکہ خلیفہ غیر منصوص ۔ چنانچہ آیات منسوخہ قرآن مجید مین اکثر مقامات پر ہین جو مصلحت وقت سے نازل ہوے تھے اور دوسری مصلحت سے بذریعہ دوسرے آیت کے منسوخ ہوے آخر اگر رسولؐ کے وقت مین بقول حضرات اہلسنت منسوخ ہو گیا تھا اور لوگون نے نہ مانا تھا تو خلیفہ اول نے کیون نہ حکم منسوخی عہد رسولؐ کا بمشورہ خلیفہ دوم جاری کیا ۔ تاریخ طبری ملاحظہ ہو کہ زبیر ابن عوام نے اسماء بنت ابوبکرؓ سے متعہ کیا اور عبداللہ پیدا ہوے زبیر نے وہ دونون چادرین جو مہر مین اسماء کو دین تھین جو حضرت نے زبیر کو عوسجہ کی تنندوی ہوئی مرحمت فرمائی تھین

اب رہا یہ امر کہ بلا حکم خدا و رسولؐ مسلمانون مین یہ فعل قبیح رائج تھا تو حضرت صلعم نے مرتکبان کو سزا کیون نہ دی جیسا کہ بعض مہاجرین و انصار کے متعلق روایات مین اخراج بلد و رجم و اجراء حدود میخواری وغیرہ وارد ہوا ہے ۔ (دیکھے البطال رضائے ابدی ۔ رضی اللہ عنہم سے اور بطلان ۔ اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کیسا ثابت ہے) چنانچہ مسطح پر جو بدری تھے اور حسان ابن ثابت پہ حد قذف جاری کی ۔ و مرارۃ بن الربیع و ہلال ابن اُمیہ و کعب ابن مالک کو کہ وہ ان مین بدری تھے ۔ جنگ تبوک سے تخلف پر پچاس روز تک اخراج البلد کی سزا ہوئی اور سخت غضب ہوئے ۔ اور ماعز اسلمی سنگسار کیا گیا ۔ اور بعض پر حد خمر نجوری جاری ہوئی ۔ اور منہاج السنۃ مین ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ ابو معاویہ سابقین مین تھا جو بیعت رضوان مین تحت شجرہ حاضر تھا اُسنے معاویہ کی طرف سے عمار ابن یاسر ایسے بزرگ صحابی کو قتل کیا تو کیا وہ مصداق اس آیہ کا نہوا سورۂ نساء رکوع ۱۳ ۔

ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم — اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصدا پس جزا اسکی دوزخ

خالدا فیھا — ہے ہمیشہ اُس مین رہے گا

یہ ہین اعمال مہاجرین وانصار کے جن سے رضاے ابدی وابستہ تھی -

پس اگر بلا حکم رسول رائج ہو گیا تھا تو حضرت ضرور سزا دیتے اگر سزا دی ہو تو اُس کا پتہ دیجیے - کسی طرح بلا حکم رائج ہونا باور نہیں ہو سکتا - مگر یہ کہ بحکم خدا رسول نے حکم دیا اور فسوخی کا کہین ذکر نہین تو خلافت آپنے کیون اپنا حوالہ دے کر حرام کیا - کیا عجب ہے کہ کسی متعہ کے واقع ہونے سے کچھ غیظ آگیا اور حکم دیدیا مگر یہ خیال ہوتا ہے کہ آخر متعۃ الحج نے کیا صدمہ دیا کہ اُسکو حرام کر دیا - مزید بران جناب کو خود بھی اقرار ہے جیسا کہ پرچہ النجم ، جمادی الاولی ۱۳۴۵ھ صفحہ ۲۴ مین مرقوم ہے "اہلسنت وجماعت کے عقیدہ مین نبوت ورسالت جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پہ ختم ہو گئی تحریم وتحلیل کا اختیار ان ہی کی ذات والاصفات کے ساتھ مخصوص تھا انکے بعد کسی کو یہ اختیار حاصل نہین نہ حضرت صدیق کو نہ حضرت فاروق کو" پھر رسول تو جس کی تحریم یا تحلیل یا دیگر احکام کو ارشاد فرماتے تھے تو فرماتے تھے کہ خدا نے یہ حکم دیا ہے نہ کہ مین حکم دیتا ہون تو خلافت مآب (انا احرمھما) کیونکر ارشاد فرماتے ہین جو سنت کے خلاف ہے - مقولہ مبارک کے کسی حرف ولفظ سے یہ نہین ظاہر ہوتا کہ رسول حرام ہونے کا حکم کر گئے تھے اُسکو جاری کرتا ہون بلکہ - کانتا فی عہد رسول اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت کے عہد مین رائج تھے - یہ تو محض مریدین کا گڑھا ہوا فقرہ ہے کہ نبی نے حرام ہونے کا حکم دیا تھا مگر لوگ کرتے رہے (مگر افسوس کہ نبی کو اتنی بھی خبر نہ ہوئی اور اگر مطلع ہوے تو سزا مرتکبان کو نہ دی)

پرچہ النجم ، جمادی الاولی ۱۳۴۵ھ کے صفحہ ۲۳ مین آپ بھی ارشاد فرماتے ہین - کہ متعہ حضرت عمر کا حرام کیا ہوا نہین ہے قرآن کریم کا حرام کیا ہوا ہے متعدد آیات مکی ومتعدد آیات مدنی اسکی حرمت ظاہر کر رہے ہین -

اقول۔ مگر افسوس کہ ایک آیت بھی آپ نے تحریر نہ فرمائی کہ ہماری قوم متنبہ ہوتی - ہاں مگر آیت کا مطلب کچھ اور ہوگا اور آپ اُس کو زبردستی تاویلا اودھر لے آئے جیسا کہ آپ سورۂ بقر رکوع ۲۱۔ کو۔

انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ - تم پر حرام کیا ہے مردہ اور لہو اور گوشت سور کا جس پر غیر نام اللہ کا لیا گیا ہے پھر جو مجبور ہو نہ حکم کرتا ہو نہ زیادتی اس پر گناہ نہیں

یا آیت سورۂ انعام رکوع ۱۸

الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس او اھل لغیر اللہ بہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان ربک غفور الرحیم مگر یہ کہ مردہ ہو یا لہو پھینک دینے والا یا گوشت سور کا کہ وہ ناپاک ہے یا گناہ کی چیز جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام لیا گیا ہو اور جو کوئی مجبور ہو بے حکم و زیادتی کرتا تو تیرا رب معاف کرنے والا ہے

بلا کسی لگاؤ کے کھینچ تان کر متعہ کی طرف ڈھال لائے -

قولہ۔ بعض غزوات میں بحالت اضطرار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی جیسا کہ مخمصہ کی حالت میں سور کا گوشت وغیرہ محرمات بقدر ضرورت کھا کر جان بچانے کی اجازت قرآن میں آئی ہے

اقول۔ کیا فہم عالی نے رسائی کی۔ کیا جناب اس خواہش نفس کے روکنے میں بھی تلف جان کا خوف ہوتا ہے اچھا ایک اور آیت آپ کے استدلال کے لیے پیش کرتا ہوں -

وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ کیا سبب ہے کہ تم نہیں کھاتے جس پر نام اللہ کا لیا گیا ہے حالانکہ تمہارے لیے حرام چیزوں کو بیان کر دیا گیا ہے مگر اس صورت میں کہ تم مجبور ہو جاؤ

اگر بسبب مقولہ جناب حضرت نے انھیں آیات کے بموجب حکم دیا تھا تو مہربانی فرما کر کوئی آیت ان ہر سہ آیات کی ناسخ ارشاد فرمائیے کیونکہ بعد اس کے وہ حکم تا قیامت باقی رہیگا اور حکم خلیفہ بلا نص قرآنی واجب العمل نہ ہوگا۔

اب ذرا انصاف فرمائیے کہ ان ہر سہ آیات کے حکم کا اثر کچھ اُس عورت کے بیان پر ہو سکتا ہے

یا نہیں جب مجھے پیاس نے بہت پریشان کیا اور مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہوا، فرمائیے یہ حالت اضطرار ہے جو آپ کی تجویز بلا ثبوت ہے۔

خیر الاعتقاد فی تنویر المساوات

یہ رسالہ جناب مولانا مولوی حاجی غلام علی صاحب مدیر "راہ نجات" کی تصنیف ہے اور اس رسالہ کے جواب میں لکھا گیا ہے جسکو مولوی حاجی محمد اعجاز حسین صاحب بدایونی دام مجدہ نے تحریر فرمایا ہے اور جسکا نام "رد نجم الاعتقاد" رکھا ہے۔ گو مصنف نجم الاعتقاد نے اپنا نصب العین یہ قرار دیا ہے کہ وہ غالیوں کی عقائد باطلہ کا استیصال کرے اور شیعت اور غلو میں فرق دکھائے مگر ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اعجاز الملتہ کی تحریر اپنے مطالب دلی کو بعنوان احسن ادا نہیں کر سکی، جو کچھ غالیوں کے عقاید تھے یا ہیں بحمد اللہ ان کا اثر فرقہ حقہ امامیہ میں بالکل نظر نہیں آتا اور نہ کسی فرد شیعہ کے وہ عقاید ہیں جس کو مصنف نجم الاعتقاد نے لکھا البتہ ان میں سے بعض عقاید وا ہیہ غالیوں کے تھے، جس کو ہماری ہر فرد برا سمجھتی ہے بلکہ بنص ائمہ ایسے لوگوں کو ملعون جانتی اور خیال کرتی ہے

مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اتحاد نور اور اطلاق نفس بقول باری عز اسمہ سوا صفت نبوت کے کسی اور صفت کو استثنا نہیں کرتا۔ اسی مطلب کی توضیح مولوی غلام علی صاحب دام مجدہ مدیر "راہ نجات" نے کی ہے اور ہماری ہر فرد یہی عقیدہ رکھتی ہے درحقیقت شیعوں میں کوئی ایسا گروہ یا کوئی ایسی فرد نہیں جو علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے افضل کہتی ہو، خود جناب رسالتمآب کا جو عقیدہ تھا اسی عقیدہ پہ ہر فرد اہل تشیع ایمان لائے ہوئے ہے، رسالتمآب نے محض نبوت کا استثنا فرمایا ہے اور یہ استثنا خود مساوات صفات پر ایک تیز روشنی ڈالتا ہے ایک مقام تو وہ ہے جب جنگ تبوک میں جاتے ہوئے فرمایا تھا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی اور ایک وہ محل ہے جس کا تذکرہ خود امیر المومنین علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں۔ ارٰی نور الوحی والرسالۃ واشم ریح النبوۃ ولقد سمعت رنۃ الشیطان حین نزل الوحی علیہ صلے اللہ علیہ وآلہ فقلت یارسول اللہ ما ھذہ الرنۃ فقال ھذا الشیطان ایس من عبادتہ یا علی انک تسمع ما اسمع وتری ما اری الا انک لست بنبی ولٰکنک وزیر

میں نور وحی کو دیکھتا تھا اسیطرح جس طرح نور رسالت کو اور نبوت کی خوشبو سونگھتا تھا اور میں نے شیطان کی چیخ کی آواز اس وقت سنی جب رسولؐ پر نزول وحی ہوا تو میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ چیخ کیسی آپ نے فرمایا یہ شیطان کی آواز ہے جو عبادت خدا سے مایوس ہوگیا، اے علیؑ جو تم سنتے ہو وہ میں سنتا ہوں اور جو تم دیکھتے ہو وہ میں دیکھتا ہوں مگر یہ کہ تم نبی نہیں ہو البتہ وزیر ہو۔

یہ فرق روز روشن کی طرح بتاتا ہے کہ جو فرق رسولؐ نے اپنے اور علیؑ کے بارے میں ظاہر کیا بس وہی فرق تھا اور ہے، نہ کسی اور فرق کی گنجایش تھی اور نہ اتحاد نور و اطلاق نفس کسی اور فرق کو جگہ دیتا ہے۔

بہر حال ایسے مطلب پہ رسالہ خیر الاعتقاد نے روشنی ڈالی ہے، لکھائی چھپائی بے مثل ہے حجم باون صفحات کا ہے علمائے اعلام کثر اللہ امثالہم کی مہر و دستخط سے مزین ہے امید ہے کہ مومنین اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

رسالہ مذکورہ "مدیر راہ نجات کاٹھیاوار" سے طلب کیجئے۔

شہاب ثاقب

(ذیل کا مضمون کئی ماہ اُدھر چھپنا چاہیے تھا مگر بعض ضروری مضامین کی وجہ سے نہ چھپ سکا)

آج ۱۶۔ شوال کو النجم بابت ۷ و ۲۱ جب دفتر سہیل میں آیا۔ اس سے پہلے چھ مہینہ تک النجم نے صورت نہیں دکھائی کیونکہ یہ بیچارہ دورہ بلاد و امصار میں مصروف نکر تھا۔ اس کے بعد جب نکلا تو یہ وعدہ کرتا ہوا:۔

یہ تجویز کی گئی ہے کہ بقیہ نمبروں کے نکالنے کے بجائے اسی وقت سے اشاعت شروع کردی جائے اور پرچے کا حجم بجائے دو جز کے تین جز کر دیا جائے اس طرح خیر سال تک یہ کمی پوری کردی جائے گی۔ "النجم" ۱۲۔ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ

یہ تسلی خریداروں کو دی اور نمبر مذکور جمادی الاولیٰ کے مہینہ کا تین جز کا ایک ساتھ نکلا، مگر یہ ترکیب سمجھ میں نہ آئی کہ ٹائٹل پر ۷ و ۱۲ جمادی الاخری لکھ دیا گیا۔ یہ ایک ایسا فاش دھوکا ہے جو بھولے خریداروں کی دلچسپی کا بھی باعث ہے اور پریشانی کا بھی۔

النجم پندرہ روزہ ہے اور دو جز کا نکلتا ہے مگر اس صورت میں ڈیڑھ ہی جز کا رہ جاتا ہے کیونکہ ٹائیٹل پر ۷ و ۱۲ جمادی الاخریٰ لکھا ہوا ہے۔ ان مطالب غامضہ کو کچھ حضرت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

اس کے بعد دوسرا پرچہ آیا جو تین جز کا تھا اور جس کے ٹائیٹل پر ۷۔ جمادی الاخری لکھا ہوا تھا اور پھر ۲۱۔ جمادی الاخریٰ والا رسالہ غائب کر دیا گیا، جو ہم نے کوشش سے وصول کیا۔

پھر ۷ و ۲۱۔ رجب کا پرچہ آیا یہ پانچ جز کا ہے اور اس میں بھی رسائل نمبر سے خانہ پری کی گئی ہے جیسا کہ اس کے پہلے والے دو رسالوں میں خیر اب کی مرتبہ ڈھائی جز کا ہر پرچہ پڑا شاید وہ تین جز والی تجویز ناکامیاب رہی۔

اس نمبر کے صفحات حسب دلی طریقہ پر سیاہ کئے گئے ہیں جن میں نہ کوئی جواب ہے اور نہ کوئی پر مغز بات بلکہ قرآن و تفاسیر کی یا تو مخالفت ہے اور یا سہیل کے متعلق الگ سے کچھ ناغ نوائی فرمائی ہے۔

چنانچہ صفحہ آٹھ تک تو صائب کے مشہور شعر کا ترجمہ و تشریح کی ہے اور اپنی مدح سرائی آغاخانی کے مقابلہ میں فرمائی ہے اور مناظرہ کی جھوٹی شیخی رو دی ہے اس کے بعد ص۹ سے ص۱۳ تک پرچہ سہیل کے مضمون کا جواب دیا ہے جسکی سرخی "سہیل یمن کے طلوع کا سبب" تھی۔ ہم اس مضمون انجم کے ہر پہلو پر روشنی ڈالیں گے۔

اس کے بعد تک شفق علیخاں صاحب مضمون نگار سہیل کی چند باتوں کا جواب دیا ہے جو خلاف مذہب و خلاف تفسیر قرآن ہیں اور بس پھر آخر میں دو سطرے لگا کے انجم کو پانچ جز کا بنا دیا اور لکھ دیا کہ ہم نے سہیل کا جواب دیا۔ سبحان اللہ۔ "ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند"، لکھتا ہے:۔

"سہیل کے جسقدر نمبر اس سال نکلے ہیں سب پر سلسلہ وار لکھا جا رہا ہے ربیع الثانی کے نمبر تک سلسلہ پہنچ چکا تھا، اب جمادی الاولیٰ نمبر پر لکھا جاتا ہے"

ناظرین سہیل اس جھوٹ کو ملاحظہ کریں اور "اللھم زد" فرمائیں میں ایک فہرست پیش کرتا ہوں جیسا کہ پچھلے پرچے میں سہیل کے جلد اول کے ان مضامین کا حوالہ دے چکا ہوں جو لاجواب ہے، اور اس حوالہ دینے پر بھی مدیر انجم نے چوں نہیں کی بلکہ خاموشی اختیار کی کیونکہ کوئی جواب ہے تا تو دیا جاتا اچھا تفصیل اجمالی ملاحظہ ہو۔

(۱) شوال جلد دوم کا جواب جناب نے کسی رسالہ میں دیا (۲) ذیقعد نمبر میں مضمون "بیان واقع" کا جواب آپ نے کب دیا (۳) ذیقعد نمبر میں "خدائی تعلیم اور ثبوت لعنت" کا جواب کہاں عنایت فرمایا (۴) ذالحجہ نمبر میں "مقدیری شعاع" جو ص۲ سے ص۱۱ تک ہے اور معرکۃ القلم جو ص۱۳ سے ص۲۰ تک ہے جس میں آپکے دیے ہوئے حوالہ کو غلط ثابت کیا گیا ہے اور فتووں پر نقد کیا گیا ہے آپنے کس جگہ اس کا جواب دیا ہے؟ نمبر میں "شبلی" کے اس اتہام کو جو اس نے نفس رسول پر لگایا تھا آٹھ طریقوں سے رد کیا گیا ہے آپ نے اس کا جواب کب دیا۔

محرم نمبر میں "طرفداران یزید سے ہمارا قلمی جہاد" جو ص۶ سے ص۲۹ تک ہے کہاں عنایت فرمایا؟ اسی نمبر میں جو "از ھز اداری و ماتم گریہ پر سنت" غلط ثابت کی گئی ہے جناب نے کہاں اسکا جواب دیا؟ یہ ہیں صفر نمبر سہیل کے مضامین کا جواب کس مقام پر آپنے دیا؟ یہ نہیں ربیع الثانی میں آپکے غلط جوابوں کی قلعی کھولی گئی ہے اور آپکے بحر العلوم کی قابلیت دکھائی گئی ہے آپنے کونسا جواب اس کا آجتک دیا اسی جمادی الاولی میں "قاتلان حسین"

کے جواب کی ایک قسط ہے آپنے اُسکا کیا جواب دیا شرم کرو شرم کرو کم از کم حضرت عثمان ہی کی حیا سے شرم کرو ان کے انداز سے فرشتے بھی شرماتے تھے کیا دنیا تمھارے اتنا کہدینے سے کہ ہم سلسلۂ جواب یہیں ختم کر دینگے کبھی نہیں خوب دیکھ لو کہ ہمارے تمام جواب الجواب اور سوالات کے جوابات سے تم بالکل عاجز ہو اور ہمارا ہر جواب اور ہر اعتراض ہے اگر تمھیں دن کو تارے نظر نہیں آتے تو اُحد کی چوٹی تو ضرور نظر آتی ہوگی۔

النجم کی فتنہ پردازی

لکھتا ہے:- اخبار سرفراز اور اُسکی برادری والے تو اس سے ہقدر ناخوش ہیں کہ دفتر سرفراز میں سہیل کا داخلہ بھی بند ہے آپس میں ایک دوسرے کے خلاف نہایت تند و تیز اور دل آزار تحریریں بلکہ زبان بھی ہوئیں اشتہارات بھی نکلے تو بھی چھپے اگرچہ تمام کا سرمایہ بیان نہایت خفا کیساتھ کیگئیں مگر زمان کے انداز رزانہ کردہ سازندہا۔

ہمیں النجم کی اس سادہ لوحی پر جو صدیق اکبر کا حصہ تھا ہنسی آتی ہے اور اس کے اس مطلب کے بار بار دہرانے پر اور بھی ہنسی آتی ہے اخبار "سرفراز" اور "سہیل" کی گفتگو یہ تیسرا مرتبہ ہے کہ برابر لکھیں حالانکہ پہلے ہی دفعہ اس کو جواب دیا گیا تھا کہ یہ جنگ قبیلہ اوس و خزرج کی جنگ ہے اور اہلبیت کی مدد کرتے وقت سرفراز و سہیل ایک نقطہ پر نظر آئیں گے جسطرح اوس و خزرج رسول پر جان نثاری کے لئے دوش بدوش نظر آتے تھے گر اسپر النجم کو اس جواب سے تسکین نہیں ہوتی اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ کچھ اور سننا چاہتا ہے اچھا تو سنیے۔

کیا سہیل اور سرفراز کی گفتگو ویسی تھی جو مسجد رسول میں خلیفہ اول و دوم کے مابین ہوتی تھی یا ویسی تھی جیسا خلیفہ ثانی و سیف اللہ کے مابین ہوئی، یا ویسی تھی جیسا عائشہ ام المومنین اور صدیق اکبر کے مابین ہوئی یا ویسی تھی جیسا ام المومنین اور عثمان بن عفان کے مابین ہوئی جب نعثل کا لقب تجویز کیا گیا تھا یا جانے دو ان تذکروں کو یہ قصے پرانے ہوگئے اب اپنے تازہ واقعات پر نظر ڈالو ابھی حال کا واقعہ ہے جب تم کو علمائے احناف نے کفر بدیہی کا فتویٰ لگایا اور دنیا نے اسکو جانا اور عبدالمجیب صاحب دہلوی نے نور المطابع میں ان اشتہارات کو چھپوایا، ہمارے اور سرفراز کے جو جھگڑا ہوئی کیا وہ ایسی تھی ذرا شرم کرو اور ایسی باتیں منھ سے نہ نکالو جو تمھیں پر اُلٹ جائیں۔

نقل اشتہار متضمن بفتوائے کفر مدیر النجم

مولوی عبدالشکور صاحب ایڈیٹر النجم لکھنوی کون ہیں؟

آج کل بمبئی کے مسلمانوں کی طرف سے اکثر یہ سوال کیا جا رہا ہے۔ اس لئے ہم اپنے سنی حنفی شافعی مقلد بھائیوں کی اطلاع کے لئے ہندوستان کے مقتدر بڑے بڑے علماء کے فتووں کے چند جملے نقل کرتے ہیں جن سے اس سوال کا جواب مل جائے گا اور انکی حقیقت کھل جائیگی۔

(۱) مجدد مأۃ اعلیٰحضرت مولٰنا احمد رضا خاں صاحب بریلوی (۲) مولٰنا محمد عبد الرحمن صاحب قادری بریلوی (۳) مولٰنا محمد نور احمد صاحب (۴) مولانا احمد مختار صاحب صدیقی متوطن میرٹھ۔ (۵) مولٰنا مولوی عبد العلیم صاحب صدیقی قادری (۶) مولوی حافظ عبد الحلیم صاحب امام مسجد مولبین (۷) مولٰنا مولوی حافظ فضل کریم صاحب امام مسجد رنگاری محلہ بمبئی (۸) مولٰنا مولوی سیف الدین صاحب بن مولٰنا حضرت مولوی نظام الدین صاحب ناظم مدرسہ ناظمیہ بمبئی (۹) مولٰنا انور بخش صاحب ناظم تعلیم انجمن نعمانیہ ہند (۱۰) مولانا شیخ نور الحق نذیر احمد صاحب (۱۱) مولٰنا حکیم عبد الاحد صاحب محدث پیلی بھیت (۱۲) مولٰنا محمد عبد الحکیم خاں صاحب شاہجہانپوری (۱۳) مولٰنا مفتی محمد ابراہیم صاحب بدایونی (۱۴) حضرت مولٰنا محب احمد صاحب قادری حنفی بدایونی (۱۵) حضرت مولٰنا عبد الماجد صاحب قادری بدایونی (۱۶) مولٰنا محمد حبیب الرحمن صاحب بدایونی (۱۷) مولٰنا احمد الدین صاحب مدرس شمس العلوم بدایونی (۱۸) مولٰنا اسرار الحق صاحب طوطی ہند (۱۹) مولٰنا حافظ محمد بخش صاحب (۲۰) حضرت مولٰنا عبد القدیر صاحب بدایونی۔

متفقہ طور پر فتوی دیتے ہیں اور تحریر فرماتے ہیں

مولوی عبد الشکور لکھنوی

نہ سنی ہے نہ حنفی۔ نہ اسے امام بنانا حلال نہ اس کے پیچھے نماز جائز نہ اس کا وعظ سننا روا اور خودرائے ہے اور کج فہم و بے ادب ائمہ کے ساتھ گستاخ اور مسائل شرعیہ کی

توہین کرنے والا اور خود اپنے اقرار سے فاسق معلن۔

وہابی غیر مقلد ہو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئیے اور نہ اس کا وعظ سننا چاہیے وہ عوام الناس کو گمراہ کرتا ہے اس کے نزدیک ہرگز نہ جانا چاہئیے ایسے گندم نما جو فروش سے اجتناب چاہیے ان کو فاسق سمجھیں اسکی مدح نہ کریں کہ فاسق کی مدح سے غضب ذوالجلال اترتا ہے غیر مقلدین کے بعض عقائد کو اچھا سمجھنے کے سبب مستحق کفر ہے۔

جن کو اس بات کا ثبوت دیکھنا ہو وہ اشتہار واجب الاظہار مطبوعہ مطبع گلزار احمدی کھانڈرا محلہ بمبئی مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۱ء پڑھیں اور کتاب اعلی نجوم رجم بر ایڈیٹر النجم مطبوعہ بریلی ملاحظہ فرمائیں۔ وما علینا الا البلاغ

حافظ عبد المجید دہلوی عفا اللہ عنہ

اب جب تم بقول بعض علمائے مسلم اہلسنت کے کافر و فاسق و بے دین ہو تو تمہارے کسی قول کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے یا تمہاری کسی تحریر کی کیا وقعت اہل اسلام کی نگاہوں میں آسکتی ہے، لہذا تم پہلے اپنی خبر لو اور اپنے اسلام و ایمان کو ثابت کرو تب پھر کسی مسلم سے بولو اور گفتگو کرو یہ تمہارا ایمان قرآن اور رسول کریم پر کیسا ہے کہ اتنے علما تمھیں فاسق و بیدین کہہ رہے ہیں افسوس تمہاری تعداد جب تمہارے علما نہیں کہتے تو کیا تم عوام کے بل بوتے پر علامہ اپنے کو لکھتے ہو خدا تمھیں غیرت عطا کرے اگرچہ وہ تمھارے نصیب میں نہیں۔

اب جبتک اپنی پیشانی سے اس داغ کفر و فسوق کو نہ مٹاؤ گے اس وقت تک تمہارے کسی بات کا اعتبار نہیں ہو سکتا اور تمہارا شمار بقول تمہارے علما کے ان چار کہ فاسق بنبأ کے تحت میں رہے گا تم شیعوں کے ایمان بالقرآن کی نفی کرتے ہو اور تمہارے علما تمہارے اسلام کی نفی کرتے ہیں لہذا اگر ایک بے دین شیعوں کو کافر کہے تو اس کے قول کا کیا اثر ہو سکتا ہے فتوی مذکورہ ایک بڑے اشتہار کا خلاصہ ہے۔ جو بمبئی میں چھپا اور لکھنؤ میں یہ دو مرتبہ چھپ چکا ہے ایک مرتبہ مطبع نور المطابع میں اور دوسرے بار مطبع اصح المطابع میں۔

لکھتا ہے بلا یہ تمام کارروائیاں نہایت اخفا کے ساتھ کی گئیں"

نہ معلوم اس جملہ کا کیا مطلب ہے اگر اپنی قوم سے اخفا مراد ہے تو ظاہر ہے کہ غلط ہے جو چیزیں مخفی کی جاتی ہیں ان کا طبع کرانا چہ معنی دارد اور اگر یہ مقصود ہے کہ مدیر النجم اور انکی قوم سے مخفی کی گئیں تو یہ بھی غلط ہے اس لئے النجم خود اس کا مقر ہے کہ ضمیمہ اُس کو رسالہ سہیل ہی میں پہونچا چنانچہ وہ ۷ جمادی الاخریٰ میں لکھتا ہے :-

ہاں سہیل کے اسی پرچہ کے ساتھ ایک علیٰحدہ مضمون بطور ضمیمہ کے ہے اسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ خود شیعہ بھی اب سہیل سے ناراض ہیں -

پھر نہ معلوم اس اخفا سے کیا مراد ہے سوا اس کے کہ النجم کی خانہ پری اور اُس سے شکم پری -

البتہ تم اپنی خبر لو کہ تمہاری سرخی "حدیث راز" والی خاموش ہو گئی اور تمہارے گھر والوں نے اسے ظاہر کر دیا جیسا کہ یہ سبق افشائے راز بعض ابوبکر و عمر کی صاحبزادیوں نے رسول کا راز ظاہر کر کے دیا ہے جس خط کو تم نے پوشیدہ اپنے خریداروں کے پاس بھیجا ہے اور جس میں تم نے سہیل کے حضرات حیدریہ علیٰ ماس عمریہ سے فریاد کی ہے اور النجم کا الٹی چھری سے ذبح ہونا لکھا ہے وہ البتہ ظاہر ہو گیا اب کھونتھاں کے مانندان راز ہے کز و سازند محفلہا اس خط سے پتہ چلتا ہے کہ حضرات اہلسنت کے دلوں میں تمہاری ذرہ برابر بھی وقعت نہیں ہے اور وہ النجم کو بادی جانتے ہیں اور فتنہ انگیز مانتے ہیں ہمارے دونوں پوشیدہ خطوں کی تشریح کبھی ہم آئندہ کریں گے وہ ہمارے پاس محفوظ ہیں -

غالباً یہی وجہ تھی کہ النجم اتنے دنوں بندر ہا کیونکہ کشکول خالی تھا اور بعض پیٹ کے ساتھ اس کی بھی فکر تھی مگر تم نے "حدیث راز" میں اس کو ظاہر کیوں نہ کر دیا جھوٹ بولنے سے بعض کیا نتیجہ ملا مگر یہ کہو کہ جادۂ اسلاف پر گامزن تھے -

رہ گیا ذلت اور رسوائی کا تذکرہ تو دنیاوی ذلت تو تمہارے علماء کے فتووں سے معلوم ہے اور آخرت کی ذلت تمہاری منتظر ہے - کیونکہ ھل من مزید کی آواز تمہارا ہی قصد کئے ہوئے ہے -

بادی کون ہے ؟

لکھتا ہے :-

النجم کے اشاعت سے بہت پہلے رسالہ اصلاح کھجوہ سے نکل رہا ہے اور شیعہ اور الحکم دل آزار حملے سنیوں پر کرتے رہے وغیرہ وغیرہ اور مثلاً الحکم کا وہ مضمون جسکی سرخی تھی نماز بنا بر مذہب ابوحنیفہ ،، الخ

یہ گویا اس امر کا ثبوت دیا جا رہا ہے کہ ابتدا شیعوں نے کی، مگر شاید یہ نہیں معلوم کہ اصلاح اس وقت نکالا گیا جب شر کی شر انگیز کاروائیاں انکی جہالت پر روشنی ڈالتی ہوئیں دنیا میں ظاہر ہوئیں اور ،،سکینہ بنت الحسین" ناول لکھا گیا۔ اب بتاؤ بادی کون ہے ،،؟ یہ بھی خیال رکھو کہ جب اصلاح سا پرانا رسالہ بادی نہ ہو سکا تو اور رسائل مثلاً الحکم و شیعہ وغیرہ تو اس کے بعد ہیں وہ کیونکر بادی کہے جا سکتے ہیں۔

اگر آپ نے ،، الحکم ،، اور ،،شیعہ ،، کی وجہ سے النجم نکالا تھا تو جب انکے حملے جو آپکے نزدیک حملے تھے، بند ہوگئے تھے اور یہ رسالہ خود بند ہوگئے تو کاش آپ نے اس ،،النجم" کو بھی بند کر دیا ہوتا اور پھر کوئی رسالہ نہ نکالتے مگر اگر النجم بند ہوتا تو شکم مبارک میں نتو کیونکر باقی رہتا۔

وہ الحکم کی سرخی جس سے چہرہ کی سیاہی دوبالا ہوگئی غلط تھی اگر غلط تھی تو اس کا ثبوت دیا ہوتا اور اگر صحیح ہے تو اس سرخی سے بیکار آپ کا چہرہ سرخ ہوا اور بیکار آپ کے دل میں آگ لگی، کیا آپکے کتب موثقہ میں یہ واقعات نماز مرقوم نہیں۔

اب ان سلسلوں کو یہیں چھوڑو اور بدایت کو اس وقت دیکھو جب فدک غصب کیا گیا اور جب رسول کی جانشینی کے لئے نومسلموں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور اس وقت کو خیال کرو جب بعض رسول پر مظالم کی انتہا کر دی گئی اور ممبر پر لعن طعن (معاذ اللہ) بزمانہ معاویہ شروع کیا گیا۔ تو تم پر روشن ہو جائے گا کہ بادی کون ہے۔ اور ظالم کون ہے۔

لکھتا ہے: "سہیل کے ٹائٹل پر جو شعر جلد اول میں ہے جس میں سنیوں کو ولدالزنا کہا گیا ہے

وہ سنیوں کے کس عالم کا قول ہے"

جو شعر سہیل کے ٹائٹل پر بقاعدہ اصل میں متنبی کا شعر ہے جس نے آپ کے خلفاء کی طرح خلافت بلکہ نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اگر کچھ شکایت آپ کو ہو تو متنبی سے کیجئے جو آپ ہی کی فرد ہے سہیل سے بیکار آپ خفا ہیں دوسرے یہ کہ آپ کو بگڑنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی سوا اس کے کہ چور کی ڈاڑھی کا تنکا کہا جائے۔

لکھتا ہے بد النجم کے اس عبارت میں دو باتوں کو سخت کہا جاسکتا ہے، اول یہ کہ متعہ حرام کاری

کہا گیا، دوم یہ کہ خالص زنا یعنی بغیر نیت نکاح .... بقول حضرت علیؑ

جائز و تزویج بتایا گیا۔

ہم اس کا جواب سہیل جلد اول رجب نمبر میں دے چکے ہیں جس پر تمنے سانس بھی نہیں لی اب تم بار بار اسکو دہراتے ہو کوئی اور ہوتا تو اس جواب کے بعد شرم کرتا، اور پھر کچھ نہ کہتا۔ مگر واہ بے حیائی کی عمر دراز۔

رہ گئی گالیوں کی فہرست وہ ہم نے مع صفحہ سطر النجم سہیل میں نقل کیں تم ان سب کو نوش فرما گئے اور ادھر ادھر کی باتیں بک کے جواب ٹال دیا۔

یہ تو وہ باتیں تھیں جنکا رخ مدیر خاص کی طرف تھا اور جن کا جواب دیا گیا اب کچھ باتیں وہ ہیں جو مشفق علیخاں صاحب کے مضمون کے متعلق ہیں، اگرچہ اس کا جواب ضروری نہیں کیونکہ لعنت کے مسئلے کو سہیل میں ذیقعدہ نمبر میں بالاستیعاب لکھ چکا ہے جس کا کوئی جواب آجتک النجم نے نہیں دیا مگر پھر بھی مستفیدین لعنت کے لئے کچھ لکھدینا ضروری سمجھتا ہوں۔

النجم:- "خدا عالم الغیب ہے دلوں کی حالت کو جانتا ہے لہذا وہ ہر شخص کی اندرونی حالت

کو جانتا ہے کہ وہ کافر ہے یا منافق .... لہذا وہ کسی کو لعنت کرے

تو حق بجانب ہے"

ہم اس کے ماننے کے لئے تیار ہیں۔ مگر آپ یہ بھی خیال رہے کہ جن پر خدا لعنت کردے گا وہ بہ حیثیت کفر یا بہ حیثیت کذب یا من حیث الظلم وغیرہ وغیرہ متعین ہو جائیں گے اور جب متعین ہو جائیں گے تو یہ معلوم ہے کہ ان کو اہل لعنت اور مستحق لعنت ہم نے نہیں کہا بلکہ علام الغیوب نے متعین کر دیا ہے۔ لہذا ہمارا لعنت کرنا اسی کا لعنت کرنا ہے۔

لہ گیا خدائی لعنت کی مثال کو نواقودۃ سے دینا یہ آپ کی محض جہالت ہے یہ ایکی لعنت نہیں بلکہ وہ عذاب ہے جو آپ کے اسلاف پر کبھی آچکا ہے۔ اس کو لعنت سے تعبیر کیجئے گا تو مردوں میں آپ کا بھرم کھلے گا۔

النجم۔ ہاں اوصاف پر لعنت کی جا سکتی ہے مثلا یوں کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت زنا کا فعل پر خدا کی لعنت"

سہیل:۔ جب ایسا ہے تو یاد رہے کہ ان افراد پر بھی لعنت ہوگی جو اس صفت سے موصوف ہیں مثلاً فرض کیجئے کہ بقول آپ کے زناکاروں پر لعنت ہے اگر ایسی مثالیں اور ایسے افراد ملیں تو ان پر لعنت کیا آپ نہ کیجئے گا۔ میں صرف آپ سے پوچھتا ہوں کچھ کہتا نہیں مثلاً خالد بن ولید کا واقعہ مالک بن نویرہ کی بی بی کے ساتھ آپ کی نگاہوں میں کیسا ہے یا مثلاً واقعہ حضرت صدیق اکبر کا جس کو قسطلانی جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ پر لکھا ہے کیسا ہے۔

قال ابو بکر انی لم اسجد لصنم قط فغضب عمر بن الخطاب وقال تقول لم اسجد لصنم قط وکنت فی الجاھلیۃ کذا وکذا فلم یجب وسکت۔	ابو بکر نے کہا میں نے کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا اس پر عمر کو غصہ آیا اور کہا (ہوں) یہ کیا کہہ رہے ہو جاہلیت میں تم نے ایسا ایسا نہیں کیا اس پر ابو بکر چپ ہو گئے اور کوئی جواب نہیں دیا۔

ان دونوں حضرات میں ایک کا قول ضرور درست ہے اور سچ ہے اب ایسی صورت میں جناب کی نظروں میں موصوفین صفات مذکورہ سے شخص مورد ہے ہیں یا نہیں۔

یا مثلاً قرآن مجید میں ہے ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا الایہ اس آیت میں قاتل مومن پر لعنت کی گئی ہے اور مالک بن نویرہ کو حضرت عمر نے اپنے کلام میں مومن و مسلم دونوں

کہا ہے تو حضرت خالد جو قاتل مالک تھے ان کے متعلق جناب کی کیا رائے ہے اس آیت میں "خالدا" کا لفظ بھی دلچسپ ہے۔

یا مثلاً قرآن نے ظالموں پر لعنت کی ہے اور کاتمین شہادت پر لعنت کی ہے لہذا وہ لوگ جو کتم شہادت کرتے تھے مثلاً فدک کے بارے میں یا اور دیگر معاملات میں اس میں جناب کی کیا رائے ہے۔

یا مثلاً جن لوگوں نے نقض عہد خدا کیا ان پر خدا نے لعنت کی ہے، ایسی صورت میں بیعت رسول کے توڑنے والے اور رسول کو میدان جنگ میں چھوڑنے والے آپ کے نزدیک کس چیز کے مستحق ہیں۔

یا مثلاً رسول کو ایذا پہونچانے والے دنیا و آخرت میں بنص آیت ملعون ہیں ایسے وقت میں سیدہ کے ایذا رساں لوگ جناب کی رائے میں کس چیز کے مستحق ہیں۔ فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی"

ان تمام خدائی لعنتوں سے ظاہر ہوا کہ پہلے اس نے لعنت کر کے افراد کو معین کر دیا ہے اور اب مومنین اس لعنت کو مستحقین لعنت تک پہونچا رہے ہیں۔

ہم نے تو اتنی مثالیں آپ کو لعنت کرنے کی دیں آپ کسی ایک ہی آیت سے ایسوں پر لعنت کرنے والے کی مذمت یا نہی عن اللعنۃ دکھا دیجئے۔

لعنت کی بحث کو ذیقعدہ نمبر جلد دوم سہیل میں بغور دیکھو۔ اور سب شیخین کے مسئلہ کو محرم نمبر جلد دوم میں دیکھو تو تحقیق معلوم ہو جائے گا۔

اس رسالہ النجم میں ایک رسالہ آخر میں لگا ہوا ہے جو نواب صاحب پربانواں وام مجدہ کے رسالہ کا جواب ہے اور اس کا نام دشمنان حسینؑ رکھا گیا ہے اگرچہ سہیل کے جواب "قاتلان حسینؑ" کا کوئی جواب الجواب بھی ابھی نہیں مگر مدیر النجم لکھتا ہے کہ ہے؟ اس جھوٹ اور مکر کی کوئی انتہا ہے کہ چیز موجود نہیں ہے اور کہتا ہے کہ ہے۔

اس میں سب و شتم کا جھگڑا پھر نکالا ہے اور احادیث ترمذی و کنز العمال و بخاری وغیرہ سے استدلال کیا ہے کس قدر بھولا ہے مجیب جس کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ ان کتابوں سے مذہب شیعہ

پر کون سا استدلال قائم کیا جا سکتا ہے جو خود نظر علمائے اہلسنت میں مقدوح نہوں جیسا کہ انشاء اللہ ہم کبھی لکھیں گے۔

رہ گیا ابو سفیان کی مدح سرائی جو اس جواب کے ضمن میں کی گئی ہے اس کے متعلق سہیل جلد دوم میں مولفۃ القلوب کی بحث کو دیکھو، ابو سفیان کی ذات ممدوح تھی یا مذموم اس کو ہم نہیں کہہ سکتے ہمیں تو صرف شاعر رسولؐ حسان بن ثابت کی مدح کا ایک شعر یاد ہے جو اس گھرانے کی ایک نام نہاد عورت کے لئے کہا گیا ہے جو ابو سفیان کی بی بی تھیں اور خود ابو سفیان کی مدح بھی اس شعر میں ہے اور رسول نے اس کو اس کے دیوان سے نکلوایا بھی نہیں اور وہ شعر یہ ہے ؎

لعن الالہ وزوجہا معہا   ہند الہنود طویلۃ البظر

حسان ابن ثابت شاعر رسول کہتے ہیں کہ خدا ہندہ اور اس کے زوج ابو سفیان پر لعنت کرے اور یہ ہند کون وہ جس کا ...... "طویلۃ البظر" کا ترجمہ لغت سے ملاحظہ فرمائیے میرا قلم یہ گستاخی نہیں کر سکتا۔

مدیر النجم تو کہتا ہے کہ احناف اور اہلسنت یزید و شیطان پر لعنت کرنا درست نہیں جانتے حسان تو صحابی بھی تھے شاعر رسول بھی تھے وہ رسول کی زندگی میں رسولؐ کے سامنے یزید تو کیا اسکے دادا دادی پر لعنت الفاظ مذکورہ میں کر رہے ہیں مگر رسولؐ روکتا نہیں تم لاکھ ان لوگوں کو عزت دو مگر یہ یاد رکھو جس کو خدا ذلیل کر چکا وہ کبھی عزیز نہیں ہو سکتا۔

تقیہ

(سلسلہ کے لیے ملاحظہ ہو سہیل ماہ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ از صفحہ ۶ لغایتہ ۱۹ حسب وعدہ)

قولہ (النجم ۷ رجمادی الاول ۱۳۴۵ھ جھوٹ کا عبادت ہونا اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کے دس حصتوں میں سے نو حصہ تقیہ میں ہیں اور ایک حصہ باقی تمام اعمال نماز روزہ حج زکوۃ وغیرہ میں تقیہ نہ کرنے والے کو امام صادق نے بے ایمان اور امام باقر نے بے دین فرمایا اب رہا یہ کہ تقیہ کے معنی شاید جھوٹ بولنے کے نہوں تو یہ فیصلہ بھی امام صادق نے کردیا ہے تقیہ کی مثال امام ممدوح نے یہ فرمائی ہے کہ یوسف پیغمبر نے قافلہ والوں کو چور کہا تھا حالانکہ اللہ کی قسم انھوں نے چرایا نہ تھا اور ابراہیم پیغمبر نے اپنے کو بیمار کہا حالانکہ وہ بیمار نہ تھے (دیکھو اصول کافی باب تقیہ صفحہ ۴۸۴) جو چور نہو اسکو چور کہنا جو بیمار نہو اسکو بیمار کہنا جھوٹ نہیں تو کیا ہے۔

اقول۔ (مولف) خیر جناب تقیہ جھوٹ سہی ہم نے بھی مان لیا۔ اب ملاحظہ کیجیے کہ خلیفہ دوم کے تین فعل جو ذکر کیے جاتے ہیں اُسکے ہر پہلو سے یہ ہی شان نظر آتی ہے۔

(۱) حضرت خلافت مآب نے جب بُت پرستی ترک کرکے اسلام اختیار کیا تھا تو صدق دل سے نبیؐ کو نبیؐ برحق سمجھ لیا تھا یا نہیں اگر نبیؐ برحق سمجھ لیا تھا تو پھر فعل نبی پہ ہر مرتبہ شک کیسا اور صلح حدیبیہ میں تو ایسا شک نبوت میں ہوا کہ کبھی نہیں ہوا تھا (جسکو ہم گالیوں کے تذکرہ میں ذکر کرچکے ہیں) یہ تو فرمائیے کہ اسلام لانا جھوٹ تھا یا شک کرنا دونوں امر صحیح نہیں ہوسکتے اگر کہیے کہ شک کرنا مصلحتاً تھا تو جھوٹ ثابت ہوا۔ اور اگر کہیے کہ شک کرنا صحیح تھا تو اسلام رخصت ہوتا ہے اور اگر کہیے کہ اسلام لانا جھوٹ تھا (بہ نظر فائدہ آیندہ جو حاصل ہوا) تو تقیہ ہوا جاتا ہے۔

(۲) بعد تحریر واقعہ غدیر خم امام غزالی نے کتاب سر العالمین میں ذکر کیا ہے۔

قال عمر بخ بخ لک یا ابا الحسن اصبحت مولائی کہا عمر نے مبارک مبارک تم کو اے ابوالحسنؑ کہ
ومولی کل مومن ومومنۃ فھذا تسلیم تم میرے مولا ہوے اور تمام مومنین اور مومنات کے پس قبول

ورضا الخ والتحکیم ثم لعبد ذلک غلب الھواء لحب — کر لینا مرضی و حکم بردباری کا ہے مگر بعد اسکے غلبہ خواہش محبت

الریاستہ وحل عمود الخلافۃ فلبنذ والحق — ریاست اور اُٹھانے عمود خلافت کے حق سے پھر کر پس پشت

وراء ظهورهم واشتروا به ثمناً قليلاً۔ — ڈالدیا اور بیچ ڈالا تھوڑی قیمت پر۔

تو مولا تسلیم کرکے مبارکباد دینا یہ سچے دل سے تھا یا مصلحتاً فرمادیا تھا کیونکہ اگر سچے دل سے ہوتا تو جب جاہ و منصب کے لیے کیوں پھر جاتے (جو تقیہ ہے) اور دروازہ پر آگ کیوں لگاتے کیواڑہ کیوں گرانے گلے میں بندش کراکے قنفذ غلام کے ذریعہ سے بیعت کے لیے کیوں لے جاتے۔

درانحالیکہ حسبنا کتاب اللہ بھی ارشاد فرما چکے تھے کیا آیہ (لا اکراہ فی الدین) جو شروع پارہ سوم میں ہے یاد نہ تھی (یعنی جبر نہیں ہے دین میں) جو اسقدر جبر و ظلم بیعت کے لیے عمل میں لایا گیا اور بیعت بھی وہ جسکو بیعت فلتہ و شر فرماتے تھے یہ تو فرمائیے یہ دین کیسا تھا جسکے لیے بیعت کبیر لیجاتی تھی آپ تو خود بھی ۷ محرم ۴۶ھ کے النجم میں بصفحہ ۳۲ تحریر فرماتے ہیں خلفا کے وقت میں جبر نہیں کیا گیا۔

(۳) نبیؐ کے ارشاد کو جو بطلب دوات و کاغذ تھا ہزیان بتلانا صحیح کلام تھا یا مصلحتاً اگر صحیح کلام تھا تو اسلام رخصت کیونکہ اُسیوقت حسبنا کتاب اللہ فرمایا تھا اور پروردگار عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ سورۂ نجم کے آیت دوم سے تا آیت پنجم تک

ما ضل صاحبكم وما غوى۔ وما ينطق عن — بہکا نہیں صاحب تمہارا اور نہ بے راہ چلا اور نہیں بولتا

الهوى ان هو الا وحي يوحى۔ علمه شديد — اپنی خواہش سے مگر یہ کہ جو اُسکو پہونچتا ہے تعلیم کیا

القوىٰ۔ — ہے اُسکو بڑی قوت والے نے۔

اور سورۂ تکویر کے آیت رکوع اول میں۔ وما صاحبكم بمجنون۔ یعنی تمہارا صاحب رفیق نہیں ہے کیا یہ چند آیتیں بھی یاد نہ تھیں یا عمل نہ تھا تو پھر حسبنا کتاب اللہ کہنا عبث تھا اور اگر مصلحتاً اُسی فائدہ کے لیے ارشاد تھا جو حاصل ہوا تو یہی تقیہ تھا۔

آپ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے کو بیمار کہا تھا مگر بیمار نہ تھے۔ اور پھر آخر میں تحریر ہے کہ بیمار رہنا اُسکو بیمار کہنا جھوٹ نہیں تو کیا ہے

حضرت ابراہیمؑ کا (معاذ اللہ) بقول آپ کے دوسرا جھوٹ جسکو خدا نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے سورۂ انبیاء رکوع ۵۔

قالوا ءانت فعلت ھذا بالھتنا یا ابراھیم — بولے کیا تو نے ہمارے اِلٰہوں سے یہ برتاؤ کیا ہے
قال بل فعلہ کبیرھم ھذا فسئلوھم — اے ابراہیم کہا بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا پوچھ لو
ان کانوا ینطقون۔ — اگر بولتے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے بت خانۂ نمرود کو بلا محافظ پاکر سب بت تبر سے توڑ ڈالے اور وہ تبر بڑے بت کے ہاتھ میں دیدیا اب لوگوں کے اس دریافت پر کہ کیا تم نے یہ کیا ہے اپنے اُس فعل کا جو کر چکے تھے بڑے بت پر ارتکاب کا حوالہ دیا کہ تبر اُسکے ہاتھ میں اسی خیال سے دے چکے تھے۔ فرمائیے یہ کیا تھا۔

حضرت یوسفؑ کا قافلہ والوں کو چور کہلوانا کیسا بلکہ پہلے سے چور کہلوانے کے لیے ظرف آبنوشی طلائی بنیامین اپنے بھائی کے بار میں پوشیدہ کرادیا تھا جس سے بنیامین واقف تھے۔ سورۂ یوسف رکوع ۹۔ قولہ تعالیٰ۔

فلما جھزھم بجھازھم جعل السقایۃ — پھر جب تیار کردیا اُن کا سامان رکھدیا پانی پینے
فی رحل اخیہ۔ — کا ظرف اپنے بھائی کے بار میں

اب جس وقت قافلہ روانہ ہوا تو ایک شخص نے جو ماسور تھا پکار کر کہا۔

ایھا العیر انکم لسارقون — اے قافلہ والو تم مقرر چور ہو

حضرت یوسفؑ کا دوسرا واقعہ (از تفسیر شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ) جب برادران یوسفؑ کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ قافلہ والوں نے چاہ سے یوسفؑ کو نکالا ہے تو وہ قافلہ والوں کے پاس آئے اور یوسفؑ سے زبان عبرانی میں کہا کہ جو کچھ ہم ان سے کہیں تم ہرگز نہ بولنا ورنہ ہم تم کو قتل کرینگے اور قافلہ والوں سے کہا کہ یہ ہمارا بھاگا ہوا غلام ہے اور ہم اسے بیچتے ہیں وہ بولے کہ اب ہمارے پاس قیمت نہیں رہی چند کھوٹے درہم ہیں برادران یوسفؑ نے اُنھیں درہموں پر

منظور کرکے بیچ ڈالا قولہ تعالیٰ۔

وشروہ بثمن بخس دراھم معدودۃ اور بیچ ڈالا اسکو ناقص قیمت پر کچھ درہموں میں

اور یوسفؑ بخوف قتل خاموش رہے۔ کیا یہ تقیہ نہ تھا۔

اور خلیفۂ سوم بخوف تلف جان مکان میں پوشیدہ رہے اور مسجد میں نماز پڑھانے تشریف نہ لائے جو اُنپر بحیثیت خلیفہ ہونے کے فرض تھا قرآن شریف تو جمع فرما چکے تھے کیا آیۂ نماز خوف کے احکام یاد نہ تھے یا وہ واجب العمل نہ تھے دیکھیے جناب امام حسین فرزند رسول الثقلین نے نماز جماعت تیروں کی بوچھار میں ادا فرما کر عمل حکم خدا پر ظاہر کر دیا۔ کیا خلیفہ سوم کا یہ فعل تقیہ نہ تھا۔

آنحضرت صلعم نے بروز ہجرت اپنے فرش خواب پر علیؑ کو سُلا دیا کہ کفار جو آمادہ حضرت کے قتل پر ہیں وہ یہ خیال کرتے رہیں کہ حضرت سو رہے ہیں۔

دوسرا واقعہ۔ جلال الدین سیوطی نے کتاب اکلیل میں ذکر کیا ہے۔

وماروا ان النبی المختار فی صلح حدیبیہ مع الکفار لما یرضوا بوصف اسم رسول اللہ امحاہ بیدہ الکریمہ

روایت کی ہے کہ نبی مختار نے صلحنامہ حدیبیہ سے جبکہ کفار لفظ رسول اللہ پر راضی نہوئے تو حضرت نے خود اپنے ہاتھ سے قلمزد کر دیا اور محمدؐ تحریر کرایا۔

فرمائیے ان افعال رسول اللہ کو آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ آپ ہی ایسا بہادر اُس لفظ سے نامزد کرسکتا ہے جو آپ نے تحریر فرمایا ہے دوسرا تو بخوف کفر و زوال ایمان ہرگز نہ کہے گا۔ اگر معاذاللہ یہ افعال اُسی لفظ سے موسوم کیے جائیں تو وہ اس منصب جلیل کے لائق نہ ٹھہرینگے جنمیں ایک خلیل اور ایک حبیب منجملہ پیغمبران اولوالعزم کے ہیں۔ اب مہربانی فرما کر آیت تقیہ ملاحظہ ہو سورۂ آل عمران رکوع ۳۔

لا یتخذ المومنین الکٰفرین من دون المومنین ومن یفعل ذالک فلیس من اللہ فی شئ الا ان تتقوا منہ

نہ رفیق بناویں مسلمان کافروں کو مسلمان چھوڑ کر اور اگر ایسا کریں تو اللہ سے کچھ واسطہ نہیں مگر یہ کہ تم لینا چاہو اُن سے اپنا بچاؤ۔

تفسیر بیضاوی میں ایک قرأت تقیۃً بھی درج ہے۔

دوسری جگہ سورۂ نحل رکوع ۱۴۔ قولہ تعالےٰ

من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدراً فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم۔

جو کوئی منکر ہوا اللہ بعد ایمان لانے کے مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی ہو اور دل اُسکا برقرار ہے ایمان پر۔ لیکن جو شخص دل کھول کر منکر ہوا تو اُسپر غضب ہے اللہ کا اور اُسپر عذاب شدید ہے۔

ملاحظہ ہو اس آیت سے کسقدر عمار ابن یاسر کا واقعہ ملتا ہوا ہے چنانچہ حسین کاشفی شافعی نے روایت کی ہے۔

ان قریشا اکرھوا علی عمار فاعطاھم عمار بلسانہ ما ارادوا مکرھا وقیل یارسول اللہ ان عمارا کفر فقال کلا ان عمارا ملئ ایمانہ من قرنہ الی قدمیہ واختلط الایمان بلحمہ ودمہ

یعنی قریش نے جبر کیا عمار پر پس کہا عمار نے زبان سے جو کچھ بجبر اُنکا ارادہ نہ تھا پس کہا گیا یا رسول اللہ تحقیق کہ عمار نے کفر کیا فرمایا نہیں بلکہ عمار ایمان سے بھرے ہوئے ہیں پیروں تک اور ملا ہوا ہے ایمان اُسکے گوشت اور خون میں۔

اور شیعے ایک شخص نے اپنے ایمان کو بخوف حضرت چھُپایا ہے جسکو خدا نے لفظ مومن سے ارشاد فرمایا ہے۔ سورۂ مومن رکوع ۴۔

قال رجل مؤمن من آل فرعون یکتم ایمانہ

کہا ایک مرد ایماندار نے قوم فرعون سے جو چھپاتا تھا اپنا ایمان

ان کا اسم گرامی حزقیل تھا جس نے حضرت موسٰی کے رود نیل میں بہانے کے لیے صندوق بنایا تھا حضرت تقیہ جھوٹ بولنا نہیں ہے بلکہ سپر ہے واسطے مومنین کے از برائے نگہداشت جملہ معاندین خدا نے اُسکو ہم شیعوں کے واسطے مامن گردانا ہے وقت شدائد مخالفین کے جس میں اظہار باطل وکتمان (چھپانا) حق ہے باذن اللہ و رسولؐ اور اظہار حق وکتمان باطل نفاق ہے جیسا بعض صحابہ آنحضرتؐ کے تھے۔ الغرض تقیہ سے مقصود حفظ دین وجان ومال وآبرو ہے جسوقت

جس طرح ممکن ہو خواہ بحفظ نفس یا ببذل نفس با علان دین جیساکہ نور العین رسول ثقلین خامس آل عبا امام حسین علیہ السلام نے حفاظت دین کے لیے بذل نفس کرکے اُسکو ساطع و لامع کردیا اور دست پاک اپنا دست نجس میں نہ دیا- اور اسیطرح کا تقیہ حضرت مہدی عجل اللہ فرجہ کا ہو گا جب ظہور فرمائیں گے ولیکن باقی ائمہ ہداۃ و طاہرین مثل سیرۃ انبیاء علیہم السلام بعہد ملوک جبابرہ اُنکی تبعیۃ میں نفاد دین حق کرتے رہے- اور بخاری نے اپنی صحیح میں بذیل باب الاکراہ تحریر کیا ہے-

ان التقیۃ جائز الی یوم القیامہ   تحقیق کہ تقیہ جائز ہے یوم قیامت تک

مجھے ایک واقعہ اور یاد آیا- جناب مولوی اشرف علیصاحب دام فیوضہ مصنف بہشتی زیور جناب کے ہم مشرب نے اپنے استاد مرحوم کی سوانحعمری تحریر فرماکر چھپوادی ہے اُسمیں مرحوم کا یہ تذکرہ درج ہے- کہ مرحوم ممدوح پر کچھ الزامات غدر کی وجہ سے حکم گرفتاری ہوا تو ممدوح ایک مرید کے گھر میں بالاخانہ پر روپوش ہوئے- جب ملازمان سرکاری خبر پاکر بغرض گرفتاری آئے حضرت خبر پاکر فوراً گھر سے باہر نکلکر آگے بڑھے تھے کہ دوڑ آگئی جسمیں کوئی شناخت کنندہ نہ تھا اُنھوں نے حضرت کو روک کر پوچھا کہ فلاں شخص کو تم جانتے ہو کہاں ہے تو جس مقام پر قیام تھا وہاں سے دو قدم ہٹ کر فرمایا کہ ابھی یہاں تھے دوڑ مکان کی طرف بڑھی اور حضرت جہاں تشریف لیجاتے تھے روانہ ہوگئے- کیا یہ تقیہ نہ تھا-

اب ایک مرحلہ اور باقی رہا- کہ مسلماں کو مسلماں سے تقیہ کرنا جائز ہو- تو مذکورۂ بالا احکام و تذکرہ میں اسکی کہیں قید نہیں بلکہ عام اس سے کہ جس سے مضرت کا خوف ہو یا کسی امر حق کے آیندہ ظاہر یا ثابت کرنے کا ارادہ ہو تقیہ کیا جا سکتا ہے- مزید براں مسلمان کا مسلمان سے بھی تقیہ موجود ہے- جلال الدین سیوطی کی کتاب اکلیل میں بذیل بیان میراث مذکور ہے-

انہ قیل لعبد اللہ ابن عباس لم تظہر نطلا[۱]   یعنی کہا عبد اللہ ابن عباس سے کس لیے بطلان عول کا

---

[۱] قول تقسیم ترکہ میں کہ وارثان پدری کو بمقابلہ وارثان مادری کے محروم کیا جاتا ہے ۱۲

العول فی عھد عمرفقال ھیبتہ سطوتہ — تذکرہ عہد عمرؓ میں تم نے نہ کیا کہا ہیبت غلبہ سے

دوسری روایت۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا تقیہ بخوف جان کرنا اپنے بھائیوں سے۔

ان یوسفؑ بن یعقوب لما اراد اخوتہ بیعہ — یوسفؑ ابن یعقوبؑ کے بھائیوں نے جبکہ ارادہ بیچنے

استسلم الرقۃ و لم یظھر الحریۃ خوفاً — کا کیا تو یوسفؑ نے تسلیم کرلیا اور نہ ظاہر کیا اپنی

من القتل حتی باعوہٗ۔ — آزادی کو بخوف قتل۔

کیوں جناب یہ براہین عظیمہ و آیات صریحہ و اقوال مسلمہ آپ کے اکابر علما کے گزارش کیے گئے غالباً آپ کو ان کا علم نہ ہو گا محض واقفیت پیدا کرنے کے لیے یہ اعتراض کردیا یہ امر ہے کہ ہماری عداوت بیجا کے خمار میں آیات و روایات مذکورہ سے روگردانی اختیار کرکے نامعتبر سمجھ لیا۔

اور جناب معاف فرمائیے بُرا نہ مانیے گا ابھی زمانہ زائد نہیں گزرا ہے کہ آپ پر وہابیت کا الزام تھا اور ایک جناب عالم صاحب حنفی نے آپ سے مباحثہ کرنے کا اشتہار دیا تھا اور نیز اوّل آپ کا طریقۂ تحریر مناظرہ میں ائمہ علیہم السلام کی نسبت اُسی انداز کا ہے جو طریقہ اہل وہاب ہے) مگر بعد میں سُنا گیا کہ آپ نے ارشاد فرمادیا کہ مذہب حنفی رکھتا ہوں۔ صرف ہم پر الزام تقیہ ہے اور وقت ضرورت سب ہی تقیہ کو کام میں لاتے ہیں ورنہ قوم کے روگردانی سے نقصان مال ہوتا ہے۔

آپ نے النجم ۷ محرم ۱۳۴۶ھ کے صفحہ ۱۰ میں بذیل جواب سوم تحریر فرمایا ہے کہ اہل سنت والجماعۃ وہ کہلاتے ہیں جنکے دل میں اصحاب رسولؐ کی عزت ہو (اسے خلفاء اربعہ) شیعہ رافضی وہ حضرات ہیں جو صرف حضرت علیؓ کی عزت کرتے ہیں۔ خارجی وہ ہیں جو صرف تین اصحاب کو مانتے ہیں لیکن حضرت علیؓ کی بدگوئی کرتے ہیں۔ پس رفض تو معاذ اللہ آپ کا عقیدہ نہیں وہ تو شیعہ ہیں اب رہا اہل سنت والجماعۃ تو اُنکے عقیدہ میں خلفاء اربعہ کے ماننے کی ضرورت ہے تو حضرت خلفاء اربعہ میں تو علیؓ بھی ہیں جن کی شان میں معہ اُنکی اولاد کے آپ ایسے الفاظ مستعمل کرتے ہیں جسکا تذکرہ سہیل ماہ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ کے صفحہ ۳ سے ۵ تک کچھ اجمالاً درج ہے۔

علے الخصوص نمبر ۱۷ و نمبر ۱۸ پر۔ اُس سے تو آپ کا عقیدہ تیسری صنف میں اظہر من الشمس ہے مگر وہ عقیدہ درونی قلب پوشیدہ ہے کیونکہ ظاہر کرنے پر نقصان مالی ہے۔ اور یہ ہی تقیہ ہے۔

اہل سُنت والجاعۃ۔ یعنی (سنت رسول پر عمل کرنے والے) تو بعد رسولؐ پہلے ہی روز امتحان میں فیل ہو گئے۔

کتاب زاد المعاد علامہ ابن القیم میں بصفحہ ۱۵۰ درج ہے۔ خلاصہ ترجمہ کا یہ ہے۔ حضرت صلعم کی سنتوں میں سے ایک سُنت یہ ہے کہ اہل میت سامانی پخت طعام کی تکلیف نہ اُٹھائیں بلکہ حضرت نے حکم دیا تھا کہ لوگ اُنکے لیے کھانا لیجائیں۔ اور یہ سنت اعظم مکارم اخلاق سے ہے کہ ورثار میت مصیبت کے شغل میں ہیں جس سے وہ انتظام نہیں کر سکتے جو سنت ابتک جاری ہے کہ اکثر تو کھانا پکواکر بھیجتے ہیں یا نقد دیتے ہیں جہاں کھانا پکا ہوا بازار سے مل سکتا ہے کہ اہل میت بعد دفن فاقہ شکنی کریں۔ عمر سعد نے بھی اہلبیت حسینؑ کی فاقہ شکنی کرائے۔ آپ کو قسم ہے خدا کی کیا آپ کے خلفار رضی اللہ عنہم نے اہلبیت نبیؐ کی فاقہ شکنی کرائی کہیں روایات سے پتہ چلتا ہے پس جبکہ آپ کے ہادیاں نے پہلے ہی روز سنت پر عمل نہ کیا اور اس خوف سے کہ سعد بن عبادہ انصاری خلیفہ بنا چاہتا ہے سقیفہ تشریف لیگئے کہ دفن تک میں شرکت نہ ہوئی یا بقول بعض اہلسنت تیسرے روز بعد حصول خلافت آکر دفن میں شریک ہوئے تو اہلبیت نبی کا بوجہ موجودگی میت فاقہ سے کیا حال ہوا ہوگا اور حبیب خدا کی میت بلا عذر شرعی تین روز تک بے دفن پڑی رہی۔ تو بھلا آپ کیا سنت پر عمل کرکے اپنا لقب اہلسنت والجاعۃ قرار دیتے ہیں جبکہ آپ کے پیشواؤں نے عمل نہ کیا۔ اسی سلسلہ میں آپنے لفظ شیعہ کی مثالیں قرآن شریف سے بصفحہ ۱۲ تحریر فرمائی ہیں کہ مذمتاً اس لفظ کو خدا نے ذکر فرمایا ہے۔ مگر افسوس کہ جب انسان پر تعصب قلبی کی وجہ سے کسی مذہب کی مذمت کرنا ہوتی ہے تو آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ فرمائیے جناب آپ نے کیا آیت سورۂ والصّٰفّٰت رکوع ۳ ملاحظہ نہ فرمائی تھی۔

وان من شیعتہ لابراھیم — اور اُسی کی راہ والوں میں ابراہیم ہے

کیا اسمیں بھی لفظ شیعہ مذمت میں آیا ہے - ہاں جناب شیعہ کے معنی تو گروہ کے اور راہ والوں اور پیروی کنندہ کے ضرور ہیں مگر نیک و بد دونوں اقسام پر استعمال ہو سکتے ہیں جیسے لفظ امام کہ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے - سورۂ قصص رکوع ۴ -

وجعلناھم ائمہ یدعون الی النار ویوم القیامۃ لا ینصرون - واتبعنٰھم فی ھذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیامۃ ھم من المقبوحین۔ — گردانا ہم نے انکو امام بلانے والے دوزخ کی طرف اور قیامت کے دن انکو کچھ مدد نہیں اور انکے تابعین کو دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن برائی میں ہوں گے -

آپ تو فرما دینگے کہ امام کی لفظ مذمت میں آتی ہے - لیکن تین اور مقام پر پروردگار عالم اسی لفظ امام کو ذکر فرماتا ہے - سورۂ انبیاء رکوع ۵ -

وجعلناھم ائمہ یھدون بامرنا — یعنے گردانا ہم نے انکو امام کہ ہدایت کریں ہمارے حکم سے

و سورۂ بقر رکوع ۱۵ - جناب ابراہیمؑ سے خطاب ہے -

قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظلمین — فرمایا میں تجھکو کرونگا لوگوں کا امام عرض کیا کہ میری ذریت کو ارشاد ہوا کہ عہد ہمارا ظالموں کو نہ پہونچے گا -

سورۂ سجدہ رکوع ۳ -

وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایٰتنا یوقنون۔ — اور کیے ہم نے ان میں امام جو ہدایت کریں ہمارے حکم کی جب انھوں نے صبر کیا اور رہے وہ ہمارے حکم پر -

اب تو شاید آپ قبول کریں گے کہ امام کا لفظ ہر دو مقام پر استعمال ہو سکتا ہے اسی طرح لفظ شیعہ ہے - پس شیعہ کے خطاب سے جناب ابراہیمؑ ملقب ہوئے اور ان ہی کی سُنت پر اور اولاد میں رسولؐ خدا تھے پس حضرت بھی شیعہ تھے اور علیؑ قدم بقدم رسولؐ کے اور اولاد ابراہیمؑ میں تھے لہذا شیعہ تھے اسی وجہ سے ہمارا فرقہ شیعہ کہلاتا ہے - کہ ہم علیؑ کے ماننے والے و پیرو ہیں - سنت پر عمل کرنے والے سُنی کہلاتے ہیں یہ تو آپ لوگوں کی گڑھی ہوئی لغت ہے دیکھیے سنت کے معنی دستور کے ہیں سورۂ فاطر رکوع ۵ قولہ تعالےٰ -

تذکرہ سبط ابن الجوزی کا ایک ورق

علمائے اہل سنت و سبط ابن جوزی اپنے الفاظ کے دریچہ میں

قال الاصمعی وھشام بن محمد الکلبی
فی کتابہ المسمی بالمثالب وقد
وقفت علیہ معنی قول الحسن لمعویۃ
قد علمت الفراش الذی ولدت علیہ
ان معاویۃ کان یقال الذین اربعۃ من
قریش عمارۃ بن الولید بن المغیرۃ
المخزومی ومسافر بن ابی عمرو ابی سفیانہ
والعباس بن عبد المطلب وھؤلاء کانوا
ندماء ابی سفیان وکان کل منھم یتھم
بھند فاما عمارۃ بن الولید کان من
اجمل رجالات قریش واما مسافر بن
ابی عمرو فقال الکلبی عامۃ الناس
علی ان المعاویۃ منہ لانہ کان اشد
الناس حبا لھند فلما حملت ھند

اصمعی نے اور ہشام بن محمد کلبی نے اپنی کتاب مثالب
مین لکھا ہے جس سے قول امام حسن علیہ السلام "تونے
وہ فراش خوب جان لیا ہے جس پر تو پیدا ہوا ہے"
کی شرح ہوتی ہے، کیونکہ معاویہ کے متعلق کہا جاتا
ہے کہ وہ چار شخصون کی طرف منسوب ہے اور
وہ چارون قریش سے ہین، عمارہ بن الولید بن
المغیرہ مخزومی (مغیرہ مخزومی کے متعلق مختصرًا
سہیل محرم نمبر ۲ جلد ۲ مین ذکر ہے دیکھ لیجیے) مسافر
بن ابی عمرو، ابو سفیان اور عباس بن عبد المطلب،
یہ لوگ ابو سفیان کے ندیم تھے ان مین سے
ہر شخص ہند کے ساتھ متہم تھا، عمارہ بن الولید
بیحد حسین شخص تھا، اور مسافر بن ابی عمرو اسکے
متعلق علامہ کلبی لکھتے ہین کہ عام لوگ اسپر متفق
ہین کہ معاویہ مسافر ہی سے تھا کیونکہ یہ شخص

بمعاویۃ خاف مسافران یظھر انہ
منہ فھرب الی ملک الحیرہ و ھو
ھند بن عمرو فاقام عندہ ثم ان
ابا سفیان قدم الحیرہ فلقیہ مسافر و
ھو مریض من عشقہ بھند فسالہ
عن اھل مکۃ فاخبرہ وقیل ان
اباسفیان تزوج ھند بعد انفصال
مسافر عن مکۃ فقال لہ ابوسفیان
انی تزوجت ھند ابعدک فازداد
مرضہ وجعل یذوب ثم مات
مسافر من عشقہ لھند وقال کانت
ھند من المغیلمات وکانت تمیل
الی السودان من الرجال فکانت اذا
ولدت ولد ا اسود قتلتہ

صفحہ ۱۱۶ مطبوعہ طہران

ہند پر عاشق تھا جب ہند کو معاویہ کا حمل رہ گیا
تو مسافر ڈرا کہ کہین یہ بات ظاہر نہو جائے لہذا وہ بھاگ گیا
اور بادشاہ حیرۃ ہند بن عمرو کے پاس چلا گیا پھر جب
ابوسفیان مقام حیرت "مین آیا تو مسافر اس سے ملا اسوقت
مسافر ہند کے عشق مین مریض تھا اس نے اہل مکہ کو
پوچھا اور ابوسفیان نے بتایا یہ بھی کہا گیا ہے کہ
مسافر کے جدا ہو جانے کے بعد ابوسفیان نے ہند
سے تزویج کی تو بروقت ملاقات ابوسفیان
نے کہا کہ مین نے ہند کو اپنا اہل بنا لیا ہے.
اسکو سن کر مسافر کا مرض اور بڑھ گیا اور وہ
روز بروز گھلنے لگا یہانتک کہ اس مرض محبت ہند
مین مر گیا۔ یہ بھی علامہ مذکور نے لکھا ہے کہ "ہند" کا
عرب مین "مغیلمات" مین شمار تھا اور اسکا میل طبع
سیاہ فام افراد کی طرف زاید تھا، مگر جب کوئی سیاہ فام لڑکا
پیدا ہوتا تھا تو ہند اسکو مار ڈالتی تھی۔

بہت سے ایسے مطالب اور بہت سی ایسی باتین جو کتب معتبر ثقہ مین موجود ہین مگر افسوس کہ ان پر کوئی تحقیقی نظر نہین
کی گئی میری سمجھ مین نہین آتا کہ آیا یہ واقعات صحیح ہین یا غلط اگر غلط ہین تو علامہ کلبی اصمعی ور علامہ فتیہ علیہما نے ان پر
کوئی انتقادی نوٹ کیون نہین لکھا اور اگر صحیح ہین تو آخر ان کے ثبوت کے لیے کسی اور تحقیق مزید کی بھی ضرورت ہے
یا نہین مجھے امید ہے کہ محققین حضرات اس پر تحقیقی نظر فرمائینگے۔ (ایک سائل)

حکم عمر و رسول میں تضاد

عن عمر انه نهى ان ينشد الناس شيئا من مناقضة الانصار ومشركي قريش وقال في ذلك تجديد الضغائن وشتم الحي والميت، استيعاب صفحہ ۲۳۹)

عمر نے اپنے زمانہ میں ایسے ہجو کا پڑھنا شعرا کے لیے ممنوع کر دیا جس میں مشرکین قریش کے معائب و مناقص نصاً بیان کیئے جاتے ہوں، اسلیئے کہ اس سے کینے ابھرتے تھے اور اموات پر سب و شتم ہوتی تھی (اور خود عمر کے اسلاف مشرکین بھی اسمیں داخل تھے ممکن ہے اسوجہ سے روکا ہو)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ احکام جو رسول نے ہجو قریش کے متعلق نافذ فرمائے تھے اور حسان جن پر حین حیات رسول عامل تھے وہ عمر کو ناگوار تھے، کیونکہ حین حیات رسول آپ نہیں روک سکے مگر اپنے عہد حکومت میں خلاف حکم رسول جہاں سے اور باتیں کیں یہ بھی فرمایا اور آج تک پیروان عمر فاروق علی الرغم رسول خدا ان چیزوں کو شیطان و یزید کے لیئے بھی جائز نہیں سمجھتے؛

کعب بن مالک

ان حسان بن ثابت و كعب ابن مالك والنعمان بن بشير دخلوا على علي فناظروه في شان عثمان وانشده كعب شعرا في رثاء عثمان ثم خرجوا من عنده فتوجهوا الى معاوية فاكرمهم (اصابہ صفحہ ۳۰۲)

حسان، کعب بن مالک، اور نعمان بن بشیر علی ابن ابطالب کے پاس آئے اور آپ سے عثمان کے بارے میں مناظرہ کیا اور کعب نے عثمان کے مرثیہ کا ایک شعر آپکے سامنے پڑھا اسکے بعد یہ سب کے سب نکل کے معاویہ کے پاس چلے گئے جہاں انکی عزت کی گئی،

نعمان بن بشیر یہ بھی انھیں لوگوں میں سے ہیں جو امیر المومنین کے بیعت سے کنارہ اور معتزلہ کے سرگروہ تھے، یہ اصحاب نبی میں شمار کیئے جاتے ہیں انکو رسول نے قبل اسکے کہ بیعت نہ کریں غدار کا لقب دیدیا تھا (چونکہ انکی قلبی کیفیات سے رسول باخبر تھا) ملاحظہ ہو،

قال هدى لرسول الله عنب من الطائف

رسول کے پاس کچھ انگور ہدیۃً آئے تو رسول نے نعمان کو

فقال لی خذ ھذا العنقود فابلغہ امک فاکلتہ قبل ان ابلغہ ایاھا فلما کان بعد لیال قال ما فعل العنقود ھل ابلغتہ قلت لا فسمانی غدر (استیعاب صفحہ ۲۵۲)

دیا اور کہا کہ اسکو اپنی ماں کو دیدو میں نے اُس خوشہ کو پہونچانے کے قبل کہا لیا تہوڑے دنوں کے بعد آپ نے پوچھا کیوں انگور کے خوشے پہونچا دیے تھے کہا نہیں اُسپر رسول نے نعمان کا نام "غدر" یعنی غدر کرنے والا رکہا (جب چار دانوں میں غدر کیا گیا تو نیت معلوم، یہ تھے اصحاب رسول)

وکان النعمان امیرا لمعاویۃ علی الکوفۃ سبعۃ اشھر ثم کان علی حمص لمعاویۃ ثم لابنہ یزید فلما مات یزید صار زبیریا

نعمان کوفہ پر معاویہ کی طرف سے حاکم تہا اور حمص پر یزید اور معاویہ دوں کی طرف سے جب یزید مرگیا تو نعمان زبیری ہوگیا،

ان تمام واقعات سے عداوت اہلبیت معلوم ہوتی ہے اور یہ بھی کہ یزیدی گروہ میں فرقہ معتزلہ شریک تہا، نیز یہ بھی کہ ان لوگوں کو اسلام سے کوئی واسطہ نہ تہا بلکہ بادشاہوں کے ساتھ ساتھ انکا مذہب بدلتا تھا کبھی وہ معاویہ کے متبع ہوتے تھے کبھی "یزیدی" بنتے تھے اور کبھی "زبیری"، یہی حالت ہمیشہ اس فرقہ کی رہی بادشاہوں کی رضا اور دولت پرستی میں اس نے قرآن کے معنوں میں تبدیلی کردی رسول کی احادیث حسب مراد دل بنالیے، آج بھی بادشاہ پرستی کا وہی رنگ ہے چنانچہ اخبارات میں پردہ اٹھ جانے کے متعلق اچھا خاصہ زور لگایا جارہا ہے کاش اتنا ہی ہوتا مگر نہیں اسکے ساتھ ہی ساتھ قرآن کی آیتیں بھی اپنے مراد کے موافق پیش کیجاتی ہیں، چاہے انکا مطلب خلاف مراد ہی کیوں نہو اور اسکا دعوی کیا جاتا ہے کہ پردہ کبھی نہیں کیا گیا نہ قرآن نے اُسکو بتایا اور نہ رسول نے اس پر عمل درآمد کیا،

خیر پردہ مفید ہے یا مضر اسکے متعلق میں اسوقت بحث کرنے نہیں بیٹھا میرا مقصود تو صرف اتنا ہے کہ اگر مصر اور کابل کی سلطنت نے بے پردگی نہ اختیار کی ہوتی تو آج قلم مضمون نگار میں یہ زور نہ ہوتا اسیکا نام ہے دولت پرستی اور دنیا پرستی،

مسلمہ بن مخلد ولاہ معاویہ علی مصر وھو اول من جمع لہ مصر والمغرب وذلک فی خلافۃ معاویہ وصدر من خلافۃ یزید بن معاویہ وقال ابن الربیع ولی مرۃ مصر لیزید بن معاویہ	مسلمہ بن مخلد کو معاویہ نے مصر پر حاکم مقرر کیا یہ پہلا وہ شخص تھا جس کے لیے مشرق ومغرب جمع کر دیے گئے تھے یہ خلافت معاویہ اور ابتداء خلافت یزید میں ہوا اور ابن ربیع کا قول ہے کہ عہد یزید ہی میں ایسا ہوا

آپ یزید کے بہت حامی تھے چنانچہ اہل مصر نے انسے یہ جملہ نقل کیا ہے "اعروا النساء یلزمن الحجال" عورتوں کو برہنہ رکھو تب وہ حجرہ سے باہر کبھی نہ نکلیں گی

محمد بن مسلمۃ وکان ممن اعتزل الفتنۃ فلم یشھد الجمل ولا صفین، وولاہ عمر علی صدقات جھینۃ وکان عند عمر معدا لکشف الامور فی المعضلۃ فی البلاد وسکن الربذۃ بعد قتل عثمان	محمد بن مسلمہ، آپنے جنگ جمل وصفین میں شرکت نہیں کی، عمر نے انکو صدقات جہینہ پر والی مقرر کیا تھا، کٹھن، اور مشکل کاموں میں اور آڑے وقت پر یہ عمر کے کام آتے تھے، عثمان کے قتل کے بعد ربذہ میں سکونت پذیر ہو گئے
(اصابہ صفحہ ۳۸۴)	

فضالہ بن عبید مات فی خلافۃ معاویۃ وکان معاویہ ممن حمل سریرہ وقد استخلفہ علی دمشق وولاہ معاویۃ قضاء دمشق اصابہ استعاب صفحہ ۳۰۴	فضالہ بن عبید، عہد معاویہ میں مرے معاویہ نے انکے جنازہ کو کاندھا دیا اور انکو زندگی میں دمشق کا حاکم بنایا تھا،

سعید بن زید ھو ابن عم عمر بن الخطاب	سعید بن زید، یہ عمر کے ابن عم تھے اور انکی

، صھر یکنی ابا الاعور وکانت تحتہ فاطمۃ بنت الخطاب وکانت اختہ عاتکۃ تحت عمر بن الخطاب وکان اسلامہ قدیما قبل اسلام عمر، و کان عثمان اقطع سعیدا ارضا بالکوفۃ فسکنها الی ان مات وسکنها بعدہ من بنیہ الاسود بن سعید (استیعاب صفحہ ۴)	کنیت ابوالاعور تھی فاطمہ بنت خطاب انکی بی بی تھیں یعنی یہ عمر کے بہنوئی تھے اور عاتکہ انکی بہن عمر کی بی بی تہیں یعنی یہ عمر کے سالے بھی تھے انکا اسلام عمر کے اسلام سے پہلے تھا، اسکے علاوہ عثمان نے انکو جاگیر بھی دے رکھی تھی جو کوفہ میں تھی زندگی بہر وہیں رہے اور اسکے بعد انکے بیٹے اسود بن سعید نے وہاں کی سکونت اختیار کی،
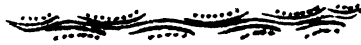
عبداللہ بن سلام اسلم وکان یھودیا (استیعاب صفحہ ۳۵۳)	یہودی تھے پہر اسلام لائے،

قدامہ بن مظعون وکانت تحتہ صفیۃ بنت الخطاب اخت عمر بن الخطاب وھو خال عبداللہ وحفصۃ،	قدامہ بن مظعون، صفیہ ہمشیرہ عمر کے میاں اور عبداللہ بن عمر و حفصہ کے ماموں تھے،

استیعاب ۲۵۸

یہ حضرت عمر کے بہنوئی تھے اور اصحاب رسول میں تھے یہ بحرین میں عامل تھے اور وہیں شراب نعبر حسرمت شراب نوش کی تھی جس پر ابوہریرہ اور جارود نے گواہی دی تھی،

مغیرہ بن شعبہ ولاہ عمر البصرۃ ثم ولاہ عمر الکوفۃ واقرہ عثمان ثم	مغیرہ عمر نے انکو بصرہ کا والی مقرر کردیا تھا اور عثمان نے تہوڑے دنوں برقرار رکہا پہر معزول کردیا عثمان

عزلہ فلما قتل عثمان اعتزل القتال	کے بعد کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے یہانتک
الی ان حضر مع الحکمین ثم بایع معاویۃ	کہ حکمین کے ساتھ شریک ہوئے اور معاویہ کی بیعت کی معاویہ
بعد ان اجتمع الناس علیہ ثم ولاہ	نے انھیں کوفہ کا والی ہمیشہ کے لیئے مقرر کر دیا، یہ پہلا
الکوفۃ بعد ذلک فاستمر علی امرتھا	وہ شخص ہے جس نے اسلام میں رشوت کا عمل کیا،
وانہ اول من رشا فی الاسلام وا ستعملہ	عمر نے انکو بحرین کا عامل بھی بنایا تھا مگر لوگوں کے
عمر البحرین نکرھوا وشکوا فعزلہ،	شکایتوں کی وجہ سے معزول کر دیا،
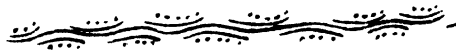
ان مختصر حالات سے چند چیزیں مستفاد ہوئیں ایک تو یہ کہ یہ لوگ اصحاب رسول تھے دوسرے یہ کہ ان میں شرابی وزانی بھی تھے جیسے مغیرہ بن شعبہ، قدامہ بن مظعون، تیسرے یہ کہ یہ لوگ مقرر کردہ عمر وعثمان تھے، چوتھے یہ کہ ان لوگوں کو جاگیریں دیگئی تھیں اور یہ کہ وہ لوگ باوجود اپنے کمزوری اخلاق کے عامل وحکمراں دنیائے اسلام مقرر کیے گئے تھے پانچویں یہ کہ انمیں نسبی رشتے خلفا کے شریک تھے، چھٹے یہ کہ ان لوگوں کی نگاہوں میں دنیا کی وقعت دین کے بہ نسبت زیادہ تھی، ساتویں یہ کہ ان میں وہ لوگ تھے جو نو مسلم تھے اور یہی وجہ تھی کہ ان میں اسلام کامل نہونے کی وجہ سے طمع دنیا کا شائبہ بہت کچھ نظر آتا تھا نیز یہ بھی کہ انکے کفر کے اساس کی بیخکنی انکے دل سے نہ ہوئی تھی اور اسلام نے ان پر پورا اثر نہیں کیا تھا، ورنہ قرآن کے آیات کے نازل ہونے کے بعد محرمات کا استعمال چہ معنی،

بہرحال یہ گروہ تھا کہ جس نے ترک بیعت امیرالمومنین کیا تھا اور انھیں کو معتزلہ کہتے تھے ان میں سے بہت سے بارگاہ امیر معاویہ میں شرفیاب ہوئے اور انھوں نے خاطر خواہ عزاز حاصل کیا، ایسی صورت میں ترک بیعت کے یہ معنی ہوئے کہ وہ امیرالمومنین کو خلیفہ ہی نہیں جانتے تھے چہ جائیکہ وہ مقام چہارم پر انکا شمار کرتے، لہذا معلوم ہوا کہ جب یہ گروہ بڑھا اور اسکی کثرت ہوئی اور اہلسنت نے اسکا ساتھ دیا تو اہلسنت والجماعۃ کا فرقہ وجود میں آیا اب

اہلسنت والجماعۃ ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے مذہب کو مذہب اہلسنت ہی سے تعبیر کرینگے کیونکہ اسمیں حضرت عمر کے بہنوئی اور سالے حفصہ کے ماموں وغیرہ سبھی شریک ہیں اور جب ایسا ہوگا تو نتیجہ صاف طور سے یہ ظاہر ہوگا کہ مذہب اہلسنت وہ مذہب ہے جو امیر المومنین کو خلیفہ بالکل نہیں مانتا چہ جائیکہ خلیفۂ چہارم ماننے، ایسی صورت میں عترت سے تمسک معلوم ہے اور نجات کے خواب خوش کی تعبیر ظاہر ہے۔
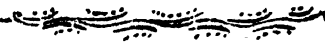
محرم کا چاند

جناب ابوالامیر سید محمد الیاس صاحب رضوی جارچوی کی تصنیف لطیف ہے رسالہ کا موضوع اسکے نام سے ظاہر ہے، ماتم سید الشہدا اور عزاء مظلوم کا ثبوت جس حسن وخوبی سے دیا ہے وہ صرف دیکھنے سے متعلق ہے، گریۂ عزا" کے ثبوت میں خدائی احکام، اقوال انبیا، افعال انبیا فضائے عالم، غرضکہ موجودین دہر کے اقوال وافعال سے مدد لی ہے، تاریخی واقعات صحیحہ کا تذکرہ ہے، بہرحال اس لغو قول کو جس کی بنا بغض اہلبیت پر ہے یعنی عزاداری بدعت ہے" سراسر باطل کر دکھایا ہے اور اس بدعت میں اولیاء کرام مثل بابا فرید شکر گنجی وغیرہ نے یا اور اگابر مذہب سنیہ نے جو حصہ لیا ہے اُس کا اظہار خوبی وحُسن سے کیا گیا ہے، رسالہ دیکھنے کے قابل ہے اور پھر اس وقت جب

مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے

کا مصداق ہو رہا ہے، خدا مولف کو اجر جزیل عطا کرے اور عالم اسلام کو اس بات کی توفیق کہ وہ رسول کا مانگا ہوا اجرا سے دے۔

رسالہ کا حجم ۱۶ صفحہ کا ہے، دفتر انجمن حسینی واقع پنجہ شریف دہلی سے مفت طلب کیجیے اور ضرور دیکھیے۔

باہتمام محمد جواد نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں چھپا اور سید نواب علی ڈیرو پبلشر نے دفتر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے شائع کیا

علمبردار حمایت مذہب
قال رسول اللہ یا علی حربک حربی و سلمک سلمی
ای علی تمہاری جنگ میری جنگ ہے اور تمہاری صلح میری صلح
رجسٹرڈ نمبر ۱۵۶۳
لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ
اے رسول خدا پاؤگے تم کسی ایسی قوم کو جس کا ایمان خدا اور روز آخرت پر ہو اور پھر وہ دشمنان خدا و رسول سے محبت کریں
شماہی
سالانہ
مجلہ علمیہ
سہیل یمن
ابتدائے سال رجب
مدیر خاص
ختم سال جمادی الثانیہ
ابو البراعۃ مولوی سید ظفر مہدی گہر نصیر آبادی الجائسی

قواعد سہیل یمن

(۱) یہ رسالہ ہر ماہ عربی کے دوسرے ہفتہ مین شایع ہوگا

(۲) سہیل کی ضخامت فی الحال ۴۸ صفحات سے کم نہو گی۔

(۳) سہیل جملہ خریدارون کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا

(۴) اگر خریدارون کے پاس کسی وجہ سے نہ پہونچ سکے تو ۲۲ تاریخ عربی تک دفتر مین اطلاع بھیجنے پر دوبارہ روانہ کیا جا سکتا ہے اسکے بعد ۴؍ کا ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جائیگا۔

(۵) سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ۲؎ اور ششماہی ۱؎ ہوگی

(۶) جملہ مراسلات و ارسال زر و خط و کتابت بنام ابو البرکة مولوی سید ظفر مہدی گہر پروپرائٹر و مدیر خاص سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ ہونا چاہیے۔

(۷) مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر حدود منازل سہیل سے متجاوز نہونگے اور معیار علم پر ٹھیک اترینگے تو بعد امتنان شایع کیے جائین گے

(۸) سہیل کو چونکہ آیندہ اپنے کام مین جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے توسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر استعانت حاضر خدمت نہو گا۔

(۹) نمونہ کا پرچہ ۴؍ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا مفت حاضر خدمت نہو گا۔

(۱۰) خریدارون سے عرض ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دین ورنہ تعمیل ناممکن۔

(۱۱) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے

(۱۲) مضامین موصولہ ضروری نہین بالضرور طبع ہونگے اسکا ذمہ دار اڈیٹر نہین اور نہ وہ مضمون کے واپس کرنیکا ذمہ دار ہے

اغراض و مقاصد سہیل یمن

(۱) ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔

(۲) معاندین اسلام خصوصاً مخالفین مذہب شیعہ کے بیجا اعتراضات اور حملون کا دفاع۔

(۳) حقیقی اخلاق اسلامی کا نشر

(۴) علمی قومی اور مذہبی اور اُن ملکی معاملات پر جو مذہب سے متعلق ہونگے تبصرہ و نقد

(۵) حضرات ائمہ معصومین علیہ السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہرین

اس کثیر الاشاعت رسالہ مین اشتہار بھیجتے وقت ذیل کا نرخنامہ ضرور ملاحظہ فرمائین

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک سال کے لیے	للعہ/	دعہ/	سعہ/
چھ ماہ کے لیے	ععہ/	سعہ/	معہ/
تین ماہ کے لیے	ععہ/	سے/	للعہ/
ایک ماہ کے لیے	سہ/	سے/	عا/

کوئی صاحب کمی اجرت کی خواہش نہ فرمائیں رعایت کی گنجایش نہین۔ ٹائٹل پیج کے صفحات کا نرخ اسکے علاوہ ہے جو بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے اجرت بہرحال پیشگی آنا چاہیے،

منیجر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سہیل کی توسیع اشاعت مین مدد کرنا نصرت دین ہے

ہر ماہ عربی کے دوسرے ہفتے مین لکھنؤ ہمو کٹوریہ اسٹریٹ سے شایع ہوتا ہے قیمت سالانہ ہندوستان سے ... علاوہ محصول

یہ رسالہ محض احقاق حق کی نیت سے نکالا جاتا ہے جسکا نتیجہ حفظ افراد مذہب ہے
کسی کی توہین کیلیئے اگر کسی کی اس سے آزار کا خیال ہو اسکی دیکھنے کیلیئے شایع نہین کیا گیا

شرط است کہ بہر ضبط آداب و رسوم — خیزد بعد از نبی امام معصوم
زاجماع چہ گوئی بہ علی باز گرای — مجبار نشین مہر باشد نہ نجوم

جلد ۵ — ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۰ھ — نمبر ۹

مدیر النجم سے چند سوالات

بسلسلہ ماسبق

گزشتہ نمبر مین ہم نے چند سوالات بغرض استفادہ مدیر النجم کی خدمت مین بذریعہ سہیل یمن بھیجے تھے جنکے جوابات کیلئے ہم ہمہ شوق اور ہمہ آرزو ہین ہمین تو بڑی امید ہے کہ مدیر صاحب اپنے محققانہ جوابات سے جلد از جلد آگاہ فرمائینگے اور امتنان کا موقع دینگے اگرچہ ہنوز روز اول ہے۔ اسی سلسلہ مین چند سوالات اور بغرض استفادہ عرض کئے جاتے ہین اور بصد تمنا جواب تحقیقی کے لئے چشم براہ انتظار ہون۔

(۱) قرآن مجید مین ایک آیت ہے جس مین خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومنین وہ ہین جو خدا اور رسول پر ایمان لائے ہین، نہ صرف یہ کہ ایمان لائے ہین بلکہ اس ایمان لانے کے بعد ان کے دل مین، خدا کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کیلئے، شک و ریب نے جگہ نہین بنائی وہی سچے ہین۔ انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا الخ۔ اس آیت کے دیکھنے کے بعد اور اسکا مفہوم حقیقی سمجھنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا عمر بن خطاب مومن تھے؟ اس سوال کے ساتھ ہی ساتھ صلح حدیبیہ کا منظر سامنے آتا ہے اور خود خلیفہ ثانی کا قول کہ "مجھے رسالت مین آج شک ہوگیا" ایمان حضرت عمر کی تردید کرتا ہے اسلئے کہ آیت مین مومنین انھین کو کہا ہے جنکے دلمین بعد ایمان شک نہ آیا ہو اور یہان خود حضرت عمر اقراری مجرم ہین (دیکھو طبری، خمیس، اور دیگر کتب تاریخ) تو ایسی صورت مین حضرت عمر کا ایمان کیونکر ثابت ہو سکتا ہے؟ امید ہے کہ جواب باصواب سے دریغ نہ کیا جائیگا۔

(۲) حضرت ابوبکر کی فضائل سے صحاح لبریز ہین آپنے خوب خوب رسول کا ساتھ دیا اور ایسا کہ دنیائے سنن مین ایک غلغلہ برپا ہے جو غار ثور کی خوفزدہ آواز پر غالب آگیا ہے، غار ثور کے واقعہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت ابوبکر اولیائے خدا مین سے تھے؟ جس کے قائل علمائے اہلسنت ہین۔ مگر جب قرآن پر نظر ڈالی جاتی ہے تو آیت ان کو صف اولیا سے الگ کرتی ہے

اور پکار پکار کے کہتی ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون، یعنی اولیائے خدا نہ بجا ڈرتے ہین نہ بیجا ان پر حزن طاری ہوتا ظاہر ہے کہ خوف وحزن اثر الم اور تقاضائے بشریت ہے مگر وہین کہ جہان عقلائی ہو جیسے جناب موسیٰ کا اژدھے سے ڈرنا اور خدا کا لاتخف کہکے تسلی دینا۔ مگر غار میں غور ہین تو اگر خوف تھا تو عقلائی نہ تھا کیونکہ اگر عقلائی ہوتا تو رسول بھی اس خوف وحزن مین شریک ہوتا۔ معلوم ہوا کچھ اور بعید اس خوف وحزن اور جیخ پکار مین تھا۔ امید ہے کہ جواب تحقیقی سے سرفراز کیا جاؤن گا۔

(۳) کیا ولید کو آپ حضرات خلیفہ مانتے ہین اگر نہین تو کیون؟ اور اگر مانتے ہین تو کیا ایسے اوصاف جو ولید مین تھے وہ خلافت کے استحقاق کو باطل نہین کرتے؟ یعنی یہ کہ اس نے قرآن کو پھاڑ ڈالا کیا وہ مسلمان تھا اگر تھا تو کیونکر؟) یعنی یہ کہ اس نے اپنی کنواری لڑکی کی بکارت زائل کی اور یہ شعر پڑھا۔

من یتقی الناس مات ھما وفاز باللذۃ الجسورہ

یہ کہ اس نے بام خانہ کعبہ پر شراب پی وغیرہ وغیرہ۔ کیا ایسا شخص آپکے نزدیک بھی قابل لعنت ہے اگر نہین تو کیون؟ اور اگر ہے تو اگلے النجم مین اس سوال کا جواب دینے کے بعد جلی قلم سے "بر ولید لعنت" لکھئے۔ اس جواب تحقیقی کا بھی منتظر ہون۔

(۴) آپ کیون ولید کو خلیفہ نہین مانین گے درانحالیکہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین ہے۔

وکان الامر کما قال النبی صلعم فالاثنا عشر توھم الخلفاء الراشدون الاربعۃ و معاویہ وابنہ یزید وعبد الملک بن مروان واولادہ الاربعۃ یزید وسلیمان وہشام وولید وبینھم عمر بن عبد العزیز انتھی۔

تو وہی ہوا جیسا کہ رسول نے فرمایا تھا کہ خلیفہ بارہ ہونگے چنانچہ ہوئے چار تو خلفائے راشدین ہین پھر معاویہ، یزید بن معاویہ عبد الملک بن مروان اور اسکے چارون بیٹے یزید، سلیمان، ہشام اور ولید اور عمر بن عبد العزیز کا بھی انھین مین شمار ہے۔

مین چاہتا ہون کہ جناب نفاق وریاکاری سے کام نہ لین بلکہ صاف صاف اپنی رائے اور اپنی تحریر سے مطلع کیجئے تاکہ ہدایت حاصل ہو۔

(۵) یہ تو صرف قول خلافت وولایت اختیار کیا گیا ہے مین تو یہ دیکھتا ہون کہ زانی خمرانجا محرب اسلام افراد کے لئے آپ حضرات نبوت کے بھی قائل ہین جیسا کہ یزید کیلئے نبوت کا اعتقاد کیا گیا ہے۔

چنانچہ تقی الدین ابن تیمیہ (جن کے آپ مداح ہین اور جن کو آپ اپنا قائد اعظم سمجھتے ہین) کی "وصیت کبریٰ" مطبوعہ مصر کے صفحہ ۳ مین ہے

کہ یزید صلحائے اکبر اور ائمہ ہدیٰ سے تھا اور بعض مسلمانون کے گروہ نے یہ اعتقاد کیا ہے کہ یزید امام عادل اور ہادی ومہدی تھا اور صحابہ بلکہ اکبر صحابہ اور اولیاء اللہ مین سے تھا اور بعض مسلمانون کا اعتقاد ہے کہ وہ انبیا مین سے تھا۔	فاعتقد ان یزید اکان من کبار الصالحین وائمۃ الھدی (الی ان قال) واقوام یعتقدون انہ کان اماما عادلا ھادیا مھدیا وانہ کان من الصحابۃ واکابر الصحابۃ وانہ کان من اولیاء اللہ تعالیٰ وربما اعتقد بعضھم انہ کان من الانبیاء۔

خدا الیون کا شمار "ائمہ کفر" مین کرتا ہے اور خدا کے مقابلہ مین باطل پرست طبقہ اسکا شمار "ائمہ ہدیٰ" مین کرتا ہے جب یہ محبت بنی امیہ ہو تو رسول اور جگر گوشہ رسول کیلئے جو بھی نہودہ تھوڑا ہے، اور خاندان رسالت پر جتنے بھی مصائب نازل ہون معلوم ہین۔ آج بھی اس خیال کے لوگ دنیا مین موجود ہین جیسے صلاح الدین خدا بخش اور جیسے مدیر النجم کا ایجنٹ قاری رحمۃ اللہ۔

مجھے اُمید ہے کہ ان باتون کا جواب تفصیلی عنایت ہوگا اور جلد۔

ان سوالات سے صرف مطالب علمیہ کی تحقیق مطلوب ہے کچھ اور نہ خیال فرمایئے گا

راقم - ایک مسلمان سائل

"نفس عظیم"

(از حضرت رزم ردولوی دام مجدہ)

شام و کوفہ کے درندے اور وہ حیوانیت
تو نے جان دے کر بچایا جوہر انسانیت

فطرت اسلام ہے ممنون تیری اے "حسینؑ"
تو نے بخشا در دلمت تو نے دی وحدانیت

کلمہ توحید کی بنیاد تیرا نام پاک
تیری اک داد شہادت قوم کی ایمانیت

اک تیرے ذکر سے ابھرا ہوا سوز و گداز
اک تیری یاد سے جھکی ہوئی رہبانیت

اک تیرے شوق میں کھوئی ہوئی فکر و نظر
اک تیرے درد میں ڈوبی ہوئی عرفانیت

"کل ایمان" کے مقابل "کفر کل" خندق میں تھا
کربلا میں دیکھئے حیوانیت انسانیت

اور چھپا فاطمہ کا چاند خون میں ڈوب کر
اور بھر دی اک تڑپ ملت میں اک لحرانیت

جان تو نے ڈال دی در اصل اے "نفس عظیم"
سر بسر اک پیکر بے روح تھی روحانیت

تجھ کو محراب عبادت ہو گئی شمشیر کند
اپنے خون کی دھار سے کھینچا خط عرفانیت

ایڑیاں رگڑیں جو وقت ذبح باطل مٹ گیا
تیرے قدموں سے لپٹ کر رہ گئی حقانیت

قطعہ تاریخ رسالہ درثمین

(از جناب خان بہادر سید احمد علی صاحب دام مجدہ)

مولوی سبط حسن سید و شمس العلماء
مالک ملک سخن۔ واصف آل یٰسین

آنکہ عرفی بہ بلاغت۔ بہ فصاحت چو ظہیر
وانکہ سعدی بہ سلاست۔ بہ متانت چو حزین

ذاکر رطب لسان۔ رونق مجلس حقا
واعظ عذب بیان۔ زینت منبر بہ یقین

فخر حسان بود آن صاحب دیہیم ہدا
ناز سحبان بود آن خسرو اقلیم یقین

حالیا ترجمہ در ثمین فرمودہ
گوہر ناب و یا سفتہ چو عقد پروین

احمد سعید آن دانہ سنج و نغز لفظ
کسر شانش بود این مدح و ثنا و تحسین

نہ تامل نہ گمان است درین مصرع سال
گوہر کنز صفا ترجمہ در ثمین
۶ ۱۹ ۳۱

"ہم ناظرین سہیل کے سامنے جس تحریر کو اسوقت پیش کر رہے ہین وہ حق و باطل کے
درمیان ایک محک ہی اور اس بات کو ظاہر کر رہی ہے کہ الٰہی خلافت مٹنے والی
نہین اور خانہ ساز خلافت فنا ہو جاتی ہی اور خود اپنے ہاتھون واما الزبد
فیذھب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض" (مدیر)

کیا ترکون نے مسئلہ خلافت کا فیصلہ کردیا

تقریر قونصل عثمانی در باغ نادری

روز افتتاح قونصولگری عثمانی در مشہد مقدس ۲۸ شوال ۱۳۴۹ھ

مترجمہ و مرسلہ جناب مولانا الشیخ نبی بخش صاحب منا الہندی مشہد مقدس

بعد از حمد و صلوٰۃ ہزار ہزار حمد و شکر سزاوار ہے خداوند متعال کیلئے کہ ہمکو اُسنے ایک ایسی کتاب جامع
مرحمت فرمائی ہے کہ اگر ہم اس پر پورے طور سے عمل کرین تو ہمکو ہر طرح کی ترقی دینی اور دنیاوی
حاصل ہوگی اور اسی کتاب جامع مین ہمکو تاکید اکید فرمائی ہے کہ ہم سب صرف ایک حبل ممدود
خدائی کو محکم پکڑین ۔ اور ہرگز ہرگز ہمارے درمیان تفرقہ نہونا چاہیئے ۔ واعتصموا بحبل اللہ
جمیعًا ولا تفرقوا یعنی اے اہل اسلام تم سب کے سب صرف حبل ممدود خداوندی سے متمسک ہوجاؤ
ہرگز ہرگز ایک دوسرے سے متفرق نہو آج وہ روز مبارک ہے کہ درمیان ہر دو دول اسلامیہ
رشتہ اخوت و مودت و رابطہ دوستی و یکجہتی اسقدر مستحکم ہے کہ آج ہمنے اس شہر مقدس مین انبا عثمانی
قونصل خانہ رفاہ برادران اسلام کے لئے افتتاح کیا ہے ۔ الحمد للہ رب العالمین حقیقتًا تمام
مسلمان خواہ کسی قوم و سرزمین سے مربوط ہون آپسمین بھائی ہین ہم مین کسی طرح کا اختلاف نہین
ہونا چاہیئے ۔ ہمارا خدا ایک ہی ہمارا رسول ایک ہے ہماری کتاب ایک اور ہمارا قبلہ ایک ہے

ہمارا دین ایک ہی یعنی اسلام مقدس لیکن افسوس ہے کہ وہ اسلام جو ایک کتاب ایک رسول ایک خدا
رکھتا ہی انہین اتنے فرقے حادث ہوے ہین اور ہوتے جاتے ہین کہ جن کا احصاء دشوار ہے
پس یہ کیا ہی اور کہان سے ہے جبکہ خداوند عالم فرماتا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام و
من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین ۔ صاحبان
بصیرت پر پوشیدہ نہین کہ یہ تمام فرق مختلف جو اسلام دین واحد مین حادث ہوے ہین ان سب کا
مبدار و منشا یا ہوائے نفسانی یا حب دنیا ہی ۔ چنانچہ صدر اسلام مین صرف ایک فرقہ یعنی اسلام تھا
(اسوقت نہایت جوش مین آکر فرمایا) ہمکو لوگ بدنام کرنے کے لئے کہتے ہین کہ نوجوان ترکون نے مسند خلافت
کو توڑ کر دین اسلام کی کمر توڑ دی ہے اور خود قید مذہب سے آزاد ہو گئے ہین ۔ ہم خداوند منان کو شاہد جانکر
کہتے ہین کہ ہم ہرگز ہرگز قید مذہب سے آزاد نہین ہوے ہین ۔ ہمارا مذہب سُنی ہے ۔ البتہ ہمنے مسند
خلافت بیجا کو جو اسلام حقیقی کیلئے زمرہ عقلا مین ایک بدنما داغ تھا اپنی قوت ایمانی سے اسکو
پاک اور صاف کر دیا ہی اور ہم اس معاملہ مین کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہین ڈرتے
ولا یخافون لومۃ لائم ۔ جب ہم نے نور عقل سے اس بات کو دیکھا کہ خلافت رسول کا حق اور
سزاوار وہ شخص ہو سکتا ہی جسمین مانند حضرت ختمی مرتبت منبع خلق عظیم موجود ہو ۔ اور اسکے
تمام افعال مطابق قرآن کریم ہون اور بعد حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سوائے حضرت
علی ابن ابیطالب امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کے اور کوئی شخص ان صفات سے موصوف نہین
ہوا اسلئے از روئے حقیقت اور صحیح معنون مین خلیفۂ رسول بعد از رسول امیر المومنین علی ابن ابیطالب کے
اور کوئی نہین تھا سو ہمنے اس زمانہ نئی روشنی مین جبکہ ہر مخالف و موالف نور عقل سے آراستہ اور حق و
باطل مین امتیاز کامل دیتا ہے اپنے لئے یہ بات ایک عار سمجھی کہ ہم بدون وجود اوصاف حضرت
خاتم الانبیاء کیسکو خلافت رسول کیلئے مسند مقدس پر جلوہ افروز کرین اور اپنی لیاقت کو زمرہ عقلا مین بروز دین
دیکھو معاویہ خلیفۂ رسول تھا اب اسکو لوگ کیا کہتے ہین اور اسکے بعد اسکا بیٹا یزید خلیفہ رسول اور مسند
خلافت پر جلوہ افروز تھا اور اب اسکو اہل جہان کیا کہتے ہین اللہ اکبر ذہنیت مردم عجب عجب

غضب ہے کہ یزید فرزند رسول کو بھوکا پیاسا بلاوجہ شہید کرے اور پھر آل رسول کو شہر بشہر تشہیر کر کے انکی تذلیل کرے اسکو خلیفہ رسول تسلیم کرین اسیطرح سے خلفا بنی عباس کی خلافت تھی کہ ایک طرف آل رسول اور سادات کو دیوارون مین چنواتے تھے اور دوسری طرف خلیفہ رسول اور امیر المومنین کہلاتے تھے ۔ اسلئے جب ہمنے بدقت اس مسئلہ پر غور و فکر کیا۔ کہ کیا یہ خلافت اسلام وہی خلافت نہین ہے جس نے دین اسلام اور ذریت رسول کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ہے اور اب وہ مسند خلافت ہمارے ہاتھون مین ہے اور ہمارے اقتدار مین ہے کہ اگر ہم چاہین تو اسکو برقرار رکھین اور چاہین تو اسکو مٹا دین. بس ہمارے نور مقدس عقل نے ہمکو یہی مشورہ دیا کہ اب وہ زمانہ جہالت و ضلالت گذر چکا ہے اسلئے اس خلافت کی مسند کو اپنے سے دور کر دیا ہے اسلئے ہم حقیقی مسلمان ہین ہم رسول اور ذریت رسول کی حرمت کو جانتے ہین بس ہمکو جو لوگ یہ کہتے ہین کہ ہمنے خلافت کو توڑ کر گویا دین اسلام کی کمر کو توڑ دیا ہے ۔ بس حقیقت مین یہ بات نہین ہے ۔ بلکہ ہمنے مسند خلافت بے حقیقت کو ٹھکر گویا دین اسلام کو از سرنو زندہ کرنا چاہا ۔ و باللہ التوفیق و علیہ التکلان اس پر اہل محفل سے ایک نعرہ مسرت اور خوشحالی بلند ہوا اور صدائے چیرز سے تمام باغ نادری گونج اٹھا اور زندہ باد دولت ترکیہ زندہ باد مصطفےٰ کمال پاشا کا شور برپا ہوا ۔

والسلام خیر الختام والسلام علی من اتبع الھدیٰ ۔

(ماخوذ از اخبار شیعہ لاہور ۲۴؍اپریل ۲۱ء)

یاد رکھئے کہ سہیل یمن کی توسیع اشاعت ہر مومن کا دینی فرض ہے

یعنی الکعبۃ۔ فان فیھا مرضاۃ للرب
وقواما للمعاش، صلوا ارحامکم فان
فی صلۃ الرحم منساۃ فی الاجل وزیادۃ
فی العدد، اترکوا البغی والعقوق
ففیھما ھلکت القرون قبلکم، اجیبوا
الداعی، واعطوا السائل فان فیھما
شرف الحیاۃ والمماۃ وعلیکم بصدق
الحدیث واداء الامانۃ۔ فان فیھما
محبۃ فی الخاص ومکرمۃ فی العام
وانی اوصیکم بمحمد خیرا فانہ الامین
فی قریش والصدیق فی العرب وھو
الجامع لکل ما اوصیکم بہ، وقد جاءنا
بامر قبلہ الجنان، وانکرہ اللسان
مخافۃ الشنآن، وایم اللہ کانی انظر
الی صعالیک العرب واھل الاطراف
ومستضعفین من الناس قد اجابوا
دعوتہ وصدقوا کلمتہ وعظموا
امرہ فخاض بھم غمرات الموت
وصارت رؤساء قریش وصنادیدھا
اذنابا ودورھا خرابا وضعفاؤھا
اربابا واذا اعظمھم علیہ احوجھم الیہ

اس گھر (کعبہ) کی تعظیم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ
اسمین خدا کی رضا ہے اور قوام معاش ہے صلہ
رحم کرتے رہو کیونکہ صلہ رحم سے عمر مین زیادہ
ہوتی ہے اور افراد مین زیادتی ہوتی ہے،
بغاوت، اور نافرمانی چھوڑو کیونکہ انکی وجہ سے قومین
ہلاک ہو چکی ہین۔ مظلوم کی فریاد کو پہونچو اور سائل کو
دو کیونکہ زندگی و موت کا شرف اسی مین ہے ہمیشہ
سچ بولو، اور امانت داری کرو کیونکہ اس سے
خاص طبقہ کو محبت اور عوام مین وقعت ہوتی
ہے۔ اور مین تمھین محمدؐ کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت
کرتا ہون کیونکہ یہ قریش مین امین اور عرب مین صدیق
ہین، اور جن چیزون کی وصیت مین نے تم سے کی ہے
وہ سب صفات ان مین ہین۔ وہ ایسی بات لیکے آئے ہین
جس کا دل مقر ہے اور زبان منکر ہے خوف عداوت
سے اور خدا کی قسم گویا مین دیکھ رہا ہون کہ عرب کے
فقرا، اور اردگرد کے رہنے والے اور کمزور لوگون نے
محمدؐ کی دعوت پر لبیک کہی اور انکی بات کی تصدیق
کی اور ان کے امر کی تعظیم کی انکے ہمراہ وہ (محمدؐ)
موت کے دریا مین اتر پڑے اور قریش کے رئیس
اور بڑے بڑے لوگ حقیر ہوگئے۔ ان کے گھر برباد
ہوگئے اور انکے کمزور و ناتوان۔ توانا اور مالک

قد محضتم العرب ودادها واصفت لہ
بلادھا واعطتہ قیادھا یا معشر
قریش کونوا لہ ولاۃ ولحزبہ حماۃ
واللہ لا یسلک احد سبیلہ الا رشد
ولا یاخذ احد بھدیہ الا سعد
ولو کان لنفسی مدۃ وفی اجلی
تاخیر لکففت عنہ الھزاھز ولدفعت
عنہ الدواھی۔

بن گئے، اور اسوقت بزرگتر محتاج تر نظر آیا۔
عرب نے اس کیلئے اپنی خالص محبت وقف کر دی اور
شہر اسکے لئے منقاد ہو گئے اور اسکی سرداری منظور کی
اے معشر قریش تم بھی اسکے چاہنے والوں سے ہوجاؤ
اور اسکے جتھے کے مددگار رہو، خدا کی قسم جو اسکے
بتائے ہوئے رستے پر چلیگا گمراہ نہوگا اور جو اسکی ہدایت پر
عمل کریگا نیکبخت ہوگا۔ اگر میں اور جیتا اور مرنے میں
دیر ہوتی تو میں اسکی مدد کرتا اور اس سے حملوں کو
روکتا، اور اسکو مصائب سے بچاتا۔

یہ وہ وصیت تھی جو بلوغ الارب میں لکھی گئی اور روضۃ الواعظین میں اتنا جملہ اور زیادہ ہے
غیر انی اشھد شھادتہ واعظم مقالتہ۔ (مگر یہ کہ میں اسکی شہادت کیساتھ گواہی دیتا ہوں
اور اسکے قول کی تعظیم کرتا ہوں۔)

تاریخ وفات جناب ابو طالب

ہم قطعی اور یقینی طور سے سنہ وفات جناب ابو طالب نہیں معین کر سکتے کیونکہ روایات مختلف ہیں البتہ
اقوال کی اکثریت کو دیکھتے ہوئے ہم اقلیت کے مقابلہ میں کثرت روایات کے اعتبار سے ترجیح نکال سکتے
ہیں اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی وفات حسرت آیات سنہ ۱۰ بعثت میں ہوئی اور اکثر مورخین نے یہی
قول اختیار کیا ہے۔

"سیرۃ الحلبیہ" ۔۔۔ "آپ کا انتقال ہجرت سے تین سال قبل اور بعثت کے دس برس گذرنے
کے بعد ہوا۔"

"تاریخ ابو الفدا" ۔۔۔ "آپ کی وفات بعثت کے دسویں سال ہوئی۔"

"بلوغ الارب"۔۔۔۔ "واقدی نے کہا کہ ابو طالب کا انتقال نصف شوال ۱۰ بعثت میں ہوا اور آپ کی عمر اسی برس سے کچھ زیادہ تھی"۔

"صاحب خمیس"۔۔۔۔ "سیرت یعمریہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"حضرت ابو طالب کی وفات بعثت کے دسویں برس ہوئی"۔

"کامل ابن اثیر"۔۔۔۔ جناب ابو طالب اور جناب خدیجہ کا انتقال، محاصرۂ شعب سے نکلنے کے بعد ہجرت سے تین سال پہلے ہوا۔ جناب ابو طالب کی وفات شوال یا ذی قعدہ میں ہوئی آپ کی عمر اسی برس سے کچھ زیادہ تھی۔

"سیرت ابن ہشام"۔ آپ کی وفات ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی"۔

"بحار"۔۔۔۔ نبوت کے دسویں برس ابو طالب کا انتقال ہوا"۔

"قصص راوندی"۔۔۔۔ ابو طالب کا انتقال بعثت کے دسویں برس آخر سال میں ہوا"۔

"طبری"۔۔۔۔ ابو طالب اور خدیجہ دونوں کا انتقال ہجرت سے تین سال قبل ہوا"۔

"طبقات ابن سعد"۔۔۔۔ حضرت ابو طالب کا انتقال بعثت کے دسویں سال ہوا۔
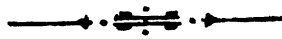
یہ تو اکثر مورخین کے اقوال تھے۔ اب رہ گئے وہ اقوال جو کم ہیں اور وہ گروہ ہے جو اقلین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سو انکے اقوال مختلف ہیں۔ بعض نے بعثت کے ۹ھ و ۱۰ھ کے مابین وفات بتائی ہے اور بعض ۸ھ بعثت میں قائل ہوئے ہیں اور ایک قول ۱۱ھ کا بھی ملتا ہے۔

دحلانی نے اپنی سیرت میں یہ لکھا ہے کہ ابو طالب کی وفات بعثت کے نویں یا دسویں برس ہوئی اور ابن عبد البر نے استیعاب میں لکھا ہے کہ ۸ھ بعثت میں آپ کی وفات ہوئی اور مبعث کے دسویں برس کے قائل ہیں۔

قول اقلین کے اختلافات کو دیکھتے ہوئے اور اکثرین کے اتفاق پر نظر کرتے ہوئے یہی مرجح ہے کہ ۱۰ھ بعثت سن انتقال ہو۔

موت ابو طالبؑ پر رسولؐ کا غم

حضرت ابو طالبؑ کی موت کا اثر اگرچہ تمام قبائل قریش مین عام تھا اور ہر شخص اس واقعہ سے متاثر تھا۔ مگر بنی عبد المطلب آل ابو طالب اور آل ہاشم مین خاص طور پر اس سانحہ کا اثر تھا خصوصاً جناب رسالتمآب کے قلب پر جو صدمہ آپکے اٹھ جانے کا تھا وہ ناقابل بیان ہے۔

بات یہ ہے کہ رسول کی وابستگی ابو طالب سے دو طرح سے تھی، ایک تو وہ محبتانہ رشتہ جو فطرتاً تھا دوسرا وہ سیاسی تعلق اور یہ دونون ابو طالب کے ذات سے وابستہ اور آپ کی ذات پر منحصر تھے آپکے مرجانے سے رسول نے ایک پدر مہربان کو کھودیا اور اس ذات کو کھو بیٹھے جو تمام آپ کی مہمات مین مشیر کار تھی، گویا آپکے مرنے کے ساتھ ہی ساتھ رسول کی تمام امیدین دفن ہو گئین۔

خصوصیت اول یعنی "محبت" مین تو اور بھی شریک کہے جا سکتے ہین مگر اس دوسری سیاسی خصوصیت مین رسول متفرد تھا کیونکہ اگرچہ آل عبد مناف کا تاثر ابو طالب کے مرنے پر رسول سے خاندانی محبت کے اعتبار سے مشارک تھا مگر دوسری خصوصیت مین یہ لوگ شریک نہ تھے جن دونون خصوصیات کے اعتبار سے ابو طالب مدد رسول کیلئے اٹھے اسکا کیا کہنا۔

جناب رسالتمآب ابو طالب کی محبت، نصیحت، اعزاز اور اختصاص نصرت کے اعتبار سے ممتاز تھے کتنے ایسے مقامات آئے کہ جن مین ابو طالب نے رسول کیلئے جہاد کیا اور بہادری دکھائی اور کتنی دفعہ صرف رسول کیلئے قریش کو غضبناک بنایا۔

ان تمام باتون کا لحاظ کرتے ہوے آپ رسول کیلئے، ایک ایسے پدر شفیق و مہربان تھے جو رسول پر تن من دھن ہر اعتبار سے فدا تھا، یہی نہین بلکہ اس فدا ہونے مین ابو طالب کی آنکھین ٹھنڈی اور کلیجہ ٹھنڈا ہوتا تھا۔ اور اسکو آپ بہترین نفع تجارت اور بہترین ظفر سمجھتے تھے۔

یہی وجہ تھے کہ آپ کی موت سے رسول منجی اعظم پر کوہ مصیبت ٹوٹ پڑا اور آپکے غم و مصیبت کی کوئی انتہا نہ تھی۔

کیا ایسی صورت مین، رسول کا غم وہم کے ساتھ متعدد مقامات پر قیام اور ابو طالب ایسے چچا کے لیئے ایسے خلیق وکریم رسول کا بزم ماتم بپا کرنا کوئی مستبعد شے خیال کی جا سکتی ہی، نہین نہین بلکہ فریضۂ اخلاقی یہی تھا اور ابو طالب کا حق احسان اور شکر واجب یونہین ادا کیا جا سکتا تھا۔

ہان ہان، متعدد مقامات پر رسول نے اپنے چچا پر گریہ وزاری اور ماتم کیا، آپ ان کے احسانات، انکی شفقتین یاد کرتے تھے اور روتے تھے۔

منجملہ ان کے ایک وہ مقام تھا جب حضرت ابو طالب کو کفن دیا جا چکا تھا تو اسوقت رسول پر غم کے الفاظ اپنی زبان پر جاری کر رہا تھا ـــــ:

"اے چچا! آپنے میری کفالت یتیمی مین کی، اور میری پرورش بچپنے مین کی۔ اور میری مدد جوانی مین کی، خدا آپ کو اے چچا بہترین اجر اور بہترین جزا دے"۔

ایک دوسرے مقام پر اسوقت جبکہ ابو طالب کا جنازہ اٹھایا جا رہا تھا ـــ: اور امیر المومنین علی علیہ السلام غسل وکفن وحنوط سے بحکم نبی فارغ ہو چکے تھے ع۵ ـــ: رسول آگے بڑھتے ہین کہ تشییع جنازہ کرین اور جنازہ کے سامنے کھڑے ہو کر بصد حزن وملال فرماتے ہین ـــ:

"ع۵ اے چچا! آپنے صلہ رحم کا حق ادا کر دیا، خدا آپ کو جزائے خیر دے، آپنے مجھے بچپنے کر پالا میری کفالت کی، اور جب مین بڑا ہوا تو آپنے میری نصرت ومدد کی"۔

ایک تیسری جگہ جب رسول نے اپنے چچا ابو طالب کو لحد مین اتارا تو آپ روئے اور فرمایا۔

"ع۵ ارے میرا باپ! اے ابو طالب واحسرتا اے چچا مجھے کیونکر صبر آ سکتا ہی ہائے وہ ذات

ع۵ اسنی المطالب کے صفحہ ۴۲ پر ہے کہ صحیح سے وہ روایت ہے جسکو ابن سعد وابن عساکر نے علیؑ سے روایت کیا ہی کہ آپ فرماتے ہین کہ مین نے جب رسول کو ابو طالب کے مرنے کی خبر دی تو رسول رونے لگے اور مجھسے فرمایا کہ جاؤ اور انکو غسل وکفن دو اور صحیفہ مین بھی یہی روایت بعینہ درج ہی۔ اور سیرۃ حلبیہ مین ہی کہ اس حدیث کی روایت ابوداؤد ونسائی، ابن جارود اور ابن خزیمہ نے علی سے کی ہی اور یہ پورا واقعہ سیرۃ مین ہی۔ ع۵ جناب مجلسی نے جناب مفید سے نقل کیا ہے اور اصابہ جلد ۷ صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ مین ابن حجر نے اس واقعہ کو تھوڑے سے تصرف واختصار کیساتھ لکھا ہے۔ ع۵ کتاب مولد امیر المومنینؑ مین بکری نے روایت کی ہے۔

جس نے میری پرورش بچپنے مین کی اور میری دعوت پر لبیک کہی مجھے آپ اپنی مردمک چشم اور اپنی روح سمجھتے تھے"

رسول کے یہ کلمات وقت غم درحقیقت جوامع الکلم سے ہین جن کے بعد بڑے بڑے جملے اور طویل عبارتون کی ضرورت نہین آپنے ان چار فقرون سے حیات ابو طالب، انکی عنایت ومہر ومحبت پر روشنی ڈالی جیساکہ آپ فرماتے ہین، کفلت آپنے میری کفالت کی ربیت آپنے میری پرورش کی اجبت آپنے میری دعوت پر لبیک کہی نصرت آپنے میری نصرت و مدد کی۔

ان تمام باتون کے بعد اگر آپ رسول کے اس جملے پر نظر کرین جسکا مفہوم یہ ہے ــــ: کہ میرا رتبہ آپ کی نگاہون مین (اے ابوطالب) وہی تھا جیسی آنکھ کا مرتبہ حلقہ چشم کے اعتبار سے اور روح کی منزلت جسد کے اعتبار سے (یعنی مین آپ کی روشنی چشم اور بمنزلہ روح تھا) ــــ تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ابو طالب کی حفاظت اور نصرت کس حد کی تھی اور کسقدر ابو طالبؑ نے اپنی جان رسول کے لیے کھپائی۔

درحقیقت اگر حضرت ابو طالبؑ کے ذکر سے زبان تاریخ خاموش بھی ہوتی تو ہمین رسول کے دہن کے نکلے ہوے یہی چار مختصر فقرے جسکا ذکر ہوا کافی تھے، اور یہی چارون مختصر جملے ابو طالبؑ کے حالات مبہم کی تفصیل مفصل و تشریح مشرح ہین۔

ابو طالبؑ کی یاد اور رسول

یہی وہ چند مواقع نہ تھے جبان رسول کو ابو طالب یاد آئے بلکہ آپ زندگی بھر ابو طالب کو یاد کرتے رہے اور مدة العمر آپکے شکر گزار رہے تفصیل ذکر آئندہ آئے گی مگر اس مقام پر صرف ایک واقعہ شرح نہج البلاغہ حدیدی جلد ۳ صد ۶ و ۳۱۵ سے لکھا جاتا ہے۔

واقعہ اعرابی اور دعائے رسول

ایکسال جب قحط پڑ چکا تھا اور خشک سالی شدید تھی تو ایک اعرابی خدمت رسول میں حاضر ہوا

اور اسنے عرض کی کہ اے رسول اللہ اتو قحط کی شدت سے کوئی چیز باقی نہیں رہی نہ تو کوئی دودھ پیتا ہوا بچہ اور نہ کوئی ایسا جانور جسکا دودھ دوہا جائے۔

اسکے بعد چند اشعار پڑھے جنکا مفہوم یہ تھا ـــ

"اے رسول ہم آپکے پاس اسوقت آئے ہیں جب قحط کی سختی سے ماؤں کے دودھ خشک ہوگئے ہیں اور کنوار یان مصیبت میں ہیں اور جوانمرد بھوک کے مارے ہاتھ پاؤں ڈالے ہوے بیکار پڑے ہیں۔

اب ہمارے پاس کھانیوالی چیزوں میں سے کچھ باقی نہیں بجز اندرائن کے پھل کے جو بجید کڑوا ہوتا ہے اور ہم بھاگ کے جائیں تو کہاں جائیں بجز اسکے کہ رسولوں تک آئیں اور پناہ لیں۔"

یہ سنکر جناب رسالتمآب اٹھے اور اپنی رداکو کھینچتے ہوے منبر تشریف لیگئے، حمد و ثنائے خدا کی اور دعا کی کہ اے پروردگار تو ہمیں ابر خوشگوار سے سیراب فرما جو بار بار جھم کے برسے جس سے زمین زندہ ہوجائے اور کونپلیں پھوٹ نکلیں۔ کھیتی ہری ہوجائے اور تھنوں میں دودھ آجائے، وہ جھینٹا ہمارے لئے نافع ہو اور برس کے نکل جائے نہ یہ کہ ٹھہرنے والا ہو۔

دعا کے بعد رسول کا ہاتھ سینہ تک نیچا بھی نہوا تھا کہ پانی موسلا دھار پڑنے لگا، اور لوگوں نے سیلاب اور غرق ہوجانے کی شکایت شروع کی رسول نے پھر دعا فرمائی یہانتک کہ ابر کھل گیا اور فضائے مدینہ صاف ہوگئی اور مدینہ کے گرد ابر نے ایک حلقہ باندھ لیا جیسے تاج ہوتا ہے۔ یہ دیکھکر رسول ہنس دئے اور بہت ہنسے۔ پھر فرمایا کیا کہنا ابوطالب کا اگر وہ زندہ ہوتے تو اسوقت انکی آنکھیں خنک ہوجاتیں۔ یہ کہکے فرمایا کہ کون ہمیں ابوطالب کا قول سنائیگا؟ امیرالمومنین نے عرض کی کہ شاید آپ اس سے انکا وہ شعر مراد لے رہے ہیں، "وابیض یستسقی الغمام بوجھہٖ" وہ روشن چہرہ جس کے وسیلے سے طلب باران کیا جاتا ہے فرمایا "ہاں"

امیرالمومنین نے حضرت ابوطالب کے اس قصیدے کے چند شعر پڑھے آپ پڑھتے جاتے تھے اور رسول ابوطالب کیلئے دعائے مغفرت فرماتے جاتے تھے۔ اسکے بعد ایک شخص قبیلہ کنانہ کا کھڑا ہوگیا

اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

لک الحمد والحمد ممن شکر سقینا بوجہ النبی المطر

اے خدا تیری حمد اور تیرا شکر ہمنے نبی کے واسطے سے سیرابی حاصل کی

دعا اللہ خالقہ دعوۃ الیہ واشخص منہ البصر

اس نبی نے اپنے پیدا کرنے والے خدا سے دعا کی اور آسمان پر نظر کی

فما کان الا کما ساعۃ او اقصر حتی رأینا الدرر

ابھی تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ پانی کے چھینٹے پڑنے لگے

دفاق العزالی وجم البعاق اغاث بہ اللہ علیا مضر

موسلا دھار پانی تیز گرج کے ساتھ جس سے علیا مضر کو خدا نے سیراب کیا۔

فکان کما قالہ عمہ ابوطالب ذوروا ہ عزر

وہی ہوا جیسا کہ رسول کے چچا ابوطالب نے فرمایا تھا جسکی روایت روشن مشہور لوگوں نے کی

بہ ییسر اللہ صوب الغمام ھذا العیان وھذا الخبر

ابوطالب نے یہ فرمایا تھا کہ خدا اس رسول کی وجہ سے پانی برسائیگا" اسکی خبر آج نکلی اور واقع ہو گیا

فمن یشکر اللہ یلقی المزید ومن یکفر اللہ یلقی الغیر

جو خدا کا شکر کریگا تو خدا نعمت زیادہ کریگا اور اگر کفران کریگا تو برباد ہو گا۔

اس واقعہ مین رسول کا یہ جملہ (للہ در ابی طالب لو کان حیا لقرت عینہ" کیا کہنا میرے چچا کا اگر آج وہ زندہ ہوتے تو انکی آنکھیں خنک ہو جاتین) بتاتا ہے کہ رسول کو ابوطالب سے بیحد الفت و محبت تھی اور آپ باربار ان کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے اور ان کو یاد کیا کرتے تھے دیکھئے لوکہ آپ منبر پر ہین اور اس مجمع مین بہترین ذکر مناسبت مقام و وقت کے اعتبار سے ابوطالب کا ہے۔ منبر پر کا دیر تک قیام درانحالیکہ دعا قبول ہو چکی تھی اور پانی برس چکا تھا، اور پھر ابوطالب کا شعر یاد کرنا جو مطابق حال تھا اور اسکو پڑھوانا، اسکا تذکرہ کرنا ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے

کہ اس ذکر سے آپ کو راحت ملتی تھی اور آپ اس سے خوش ہوتے تھے۔ اسکے ماسوا آپکا اسوقت برابر ابوطالب کیلئے دعائے مغفرت کرنا، اس سے عظمت وشان ابوطالب مجمع کی نگاہوں میں بڑھانا مقصود تھا، خصوصاً اسوقت جبکہ مجمع دیکھ رہا ہو کہ ابوطالب کے اشعار سے رسول کے چہرے پہ مسرت کی سرخی دوڑ رہی ہے۔

یوہیں آپ ہر محل ہر موقع اور ہر مقام پر ابوطالب کا ذکر کرتے تھے وہ خلوت ہو یا جلوت، تنہا ہوں یا اصحاب کے مجمع میں، آپ اذ ماسے مناسبت سے اپنے چچا کا ذکر کرنے لگتے تھے اور آپکی محبت کا حال گروہ اصحاب پر بخوبی روشن تھا، بلکہ ابوطالب کے ذکر سے وہ لوگ تقرب حاصل کرتے تھے چنانچہ یہ شعر کنائی اسی مطلب کی طرف مشیر ہے (فکان کما قال عمہ ابوطالب الخ)

یوہیں[ع۵] یہ روایت بھی اس مطلب کو ثابت کر رہی ہے جسکی اسناد ابن عباس کی طرف ہے کہ ابو بکر ایک روز ابو قحافہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے خدمت رسول میں حاضر ہوئے ابو قحافہ اسوقت اندھے ہو چکے تھے اور بحد بوڑھے تھے۔ رسالتمآب نے فرمایا کہ ان کو کیوں لائے میں خود چلا آتا۔ ابو بکر نے کہا کہ اے رسول اللہ میں نے چاہا کہ ابو قحافہ خدا کی طرف سے ماجور و مثاب ہوں۔ اس خدا کی قسم جس نے آپ کو مبعوث برسالت کیا ہے مجھے آپکے چچا ابوطالب کے اسلام سے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ اپنے باپ ابو قحافہ کے اسلام سے نہیں ہوئی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپکے خنکی چشم کا باعث ہوگا۔

اب ہم ایک تیسرا شاہد جسکو ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنی شرح کے جلد ۳ ص ۲۱۶ میں لکھا ہے ذکر کرتے ہیں اس نے ابو عبیدہ بن حارث کے متعلق لکھا ہے اور سیر و مغازی سے نقل کیا ہے ـــــ: یہ کہ عتبہ بن ربیعہ یا شیبہ نے جب ابو عبیدہ بن حرث بن عبد المطلب کا پاؤں بدر کی جنگ میں کاٹ ڈالا تو علی اور حمزہ دونوں اس پر حملہ آور ہوئے اور ابو عبیدہ کو اسکے نیچے سے چھڑایا، اور دونوں نے عتبہ کو قتل کر دیا اور ابو عبیدہ کو عریش میں رسول کے پاس لے آئے، ابو عبیدہ کی نلی کی ہڈی کا مغز بہ رہا تھا انھوں نے کہا اے رسول اللہ اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو وہ جان لیتے کہ وہ اپنے اس

ع۵ اصابہ ج ۷ ص ۱۱۳ مطبوعہ مصر ۱۳۲۵ھ

قول میں سچے تھے ـــ: اسکے بعد یہ شعر پڑھے جنکا ترجمہ گذر چکا۔

کذبتم و بیت اللہ نبزی محمدا ولما نطاعن دونہ ونناضل
وننصرہ حتی نصرع دونہ ونذھل عن ابناء نا والحلائل

یہ سنکے رسول اللہ نے ابوعبیدہ اور ابوطالب کے لئے دعائے مغفرت کی، ابوعبیدہ مقام صفراء تک رسول کے ہمراہ گئے اور وہیں بعد انتقال مدفون ہوے۔

یہ تھی حالت صحابہ ابوطالب کے متعلق کہ وہ ابوطالب کا تذکرہ ذرا ذرسی مناسبت مقام کو دیکھتے ہوے کرتے تھے، اور اسکا کچھ اور مطلب نہیں ہو سکتا بجز اسکے کہ رسول اس سے خوش ہوں اور صحابہ متقرب بارگاہ رسالت ہوں۔

"نماز جنازہ بعد انتقال ابوطالب فرض ہوئی"

اب ایک سوال اسجگہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا رسول نے ابوطالب کے جنازے کی نماز پڑھی یا نہیں؟ اس سوال کا جواب یہی ہے جو ابوجہم بن حذیفہ نے دیا، کیونکہ یہی سوال بعینہ ان سے کیا گیا تو انھوں نے کہا نماز جنازہ اسوقت تھی کہاں وہ تو ابوطالب کے انتقال کے بعد فرض ہوئی۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ رسول بے حد محزون ہوے اور امیر المومنین علی کو تجہیز و تکفین کے بندوبست پر مامور کیا اور خود آپنے مشایعت جنازہ فرمائی۔ اس واقعہ کو ابوالفرج نے لکھا ہے۔

"اور یہ امر مسلمات میں سے ہے کیونکہ موضح نسابہ نے بھی روایت کی ہے کہ جب ابوطالب کی وفات ہوئی تو صلوٰۃ اموات فرض نہوئی تھی لہذا رسول نے نہ ابوطالب کی نماز جنازہ پڑھی اور نہ اپنی زوجہ طاہرہ جناب خدیجہ کی البتہ آپ بجد محزون تھے اور مشایعت جنازہ فرمائی اور طلب مغفرت کی"۔

اہل سیر و تاریخ کا یہ خیال ہے کہ جناب خدیجہ کی وفات حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد ہوئی جیسا سیرۃ النبلاء، سیرۃ العمری، حیوۃ الحیوان دمیری، سمط الثمین، اسد الغابہ اور استیعاب وغیرہ میں ہے، اہل تاریخ کا اتفاق دیکھتے ہوے یہ بات واضح و روشن ہے کہ حقیقتاً اسوقت تک یعنی

انتقال خدیجہ تک بھی نماز جنازہ مفروض نہ تھی چہ جائیکہ وقت انتقال ابوطالب جو خدیجہ سے پہلے راہی ملک بقا ہوے۔

"چنانچہ تاریخ خمیس میں ہے" :- کہ رسول قبر جناب خدیجہ میں اترے اور یہ وہ وقت تھا کہ نماز جنازہ میت پر مفروضہ نہ تھی چنانچہ جناب خدیجہ پر نماز جنازہ نہیں ہوئی۔

"صاحب سیرۃ حلبیہ لکھتے ہیں" :- جناب خدیجہ بمقام "حجون" میں مدفون ہوئیں رسول آپ کی قبر میں اترے اور اسوقت تک نماز جنازہ کا حکم شرع نے نہ دیا تھا۔

ان تمام روایات سے ظاہر ہے کہ نماز جنازہ حضرت ابوطالبؑ کے موت کے بعد فرض ہوئی۔

"یوم ابوطالبؑ"

یہ امر بدیہی ہے کہ ابوطالب کی سی شخصیت کا آدمی اٹھ جانے کے بعد جو کچھ بھی غم نہ کیا گیا ہو کم ہے کیونکہ آپ کا مرتبہ قریش میں جو کچھ تھا وہ پوشیدہ نہیں، لہذا آپ کا یوم غم جس طرح منایا گیا اس پر ان واقعات سے روشنی پڑ سکتی ہے۔

کتاب مولد امیر المومنین میں ابو الحسن بکری نے لکھا ہے :- ابوطالب کی موت پر عورتوں نے اپنے گریبان چاک کئے، بال بکھرائے اور آپ کی موت کا صدمہ تمام اہل مکہ کو ہوا۔"

سید فخار بن معد نے اپنی کتاب میں کچھ اشعار لکھے ہیں جو امیر المومنین کے ہیں یہ حضرت ابوطالبؑ کا مرثیہ ہے جو علی بن ابیطالب نے کہا۔

اباطالب عصمۃ المستجیر وغیث المحول و نور الظلم

اے ابوطالبؑ آپکی ذات پناہ ڈھونڈنے والے کیلئے جائے پناہ تھی، زمانہ قحط میں برابر باران تھی اور تاریکیوں میں شمع نور

لقد ھد فقدک اھل الحفاظ فصلی علیک ولی النعم

اہل حفاظ اصحابان شرافت و غیرت) کو آپکی موت کا سخت صدمہ ہوا خدا آپ پر صلوات بھیجے

"ابو طالب کے بعد مکہ میں رسول بے یار و مددگار تھے"

یہ حقیقت اور واقعہ ہے کہ ابو طالب کی مدد اور حمایت کی وجہ سے رسول کے پاؤں اظہار دعوت کے بعد مکہ میں ٹھہر گئے تھے، اور قیام کی صورت تھی۔

ادھر ابو طالب کا انتقال ہوا، اور ادھر قریش کے چہروں پر غدر کے آثار ظاہر ہونے لگے، اور مکر و کید کی نشانیاں نظر آنے لگیں، کیونکہ (بعد ابو طالب) اب میدان صاف تھا،

جس دن ابو طالب دنیا سے اٹھے، اسی دن رسول کا لشکر جو بھی کچھ تھا، الگ ہو گیا، اور جس دن ابو طالب مدفون ہوئے اسی دن نشان و رایت لشکر رسول بھی لپیٹ کر رکھ دیا گیا، ابو طالب کی موت سے وہ مستحکم چار دیواری جو حفاظت رسول کیلئے ایک قلعہ تھی، غائب ہو گئی، اور وہ چمکتی ہوئی تلوار آپ کے انتقال سے زنگ آلود ہو گئی۔

اب رسول تنہا ہیں، نہ کوئی مددگار رہ نہ یاور، نہ مونس رہ نہ غمگسار، نہ کوئی دشمنوں کے حملوں کا دفع کرنیوالا نہ کوئی اُنکا روکنے والا۔ یہی وجہ تھی کہ رسول چاروں طرف سے تکالیف، اذیت، بلا و مصیبت، میں گھر گئے۔

قریش نے ہر وہ طریقہ جس سے آپکو ایذا پہونچے اختیار کیا، اور آپ پر نگہبان و جاسوس مقرر کر دئے کہ آپ کی نشست و برخاست اور آپکے حالات کا پتہ لگاتے رہیں۔

رسول کو مختلف مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور اب قریش کے حملے، داہنے بائیں آگے پیچھے، اوپر نیچے غرضکہ ہر طرف سے تھے۔ تاریک اور بھیانک مصیبتیں ہر طرف سے چلی آ رہی تھیں، اور آپ کیلئے ہر مقام پر، گلی ہو یا کوچہ، پہاڑ کی چوٹی ہو یا اسکی گھاٹیاں بطن وادی ہو یا زمین نرم و سخت، ایک نئی مصیبت کا سامنا تھا۔

اسی مصیبت کا تذکرہ رسول نے اس فقرہ میں فرمایا ہے لم یوذ نبی بمثل ما اوذیت (جیسی اذیتیں اور تکلیفیں مجھے دیگئیں ویسی کسی نبی نے نہیں اٹھائیں)

بھلا مجال تھی کہ قریش حیات ابو طالب میں ان تکلیفوں کا عشر عشیر بلکہ ان کا ہزارواں حصہ بھی پہنچا سکتے نہیں کبھی نہیں۔ اسی کو رسول فرماتے تھے۔ اور اپنی حزن وغم کی شکائتیں کیا کرتے تھے۔

آپؐ فرماتے تھے کہ قریش نے میرا کوئی صدمہ حیات ابو طالب میں نہیں دیکھا یعنی حیات ابو طالب میں کسی کی مجال نہ تھی کہ آپ کو کسی قسم کی تکلیف پہونچاتا۔

جب مصیبتیں بڑھتی تھیں اور سخت وقت آتا تھا اور قریش کے حملے پے در پے ہوتے تھے تو آپ روح ابو طالب سے فریاد کرتے تھے اور ان تکلیفوں، ایذاؤں اور مصیبتوں کی شکایت کرتے تھے چنانچہ فرماتے تھے "یا عم ما اسرع ما وجدت فقدك" چچا کیسی جلدی آپ مجھے چھوڑ کے چلے گئے)

انھیں شدائد میں اور انھیں آفات میں خدائی فرمان پہونچا کہ تم مکہ چھوڑ دو چنانچہ کافی میں جناب ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے ــــــ "جبرئیل بحکم خدا نازل ہوئے اور کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ آپ مکہ چھوڑ دیں کیونکہ یہاں اب آپ کا کوئی مددگار نہیں، چنانچہ رسالتماب وہاں سے چل کھڑے ہوئے اور جبل "حجون" میں تشریف لائے"

ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ جلد ۱ ص ۱ پر رقمطراز ہے ــــــ جب ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو وحی نے رسول سے کہا کہ اب آپ مکہ چھوڑ دیں کیونکہ یہاں آپکا کوئی ناصر نہیں"

رسول کی مسافرت اور تکلیفات

رسول نے مکہ چھوڑ دیا اور طائف تشریف لیگئے وہاں آپنے "ثقیف" سے مدد چاہی، ان سے پناہ چاہی ان سے یہ امید کی کہ وہ ان خدائی احکام کو جسکو رسول لایا تھا قبول کرینگے، مگر انھوں نے

عــه طبری جلد ۱ جزو ۲ ص ۲۲۹، سیرۃ الحلبیہ ج ۱ ص ۳۵۳

عــه سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ ص ۳۵۳

ســه مدیر النجم ہوتا تو کہتا کہ کیا خدا میں بھی نصرت کی طاقت نہ تھی (معاذ اللہ) اور کیا رسول کو تقیہ کرکے جانا چاہئے تھا یہ اسکی نظر میں جبن ہے۔ (معاذ اللہ)

قطعاً انکار کر دیا اور ان کے خباثت نفس نے سر اٹھایا، نہ انھون نے مدد کی اور نہ دعوت رسول پر لبیک کہی بلکہ برخلاف اسکے بہت بری طرح رسول کی رد کی اور بہت کچھ حقارت و ذلت کا برتاؤ کیا جسے خدا ہی خوب جانتا ہے۔

جب رسول کی امیدین "ثقیف" سے منقطع ہوگئین تو آپ نے یہ چاہا کہ وہ لوگ ہی پہلا انتظام جاری رہنے دین۔ اسکا بھی انھون نے انکار کیا، ان کے بچے اور ان کے غلام اشارہ پاکے رسول کو اذیت پہونچانے لگے کوئی آپ پر پتھر پھینکتا تھا۔ کوئی گالیان دیتا تھا۔ یہانتک کہ آپ ان سے بھاگ کے ایک باغ مین چلے آئے اور ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گئے، آپ کی پنڈلیون سے خون بہ رہا تھا اور پتھرون کے پڑنے سے قدم کے زخم خون دے رہے تھے۔ رسول سایہ مین بیٹھکر اپنے خدا سے مناجات کرنے لگا اور یون درگاہ باری مین شکوہ سنج امت ہوا۔

"پروردگارا![ع۵] مین اپنے کم طاقتی، بیچارگی اور ذلت کی شکایت تجھ سے کرتا ہون، اے سب سے زیادہ رحم کھانیوالے تو کمزورون اور ناتوانون کا مالک ہے اور میرا خدا ہے تو مجھے کسکے سپرد کرتا ہے، کسی دوست کی طرف یا دشمن کی طرف۔؟ اگر تیرا غضب مجھپر نہین تو مین کسی کی پروا نہین کرتا، کیونکہ تیری امان (عافیت) میرے لئے وسیع تر اور فراخ تر ہے۔

مین تیرے اس نور کے وسیلے سے جس نے تاریکیون کو روشن کر دیا، اور جس مین امر دنیا و آخرت کی خوبی اور صلاح ہے، پناہ مانگتا ہون، اس بات سے کہ تیرا غضب مجھپر نازل ہو یا تیری ناراضی مجھپر ہو۔"

طائف سے آپ پھر کر پلٹ کے آئے، اسوقت آپکی قوم پہلے سے بھی زیادہ آپکی دشمن آپکے بدخواہ اور آپکی ایذا رسان تھی۔ موسم حج مین جب آپ بحیثیت رسول دعوت دیتے تھے اور تبلیغ فرماتے تھے اور خدا کی طرف بلاتے تھے تو آپکی قوم اسکے خلاف قوی مظاہرہ اور شدید مخالفت کرتی تھی، جب قریش اپنی تدبیرون مین ناکامیاب ہوئے اور انکی کوششین بیکار سی ہوگئین اور انصار مدینہ

ع۵ سیرۃ ابن ہشام ج ۱ ص ۱۴۷ طبع اول۔

کی بیعت کا حال مقام عقبہ مین سنا اور یہ دیکھا کہ روز بروز رسول کی منزلت، علوئے قدر اور رفعت مرتبت بڑھتی جاتی ہے اور دین اسلام پھیلتا جاتا ہے تو انھون نے اپنے کفر پر ثابت قدمی دکھائی اپنے جاسوس مقرر کئے، رسول کی فکر مین لگے رہتے تھے، اور ہر ممکن سعی رسول کی تحقیر اور دین اسلام کی تذلیل مین صرف کرتے تھے۔

اب رسول کی قتل کی تدبیرین سوچی جانے لگین، خوف یہ تھا کہ کہین افراد اسلامی کثیر ہو جائین اور رسول کو قریش پر غلبہ حاصل ہو جائے۔ اسکے لئے انھون نے خاص محفل مشورت بنا کی اور آخری بزم شوریٰ انکی دار الندوہ مین قائم کی گئی، بعد ردو قدح بسیار آخر یہ امر اجماعی حیثیت سے طے پاگیا کہ رسول کو قتل کر دینا چاہیئے۔ اسکے لئے انھون نے ہر قبیلہ سے لوگ چنے اور ان کی ایک جماعت بنائی تاکہ رسول کے قتل کا بار ہر قبیلہ پر ہو اور اسکا انتقام نہ لیا جا سکے۔

مگر خدا نے اپنے رسول کی حفاظت کی اور کفار کے ارادون کی اطلاع بذریعہ وحی رسول کو کر دیگئی۔ واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ پھر خدا نے تفصیلی حیثیت سے اپنے رسول کو بزم دار الندوہ کے نتائج سے خبردار کیا اور ہجرت کی اجازت دی۔

رسول نے یہ اطلاع پاکے علی ابن ابیطالب کو بلایا اور وہ تمام واقعات کہہ سنائے جنکی اطلاع رسول کو خدا نے دی تھی۔ امیر المومنین سے رسول نے اپنے بستر پر سو رہنے کو کہا، یہ اسوقت جبکہ قریش کی تلوارین قتل رسول کے لئے کھنچی ہوئی ہون تاکہ رسول نجات پاسکے، امیر المومنین نے نہایت فراخدلی اور خندہ پیشانی سے سر اطاعت خم کر دیا اور تعمیل حکم رسول کی، آپ بستر رسول پر چادر نبی اوڑھ کر سوئے اور کفار کو یہی گمان ہوا کہ یہ رسول ہی ہین جو چادر لپیٹے ہوئے سو رہے ہین۔

امیر المومنین کو اپنے بستر پر سلاکے رسول نے مکہ چھوڑا اور مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی، اسی شب یہ آیت علی کی شان مین نازل ہوئی، (ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ) اسمین اس سونے والے کی جرالت شرف اور فضیلت کی طرف اشارہ واضح ہے۔

یہ سچ ہیکہ ابوطالب کے جیتے جی رسول ان ایذاؤں سے بری اوران تکلیفوں سے آزاد تھے مگر انکی موت کے بعد ان تکالیف کا سامنا کرنا پڑا جن کا ذکر اجمالاً کیا گیا ، لہٰذا رسول مجبور ہوا کہ وہ مکہ چھوڑ دے وہ مکہ جہاں آپ پیدا ہوے ، وہ مکہ جہاں آپ کی نشو ونما ہوئی اور وہ مکہ جو آپکے آباء واجداد کے شرف ومجد کا گھر تھا ، اور وہ مکہ جس سے آپ مانوس تھے ۔

ان واقعات کے دیکھنے کے بعد مراخطاب مسلمانون سے ہی ، وہ جو منصف مزاج ہین ، وہ جو احسان کی قدر وقیمت جانتے ہین اور وہ جن کو شرافت وحمیت سے مس ہی ۔ کہ کیا ابوطالب کی محنتین ، آپ کی خدمتین آپکے احسانات رسول کیلئے ، اس قابل نہین کہ ان کا شکر ادا کیا جائے اور کیا وہ اس قابل ہین کہ ان کی تمام محنتون پر پانی پھیر دیا جائے اوران کے تمام وہ احسانات جو اسلام پر ہوے جسکی وجہ سے اسلام کے قدمون مین کھڑے ہونے کی طاقت آئی جن کی وجہ سے اسلام مین بولنے کا دم آیا اسی قابل ہین کہ ان کا انکار کیا جائے اور ابوطالب کا رتبہ اسلامی یک قلم محو کر دیا جائے ۔

ان تاریخی حقائق کے پراگندہ نقاب ہوجانے کے بعد مین تو نہین سمجھتا کہ کوئی منصف مزاج اپنی جگہ صف منکرین جاحدین مین بنا ئیگا ، اوران آوازون کا تتبع کرتے ہوے جو اموی سیاستون کے ذہن سے نکلین اور جن کو بعض طبائع نے سلطنت کے دباؤ یا دولت کی طمع سے صحیح سمجھا ، کفر ابوطالب پہ ایمان لائے گا (معاذ اللہ) کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ۔

اسلام ابوطالب عالم اسلامی کی رائین

(مذہب شیعہ امامیہ کی رائے) ——— فرقہ کا فرقہ بحمد اللہ ایمان و اسلام ابوطالب مین یکزبان وہم آواز ہے ، اوراپنے ائمہ ہداۃ کا پیرو ، وہ ائمہ طاہرین رسول نے جنکی لئے نص فرمائی اور جن سے تمسک کا حکم دیا ، امر دنیا وآخرت دونون مین ، اور وہ اہلبیت اور ائمہ جو ثقلین مین کے ایک ہین جن سے تمسک کے بعد گمراہی محال ، جیسا کہ تمامی صحاح اہل قبلہ کے دیکھنے سے ظاھر ہے جو حدیث ثقلین کو اپنے دامن مین لئے ہوسے ہین ۔

مذہب زیدیہ کی رائے) ــــ اکثر زیدیہ کا وہی اعتقاد ہے جو اسلام و ایمان ابو طالب میں گروہ امامیہ کثر اللہ امثالہم کا اعتقاد و یقین ہے۔

معتزلہ۔ بعض اکابر معتزلہ بھی وہی کہتے ہیں جو گروہ امامیہ کہتا ہے۔

(گروہ عامہ) اب رہ گیا گروہ عامہ۔ ان میں سے بعض تو آپ کے ایمان کے قائل ہیں، اور جمہور ان میں اور معتزلہ میں سے اور تھوڑے زیدی اسباب کے قائل ہیں کہ آپ کا انتقال (معاذ اللہ) حالت کفر میں ہوا۔

مگر ناظرین کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ یہ اقوال جو کفر ابو طالب پر مبنی ہیں قطعاً غلط اور وہمی ہیں اور جو ان لوگوں کا متمسک ہے اسکی رد بھی عنقریب ناظرین کے سامنے آئیگی۔

اسلام ابو طالبؑ میں شک پیدا کرنیکا راز

اور

اس نزاع کے پیدا ہونیکی تاریخ

بہت سے حقائق روشن ایسے ہیں، جن پر خواہشات نفس نے پردے ڈالدیئے اور وہ ان کا شکار ہو گئیں اور بہت سی حقیقتیں ایسی ہیں جو شک کے ہاتھوں میں پڑ کر فنا ہو گئیں، بسا اوقات یہ مدت شک اتنی طویل ہوئی۔ اور تعصبات نے وہ کام کیا کہ وہم و شک ہی حقیقت خیال کیا جانے لگا۔

منجملہ ان حقائق کے، ایک حقیقت روشن ایمان ابو طالب کی بھی ہے جو ابتدائے اسلام میں واضح و آشکار تھی۔

درحقیقت مسئلہ ایمان ابو طالب میں، مسئلہ خلافت علیؑ کے پہلے کبھی کوئی نزاع نہ تھی، البتہ جو لوگ کہ تاریخ و سیر سے واقف ہیں، اور جنھوں نے دقت فکر اور امعان نظر سے کام لیا ہے وہ بخوبی اس امر کو جانتے ہیں کہ یہ نزاع (مسئلہ ایمان و کفر ابو طالب) صرف عہد معاویہ میں پیدا ہوئی اور مخالفت خلافت علی میں پیدا کی گئی، یہ نزاع ان فتنہ و فسادات کا نتیجہ ہے جو امیر المومنین کے

مقابلہ میں قائم کئے گئے، اور اس سعی نامشکور کا نتیجہ ہے جو فضائل علی اور مکرمت ابوالحسنؑ محو کرنے کے لئے دن رات کی جاتی تھیں۔ دشمنوں نے صرف یہی چاہا کہ مناقب ابو طالب میں تشکیک فی الاسلام پیدا کرکے قدح کیجائے، وہ ابو طالب جو امام علی کے والد بزرگوار اور رسول اکرم و اعظم کے حبیب تھے۔

اس مقام پر ربط کلام کے لئے مجھے ضروری معلوم ہوا کہ کچھ نہ کچھ تذکرہ سیرت معاویہ کردوں تاکہ اثبات مطلب کیلئے ایک دلیل روشن ملجائے اور تاریخ تولد نزاع کا صحیح پتہ معلوم ہوجائے اور ہمارے نظریہ کی صحت ہوجائے۔

سیرت معاویہ

معاویہ ملیچھی مار کے تخت نشین ہوگیا باوجود اسکے کہ امت رسول سب اس بات پر راضی نہ تھی، اور امیر المومنین کے قتل ہوجانے کے بعد، اور امام حسن کی اس صلح کے بعد جسکے شرائط میں سے کسی ایک شرط پر بھی معاویہ نے وفا نہ کی، معاویہ کیلئے دنیا بالکل ہموار ہوگئی۔ اب اس حکومت کے بعد معاویہ کے لئے جو شے سب سے زیادہ گران تھی اور جو چیز اسکے دل میں کھٹک رہی تھی وہ آوازہ منقبت علی و اہلبیت علیہم السلام تھا، کیونکہ بقیۃ السیف صحابی جو سابق الاسلام تھے وہ علی کی مناقب کی تسبیح پڑھتے تھے آپکے آثار کی تقدیس کرتے تھے اور جو کچھ قرآن و سنت نے مدح میں کہا تھا ان کا تذکرہ کیا کرتے تھے کیونکہ علی کے احسانات اسلام پر اسی وقت سے تھے جب سے رسول نے اظہار دعوت کیا اور علی رسول دوش بدوش دکھائی دینے لگے اور یہ امداد اسلام دم واپسیں تک قائم رہی۔

صحابہ کیلئے یہ امر فطری تھا کہ وہ مناقب علی و اہلبیت بیان کرتے، کیونکہ علی ہی اسلام کے مرد میدان تھے علی ہی وہ بازوے رسول تھے جس نے اسلام کی اساس قائم کردی۔ اور علی ہی اس بیشہ کے شیر تھے، لہذا ہر صحابی و تابعی کو زیبا تھا کہ وہ آپ کی منقبت کا مدح سرا ہو اور اہلبیت کا مداح نظر آئے کہ اسلام ان ہاتھوں کا ممنون احسان تھا۔ اور جتنا بھی زیادہ کوئی صحابی آپکا مدح سرا ہوتا تھا اتنا ہی زیادہ وہ اپنی تقصیر کا معترف تھا کیونکہ قرآن الگ انکا مدح گو ہے اور احادیث رسول علیحدہ انکی

ناگستر ہین ۔ ان روشن فضائل و مناقب کو معاویہ سنا کرتا تھا اور یہی نہ تھا کہ ان کا سننا اسے ناگوار ہو بلکہ اس سے اسکو مختلف قسم کے اوہام وخیالات پیدا ہوتے رہتے تھے ۔اور اسکو اسکا مستقبل تاریک نظر آتا تھا اپنے خاندان کیلئے وہ ہلاکی اور تباہی کا منظر دیکھتا تھا ۔

معاویہ نے ہر اساس سنت اسلام کو اسی لئے جو رجید کر ڈالا کہ وہ خلافت کے واسطے سے ایک مملکت عظیم کی بنا ڈالے جس سے اسکے خلاف فائدہ اٹھا سکین ۔اور یہ بات ظاہر تھی کہ جب تک اہلبیت کا وجود تھا اور جبتک حسن وحسین کے سے بچے جو سبط رسول تھے موجود تھے اسوقت تک معاویہ یہ خواب بھی نہین دیکھ سکتا تھا کہ حکومت اسکے خاندان کے لئے نسلاً بعد نسلٍ رہیگی، چاہے وہ اسکی حیات تک کیلئے متیقن ہو ۔اور حق بھی یہی ہے کہ وہ معاویہ کے مرنے کے بعد حقدارون تک ضرور ضرور پہونچتی ۔

انھین باتون کا خیال کرکے معاویہ نے یہ چاہا کہ اساس ملک اپنے خاندان کے لئے مضبوط و مستحکم کردے، اور ایک ایسا قلعہ بنایا جائے کہ جہا نتک کسی کی رسائی نہ ہو سکے ۔

یہ امر بھی واضح تھا کہ جب تک اہلبیت کے حصار فضیلت مین کمزوری نہ پیدا کر دیجائے اسوقت تک دولت کا چراغ نہین جل سکتا تھا ۔

اس نظریہ کو ہر اموی نے پیش نظر رکھا، اہلبیت سے برے برتاؤ کئے گئے ذلیلون کو عزت انکے مقابلہ مین دی گئی اور ان کو جو خدا کے نزدیک عزیز تھے ذلت دیگئی، چنانچہ مروان بن حکم کا یہ قول جسکو دارقطنی سے علامہ نے روایت کیا ہے اس مطلب پر دلیل صریح ہے ۔

چنانچہ مروان نے واقعہ قتل عثمان کے متعلق یہ کہا کہ جتنا علی نے عثمان کی جان بچانے مین کوشش کی اتنی کوشش کسی ایک نے بھی نہین کی" تو اس سے لوگون نے کہا پھر تم علی کو برسر منبر برا بھلا کیون کہتے ہو؟ مروان نے جواب دیا کہ "بغیر اسکے ہملوگون کیلئے امر خلافت قائم نہین رہ سکتا" مروان کے اس نظریہ کی مطابقت تاریخ نے بھی کی، درحقیقت بنی امیہ کا یہی نظریہ تھا اور آجتک ہے چنانچہ ہمین تاریخ مین ایسے مقامات ملتے ہین کہ معاویہ اس خاندان کا یکا دشمن، شیعیان علی کا عدو بلکہ ہر وہ شخص جو فضائل اہلبیت بیان کرے اور رسول سے روایت کرے اسکا دشمن جانی تھا۔

اس مطلب کے مستحکم کرنے کیلئے کبھی معاویہ اپنے رعب حکومت سے کام لیتا تھا اور کبھی اشرفیوں کی تھیلیاں نذر کی جاتی تھیں جاگیریں دیجاتی تھیں انعامات پیش کئے جاتے تھے تعمیر مکانات مقصود ہوتی تھی اور فراہمی سامان عیش ان لوگوں کیلئے کیجاتی تھی جو جھوٹی احادیث گڑھیں اور فضائل علی کو کسی نہ کسی طرح چھپا دیں، اور امیر المومنین کے معائب کو شہرت دیں کہ وہ انقصائے ملک تک پہونچیں اور فضائے عالم انھیں باتوں سے مملو ہو جائے۔

یوہیں حقائق پوشیدہ کئے گئے، یوہیں شک فضائل میں پیدا کیا گیا، اور یوہیں رعب حکومت اور طمع مال سے کام نکالا گیا۔ انھیں باتوں نے معاویہ کیلئے امیر المومنین کی ہرگوئی آسان کر دی جو ساٹھ برس تک علی روس الاشہاد ہوتی رہی چنانچہ حافظ سیوطی لکھتے ہیں۔

"عہد بنی امیہ میں ستر ہزار منبروں سے زیادہ تھے جن پر امیر المومنین کو معاذ اللہ گالیاں دیجاتی تھیں اور آپ پر لعنت کی جاتی تھی۔ (اللھم العن بنی امیۃ قاطبۃ)

اسی باب میں علامہ احمد الحفظی شافعی کے اشعار ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

وقد حکی الشیخ السیوطی انہ قد کان فیما جعلوہ سنہ

شیخ سیوطی نے لکھا ہے کہ جن چیزوں کو بنی امیہ نے سنت قرار دے لیا تھا۔

سبعون الف منبر وعشرہ من فوقھن یلعنون حیدرہ

ان میں یہ بھی تھا کہ سترہ ہزار منبروں پر علی ابن ابیطالب پر لعنت کیجاتی تھی (معاذ اللہ) (اللھم العن بنی امیۃ قاطبۃ)

وھذہ فی جنبھا العظائم تصغر بل توجہ اللوائم

یہ وہ گناہ تھا جس کے سامنے تمام بڑے گناہ چھوٹے نظر آتے ہیں بلکہ یہ ملامت کا باعث رہیں۔

فھل تری من سنھا یعادی ام لا وھل یستر ام ینادی

کیا تجھے نظر آتا ہے کہ جس نے لعنت جاری کی وہ دشمن تھا یا نہیں اور یہ کہ یہ پنہاں ہے یا آشکار؟

او عالم یقول عنہ نسکت اجب فانی للجواب منصت

جب اخیر کہے کہ ہم اس سے ساکت ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ جواب دو ہم کان لگائے ہیں۔

ولیت شعری ھل یقال اجتھدا کقولھم فی بغیہ ام الحدا

کاش میں جان لیتا کہ یہ اجتہاد تھا یا الحاد ہے۔

الیس ذا یوذیہ ام لا فاسمعن ان الذی یوذیہ یوذی من و من

کیا یہ باتیں علی کو اذیت نہیں پہونچاتیں اور سنو تو کہ انکی اذیت کے ساتھ کس کس کو تکلیف پہونچتی ہے؟ (خدا اور رسول کو)

بل جاء فی حدیث ام سلمہ ھل فیکم اللہ یسب مہ لمہ

بلکہ حدیث ام سلمہ میں ہے کہ کیا تم میں خدا پر ستم کیا جاتا ہے جس سے خاموشی واجب ہے

عاون اخا العرفان بالجواب وعاد من عادی ابا تراب

صاحب عرفان کو جواب دو اور اس سے دشمنی رکھو جو ابو تراب سے دشمنی رکھے

عداوت علیؑ میں معاویہ کا پروپیگنڈا

درحقیقت معاویہ نے چراغ اہلبیت بجھانے میں کوئی کوشش فروگذاشت نہیں کی، مگر، یریدون ان یطفئوا نور اللہ با فواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۔ چنانچہ ذیل کے تاریخی واقعات اسکی شہادت دینگے ۔ شرح بن ابی الحدید جلد ۳ صہ ۱۵

"ابو الحسن علی بن محمد بن ابی سیف مدنی نے کتاب الاحداث میں روایت کی ہے کہ جب سن جماعت قائم ہوچکا (یعنی ۴۱ھ میں) تو ایک فرمان معاویہ نے اپنے ہر ہر عامل کو بھجوایا اور اپنے ہر ہر حاکم کے پاس بھیجا جسکا مفہوم یہ تھا ـــــ کوئی شخص جو علیؑ یا ان کے اہلبیت کے فضائل بیان کرے گا یا روایت کریگا تو میں (سلطنت) اس سے بری الذمہ ہوں۔"

اس فرمان کا نافذ ہونا تھا کہ ہر ہر ممبر اور ہر ہر مقام پر لوگ اٹھ کھڑے ہوے اور امیر المومنین پر برابر لعنت (معاذ اللہ) ہونے لگی اللھم العن بنی امیۃ قاطبۃ صرف یہی نہیں بلکہ لوگ علی اور اہلبیت رسول سے برائت چاہنے لگے اور ان میں عیب نکالنے لگے۔ اسوقت سب سے زیادہ بلا جن لوگوں پر آئی تھی وہ کوفہ والے تھے کیونکہ شیعوں کی آبادی یہاں بہت زیادہ تھی۔

معاویہ نے کوفہ کا گورنر زیاد بن سمیہ (یہ شخص حرامی تھا جیسا کہ تاریخ شاہد ہے) کو کر دیا اور بصرہ کو بھی اسکے ماتحت کر دیا۔ اسنے شیعیان امیر المومنین کو ڈھونڈھنا شروع کر دیا۔ (کیونکہ یہ ان کو خوب پہچانتا تھا، اسلئے کہ عہد نصفت مہد امیر المومنین مین یہ بھی اپنا شمار منافقانہ شیعون مین کرتا تھا اور اسکا اظہار کیا کرتا تھا) یہانتک کہ چن چن کر شیعیان علی کو قتل کرنا شروع کیا۔ ان کو خوف زدہ بنایا، انکے ہاتھ اور پاؤن کاٹ ڈالے انکی آنکھین نکلوالین، ان کو درختون کے تنے مین پھانسی دی، ان کو جلاوطن کیا ان کو عراق سے خارج البلد کر دیا یہانتک کہ انکا نام و نشان عراق مین باقی نہ رہا۔

اسکے علاوہ معاویہ نے اپنے تمام عمال و حکام کے پاس یہ فرمان بھیجے کہ شیعیان علی کی گواہیان نہ قبول کی جائین، یہ بھی لکھ بھیجا کہ عثمان کے شیعون کو دیکھتے رہو جو ان کے فضائل کا نشر کرے اسکے رتبہ و وقار مین اضافہ کرو اسکو تقرب بارگاہ سلطانی مین دلواؤ، اسکو اپنے پاس بٹھاؤ، اور اس کا اکرام و اعزاز کرو۔ اور مجھے ان لوگون کے نام لکھوا دو ان کے آبا و اجداد و قبیلے سے اطلاع دو، چنانچہ عمال نے ایسا ہی کیا، یہانتک کہ فضائل موضوعہ عثمان کا وہ طوفان اٹھا (جس نے فضائل حقیقی کو غرق کر دیا) ان مناقب موضوعہ کی کثرت ہوئی کیونکہ معاویہ ان لوگون کو صلے دیتا تھا جاگیرین تقسیم کرتا تھا، اور خلعتین بخشتا تھا۔

یہانتک کہ ہر شہر مین ان فضائل کا چرچا ہونے لگا اور لوگون نے طمع دنیا مین ان روایات موضوعہ کو اور پھیلانا شروع کیا۔ یہی ایک مدت تک ہوتا رہا یہانتک کہ معاویہ نے پھر اپنے عمال کو لکھا کہ اب عثمان کے۔ فضائل بکثرت دنیا مین پھیل گئے ہین، اب لوگون کو اسبات کی دعوت دو کہ وہ صحابہ اور خلفائے اولین کے فضائل وضع کرین اور ان کا نشر کرین۔ یہ بھی حکم تھا کہ دیکھتے رہنا کوئی حدیث فضیلت امیر المومنین کی ایسی باقی رکھی جائے جسکو گروہ مسلمین روایت کرے مگر یہ کہ اسکے ساتھ ہر ساتھ ایک حدیث جو نقض فضیلت علی کرتی ہو اور فضیلت صحابہ بڑھاتی ہو بنائی جائے گڑھی جائے اور موضوع کیجائے۔ کیونکہ اسبات سے میری آنکھین خنک اور میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوتا ہے، اور یہ مجھے بہت محبوب ہے اور ابوتراب اور انکے شیعون کی حجت کے مٹانے کے لئے ایک بڑا زبردست حربہ ہے۔

عہ۵ دیکھو ابن ابی الحدید نصائح کافیہ وغیرہ۔

یہ بھی کہ بجائے نشر فضیلت علی کے مناقب عثمان وفضل عثمان کے احادیث موضوعہ پھیلائے جائین اور دنیا کی فضا انھین احادیث (نجس) سے چھلکا دیجائے ۔

چنانچہ معاویہ کے احکام لوگون کے سامنے پڑھ کے سنائے گئے اور بے انتہا روایات موضوعہ فضل عثمان ومناقب صحابہ مین بنائی گئین نہ کوئی اصل تھی اور نہ حقیقت ۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ انھین روایات موضوعہ کا تذکرہ برسر منبر ہونے لگا، یہی چیزین بچون کے نصاب تعلیم مین داخل کردی گئین معلمون اور مدرسون کو یہ ہدایات کئے گئے کہ وہ بچون کو انھین چیزون کا سبق دین اور ان کو یاد کرائین جیسا کہ قرآن یاد کرائے ہین چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور ان کے لڑکے، لڑکیان، عورتین، نوکر چاکر غرضکہ ہر ہر فرد نے ان کو سیکھا اور اسی محیط مین اسکی نشو ونما ہوئی ۔

"معاویہ کا اپنے عمال کو ایک تیسرا فرمان"

پھر معاویہ نے ایک تیسرا فرمان نکالا اور اسکو ہر ہر مقام مین گردش دی اسکا مفہوم یہ تھا کہ :-

"دیکھو اگر کوئی شخص ایسا پایا جائے جسکو علی یا ان کے اہلبیت سے الفت ومحبت ہو تو اسکا نام دیوان عطا سے کاٹ دو اور اسکا وظیفہ ورزق بند کردو ۔ اسی توام ایک اور فرمان تھا جس مین یہ حکم تھا کہ اگر کوئی محبت اہلبیت سے متہم بھی پایا جائے تو اس کو ایذا پہونچاؤ، اسکے ساتھ برے سلوک اور برے برتاؤ کرو اور اسکے گھر کو کھود کے پھینکدو"

ان احکام کے بعد عام طور سے عراق مین اور خاص طور سے کوفہ مین اہل تشیع پر تباہیان آئین اور وہ برباد کئے جانے لگے زمین باوجود وسعت ان پر تنگ ہوگئی اور دنیا سیاہ ہوگئی یہ مصیبت ایسی بڑھی کہ اگر کوئی شیعہ کسی اپنے دوست اور موثق آدمی کے گھر پناہ لیتا تھا تو وہ اپنی شیعیت کا اظہار

ع ۵ فضائل امیر المومنین کے مٹانے کی یہ کوشش ضرور باثمر ہوتی اگر خدائی ہاتھ امداد کے لئے تیار نہوتا ۔ کیونکہ جب اہل تشیع کا استیصال ہوجاتا تو کون فضائل اہلبیت کو جانتا اور کون کہتا، اور پھر جبکہ حکومت اسکے مخالفت پر تلی ہوئی تھی ۔

اسوقت تک نہین کرسکتا تھا جبتک کہ اس سے حلف وقسم نہ لیلیے اسکے خادمون، غلامون اور نوکرون سے ڈرتا تھا کہ کہین افشائے راز نہوجائے اور قتل نہ کردیا جائے۔

جب سلطنت وحکومت کا یہ انداز رہا تو بہت سی روایات موضوعہ بہت سے بہتان وافترا دنیا مین پھیل گئے اور فقہا، فضلا، قضاۃ، والیان معاویہ نے ان احادیث وواقعات موضوعہ پر عمل کیا۔ سب سے زیادہ یہ بلا ان قاریون مین تھی جو ریاکار دنیادار سلطنت کے آگے سر طمع خم کرنے والے حکومت کے سامنے گردن نیاز جھکانے والے تھے جنکا پیشہ ریاکاری کی بھیس مین خضوع وخشوع تھا اور مکاری کو لباس زہد وتقویٰ مین ظاہر کرنا تھا انھون نے ہزارون روائتین اس طرح کی گڑھ ڈالین صرف اسلئے کہ دولت ہاتھ آئے اور جاگیرین ملین، اور محلسرائین انکے لئے حکومت کی طرف سے بنا دیجائین۔

نوبت بانیجا رسید کہ یہ روایات ایک ملک سے دوسرے ملک مین اور ایک شہر سے دوسرے شہر مین منتقل ہوتے رہے یہانتک کہ دنیا بھر مین پھیلے ان لوگون کے بھی ہاتھ لگے جو صاحبان دیانت و امانت تھے جو جھوٹ کو روا نہ رکھتے تھے اور بہتان سے بیزار تھے انھون نے بھی ان روایات کو قبول کیا اور انکی روایت کی صرف یہ خیال کرکے اور اس دھوکے مین پڑکے کہ یہ روایات صحیح ہین، درحقیقت اگر انھین روائتیون کے باطل ہونے کا علم ہوجاتا تو وہ کبھی نہ نقل کرتے۔

زمانہ یونہین گزرتا رہا اور کذب وبہتان وافترا کا بازار یونہین گرم رہا یہانتک کہ امام حسنؑ کی وفات ہوگئی۔ اور قتل حسینؑ کے بعد تو یہ فتنہ وفساد اور بڑھ گیا، بلا اور تیز ہوگئی، اور امر جلیل ہوگیا۔

اب عبدالملک ابن مروان تخت نشین ہوا اور شیعون پر دست تعدی دراز ہونے لگا اس نے حجاج بن یوسف ثقفی[۵] کو والی بنا دیا اور اسکی عداوت علیؑ کو دیکھتے ہوئے بڑے بڑے صاحبان زہد وتقویٰ نے اسکی بارگاہ مین اظہار عداوت امیرالمومنین کرکے تقرب حاصل کیا۔

ع ۵ وہی لوگ ان کامون کے لئے منتخب ہوتے تھے جو رسول سے خاص عداوت رکھتے تھے ناظرین کو یاد ہوگا کہ طائف مین رسول نے ثقیف سے جب پناہ چاہی تھی تو ان لوگون نے آپ پر سنگ باری کی تھی۔ حجاج بھی دہین کا ایک فرد تھا اور ثقیف ہی مین کا آدمی تھا۔

ان لوگون نے بھی صحابہ کے مدح مین حدیثون پر حدیثین گڑھین اور مدح علی کی احادیث کو فنا بھی کیا اور ان پر تعصب کے پردے بھی ڈالے امیر المومنین پر طعن و تشنیع کا بازار گرم رہا آپکے عیوب جن کا اثر و عین نہ تھا، لوگون مین پھیلائے گئے ۔ اور اس طرح کے واقعات پیش آنے لگے ۔ جو آجتک تاریخون مین موجود ہین ۔ : ایک شخص جو غالبًا اصمعی کا دادا تھا اور جسکا نام عبد الملک ابن قریب تھا، وہ ایک روز حجاج کے سامنے کھڑا ہوا اور اسنے کہا "اے امیر المومنین ! (معاذ اللہ حجاج مجھکو میرے اہل نے عاق کر دیا کہ میرا نام "علی" رکھا اور مین ایک فقیر و محتاج آدمی ہون اور آپکی صلہ و انعامات کا آرزو مند ہون" حجاج یہ سنکر ہنسا اور کہا کہ تو بہترین شفیع اور عمدہ ترین وسیلہ لیکے آیا ہے (یعنی عداوت علی) جا مین نے تجھکو فلان مقام کا والی مقرر کر دیا" (از شرح ابن ابی الحدید جلد ۳ ص۱۵)

یوہین کامل مبرد مین ہے کہ معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کا والی مقرر کیا اور اپنے پاس بلاکے اس سے کہا کہ اگرچہ عقلا کو کچھ سمجھانے کی ضرورت نہین مگر چند میری وصیتین ہین جو مین تجھے کرنا چاہتا ہون۔ دیکھو تمام باتین چاہے چھوٹ جائین ۔ مگر علی اون کے اہلبیت اور ان کے شیعون کا سب و شتم اور ان پر تبرا نہ چھوٹنے پائے ۔ اور جہانتک ہوسکے کیا جائے"۔

مغیرہ نے کہا کہ آپنے میرا بارہا تجربہ کیا ہے اور آپسے پہلے مین دوسرون کی طرف سے بھی عامل رہ چکا ہون ان کو کبھی مجھ سے کسی شکایت کا موقع نہین ملا اور نہ انھون نے کبھی میری مذلت کی ۔ آپ بھی مجھے آزمائینگے تو مین یا قابل مدح نکلون گا یا لائق مذمت ۔ معاویہ نے کہا نہین انشاء اللہ تم قابل مدح ہی ٹھہروگے ۔ چنانچہ مغیرہ عامل کوفہ ہوگیا اور اس نے شتم امیر المومنین اور انکی عیب جوئی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ۔

"طمع صحابہ رسول اور انکی دین فروشی"

ابن ابی الحدید نے اپنی شرح کے ص۳۶۱ جلد ا مین لکھا ہے ۔ کہ معاویہ نے سمرہ بن جندب

صحابی رسول کو ایک لاکھ درہم دینے کا وعدہ کیا کہ وہ یہ آیت قرآنی ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیٰوۃ الدنیا ویشہد اللہ علی ما فی قلبہ وھو الد الخصام واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد۔ علی کے لئے روایت کر دے کہ ان کی شان میں نازل ہوئی اور اس نے رسول سے سنا اور یہ آیت ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ابن ملجم ملعون کی شان میں روایت کر دے۔ ایک لاکھ درہم پر سمرہ نے انکار کیا تو معاویہ نے دو لاکھ کر دئے اس نے پھر انکار کیا اس نے تین لاکھ کر دئے۔ پھر انکار کیا تو اس نے چار لاکھ کر دئے اور سمرہ نے وہ رقم لیکر آیتوں کی حسب خواہش معاویہ روایت کر دی۔

بہر حال یہ معلوم ہو گیا کہ بازار سیاست امویین میں جھوٹی احادیث اور موضوع روایات کی تجارت تھی اور سب سے بڑی جنایت اور سب سے بڑا گناہ جو دین اسلامی میں کیا جا رہا تھا وہ یہ تھا۔

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ جلد ۳ صـ۱۶ پر لکھا ہے ــــ عروہ لیتی لفظویہ جو اکابر محققین و محدثین اہلسنت میں سے تھے انہوں نے لکھا ہے کہ ــــ بہت سے احادیث فضائل صحابہ میں عہد حکومت امویہ میں گڑھے گئے کیونکہ اسی سے لوگ بارگاہ حکومت میں تقرب حاصل کرتے تھے اور وہ یقین کئے ہوے تھے کہ ان باتوں سے بنی ہاشم کی تذلیل ہو گی۔

فجر الاسلام ج ا صـ۲۰ پر ہے ــــ یہ امر روشن و واضح ہے کہ بہت سی احادیث جو اسوقت موجود ہیں اور جو پڑھی جاتی ہیں محض تائید دولت امویہ کے لئے بنائے گئے جیسے یہ حدیث جو رسول کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ کہ معاویہ کے متعلق آپنے فرمایا اللھم قہ العذاب والحساب وعلمہ الکتاب، خداوندا تو معاویہ کو عذاب و حساب سے بچا اور اسکو تعلیم کتاب دے" یا یہ حدیث جو عمرو بن العاص نے رسول سے روایت کی ہے ــــ ان آل ابی طالب لیسوا الی باولیاء۔ آل ابو طالب ہمارے ولی نہیں۔ اسمیں کوئی شک و شبہ نہیں کہ یہ تمام احادیث موضوعہ ہیں۔

ان واقعات کے دیکھنے کے بعد یہ امر بدیہی ہے کہ جن لوگوں نے امیر المومنین کے لئے یہ کچھ کیا اور اس طرح کے لغویات گڑھے ان لوگوں کو کون مانع ہے کہ وہ تکفیر ابو طالب پدر امیر المومنین کیلئے

ایسی ہی ہزاروں روایات، تاکہ ایذائے علیؑ ہو، وضع کر دیں کیونکہ ایسی باتوں میں ایذائے آل ابو طالب اور ایذائے شیعیان ابو طالب منظور تھی، اور اس سے ظالم امویین کا کلیجہ ٹھنڈا ہوتا تھا اور وہ اپنے جلے دل کے پھپھولے توڑتے تھے۔

اور جسکے لئے یہ بات آسان ہو کہ وہ شان نزول آیت کی تبدیل چار لاکھ درہم دے کے کرائے اور جسکو خوف خدا و رسول و معاد نہ ہو اسکے نزدیک یہ کونسی بڑی بات ہو کہ تکفیر ابو طالب میں جو پدر بزرگوار علی ابن طالب تھے، ہزاروں احادیث موضوع کرا دے اور خزانے اس مطلب میں صرف کر دے۔

کیونکہ اغراض سیاسی دونوں مقامات پر متحد ہیں آل ابو طالب میں جس غرض سیاسی سے قدح کیجاتی تھی بعینہ وہی غرض طعن ابو طالب میں بھی تھی۔

اس محیط جعلی کے پیدا کر دینے کے بعد، اور ایسی فضا بنا دینے کے بعد یہ امر لابدی تھا کہ ان تدابیر اور اس پروپیگنڈے کا اثر پھیلے، چنانچہ پھیلا اور بہت سی روایات موضوعہ حقیقت و وثوق کیساتھ روایت کی گئیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ زمانہ موجودہ کے راویوں کی نگاہوں میں ابو سفیان کا پلہ گراں نظر آنے لگا اور امیر المومنین کا پلہ فضل سبک ہو گیا۔ یہ کیوں؟ صرف اسلئے کہ وہ، علی، ابو طالب، اور شیعیان علی کیلئے قدحی روایات اور طعنی احادیث دیکھتے ہیں۔ اسکے ماسوا ان روایات کا نشر اور ان کی کثرت سے یہ فائدہ ہوا کہ زمانہ متاخرہ کے لوگ ان روایات موضوعہ کے صحت کے قائل ہو گئے اور عرفا بھی اس دام فریب میں آ گئے جب انھوں نے ایسے روایات دیکھے جو قرابت داران ابو طالب سے مروی تھے اور جو در اصل بعد وضع منسوب کر دئے گئے تھے اور امویین کی کوششوں کے نتائج تھے ورنہ درحقیقت ان روایات کا حقیقی وجود صفحہ عالم سے گم ہے اور یہ چیزیں سوا افترا، بہتان، تہمت اور الزام کے کچھ نہیں جو عہد دولت امویین میں گڑھے گئے اور جن سے آخرت بیچی گئی۔

اس فضائے بہتان کو دھوکہ میں ڈالدیا اور اکثروں کو فریب بد دیا انھیں فریب خوردہ لوگوں میں فاضل معتزلی بھی ہے۔ کیونکہ انھوں نے محمد بن عبد اللہ کی وہ تحریر جو آپنے منصور کو لکھی تھی

نقل کی ہی اور کفر ابو طالب مین اسکو مستمسک قوی قرار دیا ہی جسکا تحقیقی نقد انشاء اللہ آئندہ آئے گا۔ اسمین فاضل معتزلی نے بغیر فکر درویت کام لیا ہے اور اسکے صحیح مان لینے کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے ہین۔

ان تمام باتون سے جو ہم نے ذکر کین، انتساب راز مخالفت ہوجاتا ہے اور تاریخ تولد نزاع (اسلام ابوطالب) کا پتہ چل سکتا ہی۔
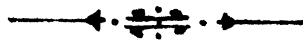
ابُوطالبؑ کی تکفیر کرنیوالون کے مُستمسکات اور ان پر نظر نقد

جن دلائل و اخبار کی بنا پر تکفیر ابوطالب کی جاتی ہے، اگر ہم ان پر ایک انتقادی نگاہ ڈالین تو انکی سستی، کمزوری اور لغویت و سخافت روز روشن کی طرح واضح نظر آتی ہی، یہی وجہ ہی کہ اہل تحقیق نے ان مزخرفات کی پروا نہین کی مگر ایک گروہ نے ان اخبار غلط پر اعتماد کیا جن کی صحت پر کوئی دلیل نہ تھی اور انھون نے اسکے صحت و سقم کی کوئی پروا نہ کی اور نہ روایات صحیحہ کا تعارض ان روایات غیر صحیحہ کے مقابلہ مین انھون نے دیکھا۔

ایسے چند اخبار و روایات ہین جن پر مسئلہ تکفیر ابوطالب کی اساس قائم کی گئی ہے اور یہی اس قوم گم کردہ راہ کے مستمسک ہین۔

(۱) ایک تو وہ روایت ہی جو سعید بن مسیب سے لیگئی ہی۔ اور اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہی کہ جب وقت انتقال ابوطالب قریب ہوا تو رسول نے فرمایا کہ مین ابوطالب کے لئے یقیناً استغفار کرون گا تو یہ آیت ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ماتبین لھم انھم اصحاب الجحیم (نبی اور ایمان والون کے لئے یہ بات زیبا نہین کہ وہ مشرکین کے لئے طلب مغفرت کرین چاہے وہ صاحبان قرابت ہی کیون نہون، اسبات کے جاننے کے بعد کہ وہ اصحاب جہنم سے ہین۔) نازل ہوئی۔

اس روایت کا نزول ابوطالب کے لئے بتایا جاتا ہے۔ یہ روایت خود مخدوش السند ہے، یہ شان
نزول اسکی ہو نہیں سکتی، کیونکہ روایت مذکورہ ایسی صحیح اور قوی السند روایات سے معارض ہے
جو موثق و معتبر ہیں اور یہ روایت تین طرح سے ساقط عن الاعتبار ہے۔

۱) سند روایت۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ روایت سعید بن مسیب سے لیگئی ہے اور سعید اس قابل نہیں
کہ اسکی بیان کردہ روایت پر وثوق و اعتبار کیا جائے کیونکہ اسکی عداوت اور اسکا انحراف امیرالمومنین
سے بہت مشہور ہے۔ چنانچہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج جلد ۱ ص۳۷ میں سعید کے متعلق یوں لکھا ہے:۔
"سعید بن مسیب امیرالمومنین سے منحرف تھا" اسکے ماسوا اس عداوت پر دلیل وہ واقعہ بھی ہے جو
ابن ابی الحدید نے اسی ص۳ میں درج کیا ہے اور وہ یہ ہے۔

"عبدالرحمن بن اسود نے ابو داؤد ہمدانی سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز سعید کے پاس تھا
کہ عمر بن علی بن ابیطالب علیہ السلام آئے تو سعید نے ان سے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ تم مسجد رسول میں
نہیں آتے جاتے ہو جیسے کہ تمھارے اور بھائی آتے جاتے ہیں عمر بن علیؑ نے کہا کیوں ابن مسیب
کیا جب میں مسجد میں آیا کروں تو تمھیں اطلاع کرنے کی ضرورت ہے تاکہ تم جانو کہ میں آیا۔ سعید نے کہا
میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ کو غصہ میں لاؤں اس لئے کہ میں نے آپکے باپ (علیؑ) کو کہتے ہوئے سنا ہے
کہ میرے لئے خدا کے نزدیک وہ مقام بلند ہے جو اولاد عبدالمطلب کے لئے باعث خیر و بہتری ہے دنیا
کی ہر شے سے۔ یہ سنکر عمر بن علی نے کہا کہ میں نے بھی اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ "منافق کی
دل میں کوئی کلمہ حکمت نہیں رہ سکتا اور وہ اسکا اظہار قبل موت کر دیتا ہے۔ سعید نے کہا کیوں؟
آپنے مجھے آخر منافق بنا ہی دیا، کہا ایسا ہی ہے جو میں نے کہا یہ کہکے چلے گئے۔

یہ گفتگو اور صریح گفتگو جو عمر ابن علی اور مسیب کے مابین ہوئی اس سے صاف ظاہر ہے کہ سعید امیرالمومنین
کا بعید مخالف تھا ورنہ ایسی گفتگو ہرگز نہ ہوتی کیونکہ ظاہر ہے کہ کوئی شدید گفتگو ایسی نہ ہوئی تھی جسکا جواب
ابن علی یوں دیتے کہ اسکو منافق کہدیتے مگر جواب بتاتا ہے کہ عمر بن علی کو، سعید کی صورت اور گفتگو سے
غصہ آتا تھا کیونکہ یہ شخص امیرالمومنین کا شدید ترین دشمن تھا۔

امیر المومنین سے سعید بن مسیب کی انحراف و مخالفت کی حالت اس واقعہ سے بھی جسکو واقدی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے اور دیگر مورخین نے بھی جسکو نقل کیا ہے، صاف روشن و آشکار ہے۔ وہ یہ کہ سید سجاد علیہ السلام کا جنازہ کی طرف سے سعید ہوکے گزرا مگر اس نے آپ پر نماز نہیں پڑھی۔ لوگوں نے اس سے کہا بھی، کہ اس مرد صالح پر جو اہلبیت نبوی سے ہے اور جن کا شمار صالحین میں ہے تو نے نماز کیوں نہیں پڑھی۔ تو جواب دیا کہ مرد صالح پر نماز پڑھنے سے دو رکعت نماز الگ پڑھ لینے کو میں زیادہ محبوب سمجھتا ہوں اور اسے ترجیح دیتا ہوں۔

غالباً ابن مسیب کے جرح میں، اور اسکی روایت کردہ الفاظ کو مجروح کر دینے کیلئے روایت مذکور ہی کافی و وافی ہے۔

"شانِ نزولِ آیت"

یہ بات تو اس روایت سے معلوم ہو چکی کہ وقت انتقال ابو طالب رسول نے یہ گفتگو کی اور یوں یہ آیت اتری تو گویا ہجرت کے تین سال پہلے یہ واقعہ ہوا جیسا کہ روایت سعید نص کرتی ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ یہ آیت سو کے بعد کی چودھویں ہے اور سورہ توبہ کی آیت ہے اور یہ امر محقق ہے کہ سورہ توبہ ۹ ہجری میں اترا اور یوں رسول کے اس قول میں جو ابو طالب کیلئے کہا۔ لا ستغفرن لک) میں تمہارے لئے ضرور استغفار کرونگا۔ اور اس آیت کے نزول میں بارہ برس کا فرق پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں شان نزول آیت ابو طالب کیلئے معین کرنا اگر بعید از عقل اور مقام تعجب نہیں تو اور کیا ہے۔ جیسا کہ اس انتقاد سے ظاہر ہوا۔

سعیدی روایت کا معارضہ ان روایات سے جو قوی الاعتبار اور صحیح السند ہیں

" اسنی المطالب" صفحہ ۱۸ پر ہے کہ امیر المومنین سے روایت ہے او طرق صحیحہ سے، جسکو امام احمد، ترمذی طیالسی، ابن ابی شیبہ، نسائی، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، حاکم،

ابن مردویہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ سبب نزول آیہ استغفار کا یہ ہے کہ کچھ لوگ اپنے آبائے مشرکین کے لئے استغفار کیا کرتے تھے، امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز سنا کہ ایک شخص اپنے والدین کے لئے استغفار کر رہا ہے اور وہ دونوں مشرک تھے، تو میں نے اس سے کہا کہ تو مشرکین کے لئے دعائے استغفار کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ابراہیم نے بھی تو اپنے باپ (چچا) کے لئے دعائے مغفرت کی تھی"۔ اس واقعہ کو میں (علی) نے رسول سے ذکر کیا تو یہ آیت ما کان للنبی والذین آمنوا ۔ نازل ہوئی۔ اور یہی روایت (شان نزول کے بارے میں) صحیح ہے۔

اسکا شاہد صحیح وہ حدیث ابن عباس ہے جسے آلوسی نے ذکر کیا ہے کہ لوگ اپنے آباء کے لئے استغفار کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ یہ آیت ما کان للنبی الخ نازل ہوئی۔

جب یہ آیت اتری تو مُردوں کے لئے استغفار کا سلسلہ بند ہو گیا اور زندوں کیلئے باقی رہا کیونکہ اسبات سے وہ منع نہیں کئے گئے تھے۔ پھر آیت وما کان استغفار ابراھیم اتری۔ جس سے مراد یہ تھی کہ حیات میں استغفار زیبا تھا اور بعد ممات ممنوع ۔یعنی ابراہیم کا استغفار زندگی آزر تک تھا بعد موت آلوسی نے استغفار نہیں کیا"۔

یہ روایت شاہد صحیح ہے، اور جب یہ روایت صحیح ہے تو اس پر عمل بھی ارجح ہے —— اور ارجح یہی ہے کہ آیت ان لوگوں کے لئے اتری جو استغفار آبائے مشرکین کیا کرتے تھے نہ ابوطالب کیلئے ہے۔

ایسی صورت میں تکفیر کرنے والوں کا تمسک اس روایت سعید بن مسیب سے جسکی نہ سند صحیح ہے اور نہ وہ شان نزول آیت ہی کے مطابق ہے، اور پھر اس روایت کا معارض جو صحیح روایات ہے وہ موجود ہے۔ جادہ انصاف سے گمراہی، اور ہٹ دھرمی کے سوا کیا ہے؟

اسکے ماسوا یہ تمسک خلاف اہل تحقیق بھی ہے —— جیسے زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف میں اس آیت کے ذیل میں یہ کہا کہ یہ آیت ابوطالب کی شان میں ہرگز نازل نہیں ہوئی ہے نہ اس روایت کی کوئی صحت ہے —— اور جیسے علامہ سید محمد رسول برزنجی نے بحسن تحقیق لکھا۔

جسکو اسنی المطالب کے ص ۱۷ پر مندرج کیا ہے کہ ـــــ "صحیح یہ ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں متعلق اتری جن کو حالت کفر میں موت آئی تھی اور ان کی اولاد ان کے لئے استغفار کیا کرتی تھی"۔

"تکفیر کرنے والوں کا دوسرا تمسک"

یہ ہے کہ چونکہ رسول اپنے چچا ابو طالب سے زیادہ محبت کرتے تھے، اور اسی محبت کا تقاضا یہ تھا کہ آپ چاہتے تھے کہ وہ ایمان لے آئیں چنانچہ جب رسول نے تلقین ایمان ابو طالب کو کی تو انھوں نے انکار کیا اور یہ آیت انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین ۔ نازل ہوئی ـــــ یہ لوگ اس آیت سے احتجاج کرتے ہیں اور شان نزول اسکا ابو طالب کیلئے بتاتے ہیں جیسا کہ زجاج اجماع مسلمین کے دعوے کے ساتھ اسکی حکایت کرتا ہے۔

یہ اجماع جسکا دعویٰ کیا گیا ہے یہ قابل صد مضحکہ ہے، کیونکہ گروہ شیعہ امامیہ جو سب سے بڑا فرقہ اسلامی ہے وہ اس آیت کا نزول ابو طالب کیلئے نہیں روایت کرتا اور اون ائمہ کرام کا اتباع کرتے ہوئے جو خازن علم رسول، عارف بالصواب تھے اور جن کے گھر میں کتاب نازل ہوئی تھی۔

جب یہ گروہ اس قول رکیک کی مخالف جا رہا ہے تو اجماع مسلمین کا دعویٰ یعنی چہ ؟ البتہ یہ ممکن ہے کہ گروہ شیعہ امامیہ اور ائمہ اہل بیت کو اسلامی گروہ سے خارج کر دیا جائے اور صرف اشاعرہ وغیرہ میں اسلام محدود کر دیا جائے تو شاید یہ دعواے اجماع صحیح ہو سکے اور یہ اخراج خلاف عادت بھی نہ ہوگا جیسا کہ انھوں نے ابو طالب کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے دکھا ہی دیا۔

یہ ہے ان لوگوں کے اجماع کی حالت اور یہ ہے اسکی حقیقت :ـــــ

رہ گئے وہ اخبار جو آیات کے نزول کو ابو طالبؑ کے لئے بتاتے ہیں۔ سو وہ ایسے اخبار واحادیث سے معارض ہو گئے ہیں جنھوں نے انکی حجیت کو ساقط کر دیا ہے ـــــ چنانچہ ابوالمجد ابن رشاد واعظ واسطی نے اپنی کتاب "اسباب النزول" میں حسن بن فضل سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آیت مذکورہ حارث بن عثمان بن نوفل بن عبد مناف کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ

نبی، ان کو اور انکے اسلام کو دوست رکھتا تھا ــــ آیت مذکورہ کے بعد والی آیت پر اجماع و اتفاق مسلمین ہے جسمین کوئی استثنا نہین اور انھین حسن بن فضل سے اسکی بھی روایت ہے کہ یہ بعد والی آیت حارث بن عثمان کے باب مین اتری۔ اس سے قول اول اور بھی موید ہو جاتا ہے اور اسباب کا پتہ چلتا ہے کہ درحقیقت وہ آیت جسکی شان نزول ابو طالب کیلئے بیان کی جاتی ہے وہ حارث بن عثمان کے لئے اتری نہ حضرت ابو طالب کیلئے مگر چونکہ ایک گروہ کا گروہ آپ سے منحرف ہے لہذا آپ ہی کے لئے اسکی روایت کردی گئی۔

بہر حال قوم کیلئے اسباب نزول آیت سے جاہل ہونا، اور ابو طالب سے منحرف ہونا اور آل رسول کا دشمن ہونا، یہ تمام باتین اسبات کے لئے کافی تھین کہ وہ آیت مذکورہ کو ابو طالب کے لئے روایت کردی چنانچہ انھون نے ایسا ہی کیا۔ اللھم احکم بیننا و بین الذین ظلموا عمم رسولك الکریم بالحق وانت خیر الحاکمین۔

"ایک تیسرا استمساک"

تکفیر ابو طالب کرنیوالون کا ایک دعوائے بلا دلیل یہ بھی ہے کہ آیت انا ارسلناك بالحق بشیرا و نذیرا ولا تسئل عن اصحاب الجحیم" حضرت ابو طالب کے لئے نازل ہوئی (معاذ اللہ)

یہ مستمسک بھی بس ویسی ہی ہے جیساکہ نظر آ رہا ہے۔ اس آیت کے ماقبل و مابعد والی آیات کو اگر بغور نہین صرف سطحی حیثیت سے بھی دیکھا جائے گا تو یہ امر بخوبی واضح ہو جائے گا کہ آیت مذکور یہود یون کے لئے اتری۔ اگر اسکے ماسوا کوئی اور نزول اختیار کر لیا جائے تو علاوہ کذب و غلط ہونے کے نظام آیات مین ابتری اور جہالت نظم قرآنی مین ابتری رونما ہو جاتی ہے اور ایسی کہ جو کسیطرح کلام الٰہی کی طرف نہین منسوب کیجا سکتی۔

یہی وہ قول ہے جسکو ابو حیان نے بھی اختیار کیا ہے اور اسی کی طرف ابو سعود نے اپنی تفسیر

مین بھی اشارہ کیا ہے اسکے ماسوا یہ گمان فاسد (نزول آیت ابوطالب کیلئے) وہ گمان ہے اور ایسا خیال باطل ہے کہ جسکے خلاف پر تمام مفسرین نے اتفاق کیا ہے۔ اس طرح کہ انھون نے متعدد اور محکم باتین نزول آیت کے متعلق لکھی ہین اور کسی ایک جگہ بھی یہ قول ضعیف نہین تھا۔ جیسا کہ تفسیر رازی زمخشری، بیضاوی ابوسعود، اور در منثور وغیرہ کے دیکھنے سے ظاہر ہے۔ اور یہ امر واضح ہے کہ اس آیت کا نزول حضرت ابوطالب کیلئے قطعاً وجزماً نہین ہے اور نہ اس کا کہین عین و اثر ہے۔ بس صرف ان لوگون کا دعوی ہی دعوی ہے جو دلیل سے بھی مجرد ہے۔ درحقیقت حق سے کترا کے چلنے مین یہی ہوتا ہے کہ رائے فاسد ہو جاتی ہے اور قوت فکر وداع ہو جاتی ہے۔

"چوتھا متمسک"

یہ ہے کہ رسول وقت نزع ابوطالب تشریف لائے، ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ مخزومی حضرت ابوطالب کے پاس تھے۔ رسول نے فرمایا کہ "اے چچا کہئے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ تاکہ اس کلمہ سے مین آپکے اسلام پر حجت قائم کرون" یہ سنکر ابوجہل اور عبداللہ نے کہا، کیون ابوطالب کیا دین عبدالمطلب سے پھر جائینگے؟ اس کلمہ کو یہ دونون بار بار کہتے رہے، یہانتک کہ ابوطالب نے آخری الفاظ یہ جاری کئے کہ وہ دین عبدالمطلب پر ہین، اور کلمہ شہادت نہین جاری کیا۔

سمجھ ہی مین نہین آتا کہ روایت مذکورہ بالا باوجود اس وھن وکمزوری کی جو اسمین موجود ہے کیونکر اس قابل ہوئی کہ کوئی متمسک اس سے استدلال قائم کرے یا وہ مقام حجت مین لائی جائے اور پھر اسوقت جبکہ یہ امر نمایان ہے کہ سلسلہ روایت مین اور سند رجال مین اسحاق بن ابراہیم واہویہ اور معمر بن راشد ایسے غیر معتبر اشخاص موجود ہین، یہ دونون وہ ہین جنھین ذہبی نے میزان الاعتدال مین کم مایہ سمجھا ہے اور جن کا پایہ اعتبار سبک قرار دیا ہے۔ اسی لئے ذہبی یون لکھتا ہے:—

ابوعبید آجری کہتا ہے کہ مین نے ابوداؤد سے سنا وہ کہتے تھے کہ اسحاق بن ابراہیم وہ ہین کہ مرنے سے پانچ مہینہ قبل انکا حافظہ کمزور اور انکا دماغ متغیر ہو چکا تھا، اس زمانہ مین

جو کچھ مین نے انسے سنا وہ قابل اعتبار و وثوق نہ تھا، اور ہمارے بزرگ محدثین نے ایک حدیث اسحاق بن ابراہیم سے نقل کی اور کہا کہ یہ اسوقت کی ہے جب انکا دماغ مختلط ہو چکا تھا۔

یہ تو اسحاق بن ابراہیم کا حال ہی، اب ملاحظہ کیجئے کہ دوسرا راوی اس سلسلہ کا ذہبی کے نزدیک کیسا ہی، چنانچہ وہ میزان الاعتدال مین یون لکھتے ہین :۔

"معمر بن راشد کے لئے اوہام تھے جو بہت مشہور ہین، ابو حاتم نے کہا کہ معمر نے جتنی بھی حدیثین بصرہ مین بیان کین ہون وہ سب غلطیون سے معمور ہین"۔

اب راویون کے جرح و تعدیل سے قطع نظر کرتے ہوے یون دیکھئے کہ روایت مذکور اس روایت سے معارض ہو رہی ہے جو کبھی ابن عباس سے متعدد اسناد کے ساتھ مروی ہے اور کبھی ابوبکر بن ابی قحافہ سے مروی ہے، وہ یہ کہ حضرت ابو طالب کو موت نہین آئی مگر یہ کہ انھون نے اپنی زبان پر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جاری کر لیا"۔

اسکے ماسوا اگر یہ روایت تسلیم بھی کر لی جائے تو ہمارے مخالف کیلئے مفید نہین ہو سکتی بلکہ مضر ثابت ہوگی۔ اسلئے کہ اس روایت سے زیادہ سے زیادہ یہ پتہ چلا کہ رسول نے ابو طالب سے یہ سوال کیا کہ وہ کلمہ توحید مرتے وقت زبان پر جاری کرین تاکہ آخر نفس ابو طالب اس کلمہ پر ختم ہو، اور رسول شاہد ہو جیسا کہ سنت رسول آج تک قائم ہے کہ آخر وقت مین اقرار توحید لیا جاتا ہے عام اس سے کہ وہ مومن ہو یا نہ ہو۔ (ورنہ ظاہر ہے کہ وقت ختم عمر اقرار توحید کیا مفید تھا۔ مترجم)

۔ لہذا رسول کا کلمہ توحید ابو طالب سے طلب کرنا اسلئے نہ تھا کہ وہ اسوقت سے اسلام مین داخل ہو رہے ہین اور معاذ اللہ اسکے قبل کافر تھے، بلکہ بہینت رسول تو ابو طالب ابتدا ہی سے مسلم تھے۔

مگر چونکہ قریش کے سرکش اور متمرد افراد کے سامنے، جیسے ابو جہل، یہ سوال تھا، اور انھین یقین تھا کہ ابو طالب انھین کے مذہب پر ہین لہذا حضرت ابو طالب نے بھی اجمال سے کام لیا تاکہ جبابرہ قریش کو اتنا وہم باقی رہے کہ وہ انھین کے دین و مذہب پر ہین، یہ اسلئے تھا کہ مصلحت حفاظت

رسالت ہاتھوں سے نجانے پائے جھ ۵

ع ۵ ابوطالب کا اس سیاست پر عمل کرنا اسکی تصدیق وہ روایت صحیحہ کرتی ہے جو رسول سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ اصحاب کہف نے اپنے ایمان کو چھپایا اور کفر کو ظاہر کیا لہذا خدا نے انکو دو مرتبہ اجر دیا اور ابوطالب نے ایمان کو چھپایا اور شرک کو ظاہر کیا لہذا خدا نے ان کو بھی دو مرتبہ اجر سے سرفراز کیا۔ اسی سیاست ابوطالب کی طرف علامہ سید علی خان نے اپنے قصیدہ مین اشارہ کیا ہے۔ جو انکے دیوان مین موجود ہے۔ اور کتاب درجات وغیرہ مین بھی ہے۔

ابوطالب عم النبی محمد — بہ قام ازر الدین واشتد کاهله

ابوطالب رسول کے چچا وہ ہین جن سے دین کی کمر سیدھی ہو گئی اور دین کے بازو مضبوط ہو گئے

ویکفیہ فخرا فی المفاخر انہ — موازرہ دون الانام وکافلہ

ان کے فخر کیلئے یہی امر کافی ہے کہ رسول کے مددگار اور اسکے متکفل صرف وہی تھے

لقد جہلت قوم عظیم مقامہ — فما ضر ضوء الصبح من ہو جاہلہ

ایک قوم نے آپکے مرتبہ عظیم کو نہ سمجھا، تو اگر صبح کی ضیاسے کوئی جاہل ہو تو صبح کا کیا بگڑے گا

ولولاہ ما قامت لاحمد دعوۃ — ولا انجاب لیل الغی وانزاح باطلہ

اگر ابوطالب نہ ہوتے تو نبی کی دعوت حق کا قیام ناممکن تھا نہ گمراہی کی ذات کی تاریکی ہٹتی اور نہ باطل مٹتا

اقر بدین اللہ سرا لحکمۃ — فقال عدو اللہ ما ہو قائلہ

ابوطالب نے پوشیدہ طور سے دین حق کا اقرار کیا اسمین حکمت و مصلحت پنہاں تھی، مگر دشمنان خدا نے جو کہا وہ کہا

وما ذا علیہ وہو فی الدین ہضبۃ — اذا عصفت من ذی العناد اباطلہ

ابوطالب کا کیا بگڑے گا وہ جب ہوائے باطل کے تند جھونکے چلین تو ایک کوہ عظمت دین ہین

وکیف یعیل الذم ساحتہ ماجد — اوا خرہ محمودۃ واوائلہ

اس بزرگ کے ساحت عزت و مجد تک برائیان کیونکر جا سکتی ہین جبکہ اسکا اول و آخر ممدوح و محمود ہو

علیہ سلام اللہ ما ذر شارق — وما تلیت لحسابہ وفضائلہ

ابوطالب پر خدا کا سلام جبتک آفتاب چمکے اور جبتک ان کے احساب و فضائل کی تلاوت ہوتی رہے ہمیشہ

شب تاریک باطل دہر میں بڑھتے ہی جاتی تھی
ابو طالبؑ کی نور محمد سے سحر پیدا

جو کچھ جناب ابو طالبؑ نے فرمایا تھا، اس جواب کے دو پہلو تھے یہ فرمایا کہ "وہ دین عبد المطلب پر ہیں" اس تصریح میں سرکشان قریش کے لئے سکون قناعت بھی مضمر تھا کیونکہ قریش کا خیال یہی تھا کہ جناب عبد المطلب (ان کے دین پر تھے) اور رسالتمآبؐ کے سوال کا جواب کنائی بھی تھا، کیونکہ حضرت ابو طالبؑ نے یہ جواب دیکر کہ "میں دین عبد المطلب پر ہوں" اقرار وحدانیت الٰہی کیا، جو رسولؐ کو معلوم تھا کہ ہر وہ شخص جو دین عبد المطلب پر ہوگا وہ موحد ہوگا — ہم نے بھی عنوان لمولد ومنشاء ابو طالبؑ میں ان باتوں کو ذکر کر دیا ہے جن کو مورخین نے لکھا ہے اور جو ایمان عبد المطلب پر صریحی گواہ ہیں اور جن سے ایمان حضرت عبد المطلب دلیل قطعی کے ساتھ ثابت ہو چکا ہے بلکہ ایمان آبائے رسولؐ پر بھی وہ براہان روشن ہیں اور اس پر اجماع گروہ امامیہ کثر اللہ امثالہم ہے نہ صرف گروہ امامیہ بلکہ اکثر علمائے فریق مخالف بھی اسی قول پر قائم ہیں کہ یہ لوگ مومن تھے اور انھوں نے اس مطلب پر رسائل لکھے ہیں اگر کسی کو دیکھنا ہو تو سیوطی کے تالیفات اس باب خاص میں دیکھیے۔

درحقیقت حضرت ابو طالبؑ نے حال نزع میں رسولؐ کے سوال پر صرف جواب کنائی پر اکتفا نہیں کی، یہ جواب تو تقیۃً اور اضطراراً تھا کیونکہ فراعنہ قریش کی نشست اسوقت تھی۔ مگر اسکے بعد حضرت ابو طالبؑ اس امر کے کوشاں رہے کہ کسی طرح سے کلمہ شہادت تصریحی حیثیت سے جاری کروں اور مہلت کے منتظر رہے۔ چنانچہ آخری الفاظ آپکے (اسوقت جب آپکا دم نکل رہا تھا اور مشرکین قریش، جو آپکے دشمن تھے جا چکے تھے) اسوقت آپنے تصریحاً کلمہ شہادت جاری فرمایا اور اقرار وحدانیت باری کیا اور اعتراف رسالت فرمایا — اس مطلب پر وہ روایت دلیل ہے جو عباس عم رسولؐ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ابو طالبؑ کا وقت آخر ہوا تو میں نے دیکھا کہ ان کے لبوں کو حرکت ہے جب میں نے اپنے کان ہونٹوں کے قریب کئے تو میں نے سنا کہ کلمہ شہادت پڑھ رہے ہیں اور اقرار وحدانیت و رسالت کر رہے ہیں جب میں نے یہ سنا تو رسولؐ سے پکار کے کہا — "لو بھتیجے

(رسول! سنو جس کلمہ کا تم نے حکم دیا تھا ابو طالب کی زبان پر اسوقت دیکھا ہے۔"
عباس نے اس شہادت کا اقرار اپنے اسلام لانے کے بعد کیا اور کہا کہ ابو طالب نہیں مرے
مگر یہ کہ وہ کلمۂ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جاری کر چکے تھے۔
اب ہمارا اور ابو طالبؑ کا دشمن شہادت عباس میں کوئی جرح نہیں کر سکتا یعنی اس شہادت میں
——: یا بن اخی واللہ لقد قال الکلمۃ التی امرتہ بھا۔ اے میرے بھتیجے دیکھو ابو طالب نے
وہ کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا جسکا تم نے حکم دیا تھا) کیونکہ یہ گواہی عباس کی حالت کفر کی گواہی ہے
جیسا کہ ظاہر ہے۔ ان واقعات سے بھی اسلام ابو طالب واضح ہے۔

ایک اور مستمسک

منجملہ مستمسکات کفر کے ایک حدیث ضحضاح بھی ہے جو فریق مخالف میں بعید مشہور ہے
اور پھیلی ہوئی ہے اور وہ یوں ہے کہ عباس بن عبد المطلب نے رسول سے کہا کہ ما اغنیت عن
عمک ابی طالب فواللہ کان یحوطک ویغضب لک۔ ترجمہ) آپ نے ابو طالب کو فائدہ پہونچایا
وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے لئے غصہ کرتے تھے تو آپ نے کہا کہ (معاذ اللہ) ھو فی
ضحضاحٍ من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار (ترجمہ) ترک کرتا ہوں کہ
سوا دب ہی میں اتنا ہی عذاب تجویز کیا گیا ہے جو نوشیروان عادل اور حاتم کے لئے ہے۔"
ایک دوسری حدیث میں جو ابو سعید خدری سے مروی ہے یہ ہے کہ انھوں نے رسول کو کہتے ہوے
سنا اسوقت جب رسول کے سامنے حضرت ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ شاید چچا ابو طالب کو
میری شفاعت کام آجائے اور وہ صرف گٹون تک " میں رہیں جس سے ان کا دماغ جوش کھاتا
رہے (یہ تقلیل عذاب بعد شفاعت اور شفاعت بھی اس نبی کی ہے جو جنت میں اپنی شفاعت سے
پہونچا سکتا ہے۔ مترجم)

ع ۵ ضحضاح کا اطلاق ہوتا اس پانی کو کہتے ہیں جو گٹوں گٹوں ہو، یہاں آگ اور کم آگ کے لئے استعارہ کیا گیا ہے۔

بعینہ ایک لفظ زائد کے ساتھ یہی حدیث دوسرے اسناد کے ساتھ ذکر کی گئی ہے اور اس میں بجائے "دلغ" کے "ام دلغ" ہے۔

اس روایت کے لکھنے کے بعد جو دو طرح سے ہے اب ہمیں اسکے اسناد دیکھنے ہیں، چنانچہ ہمنے اسکے رواۃ پر نظر کی اور ہمیں حدیث اول کے سلسلہ میں "سفیان ثوری" ملتے ہیں جو عبدالملک بن عمیر سے روایت کرتے ہیں۔

یہ سفیان وہ ہیں جنکا شمار مدلسین میں ہے اور جو کذابین سے جمع و روایت حدیث کیا کرتے ہیں، رہ گئے عبدالملک بن عمیر یہ وہ ہیں جن کے روایات ضعیف کہے جاتے ہیں اور جن کو امام احمد شخص غلط گو تجویز کرتا ہے اور یہی کافی ہے۔

میزان اعتدال میں ذہبی کا قول — "سفیان ثوری وہ ہیں جو بیان روایت میں تدلیس کیا کرتے تھے اور ضعفا سے روایت کرتے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ کذابین اور جھوٹوں سے خذ روایات کرتے تھے۔ عبدالملک بن عمیر کے متعلق یہی ذہبی لکھتے ہیں —: "عبدالملک بن عمیر قاضی کوفہ ان کو امام احمد نے غلط گو کہا ہے اور ضعیف جانا ہے اور ابن معین نے کہا کہ یہ خلط روایت کیا کرتے تھے اور ابن خراش نے کہا ہے کہ یہ "شعبہ" کے نزدیک ناپسندیدہ تھے (اپنی جھوٹ کی وجہ سے) اور کوسج نے کہا ہے کہ احمد نے ان کو بہت زیادہ ضعیف سمجھا ہے اور جب ابن جوزی نے ابن عمیر کا تذکرہ کیا ہے تو تمام وہ جرح و تعدیل جو اسکے لئے ہیں ذکر کئے ہیں"

اور یہی سلسلہ اولی میں حدیث ثانی کے "عبداللہ بن یوسف تنیسی" ہیں" جو لیث بن سعد" سے اور وہ "یزید بن عبداللہ بن الہاد" سے روایت کرتے ہیں علاوہ یہ تینوں راوی وہ ہیں جن کی روایات میں علما کے نزدیک اتنا بھی وزن نہیں جتنا کہ پر کاہ میں ہوتا ہے۔

میزان الاعتدال ذہبی میں ان لوگوں کے لئے یوں لکھا ہے۔

عبداللہ بن یوسف تنیسی — ان کو ابن عدی نے کامل میں ضعفا کے صف میں جگہ دی ہے۔

لیث انکے لئے ابن معین نے کہا ہے کہ یہ سہل بخاری فرمایا کرتے تھے شیوخ روایت سماع

روایت میں اور علامہ نباتی نے جو کتاب کامل پر تذییل لکھی ہے اس میں ان کا ذکر کیا ہے اس سے ظاہر ہے
کہ کامل وہ کتاب ہے جو راویان ضعیف کے متعلق لکھی گئی ہے۔"

رہ گئے "ابن الہاد" یعنی یزید بن عبد اللہ، تو جہاں راویان مجروحین موطا کا تذکرہ ہے
اس میں ان کا نام بھی موجود ہے" یہاں تک میزان الاعتدال ذہبی کی عبارت کا مفہوم ہے۔ اب رہا
سلسلہ ثانی روایت اس میں ایک صاحب عبد العزیز بن محمد دار وردی ہیں جو "ابن الہاد" سے
اخذ روایت کرتے ہیں۔ اور ابن الہاد کے متعلق ابھی ابھی بہ شہادت ذہبی معلوم ہو چکا کہ صف
رواۃ میں ان کا کیا پایہ ہے۔ رہ گئے عبد العزیز دراوردی سو ائمہ قوم کے نزدیک انکی بھی روایت
قابل وثوق نہیں جیسا کہ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتا ہے:- "عبد العزیز بن محمد دراوردی
کے متعلق امام احمد فرماتے ہیں کہ جب وہ حدیث اپنی یاد پر بیان کرتا ہے تو وہ کچھ بھی نہیں ہوتی اور
اس میں باطل ہی باطل ہوتا ہے۔ اور ابو حاتم یہ رائے دیتے ہیں کہ عبد العزیز کا قول نہ قابل وثوق ہے
نہ لائق احتجاج۔

اب اگر فرض کیا جائے کہ خصم نے ان روایات کی توثیق کا ارادہ کیا ہے تو ظاہر ہے کہ ہمارا حریف
مجوج نظر آتا ہے جیسا کہ اصول فقہ میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ ترجیح جانب جارح کو ہے جیسا کہ پوشیدہ
نہیں اور ظاہر ہے کہ ایسی روایات سے تمسک ایسے مطالب اہم میں کیونکر جائز ہو سکتا ہے درانحالیکہ
اس روایت کے راویوں کی حقیقت اور ان کا پایہ نگاہ ائمہ قوم میں جو کچھ تھا وہ ظاہر کر دیا گیا۔
بہر حال ان تمام واقعات سے پتہ چلا کہ یہ روایات بالکل موضوع اور صحت سے کوسوں دور ہیں۔

اسکے علاوہ ان روایات کی تکذیب اور روایات صحیح سے بھی ہوتی ہے جو ائمہ طاہرین علیہم السلام
سے مروی ہیں اور جہاں بحمد اللہ کوئی شائبہ کذب نہیں۔

چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے صحابی خاص "یونس" سے پوچھتے ہیں کہ کیوں یونس
اعدائے خدا ابو طالب کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ یونس نے کہا یہی کہ ابو طالب گھٹنوں گھٹنوں آگ میں
ہیں جسکی وجہ سے آپ کا دماغ (معاذ اللہ) جوش کھا رہا ہے"۔

حالات ابوطالبؑ

ایک لاجواب کتاب اور بےنظیر کتاب جو علامہ سید محمد علی شرف الدین موسوی عاملی کی تالیف ہے اور ماہ رمضان ۱۳۸۰ھ میں بغداد عراق مین شایع ہوئی میری نظر بھی اسیر ٹری چونکہ کتاب بےمثل تھی اور اپنے موضوع مین پہلی لہذا مین نے چاہا کہ اس کا ترجمہ دنیائے اسلام مین پیش کیا جائے تاکہ دنیا حضرت ابوطالب کی حالات [illegible] سے واقف ہوجائے اور ان احسانات کی جو آپنے اسلام اور بانی اسلام پر کیے قدر کرے۔

اس کتاب مین حالات حضرت ابوطالب ع الخمری کی حیثیت سے جمع کر دیگئے ہیں جو عنوانات و ابواب ذیل مین تقسیم ہین۔ (۱) نسب و لقب و کنیت ابوطالبؑ (۲) آپکا مولد و منشا (۳) قریش مین آپکا درجہ و شخصیت (۴) زندگی تاہل (۵) [illegible] بنت اسد زوجہ ابوطالبؑ (۶) آپکی اولاد (۷) آپنے نبی کی کفالت کس طرح کی (۸) مہمات ابوطالب (۹) [illegible] کے سن و سال کے لحاظ سے ابوطالب کی خدمتین (۱۰) جسمانی تربیت (۱۱) ابوطالب کے ہمراہ نبی کا سفر شام (۱۲) ابوطالب کے ہمراہ نبی کی شرکت حرب فجار البراض مین (۱۳) رسول کی راحت رسانی کیلیے ابوطالب نے کیا تدبیریں کین (۱۴) شام مین جانے کے لیے اور تجارت خدیجہ مین حصہ لینے کیلیے رسول اور ابوطالب کی گفتگو (۱۵) خدیجہ اور رسول کی گفتگو (۱۶) رسول کا تجارت کیلیے سفر (۱۷) خطبہ ابوطالب اور عقد رسول (۱۸) ابوطالب ہی نے رسول کو دعوت اسلام کی ہمت دلائی (۱۹) حصار شعب (۲۰) نقض معاہدہ قریش اور محاصرہ کا ہٹنا (۲۱) ابوطالب نے کس طرح رسول کی مدد کی (۲۲) ابوطالب کا اسلام اور اس کا کتم (۲۳) ابوطالب کا [illegible] خدا (۲۴) ابوطالب کی ادبیت (۲۵) نظم و نثر (۲۶) اخلاق (۲۷) اشعار (۲۸) نثر (۲۹) تاریخ وفات (۳۰) موت ابوطالب اور نبی کا ماتم (۳۱) رسول ابوطالب کو اپنا باپ سمجھتے تھے (۳۲) نماز جنازہ کب [illegible] ہوئی (۳۳) یوم ابوطالب (۳۴) ابوطالب کے بعد رسول بے یار و مددگار کس مپرسی کے عالم مین تھا (۳۵) علمائے اسلام کی رائے اسلام ابوطالب مین (۳۶) اسلام ابوطالب مین شک کب سی پیدا ہوا اور اسکی تاریخ تولد (۳۷) تکفیر کرنے والون کے مستمسکات اور اُن کے جوابات (۳۸) ان روایات کی جرح تاریخی و نقد جن سے کفر کا فتویٰ دینے والون نے تمسک کیا (۳۹) اثبات اسلام ابوطالبؑ نص قرانی (۴۰) معتقدات ابوطالب نظماً و نثراً

اس کتاب کے ابواب علی سبیل الاجمال بیان کیے گئے اسکی خوبی صرف دیکھنے پر موقوف [illegible] اور قیمت کی اطلاع آئندہ دیجائے گی منتظر رہیے اور اپنا نام ابھی سے فہرست خریداران مین لکھوائیے تاکہ استحقاق [illegible]

(مدیر سہیل)

جحر دامغ المعروف عذاب واقع

حضرت علامۂ علی الاطلاق کاسر اعناق جاحدین راغم آناف اخلاف ناکثین و مارقین شمس العلما مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ کا وہ رسالہ ہے جو مدیر النجم کے رسالہ "تفسیر آیت تبلیغ" کے جواب میں لکھا گیا ہے

وہ ژاژخائیاں، ناحق کوشیاں اور باطل نوازیاں جو اس رسالہ میں مدیر النجم نے کین ہین اور وہ مسافر پرستیاں جنھین ظاہر کرکے روح معاویہ کو تحفۂ ازدیاد بھیجا ہے، انکی ایسی تحقیقی دھجیاں اڑائی گئین ہین کہ گریبان صبح صادق خندہ زن ہے "جحر دامغ" مین یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آیت تبلیغ غدیر خم ہی مین اتری مولی سے اولی بالتصرف ہی مراد ہے ان روایات کی رد جو مدیر النجم نے پیش کین علامہ ابن حزم وغیرہ کی نافہمی بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کتب موثقہ اہلسنت سے ثابت کیگئی ہین انہین اذیلی لطائف تاریخی نکات، فلسفی نتائج، منطقی استدلالات، نقد فن حدیث انتقاد رجال رواۃ، خدا کے مقابلہ مین سعی ناشکور مولوی عبدالشکور وغیرہ وغیرہ کا ذکر ہے غرضکہ اسقدر دلچسپ و مسکت خصم ہے کہ اہل بینش کی نگاہین اسکے مطالب سے نہین ہٹ سکتین ✣ زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ✣ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست ✣ قیمت ۱۲/

حجم چھ جزو

سچا موتی

علامہ شامی کے بےنظیر رسالہ کا ترجمہ جسمین اصول دین کچھ اس انداز سے بیان کئے گئے ہین کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، دہریین کے اعتراضات کے جوابات تاریخی واقعات اور بہت سے علمی نکات، سوال و جواب کے انداز مین لکھے گئے ہین، بچون کی تعلیم کے لیے اسے ضرور منگا لیے مترجمہ حضرت شمس العلما مولینا سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ ضخامت ۵ جز قیمت ۵/

ہدم الاساس

تحقیق حدیث قرطاس از حضرت شمس العلما مولینا سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ۔ قیمت ۵/

تہنیت غدیر مین ایک خاص رعایت

قیمت سہیل مین جلد اول و دوم و سوم و چہارم بجائے ۱؎ فی جلد کے عار فی جلد کردی گئی ہے، یہ رعایت صرف ایک سال کے لیے ہے، سہیل کے دینی مجاہدات دیکھیے اور اس موقع کو غنیمت سمجھیے نوٹ ۔ سہیل جلد اول کا نمبر اول اور جلد دوم کا نمبر ۵ و ۶ و ۷ دفتر مین نہین ہے ناظرین نوٹ کر لین

الکاظم

تاریخ امام موسی کاظم علیہ السلام مصنفہ حضرت شمس العلما مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ قیمت ۱۲/

ایک اور رعایت

جو صاحب سہیل کیلیے ۵ خریدار فراہم کریں گے اور ان کا چندہ معہ ۵/ دفتر مین بھیجدینگے اُن کی خدمت مین سہیل ایک سال تک بلا قیمت حاضر ہوتا رہے گا۔

منیجر سہیل مین لکھنؤ

سید محمد رضی پرنٹر نے سرفراز قومی پریس مین چھاپا اور مولوی سید ظفر مہدی صاحب پبلشر نے دفتر سہیل مین لکھنؤ سے شائع کیا

علمبردار حمایت مذہب
رجسٹرڈ نمبر ۱۵۶۳۲
قال رسول اللہ یا علی حربک حربی و سلمک سلمی
اے علی تمھاری جنگ میری جنگ ہے اور تمھاری صلح میری صلح
لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ
اے رسول نہ پاؤ گے تم کسی ایسی قوم کو جس کا ایمان خدا اور روز آخرت پر ہو اور پھر وہ دشمنان خدا و رسول سے محبت کریں
سہیل یمن
سالانہ
ششماہی
سہیل یمن
مجلہ علمیہ
ابتدائے سال رجب
ختم سال جمادی الثانیہ
مدیر خاص
ابو البراعۃ مولوی سید ظفر مہدی گہر نصیر آبادی الجائسی

قواعد سہیل یمن

(۱) یہ رسالہ ہر ماہ عربی کے دوسرے ہفتہ مین شایع ہوگا
(۲) سہیل کی ضخامت فی الحال ۴۸ صفحات سے کم نہوگی۔
(۳) سہیل جملہ خریدارون کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا
(۴) اگر خریدارون کے پاس کسی وجہ سے نہ پہونچ سکے تو ۲۲ تاریخ ماہ عربی تک دفتر مین اطلاع بھیجنے پر دوبارہ روانہ کیا جا سکتا ہے اسکے بعد ۴/ کا ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جائیگا۔
(۵) سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ۲ہ ہے اور ششماہی عا/ ہوگی
(۶) جملہ مراسلات وارسال زر وخط وکتابت بنام ابوالبرکۃ مولوی سید ظفر مہدی گہر پروپرائٹر و مدیر خاص سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ ہونا چاہیے۔
(۷) مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر حدود منازل سہیل سے متجاوز نہونگے اور معیار علم پر ٹھیک اتر سکینگے تو بعد امتحان شایع کیے جائینگے
(۸) سہیل کو چونکہ آیندہ اپنے کام مین جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے توسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر استعانت حاضر خدمت نہو گا۔
(۹) نمونہ کا پرچہ ۴/ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا مفت حاضر خدمت نہو گا۔
(۱۰) خریدارون سے عرض ہے کہ خط وکتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دین ورنہ تعمیل ناممکن۔
(۱۱) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے
(۱۲) مضامین موصولہ ضرور بالضرور طبع ہونگے اسکا ذمہ دار اڈیٹر نہین اور نہ وہ مضمون کے واپس کرنیکا ذمہ دار ہے

اغراض و مقاصد سہیل یمن

(۱) ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
(۲) معاندین اسلام خصوصاً مخالفین مذہب شیعہ کے بیجا اعتراضات اور حملون کا دفاع۔
(۳) حقیقی اخلاق اسلامی کا نشر۔
(۴) علمی قومی اور مذہبی اور اُن ملکی معاملات پر جو مذہب سے متعلق ہونگے تبصرہ و نقد
(۵) حضرات ائمہ معصومین علیہ السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہرین

اس کثیر الاشاعت رسالہ مین اشتہار بھیجتے وقت ذیل کا نرخنامہ ضرور ملاحظہ فرمائین

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک سال کے لیے	للعہ/	عسہ/	عہ/
چھ ماہ کے لیے	عسہ	عسہ	معہ/
تین ماہ کے لیے	عسہ/	سے/	للعہ/
ایک ماہ کے لیے	صہ/	سے/	عا/

کوئی صاحب کمی اجرت کی خواہش نہ فرمائین رعایت کی گنجائیش نہین۔ ٹائٹل پیج کے صفحات کا نرخ اسکے علاوہ ہے جو بذریعہ خط وکتابت طے ہو سکتا ہے اجرت بہرحال پیشگی آنا چاہیے،

منیجر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سہیل کی توسیع اشاعت مین مدد کرنا نصرت دین ہے

منثورالہ

ترسم اگر حکایت غمہائے خود کنم
غمگین شوی ازین غم واین ہم غمے دگر

سال پنجم مین سہیل پر کیا کیا گذری اور اسے کن کن دقتون کا سامنا کرنا پڑا ؟ اسکی حکایت بیسود اور شکایت بے نتیجہ ہے یہ مقام ان مقامون مین ہے جہان سکوت گویائی سے افضل اور خاموشی نطق سے بہتر نظر آتی ہے جن لوگون کو سہیل سے مواساۃ ہے انکی نئے تشریح کی ضرورت نہین۔

لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی
دہن بر چہرہ زخمے بود و بہ شد

اب کی بار گیارھوان نمبر جلد ۵ کا ذر خدمت ہو رہا ہے۔ آئندہ ماہ مین بارھوان نمبر بھیجکر مین بار اما سالانہ سے سبکدوش ہو جاؤن گا، اور انشاء اللہ رجب سنہ سے سہیل کی جلد ششم کا آغاز ہوگا۔

جناب کیلئے دو ماہ کی مدت مہلت کافی سے زیادہ ہے اگر جلد ششم کا سالانہ چندہ تین روپیہ آٹھ آنہ بذریعہ منی آرڈر آپ دفتر مین بھیج دینگے تو مین رجب مین وی پی کی زحمتون سے بچ جاؤن گا اور آپ نقصان فیس سے نجات پائینگے۔

اس یاددہانی کو نوٹ فرما لیجئے۔ اور تساہل و تغافل کو دور فرما کر اپنی دینی ہمدردی، مذہبی جذب، اور عروج تولا کا ثبوت دیجئے۔ تین روپیہ آٹھ آنے سالانہ جو چار آنے ماہانہ سے کچھ زیادہ ہوا، کسی وقت، کسی طرح اور کسی حیثیت سے قابل دریغ نہین، اسے آپ بہتر سمجھ سکتے ہین۔

شکوۂ خاموش

مرا عزیز تو کردی بگفتگوے یقین
کنون ذلیل مگردان بجستجوے گمان

عتبہ توکل پر سہیل کا سر نیاز ہمیشہ سے تھا اور اب بھی ہے، امید رفیق دیار مین ہر شخص کو نشان ہے سہیل کو بھی اسکا احساس تھا اور ہے، اور شاید باقی بھی رہے مگر انتظار کی گھڑیان، اور وعدہ فردا کی طول مدت ایک حد تک مکلف و مل ضرور ہے یاوری بخت اور رفاقت جود مین فرق ہے، بس اتنا کہ پہلا مجبور لئے نہین، اور دوسرا آپکے لئے ہے۔ وعدہ حتما قابل اعتماد و اعتبار ہے اگر اسکے ساتھ ہی ساتھ زمانہ نے اعتبار اور شکیب نا استوار ہے۔

بقدر بخشش یکروزہ تو ماہ ہم
شکیب سست دلے روزگار میگذرد

• البابس احدی الراحتین" بھی سکون کا اچھا ذریعہ ہے بشرطیکہ ہمارا مخاطب اسی کی عطا مین جود سخا سے کام لے سہیل کا ہر خریدار ان سطور کا مخاطب نہین کچھ مخصوص سمجھنے والے ان جو روئے سخن کو بہتر سمجھ لین گے۔

اگر باشد این گفتہا نا صواب
بسوزان باتش بشویان بآب

جامع بخاری کے چند صفات اظہر من الشمس ہین جن کے سبب آپ کا فرقہ اوسکو سب سے زیادہ معتبر اور صحیح بلکہ اصح الکتب بعد کتاب الباری جانتا اور مانتا ہے۔

ا۔ صفت اولی یہ کہ زمانہ رسول اور اوس دور کے بعد کے جسقدر اعلی درجہ کے دشمن رسول و عترت رسول گزرے اون مین سے اکثر وبیشتر احادیث بخاری کے راوی ہین۔

(ب) صفت دوم یہ کہ صدی اول و دوم مین جسقدر اعلی درجہ کے اکذب الناس و متہم فی المذہب راوی مشہورہ تھے اون مین سے اکثر وبیشتر اس جامع کی احادیث کے راوی ہین جیسا کہ بغوات المسلمین کے ہر ایک ایڈیشن کی روایت کی بحث سے ثابت ہے۔

(ج) صفت [illegible] کے جسقدر باطل مذہب تھے وہ سب کے سب مشترک اور اس جامع کی احادیث کے راوی ہین جیسا کہ تادیب المجانین حصہ اولی و دوم سے آپ حضرات کو معلوم ہو چکا کہ جب کے زمانہ مین بخوف حکومت مسلمان نماز ڈرتے ڈرتے پڑھتے تھے تو ایسے زمانہ مین جمعہ وجماعت کا کیا کام اور جامع بخاری کی اسی حدیث کتاب الجہاد کی تصدیق ۲۴ر جولائی ۱۹۱۲ء کے اخبار شیعہ لاہور سے آپ حضرات کو ہو چکی اور اون مشرکین مشہورہ کے ہم خیال و ہم مذہب مسلمان کا شرک جو بنفا بلہ لشکر اسلام لشکر مشرکین کی رونق بڑھاتے اور اعانت کرتے تھے اون کے اسمائے گرامی اور اون کی تعداد خدا کو معلوم کہ وہ کون کون اور کن کن قبائل کے تھے چنانچہ بخاری کتاب التفسیر سورہ نساء پارہ اٹھارہ باب قولہ ان الذین توفتہم الملائکۃ ظالمی انفسہم مین محمد بن عبد الرحمن ابو الاسود سے منقول ہے وہ فرماتے ہین کہ مدینہ والون کو عبد اللہ ابن زبیر کی خلافت مین ایک فوج نکالنے کا حکم ہوا کہ جسمین میرا نام بھی درج تھا انہی دنون مین مین عکرمہ غلام ابن عباس سے ملا اور اون سے اس فوج کی شرکت کا ذکر کیا تو انہون نے اس فوج کی شرکت سے بہت سختی سے منع کیا اور پھر کہنے لگے کہ عبد اللہ ابن عباس نے مجھے

بہ خبر دی ہے کہ کچھ مسلمان مشرکین کی فوج بڑھانیکے لئے مشرکون کے ساتھ ہو جاتے تھے اوس ہنگامہ ستخیز مین تیر یا ضرب شمشیر سے بمقابلہ اسلام وہ مارے بھی جاتے تھے اون کے باب مین آیت بالا نازل ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے، بیشک وہ لوگ کہ جن کا خاتمہ فرشتے اوسی حالت مین کرتے ہین کہ وہ اپنی جانون پر ستم کرنے والے ہون تو اون سے فرشتے کہتے ہین فیما کنتم تم کس حالت مین تھے اسکے جواب مین مقتول مشرکین کہتے ہین قالوا کنا مستضعفین فی الارض یعنی ہم اوس زمین مین کمزور کردئے گئے تھے تو فرشتے اوسکے جواب مین کہتے ہین قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا یعنی کیا تمھارے لئے خدا کی زمین وسیع نہ تھی تم وہان سے کہین اور کیون نہ چلے گئے فاولئک ماواھم جھنم وساءت مصیرا پس اون ہی کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا برا سکونت کا مقام ہے چونکہ حضرت عمر نے اور ان مقتول دوستون کے عقائد سے خوب واقف تھے اسلئے موقع پاتے ہی ہجو مشرکین کی ممانعت کا ایک سرکلر جاری کردیا چنانچہ استیعاب ابن عبدالبر کے صفحہ ۲۳۹ مین حضرت عمر سے منقول ہے۔

کہ عمر نے شعرا کو اپنے مددگار دوستون اور مشرکین قریش کی ہجو سے منع کردیا۔	عن عمر انہ نہی ان ینشد الناس شیئا من قصنر الانصار والمشرکین قریش۔

اس سند سے واضح ہوگیا کہ **معالم التنزیل** سورہ توبہ تحت آیہ یحذر المنفقون جو حضرت ابن عباس سے منقول ہے انزل اللہ تعالی سبعین رجلا من المنفقین باسماء ھم واسماء اباءھم یعنی خدا نے ستر منافقین کے نام مع اون کے باپون کے نام سے نازل فرمائے تھے وہ اسی حکم فاروقی کی بنا پر منسوخ کی فہرست مین داخل ہوگئے مگر اب رسول اللہ کے چچا ابولہب کے سوا اور کسی کافر کا نام قرآن مین نہین ہے حالانکہ زمانہ رسول مین مذکر و مونث مشرکین کی ہجو دربار رسول مین باعلان کیجاتی تھی اور وہ بھی ایسے فحش الفاظ کے ساتھ کہ خدا کی پناہ چنانچہ جناب حسان بن ثابت کا رائیہ قصیدہ ہجو کفار و مشرکین مین مشہور ہے جسمین خاص کر ہندہ اور معویہ ابن ابوسفیان کی ایسے کھلے الفاظ مین ہجو ہے کہ دربار رسول مین ایسی ہجو اور کسی کے لئے نہین پائی جاتی جس کا ایک شعر یہ ہے لعن الالہ وزوجہا

معہا ÷ ھند الھنود طویلۃ البظر یعنی لعنت ہے اوسپر اور اوسکے شوہر پر وہ ہند کہ جس کا اندام نہانی بہت لمبا ہی (سہیل یمن)

اس ہجو کو سنکر رسول اللہ مسکراتے رہے مگر حضرت عمر نے ور دو مشرکین کے سبب اس سنت کو حکمًا موقوف کیا سچ ہے بقول سعدی ؎

محتسب گر میخورد معذور دارد مست را

د صفت چہارم یہ کہ میان بخاری نے استیصال باب خیبر اور حدیث ثقلین اور حدیث غدیر من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ کا اپنی جامع مین ذکر تک نہین کیا جو جمہور اسلام مین احادیث متواترہ سے مانی ہوئی ہین اور بالخصوص حدیث غدیر کہ جسکے ۹۴ راوی تو صرف صحابہ کرام ہین اور مختلف ازمنہ و مکان کے دوسو علماء سے زاید نے اپنی تالیفات مین اسکا ذکر کیا ہے از انجملہ ابوجعفر طبری نے اپنی تاریخ مین ۷۵ طریقون سے اور خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ مین ۱۲۷ طریقون سے نقل کیا ہے چونکہ اس حدیث سے عظمت علی اور شوکت و وقار رسول ثابت ہوتا تھا جو عظمت و ایمان شیخین کے خلاف تھا اسلئے ان احادیث کو بخاری نے اپنی جمع جکبڑی مین جگہ نہین دی۔

ہ صفت پنجم یہ کہ شاید کسی قسم کی ہجو رسول ہوگی جو میان بخاری سے چھوٹی ہوگی ورنہ بخاری نے اپنی جامع کو توہین نامہ رسول بنانے مین کوئی کسر نہین رکھی پس ان ہی پنج عیب شرعی کے سبب اہلسنت کے بکثرت علماء نے میان بخاری اور راوین کے اس توہین نامہ رسول کے وہ وہ مناقب و محامد و فضائل لکھے ہین کہ کتب سماویہ کے اتنے ڈھیرون فضائل ملنے محال نہین تو مشکل ضرور ہین جن سکو فرقہ اہلحدیث کالوحی من السماء جانتا اور مانتا ہے اور اون ہی جھوٹے فضائل پر بڑی بڑی عمارتین بلکہ اینٹی ورپ جیسے سنگین قلعے طیار کر دئے جن مین ہم بھی چندسال نظر بند رہے تھے. جن سے بڑی مشکلون سے رہائی ہوئی الحمد للہ۔

المدعا چونکہ اور مسلمانون کے علاوہ خاص فرقہ اہلحدیث جامع بخاری کی احادیث کے معتبر اور صحیح ہونیکا مدعی اور اون کے واجب العمل ہونیکا معتقد رہے لہذا جامع بخاری سے ایک حدیث

نماز کے باب مین پیش کر کے دریافت کرتے ہین کہ آپکے فرقہ کا عمل اس حدیث کے مطابق ہے کہ نہین
بخاری چوتھا پارہ کتاب الجمعہ باب الخطبہ علی المنبر صفحہ ۳۲ مین سہل بن سعد سے
منقول ہے کہ جب

منبر بنکر مسجد نبوی مین رکھا گیا تو مینے رسول اللہ
کو دیکھا کہ آپنے اوس پر تکبیر کہکر نماز پڑھنی
شروع کر دی پھر اوسی پر رکوع کیا اوسکے بعد
اولٹے پاؤن نیچے آئے اور اوسی منبر کی جڑ
مین سجدہ کیا اور پھر اوسی منبر پر تشریف لیگئے

ثم رائت رسول اللہ صلعم صلی علیھا
وکبر وھو علیھا ثم رکع وھو علیھا
ثم القھقری فسجد فی اصل المنبر ثم عاد
فلما فرغ اقبل علی الناس فقال ایھا الناس
صنعت ھذا لتاتموابی ولتعلموا صلاتی۔

اور نماز پڑھی اور بعد رکوع پھر اترے اور اوسی منبر کی جڑ مین سجدہ کیا (غالبًا تشہد بھی وہین ادا
کیا ہوگا) بعد نماز حاضرین صحابہ سے فرمایا کہ مینے یہ عمل اسوجہ سے کیا ہے کہ تم میری پیروی کرو اور میری سی
نماز سیکھ جاؤ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ اس حدیث سے بخاری نے اپنی خوش اعتقادی کے
مطابق رسول اللہ کا ہلکا پن اور چھچھورا پن ثابت کیا ہے کہ کبھی منبر آنکھ کھول کر نہ دیکھا تھا اور اب اوسکے
آجانے پر نماز ہی نئے تماشے کی پڑھی اور اوس مسرت بے اندازہ پر امت کو بھی ویسی نماز کا حکم دیا
لعنت اللہ علی الکاذبین۔

اب جملہ فرقہ اہلحدیث اور بالخصوص اڈیٹر صاحب زمیندار لاہور اور جناب اڈیٹر صاحب
اہلحدیث امرتسری سے پوچھتے ہین کہ کون سے محلے۔ قصبے۔ شہر کے عامل بالحدیث اس حدیث
کے مطابق نماز پڑھتے ہین اون کا آتا پتا فرمایا جائے اور اس پہیلی کا پتا سونگھنے مین ہے یا دیکھنے مین
یا چکھنے مین۔

خدا جانے بخاری کے اب جد پر مسلمان بنانے مین لوگون نے کیا کیا ظلم کئے جو اس
شخص کو رسول اللہ سے ایسی دشمنی ہے کہ کوئی پہلو توہین رسول کا نہین چھوڑتا چونکہ اسکے زمانہ
مین مسلمانون کی حکومت [illegible] تک تھی اور [illegible] دفعہ بعض شیعہ بھی حاکم ہو کر آجاتا تھا اوسکی مدد کے تمام

کے لئے بخاری نے اپنی جامع مین یہ بڑ دبیگنڈا بھی بنا رکھا ہے کہ جہان یہ کوئی توہین رسول کی حدیث لکھتا ہے تو اوسی حدیث یا اوسکے ذیل کی احادیث مین اسی درجہ کی فضیلت رسول بھی لکھدیتا ہے مثلاً اسی حدیث کے آگے اس باب مذکور مین جابر بن عبداللہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب مسجد نبوی مین منبر رکھا گیا تو اس منبر پر آنے کے قبل رسول اللہ لکڑی پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا کرتے تھے اوس مین اس زور سے رونے کی آواز آئی کہ جیسے دس ماہ کی گابھن اونٹنی کی آواز ہوتی ہے اس آواز کو تمام حاضرین نے سنا اور آنحضرت اوس لکڑی کے پاس تشریف لیگئے اور اوسپر بہر تسکین دست مبارک رکھا اور پھر وہ آواز بند ہوگئی ۔ حدیث مذکور کے آگے بخاری نے جو اس محال عادی معجزہ کا جوڑ لگایا ہے یہ اسنے اپنی منافقت کو چھپایا ہے اور عوام بلکہ خواص بھی بخاری کی اس عداوت قلبی سے بیخبر ہین مگر محقق اس سے باخبر ہین ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

(احمد سلطان مصطفوی چشتی)

" دلچسپ معلومات "

(۱) حضرات اہلسنت کے یہان یہ مسئلہ بھی ہے کہ اونٹ کے گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے چنانچہ اتنے علما اسکے قائل ہوے ہین، احمد، اسحاق بن راہویہ، یحیی، ابن المنذر، ابن خزیمہ، بیہقی اور امام شافعی، (حیوۃ الحیوان صلا) مگر عقلا کے نزدیک یہ مسئلہ ..... شتر سے زیادہ و قبیح نہین ۔

(۲) ابو زرعۃ اور ابو جہم خنزیر کی کنیت ہے علمائے اہل سنت نے یہ کنیت اپنے لئے بقصد فخر تجویز کی چنانچہ ابو زرعہ ایک بہت بڑا عالم ان کے یہان گزرا ہے ۔ یاد رہے کہ یہ جنگلی سور کی کنیت ہے، بندوق کے عہد مین نہوے خیریت گذری ۔ حیوۃ الحیوان کا صفحہ ۱۵ دیکھو ۔

(۳) امام ابو حنیفہ زبان عرب اور علم نحو سے بالکل کورے تھے علم تاریخ سے بھی جاہل تھے اکو یہ بھی نہین معلوم تھا کہ جنگ بدر پہلے ہوئی یا جنگ احد، جسکو ہر اسلامی بچہ جانتا ہے ۔ البتہ فقہ مین خوب خوب گڑھتے تھے ۔ حیوۃ الحیوان صلا و ۲۴۹

علیؑ کی امامت

جمیع عقلاء کا اتفاق ہے اس امر پر کہ ہدایت کرنیوالا معصیت کار نہونا چاہیئے۔ ہر کہہ و مہ کی عقلیں بتا رہی ہیں کہ امام کو معصوم ہونا چاہیئے۔ عصمت امام کی دلیل ایسی واضح و روشن ہے جسکو بلید و صبیان تک بخوبی سمجھ سکتے ہیں پیش رو بھیڑ کے تابع جس طرح تمام بھیڑیں ہوا کرتی ہیں اوسی طرح سے امام زمانہ کے تابع اہل زمانہ ہوا کرتے ہیں آگے چلنے والی بھیڑ اگر کنوئیں میں گر پڑے تو پیچھے والے گلے کا کیا حشر ہوگا بجز غرق آب ہو جانے کے کوئی دوسرا نہیں۔

امام زمانہ اگر معصیت کار ہو تو تمام زمانہ والوں کا دریائے فسق و فجور میں غوطہ زن ہونا ضروری ولازمی ہے قائد لشکر اگر بزدل ہو تو تمام لشکر والوں کا بھگوڑا ہونا یقینی ہے۔ سپہ سالار لشکر اگر بہادر و شجاع ہو تو سپاہیوں کا دلیر اور بے جگر ہونا حتمی ہے۔ معمولی سے معمولی عقل والا انسان بھی جب کسی ایسے [illegible] پر گام فرسا ہونا چاہتا ہے جس سے واقفیت نہیں رکھتا تو اپنے لئے ایسے راہبر کو تلاش کرتا ہے جو اگر تمام رستوں سے [illegible]ین تو کم سے کم اُس رستہ سے ضرور واقف ہو جس پر اس مسافر کو جانا ہے عوام الناس سیاست حاضرہ میں جب حصہ لینا چاہتے ہیں تو وہ لوگ اپنا لیڈر ایسی ہی ذات کو منتخب کرتے ہیں جو سیاسات میں [illegible] رکھتے۔

[illegible] سے معمولی سیاسی جماعت کے صدر کا انتخاب بھی جب کبھی ہوتا ہے تو ممبران کانگریس ایسے ہی شخص کو منتخب کرتے ہیں جسکی سیاسی قابلیت کا لوہا مانے ہوے ہوتے ہیں۔

نمازیوں کی جماعت اپنا امام ایسے ہی شخص کو بناتی ہے جسمیں شرائط امام جماعت موجود ہوتے ہیں۔

غرض ہر قوم اور ہر جماعت اپنے اپنے حاکموں کے انتخاب کیلئے ایک معیار قائم کئے ہوے ہے جسکے ذریعہ سے وہ وقت ضرورت ان کو منتخب کر لیتی ہے لیکن سواد اعظم اسلام کا یہ عقیدہ کہ خلافت اور وہ بھی رسول مقبول خاتم المرسلین کی خلافت میں ہم لوگوں کو اختیار تام حاصل ہے جس فاسق فاجر جاہل کو چاہیں [illegible] بٹھا کر چاہیں خلیفہ رسول بنا دیں کس قدر مضحکہ خیز بات ہے ان میں سے جو اہل عقل و معرفت ہیں اپنے

دریافت کرتا ہوں کہ آپ لوگ اصلاح معاش میں جو دنیائے فانی سے متعلق ہے جب کسی جاہل و فاسق کی رہبری پر اعتبار نہیں کرتے تو پھر اصلاح معاد میں جو حیات اخروی سے متعلق ہے کسی شخص جاہل و فاسق کا اعتبار کیونکر کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور اسکے فساد سے چند دنوں کی حیواۃ مستعار میں تکلیف اٹھانے کے سوا کوئی زیادہ نقصان نہیں ہو سکتا برخلاف حیواۃ اخروی کے کہ وہ دائمی ہے اور فساد سے اوسکے دائمی زندگی میں خلل واقع ہو جانے کا اندیشہ حتمی ہے۔

کرۂ ارض کے ساکنین اس سب سے چھوٹے کرہ کے رستوں پر چلنے کیلئے ایک عالم رہبر کو تلاش کریں اور گمرہ مسلین آخرت کی لمبی لمبی راہوں کیلئے جاہل رہبر منتخب کریں یہ ایک انوکھی بات ہے ہر قوم و ملت کے دنائت نفس و علو نفس کا معیار اسکے قائدین کے کارنامے ہوا کرتے ہیں جس قوم کا قائد جاہل ہو اسکو کبھی عالموں کی صدر محفل میں ادعائے علم کا حق حاصل نہیں جس ملت کا ہادی فاسق و فاجر ہو اسکو کبھی محفل ارباب عصمت میں پاکدامنی کا دعوی کرنا زیبا نہیں جس لشکر کا سپہ سالار بھگوڑا ہو اسکے لشکر والونکو ثبات قدم و شجاعت کا ادعا لفظ بے معنی ہے بعد وفات جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل اسلام دو گروہ پر منقسم ہو گئے ایک گروہ اہل تسنن جنہوں نے اپنا راہبر اور ہادی خلفائے ثلثہ کو قرار دے لیا دوسرا گروہ اہل تشیع جنہوں نے علی ابن ابی طالبؑ کو بعد رسول خلیفہ بلافصل مان لیا۔

صدر اول اسلام میں یہی دو گروہ تھے جو بعد امتداد زمانہ تہتر فرقہ پر منقسم ہو گئے۔ یہ اختلاف اسلام میں کیوں پیدا ہوا اور کیونکر پیدا ہوا اسکو تاریخیں خوب اچھی طرح سے بتا سکتی ہیں۔

بات یہ تھی کہ رسالتمآب کے پیرو جتنے لوگ صدر اول اسلام میں تھے وہ تین قسم کے تھے ایک گروہ تھا جو بصد اخلاص صدق دل سے آپکا متبع تھا جسکی طرح قرآن میں بھی خدا نے کی ہے جو ظاہر اور باطن دونوں میں رسول کا پیرو تھا اور حقیقی محبت اسلام کی اپنے دل میں لئے تھا۔ اپنا خون اسلام کے پسینہ پر بہا دینے کے لئے ہر وقت تیار تھا اور آپنے حقیقی اسلام کو عالم میں پھیلانے کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں اور طرح طرح کی اذیتیں جھیلیں دوسرا گروہ ان لوگوں کا تھا جو ظاہر میں تابع رسول تھے اور اطن کی تصدیق کرتے تھے اور باطن میں ان کے دشمن تھے اور ان کی تکذیب کیا کرتے تھے یہ لوگ منافقین تھے جن کی مذمت

قرآن مین لکھی گئی ہے ان کے دو فرقے تھے ایک فرقہ تو وہ تھا جو طمع مال و زر و راحت و آرام کیلئے رسول کے ہمراہ ہوگیا تھا جس کا مقصود صرف حکومت دنیا کی تحصیل تھی اور عیش و راحت کی تکمیل جن کو ہوس ریاست و امارت نے پہلوئے رسول مین کشان کشان لا کے بٹھا دیا۔ جو خدمت رسول مین سواد مجلس بڑھانے کے سوا کسی دوسرے مرض کا علاج نہ تھے۔ دوسرا فرقہ ان لوگون کا تھا جو مسلمانون کی تلوارون کی شہرت سن کے ایسے مرعوب ہوئے کہ وہ رسالتمآب کے ہمراہ ہوگئے تاکہ اسکے ذریعے سے وہ قتل و غارت وغیرہ سے بچ جائین اور موقعہ ملنے پر رسالتمآب سے اور ان کے اولاد و احباب سے کینہ کشی کرین۔ تیسرا گروہ عوام الناس رعایا کا تھا جو حق و باطل مین امتیاز کرنے کی قابلیت نہ رکھتے تھے بلکہ اپنے رئیسون اور سردارون کی تقلید کا جوا اپنے گلون مین ڈالے ہوئے انکے پیچھے پیچھے مثل چوپایون کے روان تھے۔ یہ لوگ ہر قوت سے مغلوب ہو جانے والے تھے اور ہر آواز پر لبیک کہنے والے انکے خیال مین ان کا خدا ان کا شکم تھا جس نے بھی ان کا پیٹ بھر دیا یہ اسکی خدمت کرنے لگے۔

جب رسالتمآب نے دنیا سے انتقال فرمایا تو سابق الذکر دونون گروہون مین اختلاف ہوگیا اور ہونا چاہیئے ہی تھا اسلئے کہ پہلا گروہ حقیقی مسلمان تھا وہ حق کا طالب تھا۔ دوسرا گروہ منافقین کا تھا وہ باطل پرست تھا اسلئے کہ پہلا گروہ حقیقی مسلمان اور چونکہ باطل کے پرستار حق کے پرستارون سے ہمیشہ تعداد مین زیادہ ہوتے آئے ہین اسلئے گروہ منافقین نے رسالتمآب کے مرتے ہی قبل ان کے دفن و کفن کے خلافت پر چھاپا مار دیا اور سقیفہ مین پہونچکے فرصت کو غنیمت سمجھ کے ایک مجلس شوریٰ قائم کردی تیسرا گروہ عوام الناس کا چونکہ حق و باطل کے امتیاز کی قدرت ہی نہ رکھتا تھا ان لوگون کا تابع ہوگیا۔ یہ لوگ خود بھی تعداد مین زیادہ تھے عوام الناس کی تائید نے اُن کی پشتون کو اور بھی مضبوط کر دیا۔ جب مجلس شوریٰ شروع ہوگئی تو گروہ انصار نے کہا کہ خلیفہ ہم لوگون مین سے ہونا چاہیئے۔ اسلئے کہ رسول اللہ کو تمام فتحیابی ہمارے ذریعے سے حاصل ہوئی تھی اور مہاجرین نے کہا خلیفہ ہم مین سے ہونا چاہیئے اسلئے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے قوم و قبیلہ سے ہین مہاجرین کو غلبہ حاصل ہوگیا ان لوگون نے جھٹ پٹ خلیفہ اول کے ہاتھون پر بیعت کر لی عوام الناس نے ان کا اتباع کیا اور حضرت ابو بکر مسلمانون کے خلیفہ ہوگئے حقیقی

اہل اسلام جو لوگ تھے وہ منہ دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے ۔ اور خلافت اپنے مرکز اصلی سے علیحدہ ہو کر نقطۂ موہوم پر چکر لگانے لگی ۔ بعد کے اہل اسلام آنکھیں بند کر کے صدر اول کی تقلید کرنے لگے اور ہمیشہ کیلئے ان کے خیال میں باطل حق اور حق باطل ہو گیا ۔ حالانکہ علی ابن ابی طالب کی خلافت پر دونوں قسم کے نصوص بکثرت موجود تھے اور ہیں ۔ قرآنی آیتیں ایک طرف آپ کی خلافت پر شہادت دے رہی ہیں ۔ احادیث نبویہ دوسری طرف گواہی دے رہی ہیں ۔

یوم غدیر ۔ یوم مواخاۃ ۔ یوم حدیث منزلت ۔ یوم سد ابواب وغیرہ ۔ علی کی خلافت پر روشنی ڈال رہے ہیں ۔

حضرت نے دعوت عشیرہ کے موقعہ پر فرمایا تھا ۔ من یوازرنی علی ان یکون ولی ووصیي وخلیفتي من بعدی ۔ علی نے جواب میں عرض کیا انا یا رسول اللہ ۔ میں آپ کی مدد کروں گا یا رسول اللہ ۔

یوم غدیر حضرت نے فرمایا ، من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ کیف ما دار ۔

یوم مواخاہ فرمایا تھا ۔ انت اخی فی الدنیا والاخرۃ

یوم منزلت فرمایا تھا ۔ یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی

یوم سد ابواب ۔ فرمایا تھا ۔ لا یحل لاحد ان یدخل مسجدا جنبا غیری وغیر علیؑ ۔

یوم احزاب ۔ جسکے متعلق قرآن میں خدا نے یوں ذکر فرمایا ہے ۔ اذ جاءکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا ۔ عمرو بن عبد ود کی مبارزت کو علی نکلے اور رسول نے دعا شروع کی اللھم انک اخذت منی عبیدۃ یوم بدر وحمزۃ یوم احد ولم یبق لی غیرہ اللھم فایدہ وقال عند برزہ برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ ۔ اور جب علی عمرو بن عبد ود کے قتل سے فارغ ہوئے تو رسول نے فرمایا ۔ ضربۃ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین ۔

(عبد الحسین عفی عنہ بقلمہ)

آیہ اکملت کی شرح عجیب و غریب

بخاری کتاب التفسیر سورہ مائدہ پارہ اٹھارہ باب الیوم اکملت لکم دینکم مین ہے عن طارق بن شہاب قالت الیہود لعمر انکم تقرءون آیۃ لو نزلت فینا لاتخذناھا عیدًا فقال عمر انی لاعلم حیث اُنزلت واین انزلت واین رسول اللہ صلعم حین انزلت یوم عرفۃ وانا واللہ بعرفۃ قال سفین واشک کان یوم الجمعۃ ام لا الیوم اکملت لکم دینکم یعنی طارق بن شہاب سے منقول ہے کہ یہودیون نے میان عمر سے کہا کہ تم اپنے قرآن مین ایسی ایک آیت پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم یہودیون کے ہان ہوتی تو ہم اس دن کو جشن کا دن مقرر کرتے میان عمر نے کہا ارے میان مین خوب جانتا ہون کہ یہ آیت کب اتری اور کہان اتری اور جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ کہان تشریف رکھتے تھے آیت عرفہ کے دن اتری خدا کی قسم ہم عرفات مین تھے سفیان نے کہا کہ مجھے شک ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا یا اور کوئی دن کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔ پہلی فضیلت تو اس دن کی یہ ہے کہ یہود جیسی دشمن اسلام قوم نے اسکی گواہی دی کہ ہماری توریت مین اکمال دین کی تاریخ مقرر ہوتی تو ہم عید مناتے الفضل ما شہدت بہ الاعداء اس گواہی سے ثابت ہے یہین سے یہ بات پیدا ہوئی کہ جن کے دین اسلام کی تکمیل ہوئی وہ ہی خوشی مناتے ہین اور جن کے دین کی بجائے تکمیل کے تکسیر ہوئی وہ روتے ہین جیسے فرقہ شیعہ کربلا کے واقعہ پر روتا ہے اور قیامت تک روئے گا اگرچہ میان عمر نے نزول آیہ مذکور کی نسبت اپنی واقفیت تو بہت جتائی مگر بخ بخ لک یا ابا الحسن اصبحت مولای ومولا کل مومن ومومنۃ کی ندامت نے وجہ نزول نہ بتانے دیا یہود کی یہ چھیڑ اسلئے تھی کہ جس پیغمبر کے تم خلیفہ ہو بنیکے مدعی ہو اوسنے تو علی کو خلیفہ بنایا تھا یہ جناب کیسے خلیفہ ہو گئے مگر میان عمر بڑے مرتے دھات العرب تھے وجہ اعتراض کو سمجھکر ٹال گئے مگر منصف صاحب معرفت تلمیذ صاحب علم لدنی یہ لوگ ایسے جشن کے دن کو کیسے بھلا سکتے تھے

انھون نے اسے خوب پلید کیا اور یہ یاد قیامت تک زائل نہین ہو سکتے کیونکہ نزول آیہ اون کے
تکمیل دین کے لیۓ ہے کہ جس آیت کا ہر حرف اصول دین سے الحاق شدید رکھتا ہے چنانچہ غور فرمائیے کہ
آیہ مذکور تمام تعبدی و دیوانی و فوجداری و اخلاقی احکام کے بعد نازل ہوئی ہے جسکی شان نزول اور
شان الفاظ و سیاق و قرائن تمام آیات سے جدا ہین اور وہ ایسے جید ممتاز کہ مختلف مکان و زمان کی
امت کے لیۓ یکسان نہ اوسکے لیۓ عذر مقبول ہے اور نہ اوس مین خطا کی معافی ہے نہ کسی شرط کیا تھہ
مشروط ہے جیسے پانی نہ ملے تو تیمم کر لو یا کسی بیماری یا ظالم کی جبر سے اداۓ نماز مین ہرج ہو تو
اشارون سے ادا کرو یا مرض یا سفر اوس مین روزہ قضا کرو مفلس ہو تو خمس و زکوٰۃ و حج معاف
حالت مرض یا بیکاری جوائج مین جہاد ساقط۔

اسیطرح معاملات یعنی نکاح، سفاح، لین دین، تجارت وغیرہ مین بکثرت مستثنیات ہین
مگر اس آخری حکم مین معافی و رخصت کی بو نہین چنانچہ اب ہم آیہ شریف کے حروف جو اسلام کے اجزاۓ
کیمیائی ہین اون مین سے ہم ہر ایک کی تحلیل شروع کرتے ہین۔

قرآن مجید مین جو الفاظ ایسے ہین کہ جن کے معانی و مطالب کسی جہت سے پوشیدہ اور
عام فہم نہ ہون تو اون کے اخفا کے دور کرنے کے لیۓ لغت عرب یا آیت کے سیاق و قرینہ پر
نظر کر کے بقید دین اسلام شرح کیجاۓ تو اسکو علم اصول تفسیر مین شرح غریب کہتے ہین

اس آیت شریف کی تفاسیر تو فریقین مین ایسی دہوم دھام سے ہوئی ہین کیا کسی کی مجال ہے
کہ اوسکے ایک حرف کا رد کر سکے اور شرح کا رد تو کیا اوسکے رجال حدیث کے خلاف بن انسان
زبان نہین ہلا سکتا لیکن یہ سب کچھ تو ہوا اسکی شرح غریب نہ دیکھنے مین آئی اور نہ سننے مین

جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ خطبہ غدیر خم سے فارغ ہوۓ تو آپنے حدیث الثقلین فرمائی
اور جب سمعنا اور اطعنا کی ندائین بلند ہو چکین تو خدا کی طرف سے اوسوقت آیہ الیوم اکملت لکم دینکم
و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی یعنی آج ہمنے تمہارا
دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت ختم کر دی اور تمہارے ان اقرار مدامکی بنا پر تمہارے لئے دین

اسلام پسند کر لیا ہے اب یہان مقام غور ہے کہ اگر روزہ نماز حج زکوٰۃ جہاد وغیرہ سے خدا راضی ہوتا تو اسکی اسلام سے کیا خصوصیت تھی دنیا کے تمام ادیان مین بصورت مختلف احکام و اعمال وغیرہ پائے جاتے ہین یا اگر ایسا ہی اعمال سے خدا راضی تھا تو اکملت لکم صلوتکم وصیامکم وزکوتکم ومناسککم وغیرہ الفاظ ہوتے یا اگر صرف دین سے راضی ہوا تھا تو یہود۔ نصاریٰ بت پرست۔ آتش پرست یہ سب صاحب دین تھے جیساکہ لکم دینکم ولی دین کی نص سے ظاہر لیکن لکم الاسلام دینا کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ دنیا مین دین تو بہت تھے مگر کوئی دین دنیا مین اسلام سے ملقب نہین ہوا تھا اور لفظ اسلام پنج حرفی ہے جس سے اشارہ ہے کہ جو پنجتنی ہے اوسکا ہی دین اسلام ہے اور تکونے جو پائے جو کچھے وہ سب خارج عن الاسلام۔

شرح غریب

ارشاد خدا ہوا الیوم آج کے دن یہ پنج حرفی لفظ ہے ان سے۔ ہ پانچ قومین مراد ہین جن کے افراد مقام غدیر خم پر حاضر اور مدعی اسلام تھے یعنی یہود۔ نصاریٰ۔ بت پرست۔ ستارہ پرست آتش پرست کہ یہ سب بظاہر دین آبائی ترک کر کے اسلام کے علاوہ محب خدا و رسول ہونے کے مدعی بھی تھے اون سبکو بشارت دی گئی۔

اکملت مین نے کامل کر دیا یہ بھی پنج حرفی لفظ ہے اس سے مراد پانچ اصول دین۔ توحید، عدل، نبوت، امامت۔ قیامت۔ یعنی اے حاضرین تمکو ان کے بیانات قرآن سے از حمد تا کل سمجھا دئے گئے اب سے قیامت تک ان مین تغیر و تبدل کمی بیشی معافی و رخصت کچھ نہین ہونے پائےگی کسی ہین دینکم تمہارا دین اس مین کسی قسم کے جائین جیسے کی اجازت نہین یہ لفظ بھی پنج حرفی ہے اس سے مراد وہی اصول دین پر کامل کرے دین کے معنی لغۃ بدلہ۔ جزا کما تدین تدان یعنی جیسا کروگے پاؤگے اتممت علیکم تم پر تمام کر دین۔ پوری دیدین سب کچھ دیدیا کچھ نہ رکھا یہ وہ تان پنج حرفی لفظ ہین ان مین سے اتممت کے حروف سے مراد خمسہ نجباء محمد علی، فاطمہ حسن،

حسین اور علیکم سے مراد وہی پانچ اصول دین اور حرف علیکم ہمیشہ وجوب کے لئے آتا ہے جیسے
کتب علیکم الصیام اور حرمت علیکم امہاتکم وغیرہ پس باتباع خمسہ نجبا پانچ اصول
دین تم پر واجب کردئے گئے نعمتی وہ میری نعمت ہین یہ بھی پنج حرفی لفظ ہے اس سے مراد خمسہ نجبا
یعنی پنجتن اسلئے ہین کہ یہ ہمارے پالنے درباری راکع وساجد ہین اور یہ ہی ہماری مخلوق اولی
ہم اگر قدیم بالذات ہین تو یہ قدیم بالزمان ومکان ہم نے عرش وکرسی لوح وقلم شمس وقمر شجر حجر
سب انکے نور سے پیدا کیا ہے اسی بنا پر تو کہا گیا ہے ۔لولاک لما خلقت الافلاک یعنی اے
پیغمبر ہم تمکو پیدا نہ کرتے تو افلاک پیدا نہ کرتے مراد یہ کہ کچھ پیدا نہ کرتے اور ہمارے پیغمبر نے جو کہا ہے
اول ماخلق اللہ نوری تو یہ سچ کہا ہے کہ سب سے پہلے ہم نے اون ہی کا نور پیدا کیا تھا اور اون کے
ہی سامنے تمام انبیاء واوصیا وارواح وغیرہم سے الست بربکم کہکر بلیٰ کا اقرار کیا تھا اور اون کی
نصرت کا وعدہ بھی لیا تھا کہ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الخ سے ظاہر ہے (پارہ ۳)
اور ہم نے جو خمسہ نجباء کو اپنی نعمت فرمایا ہے تو اوسکا ثبوت یہ کہ وہ امان اہل ارض وسما ہین
اور ہم نے اپنے پیغمبر اور اون کی معصوم ذریت کو رحمۃ للعالمین قرار دیا تھا اسلئے اون کے وجود باجود
تک رسخ وفسخ ومسخ سے دنیا مامون رہیگی جیساکہ ہم نے اپنے پیغمبر سے عہد کیا ہے ماکان اللہ
لیعذبھم وانت فیھم (انفال) یعنی خدا کا یہ کام نہین کہ جبتک اے پیغمبر تم ہو اور خدا عذاب
کرے چونکہ قول پیغمبر اولنا محمد واوسطنا محمد واخرنا محمد وکلنا محمد کے بموجب اوسکی
معصوم ذریت سب محمد ہین پس باوجود معصوم سب مامون رضیت لکم مین تم سے راضی
ہوا لیس آیت کا پہلا لکم اور یہ رضیت لکم گیارہ حرف ہوے ان سے وہ گیارہ ہستیان مراد ہین
جو جناب امیر علیہ السلام کے جانشین ہونے والے مقدر تھے اور اون مین کا ہر ایک کل الاسلام دینا
ہے اسکے بھی گیارہ حرف ہین ان گیارہ مین سے بھی ہر ایک کا مخالف کافر۔
الغرض شرط طاعت خمسہ نجباء پر دین کے اصول خمسہ مقبول خدا رضی ورنہ بغیر تولا
نماز روزہ حج زکوٰۃ جہاد سب لغو بلکہ بے حب اہلبیت عبادت حرام تو یہ دوسرا جرم ہوا اور ایسے تعبدی

اعمال کے جرم ہونے کی سند ملاحظہ ہو ترمذی کتاب ابواب فضائل القرآن باب ما جاء فی فضل
فاتحہ صفحہ ۹۳/۲ مین ابی ہریرہ سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ ایک دن رسول خدا ابی بن کعب کی
طرف سے گذرے اور فرمایا یا ابی جناب ابی نے پیٹ کر دیکھا مگر نہ جواب دیا اور نہ نماز ترک کرکے گئے پس بعد
ختم نماز حاضر ہوکر السلام علیک یا رسول اللہ کہا فقال علیک السلام وما منعک یا ابی ان
تجیبنی اذ دعوتک فقال یا رسول اللہ انی کنت فی الصلوٰۃ قال افلم تجد فیما
اوحی اللہ الی ان استجیبوا للہ والرسول اذا دعاکم ثم یحییکم قال بلی ولا اعود
انشاء اللہ یعنی جواب سلام دے کر فرمایا اے ابی تجھے میرے سوال کے جواب دینے مین کس نے روکا تھا
ابی نے عرض کیا کہ مین نماز پڑھ رہا تھا آنحضرت نے فرمایا کیا تو نے قرآن مین نہین دیکھا کہ خدا نے
مجھے اقتدار بخشا ہے یعنی ان استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم ثم یحییکم یعنی اے ایمان والو
جب خدا و رسول تمکو بلائین تو فوراً حاضر ہوجاؤ کہ وہ تمکو زندہ یعنی روحانی تعلیم دے ابی نے عرض کیا
کہ توبہ ہوئی آئندہ جواب مین دیر نہ ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ اسی معنی مین بخاری کتاب التفسیر سورۂ انفال
مین سعید بن معلی سے منقول ہے کہ یہ بھی نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ کی آواز پر لبیک نہ کہی
تو ان سے بھی رسول اللہ نے یہی ارشاد فرمایا جو ابی بن کعب سے فرمایا تھا مگر ان دونون صاحبون کی
نماز کا عذر قبول نہ کیا اس سے ثابت ہوگیا کہ حکم رسول ہوجانے کے بعد فرض خدا کا ترک
واجب ہے اور ایسا ہی ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ سے ثابت ہو اور ایسا ہی من یطع
اللہ فقد اطاع الرسول فاعتبروا یا اولی الابصار۔

احمد سلطان مصطفوی چشتی دہلی

اسمین ظاہر کیا گیا ہی کہ مذاہب اربعہ کی توحید اوران کے اعتقادات باطلہ
مین اس بات کی نص ہی کہ ان کو اسلام سے کوئی واسطہ نہین بلکہ نومسلمیت کے اثرات
نے ان کو پھر اپنے آبائی مذہب بت پرستی کی طرف پلٹا دیا ہی اگرچہ ظاہرا وہ
اپنے کو مسلمان کہتے ہین

مولفہ

مولوی سید ظفر مہدی مدیر سہیل یمن

قیمت ۵ر

انسان کی سرکشی اور تمرد کی کوئی انتہا نہیں معلوم ہوتی جب ہم دیکھتے ہیں کہ اُس نے اپنی خواہش نفس اور دواعی وہم پرستی و نفس پرستی کے لئے کیا کیا کچھ نہیں کر ڈالا، وہ شر و فساد کا ایک مجموعہ ہے، وہ کفران نعمت و محسن کشی کا ایک مرکب ہے، وہ دنیا پرستی اور خود غرضی کا مرکز ہے اور وہ تقلید آبائی اور باطل کوشی کا بندہ ہے۔ اسے اپنے نفس کی پرستش درکار ہے چاہے حق کی گردن پر باطل کی چھری چل جائے۔ اسے دنیا طلبی سے غرض ہے چاہے وحدانیت منعم باقی رہے یا خاک میں ملجائے۔

رذائل کے فنا کرنے کے لئے اور فساد کے مٹانے کیلئے اس رحیم و واحد خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار مصلح خلعت رسالت و نبوت سے سرفراز کر کے بھیجے، مگر وما امن معہ الا قلیل انکی سعی بلیغ کا ثمرہ تھا اور ان کی ان تھک کوشش کا نتیجہ۔ اسلام نے آدم سے لیکے خاتم تک اپنے زرین درس دئے اور فضائل و اخلاق کی تعلیم دی یہ چاہا کہ شیرازہ اختلاف مذہب ایک سلسلہ مین مربوط ہو جائے مگر باطل پرستی کا برا ہو اور بندگی زر سے خدا سمجھے جس نے خلاف حق کوشش کی اور آخر قول مخبر صادق، ستفترق امتی الی اثنتین وسبعین فرقۃ، آشکار و واضح ہو کے رہا۔ اور وہ فساد کا جال جسے صلاح کارون نے قرآنی قوانین سے سمیٹنا چاہا تھا پھیلتا گیا، یہانتک کہ اسلام کی دھجیاں اختلاف مذاہب کے ہاتھوں صحرائے غوایت مین اڑتی ہوئی دکھائی دین اور شیرازہ بکھرتا ہوا نظر آیا۔

جذبہ پرستاری نفس اتنا بڑھا کہ ہر شخص نے اپنے نمود و منافع پر نظر کر کے صحیح مذہب کی آڑ مین ایک نیا مذہب ایجاد کیا، اور تقلید آبائی، تمرد، سرکشی، حسد، بغض، اور کینہ پروری نے انسان کو اس غلط راہ پر چلایا جسکا اقرار خود اسکا ضمیر کرتا رہا۔

ہمیشہ غرض جلب دولت' ایجاد مذہب کی علمبردار رہی اور ضرورت خود پرستی اختراع مذاہب کی ذمہ دار بنی چنانچہ اسلامی اصول سے کوسوں دور جعلی مذاہب کے گھروندے بنائے گئے اور کعبہ حق کو چھوڑ کر باطل پرست پروانے اسکا طواف کرنے لگے، آئندہ نسلوں نے اسے صحیح سمجھا، اور اس اساس باطل پر عمارت مذہب کو بلند کرتے گئے۔ یہانتک کہ وہی اسلام حقیقی سے تعبیر کیا جانے لگا اور آجتک کیا جاتا ہے۔

یہ حدیث متفق علیہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔ بتاتی ہے کہ رسول نے اپنے متروکہ مین قابل اتباع دو ہی چیزین چھوڑین ایک قرآن اور دوسری اہلبیت، مگر عالم باطل نے رسول کی وصیت کی، اسکے فرمان کی اور اسکے حکم کی کوئی وقعت نہ کی کیونکہ ظاہر ہے کہ ایک گروہ اہل بیت کو بالکل چھوڑے ہوئے ہے اور ان صحابہ کا پیرو ہے جن کے متعلق حدیث مین کوئی ذکر نہین، اگر صحابہ قابل اتباع ہوتے تو رسول ہرگز ان کا ذکر ترک نہ کرتا' اور نہ پھر اصحابی کالنجوم کے گڑھنے کی ضرورت ہوتی۔

اچھا ہم نے مانا کہ صحابہ قابل اتباع ہین اور انکا مذہب حق تھا تو کاش صحابہ ہی کی تبعیت کی گئی ہوتی مگر ہم تو یہ دیکھتے ہین کہ نہ اہلبیت تبوع کی شکل مین نظر آتے ہین نہ کوئی صحابی جنکی عظمت کا' ڈنکا تعصب کی چوب سے میتہ کی کھال پر بجایا جا رہا ہے بلکہ اسکے خلاف کوئی حنفی ہے، تو کوئی مالکی، کوئی شافعی ہے تو کوئی حنبلی، غرضکہ انھین چار اماموں کی پیروی کی جاتی ہے، جو نہ اصحاب رسول مین داخل ہین نہ اہلبیت نبی مین اور جنکا عہد، عہد رسالت سے کوسوں دور ہے، پھر اپنے فرقہ کا نام "اہل سنت والجماعۃ" رکھا جاتا ہے جسکا پتہ رسول کے عہد مین نہ تھا خلفا کے عہد مین نہ تھا بلکہ ہجرت کے اکتالیسوین برس باتفاق مورخین یہ نام معاویہ نے رکھا اور چونکہ دولت پرستی خدا پرستی کو مٹا چکی تھی لہذا نسلاً بعد نسل یہی نام باقی رہا اور آج تک ہے اور جبتک اقتدار شیطانی کی پرستش کیجائے گی باقی رہیگا۔

کیا کوئی مورخ کوئی مفسر اور کوئی عالم ہمین اسبات کو بتا سکتا ہے کہ مذہب "اہلسنت والجماعت" ۴۱ھ سے پہلے بھی تھا"، ہان پہلے بھی تھا مگر اسکا یہ نام نہ تھا بلکہ ایسے لوگ "عثمانی" کہے جاتے تھے جو اہل بصیرت پر واضح ہے۔

اگر ان چاروں اماموں کے مسائل پر نظر کیجائے تو ان میں اتنا اختلاف نظر آئیگا جسکی کوئی حد نہیں، یا اللہ، ایک نومسلم اگر ان پر نظر کرے تو وہ صحیح راہ اسلام پا ہی نہیں سکتا، اور خود یہ اختلاف بتاتا ہے کہ خط مستقیم چھوڑا ہوا ہے اور مرکز اصلی میں غلطی ہے ورنہ اتنے خطوط نہ پیدا ہوتے جو مختلف مراکز کی طرف جاتے بلکہ خطوط متعدد کا مرکز ایک اور صرف ایک ہوتا۔

مثال کے طور پر ملاحظہ کیجئے کہ کتا نص اسلامی نجس ہے مگر ان کے یہاں آپس میں ہی اختلاف ہے کوئی اسے نجس کہتا ہے کوئی طاہر کہتا ہے کوئی اسکا چھوا ہوا ظرف نجس سمجھتا ہے کوئی طاہر حدیث ہے کہ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ کتے برابر رسول کی مسجد میں آیا کرتے تھے اور پیشاب کیا کرتے تھے مگر رسول نے کبھی طہارت نہیں کرائی تفصیل دیکھنا ہو تو حیوۃ الحیوان دمیری میں تذکرہ کلب ملاحظہ کیجئے۔ یوہیں مسوخات کی بحث ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے اگر اور علما بندر کے گوشت کا کھانا حرام جانتے ہیں تو مالک اسکے گوشت کو جائز قرار دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال یہ معلوم ہو گیا کہ حدیث ثقلین جو متروکہ نبی میں شامل تھی اسکو اس سواد اعظم نے ترک کر دیا اور ان لوگوں کا اتباع شروع کیا جو نہ اہل بیت میں داخل ہیں اور نہ اصحاب میں۔

پھر ایسی صورت میں مذہب اسلام میں تشعب و تنوع کیوں نہ پیدا ہو، کیونکہ ظاہر ہے کہ شرع کی آڑ میں اوہام شیطانی اور جذبہ نفس پرستی و خود مطلبی کارفرما تھا۔ چنانچہ لاتعد و لاتحصیٰ فرقے پیدا ہوگئے جن کا تذکرہ اس جگہ پر بطور یکے از ہزار و مشتے از خروار کیا جاتا ہے تاکہ اجمالی حیثیت سے ناظر بصیر کو ان کا علم ہو جائے۔

حضرات اہلسنت میں یوں تو متعدد فرقے ہیں مگر اصل اصول دو ہیں ایک اشاعرہ جن سے ظرف دنیا چھلک رہا ہے اور گندہ ہو رہا ہے دوسرے معتزلہ، اول الذکر بجید ہیں اور ثانی الذکر کم یہ دوسرا فرقہ یعنی معتزلہ واصل بن عطا تلمیذ حسن بصری کی طرف منسوب ہے اسکی بیس شاخیں ہوگئی ہیں اس فرقہ میں بڑے بڑے علما گزرے اور شہر بغداد میں بوقت عباسین انکا بڑا زور تھا۔

۱۔ واصلیہ، ہذیلیہ، نظامیہ، اسواریہ، اسکافیہ، جعفریہ، بشریہ، مزداریہ، ہشامیہ

حالطیہ، معمریہ، ثمامیہ، خیاطیہ، جاحظیہ، کعبیہ، جبائیہ، اور ہاشمیہ وغیرہ وغیرہ ہین۔

ان فرقون کا زور عہد بنی عباس مین تھا، مگر اسکے قبل عہد بنی امیہ مین جو فرقے پیدا ہوئے اور جو شام، بصرہ اور کوفہ و بغداد مین تھے (بہت کم عہد بنی عباس مین) ان مین کا سب سے پہلا فرقہ خوارج کا تھا جو "محکمہ" کہلاتا تھا یہ لوگ (معاذ اللہ) قدح علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے قائل تھے۔

۲۔ "بہیسیہ" یہ لوگ بہیس بن الہصیم بن جابر کی طرف منسوب ہین، مسائل کلامیہ مین حکما کے تابع ہین اور شراب کو حلال جانتے ہین۔

۳۔ "آزارقہ" نافع ازرق کی طرف منسوب ہے اور قاتل امیر المومنین ابن ملجم کے مداح ہین۔

۴۔ "عاذریہ" اس فرقہ کا اعتقاد ہے کہ انسان احکام فروع مین بسبب جہالت معذور ہے۔

۵۔ "اباضیہ" اسکی بہت سی شاخین ہین، ان کا عقیدہ ہے کہ نکاح مشرکین سے جائز ہے۔

۶۔ "یزیدیہ" یزید ابن ابیسہ کے اصحاب یہ لوگ اقرار نبوت اہل عجم کے بعد خاتم المرسلین کے قائل ہین۔

۷۔ "حارثیہ" اصحاب ابی الحارث الاباضی" یہ لوگ عباد کو خالق افعال کہتے ہین۔

۸۔ "عجاردہ" اس فرقہ کی بھی مختلف شاخین ہین یہ لوگ کہتے ہین کہ انسان تارک عبادت بارادہ الٰہی ہے۔

۹۔ "میمونیہ" (ان لوگون کو بندر کی اولاد اگر کہا جائے تو بیجا نہوگا) یہ لوگ حقیقی بھائی بہن، نواسی، پوتا، پوتی مین نکاح جائز سمجھتے ہین اور حسن یوسف و عشق زلیخا کے منکر ہین، کہتے ہین کہ خدا کا ایسا کلام نہونا چاہیئے یہ جو کچھ قرآن مین ہے بطور مبالغہ اور مدح شاعرانہ ہے۔

۱۰۔ "حمزیہ" انکا عقیدہ ہے کہ کفار کے بچے بھی ہمیشہ جہنم مین رہین گے۔

۱۱۔ "اخنسیہ" یہ لوگ مسلمہ عورت کا نکاح کفار سے جائز سمجھتے ہین۔

۱۲۔ "شیبانیہ" جبر افعال کی نسبت کے قائل ہین اور اسکو خدا کی طرف منسوب کرتے ہین۔

۱۳۔ "یونسیہ" یہ لوگ شیطان کو مومن باسم کہتے ہین۔

۱۴- "عبیدیہ" یہ لوگ صورت خدا کے قائل ہین -

مذہب مرجیہ" مین پانچ فرقہ ہین - شیخ عبدالقادر جیلانی اور اکثر متبوعین اہلسنت اس فرقہ مین سے تھے -

۱) غسانیہ" یہ لوگ کہتے ہین کہ سوا کعبہ اور مکہ کے اور مقامات پر بھی حج کیا جا سکتا ہے کوئی تخصیص مقام نہین، کہتے ہین کہ وہ خنزیر (سور) جسکا قرآن مین ذکر ہے اور جو نجس و حرام ہے، وہ اور ہے یہ خنزیر جو دنیا مین اسوقت موجود ہے، یہ نہین مطلوب، یہ فرقہ غسان کوفی کی طرف منسوب ہے اور یہ غسان امام ابوحنیفہ کے شاگرد رشید تھے -

برغوثیہ" (محمد کی اولاد) یہ لوگ جسمیت و عرضیت قرآن کے قائل ہین -

جہمیہ، یہ لوگ جبریہ ہین جہم بن صفوان ترمذی کی طرف منسوب ہین افعال الٰہی مین جبر کے قائل ہین -

۱) کرامیہ[ع۵]، ابوعبد اللہ محمد بن کرام کی طرف منسوب ہین اور خدا کے لئے ہاتھ پاؤن اعضاء جوارح کے قائل ہین -

"اشعری" ابوالحسن اشعری تلمیذ ابی علی جبائی معتزلی کی طرف منسوب ہین ان مین حنفی شافعی مالکی اور حنبلی مشہور ہین اور یہی اشاعرہ کہے جاتے ہین اہلسنت ان چارون کو ایک تصور کرتے ہین مگر سید نعمۃ اللہ جزائری اعلی اللہ مقامہ نے انوار نعمانیہ مین اختلاف اصول دین ائمہ اربعہ کا ملخص کیا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ چارون چار فرقے الگ الگ ہین -

---

ع۵ عن ابن عباس قال رسول اللہ صنفان من متی لیس لہما فی الاسلام نصیب المرجئۃ والقدریۃ رواہ الترمذی (رسول نے فرمایا کہ دو فرقہ میری امت سے قدریہ اور مرجیہ مسلمان نہین مشکوٰۃ ص۱۴۰)

ع۵ الکرامیہ اصحاب ابی عبد اللہ محمد بن کرام وانہ ینتہی فیہا الی التجسم والتشبیہ وانتسابہ الی اہل السنۃ۔ (ملل و نحل شہرستانی ص۳۹ (فرقہ کرامیہ اصحاب ابن عبداللہ محمد بن کرام مین یہ لوگ تجسیم و تشبیہ خدا کے قائل ہین اور یہ فرقہ اہلسنت مین داخل ہے -

ان مذاہب کا وجود عدم اتباع رسول کا نتیجہ ہے ورنہ اسلام میں اتنے مذاہب کبھی بھی نہ پیدا ہوتے۔ مین نے چاہا کہ اسلامی بچون کے لئے ایک مختصر سا رسالہ لکھدون تاکہ انھین اپنے خدا اور غیرون کے خدا مین امتیاز رہے اور اسکی وحدانیت کو وہ اس نگاہ سے نہ دیکھین جیسے برائے نام اسلامی بچے اپنے اسلاف نو مسلم کے زیر دامن تربیت دیکھا کرتے ہین۔

اسلام حقیقی کی پہلی تعلیم توحید ذات باری عزاسمہٗ اور یہ اسکے اصول خمسہ کی اصل اول ہے اور اصول دین کی پہلی اصل یہی ہے، یعنی خدا ایک ہے، اور اسکا کوئی شریک نہین۔

صفات ثبوتیہ خدائے برتر مین جو صفات پائے جاتے ہین وہ آٹھ ہین۔

اول **قدیم**، یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ **قادر** یعنی وہ ہر ممکن شے پر قادر ہے کوئی شے اسکے احاطہ اقتدار سے خارج نہین جسکام کو چاہے کرے اور جسکو چاہے نہ کرے سوم **عالم** ہے یعنی اسکو ہر شے کا علم حقیقی ہے، اسکو کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہین نہ اسکے علم کے لئے کوئی ذریعہ ہے نہ اسکے علم مین کمی زیادتی ہوتی ہے وہ ہر آن وہ شے کا علم رکھتا ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے۔ چہارم **سمیع و بصیر** ہے یعنی خدا سننے والا اور دیکھنے والا ہے مگر نہ اسطرح جیسے ہم کان آنکھ سے سنتے اور دیکھتے ہین، اسکے اعضاے سامع و بصر نہین، پنجم **حی** یعنی وہ زندہ ہے اور اسکی زندگی اسکا علم و قدرت سمجھی جاسکتی ہے اسکے لئے موت نہین، ششم **مرید** یعنی اسکا ہر کام ارادہ سے صادر ہوتا ہے کوئی فعل اسکا اضطراری نہین اور نہ اسکا فعل بغیر مصلحت ہوتا ہے، ہفتم **متکلم** یعنی وہ بغیر زبان کلام پیدا کرنے والا ہے جیسے وادی ایمن مین موسیٰ کیلئے شجر کی آواز، ہشتم **صادق** یعنی وہ سچا ہے دروغ و کذب کا شائبہ اسکے کلام مین نہین یہ تو اسکے صفات ثبوتیہ ہین اب رہ گئے وہ صفات جو سلبیہ کہلاتے ہین وہ حسب ذیل ہین۔

(۱) اسکا کوئی شریک نہین (۲) وہ مرکب نہین کیونکہ مرکب اپنے اجزا کا محتاج ہوتا ہے اور اجزا اپنے مرکب سے پہلے ہوتے ہین (۳) اسکا کوئی مثل نہین (۴) وہ مرئی نہین یعنی خدا کو کوئی دیکھ نہین سکتا (۵) وہ محل حوادث نہین یعنی اسے نسیان، خواب، رنج، غصہ، بیماری، جوانی پیری وغیرہ نہین عارض ہوتے۔ (۶) وہ کسی شے کے ساتھ متحد نہین (۷) اسکے لئے مکان نہین

یعنی وہ اپنے وجود مین کسی مکان کا محتاج نہین۔ (۸) وہ مجسم نہین یعنی اسکے جسم وغیرہ نہین نہ اسکے اعضا و جوارح ہین۔

یہ تو ہمارے عقائد صحیحہ ہین اب ملاحظہ کیجیے کہ دنیائے اسلام نے توحید کی مٹی کیونکر خراب کی ہے اور خداوند عالم سے کیسا کیسا مضحکہ کیا ہے یہ صرف اسلئے کہ صحابہ کرام کی فضیلت ہاتھون سے نجانے پائے خدا کی ذات مین دھبہ لگ جائے تو لگ جائے۔

چنانچہ کتب مولفہ اہل سنت مین آپ ایسے روایات پائینگے جن سے آپ کو معلوم ہوجائیگا کیونکر مسلم طبقہ ہنوز اپنی کفر و زندقہ پر باقی ہے۔

مثلاً ابن ماجہ جو صحاح المسندت مین سے ہےاُسین آپ کو یہ روایت ملے گی کہ خدا سب سے پہلے حضرت عمر سے مصافحہ کرے گا" (اب بتائیے رسول کی حقیقت آپ سمجھے کون فاضل ہے اور کون مفضول) یہ سوال اسوقت ہے جب بفرض محال یہ روایت مسلم ہو۔

کبھی لکھتا ہے کہ بعض لوگ اسی دنیا مین خدا کی زیارت کرین گے اور وہ اُنکی زیارت کریگا کتاب مجمع الاحباب مین علامہ سید طاہر نے ترمذی کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے خدا کو خواب مین دیکھا، دمیری نے امام احمد بن حنبل اور اوزاعی کے لئے لکھا ہے کہ اول الذکر نے سو مرتبہ خدا کو خواب مین دیکھا۔

ابوالخیر لکھتا ہے کہ شب معراج عرش کو جو خوش قسمتی سے حاصل ہوگیا، لیجئے اب لقب حبیب و محبوب سے فائدہ اٹھانے کی انتہا نظر آنے لگی۔

علاؤالدین سمنانی جہل مجلس مین لکھتا ہے کہ مین نے خدا کو انسان کی صورت مین دیکھا کہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے مین بھی سلام کرکے ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور عرض کی کہ تو میرا خدا ہے اور مین تیرا بندہ ہون ——— پھر لکھتا ہے کہ مین نے خدا کو گھوڑے کی شکل مین دیکھا۔ پھر لکھتا ہے کہ خدا آدمی کی شکل کا تھا جسکی داڑھی چھوٹی سی تھی۔

حاشیہ بخاری صفحہ بخاری لکھتا ہے کہ خدا نے اپنا دیدار مجھکو ایک اچھی صورت مین کرایا

اور میرے کندھوں پر اپنا ہاتھ رکھا کہ اسکی انگلیوں کے پوروں کی ٹھنڈک میرے قلب کو محسوس ہوئی۔
شرح فقہ اکبر صـ۱۵۳ اور کنز العمال میں ہے کہ رسول نے فرمایا کہ میں نے خدا کو زلفوں والے خوبرو جوان کی شکل میں دیکھا۔
تاریخ ابن اثیر جزری جلد ہشتم صـ۹۵ پر ہے کہ احمد بن حنبل کے نزدیک خدا کی شکل انسان کی شکل ہے اور اسکے ہاتھ پاؤں اور عضا ہیں وہ نمددوزی کی جوتی پہنتا ہے اسکے گھونگھر والے بال ہیں
کتاب الیواقیت والجواہر مطبوعہ مصر جلد اول صـ۱۱۸ سطر ۱۳ پر ہے کہ شب معراج رسول نے خداوند عالم کو ایک جوان لڑکے کی شکل میں دیکھا جس کے پیر میں سنہری کامدار جوتیاں تھیں۔
لے بھلا ملاحظہ تو کیجئے جب اصول دین اس طرح برباد ہوں تو اسلام کا دعوی لیعنی ہے،
نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات۔
سوا مذہب امامیہ کثر اللہ امثالھم کے اسلام میں کوئی ایسا مذہب اور کوئی ایسا فرقہ نہ ملیگا جسکی توحید اپنے خلوص پر باقی ہو۔ آپ چاروں مذاہب پر نظر کیجئے اور تحقیق کیجئے تو سب کے سب آپکو مذہب مجسمہ میں شامل نظر آئینگے اور ان کے اعتقادات وہی ہونگے جو مجسمہ کے ہیں۔
دیکھئے نہ؟ اتباع امام حنبل نے خدا کو ایک جسم مستقر بالائے عرش مانا ہے اور اسکے لئے اعضاء جوارح تسلیم کئے ہیں۔
یہ لوگ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ اگر خدا چاہے تو انبیاء و مرسلین و ملئکہ و عباد صالحین کو ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈالدے اور زنادقہ، کفار اور شیاطین کو بہشت عنبر سرشت میں جگہ دے اور ابدالآباد تک۔ یہی نہیں بلکہ یہ فعل خدا انصاف ہی انصاف ہوگا۔ اسمیں کہیں شائبۂ ظلم نہیں۔
یہ لوگ تمام افعال کا فاعل خداوند عالم کو قرار دیتے ہیں شک ہو تو معاویہ کا کلام جس نے اس مذہب اہلسنت والجماعۃ کی ایجاد کی ہے، روز صفین دیکھ لیجئے۔
اور لطف یہ کہ ان کا اعتقاد قرآن مجید پر بھی ہے جسمیں ہزاروں آتیں انکے عقیدہ کے خلاف ہیں، ہزاروں جزاؤں اور سزاؤں کا تذکرہ ہے جو اس مطلب پر شاہد بھی ہے کہ ان کا

عقیدہ غلط اور بالکل لغو ہے اور اگر ایسا نہین تو ان لوگون کا ایمان قرآن پر کسی صورت سے نہین ہو سکتا۔

یہ لوگ کہتے ہین کہ خدا نے روز ازل پشت آدم سے انکی ذریت ایک مٹھی ہاتھون مین لی اور اسکو الگ رکھ کے کہا کہ یہ لوگ سب جہنم کیلئے مین نے خلق کئے ہین (اب اس مٹھی مین جو جو آجائے چاہے صحابہ کرام بھی آ گئے ہون تو کوئی حرج نہین) اور مین کچھ کسی کی پروا نہین کرتا۔ پھر ایک دوسری مٹھی لی اور کہا کہ یہ لوگ جنت کیلئے خلق کئے گئے ہین اور مجھے کسی کی پروا نہین۔

اس روایت کو غزالی نے احیاء العلوم مین مختلف مقامات پر لکھا ہے۔

المختصر ایسے ہی مزخرفات واہیات سے ان لوگون کی کتابین مملو ہین اور یہی ان لوگون کا اعتقاد ہے اگر طول کلام کا اندیشہ ہوتا تو مین کچھ اور لکھتا مگر اتنے ہی مین صاحبان بصیرت کیلئے درس عبرت سمجھتا ہون اور اسی سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگون کا اسلام حقیقی نہین نہ یہ خدا کے قائل ہین نہ کتاب اللہ کے، اور نہ ان کا ایمان یوم قیامت پر ہے اور نہ رسول کو یہ رسول سمجھتے ہین۔

انشاء اللہ اصول دین مین کی ہر اصل ناظرین کے سامنے پیش کیجائیگی اور وہ خود نتیجہ نکال لینگے کہ ان لوگون نے محض وہم پرستی اور زر پرستی سے کام لیا ہے اور در حقیقت ان کا اسلام ظاہری تھا۔

سید ظفر مہدی حسن اللہ الیہ ابن سید وارث حسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ
۲۵ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ

خدا کے عضا

داؤد جواربی سے جب خدا کی متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ مجھسے خدا کی "فرج" اور داڑھی" کو نہ پوچھو کیونکہ یہ دونون چیزین اسکے نہین) اتی جو چاہے پوچھو اسکے سب چیزین ہین جسم بھی ہی گوشت بھی، خون بھی ہی، اعضا وجوارح بھی، ہاتھ بھی ہے پاؤن بھی سر بھی ہے زبان بھی آنکھین بھی ہین اور کان بھی۔

وحکی عن داود الجواربی انہ قال اعفونی عن الفرج واللحیۃ وسالونی عما وراء ذلک وقال ان المعبود لہ جسم ولحم ودم ولہ جوارح واعضاء من ید ورجل وراس ولسان وعینین واذنین (ملل ونحل جلد اول ۱۴۱ مطبوعہ مصر)

بچو! تمھارا ایسا خدا نہین بلکہ وہ جسم جسمانیات سے منزہ ہے اسکے اعضا وجوارح نہین وہ مرکب نہین کہ اسکے اجزا ہون وہ محتاج نہین کیونکہ یہ شان عبدیت ہے، سمجھو تو اگر اسکو ان اعضا سے مرکب مانوگے تو ہر مرکب بغیر اپنے اجزائے ترکیبیہ[1] کے پایا نہین جاتا اور وہ اپنے وجود مین اپنے اجزا کا محتاج ہوتا ہے تو خدا بھی محتاج ہوگا حالانکہ ایسا نہین۔ اور بھی اگر جسم ہوگا تو کسی مکان مین ہوگا اور پھر اسکی احتیاج ثابت ہوگی حالانکہ اسکی ذات ان مزخرفات سے برتر ہے۔

اللہ کی آنکھ آشوب چشم ملائکہ کی عیادت، اللہ کا گریہ

(ایک دفعہ) اللہ کی آنکھین دکھنے آئین تو تمام ملائکہ سموات نے اسکی عیادت کی اور طوفان نوح پر اللہ اتنا رویا کہ اسکی آنکھین آشوب کر آئین۔

اشتکت عیناہ فعادتہ الملئکۃ وبکی علی طوفان نوح حتی رمدت عیناہ۔ (ملل ونحل ج ۱ ص ۱۴۱ مطبوعہ مصر)

بچو! اسکے نہ ویسی آنکھین نہین جیسے ہمارے اور تمھارے لئے اسپر کیفیات سرور وغم نہین طاری ہوتے جیسے ہم پر طاری ہوتے رہتے ہین، تم جانتے ہوکہ غم کا نتیجہ رونا ہوتا ہے جب غم نہین تو رونا

---

[1] اجزائے ترکیبیہ وہ اجزا کہلاتے ہین جس سے کسی چیز کی ترکیب ہو جیسے تختے اور کیلین وغیرہ تخت کیلئے۔

کیسا یہ بے عقلون کی باتین ہین اور انکی جو معرفت حق سے ناآشنا ہین تمھارا خدا ایسا نہین اور نہ تمھارے مذہب کا یہ عقیدہ ہے۔

"اللہ کا مٹی گوندھنا اور اسکے ہاتھ"

مین نے اپنے خدا سے ملاقات کی اور اس نے مجھ سے مصافحہ کیا خدا نے میرے شانون کے درمیان پشت پر اپنا ہاتھ رکھا اور اسکے انگلیون کی ٹھنڈک مجھے محسوس ہوئی۔ یہ لوگ اسکے بھی معتقد ہین کہ اللہ نے چالیس دن وہ مٹی گوندھی جس سے آدم بنے۔

قال یقینی ربی فصافحنی ووضع یدہ بین کتفی حتی وجدت برد انا ملہ وقال خمر طینۃ ادم بیدہٖ اربعین صباحا۔

(ملل ونحل ص ۱۴۲ مطبوعہ مصر جلد ۱)

"اللہ کے پاؤن اور جہنم"

محمد بن موسیٰ قطان نے ابوسفیان حمیری کی روایت کی کہ جہنم سے روز حشر سوال کیا جائے گا کہ کیون بھر گئی!! تو وہ کہے گی "نہین ابھی اور" تو خدا اپنا پاؤن جہنم مین رکھے گا اور وہ "قط قط" کہے گی (غالباً دکھ یہ ہین بولے گی) (جو ہا دبتا ہے تو چون چون بولتا ہے اور جہنم دبے گی تو "قط قط" بولے گی)

محمد بن موسی القطان حدثنا ابوسفیان الحمیری یقال لجهنم هل امتلأت و یقول هل من مزید فیقع الرب تبارك وتعالی قدمه علیها فتقول قط قط۔

(بخاری مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۱۲۹) (مشکوۃ)

"اللہ کی زخمی ٹانگ"

خدا لوگون کے سامنے قیامت مین آئے گا اور کہے گا کہ اے لوگون! مین تمھارا خدا ہون، لوگ کہین گے کہ

وانه یاتی الناس یوم القیامة فیقول انا ربکم فیقولون نعوذ بالله منك فیقول لهم

"میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں" تب خدا ان سے
کہیگا کہ اگر تم خدا کو دیکھو تو پہچان لوگے؟ وہ لوگ کہینگے
ہاں ہمارے اور خدا کے درمیان ایک نشانی ہے
تو خدا اپنی پنڈلی کھولے گا اور اس صورت میں
سامنے آئیگا جس صورت کو لوگ پہچانتے ہوں گے، یہ
دیکھ کر لوگ سر بسجود نظر آئینگے ۔

افتعرفون ان رایتموہ فیقولون بیننا
وبینہ علامۃ فیکشف لھم عن ساقہ
وقد تحول لھم فی الصورۃ التی یعرفونھا
فیخرون لہ سجدا ۔
(شرح ابن ابی الحدید) مشکوۃ باب الرویت

ایک قاضی صاحب کی حکایت

طبرستان میں ایک قاضی تھا جو لوگوں سے قصے اور
حکایات بیان کرتا تھا، ایک دن اس نے بیان کرنا
شروع کیا کہ جناب فاطمہ (علیہا السلام) قیامت کے
دن آئینگی اور انکے ہاتھ میں قمیص امام حسین ہوگی اور وہ یزید
بن معاویہ سے قصاص چاہیں گی جب خدا فاطمہ کو
دور سے دیکھے گا تو یزید کو، جو خدا کے سامنے ہی ہوگا،
بلائیگا اور کہے گا کہ قائمہ عرش کے نیچے چلے جاؤ کہیں ایسا نہو
فاطمہ تم پر ظفر یاب ہوجائیں وہ قائمہ عرش کے نیچے جائیگا اور جناب
فاطمہ بھی تشریف لائینگی اور فریاد کرینگی تو خدا کہیگا دیکھو اے فاطمہ
میرے پاؤں کو دیکھو یہ کہکے اپنی قدموں کو خدا آگے بڑھائے گا
جسمیں نمرود کے تیر کا زخم ہوگا ۔ اور کہے گا کہ یہ نمرود
کے تیر کا زخم ہے جو میرے پاؤں میں لگا تھا"
اور میں نے اسکو معاف کر دیا، تو کیا اے فاطمہ تم یزید

وکان بطبرستان قاص یقص علی الناس
فقال یوما فی قصصہ ان یوم القیامۃ
یجیی فاطمۃ بنت محمد ومعھا قمیص
الحسین ابنھا تلتمس القصاص من
یزید بن معویۃ فاذا راھا اللہ تعالیٰ
من بعد دعا یزید وھو من بین یدیہ
فقال لہ ادخل تحت قوائم العرش
لا تظفر بک فاطمۃ فیدخل یزید
وتجیئ فاطمۃ فتتظلم وتبکی فیقول
سبحانہ تعالیٰ انظری یا فاطمۃ الی قدمی
ویخرجھا الیھا وبہ جرح من سھم نمرود
فیقول ھذا سھم نمرود فی قدمی
وقد عفوت عنہ افلا تعفین انت

کو نہ معاف کرو گی؟ تو جناب فاطمہ فرمائیں گی "اے خدا تو گواہ رہ کہ میں نے بھی یزید کو معاف کر دیا"۔

عن یزید فتقول اشہد یارب قد عفوت عنہ۔ (شرح بن ابی الحدید جلد ۳ مطبوعہ طہران ص ۱۲۹)

تم نے دیکھا کیسی ٹانگ ان حضرات نے اس معاملہ میں اڑائی ہے تم سمجھ گئے ہو گے کہ یزید پر یہ گروہ لعنت بھی نہیں تجویز کرتا، مگر ساتھ ہی ساتھ اسکے مظالم و بیدینی کا بھی معترف ہے، اور پھر صف خلفا میں اسکا شمار بھی کیا جاتا ہے ایسی صورت میں "انہوں کی تیج" کا تقاضا یہی ہے کہ یزید کے متعلق بخشش کی صورت نکالی جائے اور لوگوں کی نفرت کو محبت سے تبدیل کیا جائے اور انکے اعتقادات میں یہ بات راسخ کر دیجائے کہ یزید کی بخشش ہو جائے گی چاہے خدا غیر عادل اور ظالم ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اور نور اسمجھو تو کہ یہ لوگ "عدل" جناب باری کے کیوں قائل نہیں صرف اسلئے کہ ایسے موقعے پر بے انصافی سے کام لیا جاسکے مگر تم جانتے ہو کہ تمہارے یہاں اصول دین میں "عدل" شامل ہے اور اصول دین کا منکر کافر ہے۔

"اللہ کے ہاتھ پاؤں زبان، سر آنکھیں ماشاء اللہ سبھی کچھ ہیں"

مقاتل بن سلیمان، داؤد جوازلی اور نعیم بن حماد مصری نے حکایت کی کہ خدا انسان کی صورت کا ہے اور اوسکے اعضا و جوارح ہیں، ہاتھ پاؤں، زبان، سر اور آنکھیں۔

وحکی عن مقاتل بن سلیمان وداود الجوازلی ونعیم بن حماد المصری انہ فی صورۃ انسان ولہ اعضاء من ید ورجل و لسان وراس وعینین۔ ابن ابی الحدید ص ۱۲۹

"اللہ کا حسن و جمال"

رسول نے فرمایا کہ میں نے اپنے خدا سے ملاقات کی وہ بڑا خوبصورت تھا، اور توریت میں ہے کہ میں نے خدا کو بالمشافہہ دیکھا اور اس نے مجھ سے یوں کہا۔

قال النبی لقیت ربی فی احسن صورۃ وفی التوراۃ شافہت ربی فقال لی کذا۔

(بخاری مطبوعہ مصر ص ۹)

اللہ کی آواز

رسول سے مروی ہے کہ خدا قیامت کے دن اس زور سے چیخ لگائے گا کہ اولین و آخرین سبھی سنیں گے، اور یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ کلام خدا کو یوں سنتے تھے جیسے زنجیروں کے کھنچنے کی آواز ہوتی ہے۔

عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ینادی اللہ یوم القیامۃ بصوت یسمعہ الاولون والاخرون ورووا ان موسیٰ یسمع کلام اللہ کجر السلاسل۔

(ملل ونحل ص۱۴۲ مطبوعہ مصر)

"اللہ کی ہنسی"

(بندہ کہے گا) اے خدا مجھے شقی ترین خلق نہ قرار دے تو خدا خوب ہنسے گا اور اسکو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دیگا۔

فیقول یا رب لا تجعلنی اشقی خلقك فیضحك عزوجل منہ ثم یاذن لہ فی دخول الجنۃ (بخاری مطبوعہ مصر ص۹۸)

اللہ جیب ہے، اور کالے کل والا"

(یہ عقیدہ بھی ہے) کہ خدا سر سے سینہ تک کھوکھلا ہے اور اسکے علاوہ اسکا جسم ٹھوس ہے اور اسکی زلفیں سیاہ ہیں اور اسکے بال گھونگھر والے۔

وقال ہو اجوف من اعلاہ الی صدرہ مصمت ما سوی ذلك وان لہ وفرۃ سوداء وشعر قطط۔ ملل ونحل ص۱۴۳

"اللہ کا موٹاپا، اسکا بوجھ اور عرش کی چرچراہٹ"

خدا کا عرش (خدا کے بوجھ سے) یوں چرچرائے گا جیسے نیا بنا ہوا پالان نشست بیٹھنے سے چرچراتا ہے۔

وان العرش لیئط من تحتہ کاطیط الرحل الجدید۔ (مشکوٰۃ وغیرہ)

اللہ کا موٹاپا اور عرش کا چھٹاپا

(خدا اتنا موٹا اور گداز ہے) کہ چار چار انگل اسکے (چوتڑ) نشست کے وقت عرش سے باہر رہتے ہیں

وانه ليفضل من كل جانب اربعة اصابع - (ابن ابی الحدید)

اللہ کا نزول اجلال اور بھیس بدلنا

یہ جائز ہے کہ خدا کسی آدمی کی صورت میں ظاہر ہو جیسے جبرئیل امین صورت اعرابی میں آتے تھے اور مریم کے سامنے صورت بشر میں گئے۔

قال ويجوز ان يظهر الباری تعالی بصورة شخص كما كان جبرئیل علیه السلام ینزل فی صورة اعرابی وقد تمثل لمریم بشرا سویا (ملل نحل)

"اللہ کی پنڈلی اور اسکے لئے سجدے"

لیث نے ہم سے حدیث بیان کی اور انھوں نے خالد بن یزید سے سنا اور انھوں نے سعید بن ابی ہلال سے انھوں نے زید بن اسلم سے انھوں نے عطا بن یسار سے انھوں نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے رسول سے کہ رسول نے فرمایا کہ ہمارا خدا روز قیامت اپنی پنڈلی کھولے گا تو تمام مومن و مومنہ سجدے میں گر جائینگے۔

حدثنا الليث عن خالد بن يزيد عن سعيد بن ابی هلال عن زيد بن اسلم عن عطا ابن يسار عن ابی سعيد رضی الله عنه قال سمعت النبی يقول يكشف ربنا عن ساقه فيسجد له كل مومن و مومنة۔

(صحیح بخاری جلد ۳ ص ۱۲۹ مصر) مشکوۃ

"اللہ مذکر ہے مونث نہیں"

بعضوں نے کہا کہ میں نے معاذ عنبری سے پوچھا کہ کیا خدا کے چہرہ بھی ہے؟ تو اُس نے کہا "ہاں" یہاں تک کہ میں نے تمام اعضا کو ایک ایک کرکے پوچھا ناک، منھ، پاؤں، سینہ، اور پیٹ مگر مجھے شرم آئی کہ میں خدا کی "فرج" کے متعلق سوال کروں تو

فقال بعضهم سالت معاذ العنبری فقلت اله وجه فقال نعم حتی عددت جميع الاعضاء من انف و فم و رجل و صدر و بطن و استحييت ان اذكر الفرج فاومات بيدی الی فرجی فقال نعم فقلت .

میں نے اپنی فرج کی طرف اشارہ کرکے پوچھا تو معاذ نے کہا ہاں یہ بھی ہے تو میں نے کہا خدا مذکر ہے کہ مونث معاذ نے کہا نہیں مذکر ہے۔ اذکرام انثی فقال ذکر۔ (ابن ابی الحدید)

اللہ کے مذکر ہونے پر قرآن سے انوکھا استدلال

ابن خزیمہ کو مسئلہ تذکیر و تانیث خدا میں اک ذرا اشکال تھا، تو ابن خزیمہ سے بعض اصحاب نے کہا کہ یہ تو صاف صاف قرآن میں مذکور ہے، کہا، کہاں؟ جواب دیا ولیس الذکر کالانثیٰ" مذکر مونث کی طرح نہیں" ابن خزیمہ بہت مسرور ہوئے اور کہا تم نے افادہ کیا اور انوکھی بات کہی۔ یہ ہے قرآن فہمی

ویقال ان ابن خزیمہ اشکل علیہ القول فی انہ اذکرام انثی فقال لہ بعض صحابہ ان ھذا مذکور فی القرآن وھو قولہ ولیس الذکر کالانثی فقال افدت واجدت۔

اللہ کی رحمت اور ملائکہ کی دھینگا مشتی

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا، وہ نکلا اور اس نے ایک راہب سے پوچھا کہ میری بخشش کا کیا طریقہ ہے، اس نے کہا تم نہ بخشے جاؤ گے اس قاتل نے اس راہب کو بھی قتل کردیا۔ یونہیں وہ پوچھتا جاتا تھا یہاں تک کہ ایک شخص نے کہا کہ تو فلاں قریہ میں جا۔ ابھی چلنے نہ پایا تھا کہ موت آگئی تو اس نے مرتے وقت اپنا سینہ اس قریہ کی طرف تان کر بڑھا دیا اب ملائکہ عذاب و رحمت میں جھگڑا ہونے لگا وہ کہتے تھے کہ میں اسے جنت میں لیجاؤں گا اور یہ کہتے تھے کہ میں جہنم میں لیجاؤں گا غرضکہ جب بیحد ہنگامہ ہوا تو وحی نازل ہوئی کہ ناپو۔ بہرحال ناپا گیا تو طرف رحمت سے قریب نکلا اور بخش دیا گیا۔

کان فی بنی اسرائیل رجل قتل تسعۃ وتسعین انسانا ثم خرج یسال فاتی راھبا فسالہ فقال الہ توبۃ قال لا فقتلہ وجعل یسال فقال لہ رجل ایت قریۃ کذا وکذا فادرکہ الموت فناء بصدرہ نحوھا فاختصمت فیہ ملائکۃ الرحمۃ والعذاب فاوحی اللہ الی ھذہ ان تقربی والی ھذہ ان تباعدی فقال قیسوا بینھما فوجد الی ھذہ اقرب بشبر فغفرلہ

مشکوۃ صلا ۱

بچون! سمجھو تو کہ ظلم و بے انصافی کی مثال اس سے بڑھکر بھی کہین مل سکتی ہے، ایک جگہ تو خدا یہ کہتا ہے کہ من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جھنم، اگر کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈولے تو وہ جہنم مین جائے گا، اور اس جگہ ایک کیا پورے سو قتل ہوگئے اور قاتل کا بال بھی بیکا نہوا، اسکے علاوہ من قتل مظلوما فجعلنا لولیہ سلطانا بھی اسکے خلاف ہے، اگر رحمت کا یہی حال رہا تو ہزارون حقوق بندگان خدا پامال نظر آئینگے تمھین اپنے خدا سے یہ توقع نہ رکھنی چاہیئے کیونکہ آیت پکار کے کہتی ہے و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ اور نہ تمھارا خدا ایسا ہے بلکہ وہ عادل ہے ظالم نہین اسکی رحمت وسیع ہے مگر نہ اتنی کہ مظلوم کی گردن پر چھپری پھیر دی جائے اور محکمۂ قضائے عدل کا وجود ہی نہ باقی رہ جائے۔

اللہ گناہ اور گناہگارون کو دوست رکھتا ہے

رسول نے فرمایا کہ اسکی قسم جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے۔ اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو خدا تم سکو فنا کرے اور ایک ایسی قوم پیدا کرے جو گناہ کرے اور استغفار کرے تاکہ وہ انھین بخشے (کیا گناہ کا شوق ہے سبحان اللہ!)

قال رسول اللہ والذی نفسی بیدہٖ لولم تذنبوا لذھب اللہ بکم ولجاء بقوم یذنبون فیستغفر واللہ فیغفر۔
(مشکوٰۃ صنہ ۱)

انھین ترکیبون سے کبائر کا رواج ہوا ہے اور انھین باتون سے غصب حقوق کی جسارت پیدا ہوئی ہے بچو تم خود خیال کرو جو ذات گناہون کے روک تھام کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے کیا وہ گناہ اور گناہگارون کو محبوب رکھ سکتی ہے اور کیا اسے گناہ نہ کرنے پر سزا دینے کا جذبہ پیدا ہوسکتا ہے؟ لا و اللہ، تمھارا خدا ایسا نہین یہ دنیا پرستون کی بنائی ہوئی باتین ہین۔ اگر ایسا ہوتا تو اعتقاد معاد، یا وہ آیات جو ثبوت معاد کے لئے آئینہ بردار ہین لغو ہوتے، حالانکہ معاد اسلام کے اصول دین مین شامل ہے۔

اللہ گنہگار کو جنت اور متقی کو جہنم مین بھیجتا ہے عادل نہین

ابوہریرہ رسول سے روایت کرتے ہین کہ بنی اسرائیل

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ان رجلین

میں دو شخص تھے جو آپس میں بجید دوست تھے، ایک
بے انتہا عبادت گذار تھا اور دوسرا حد بھر گنہگار، یہ
عبادت گذار گنہگار سے کہا کرتا تھا کہ ذرا اپنی حرکتوں
میں کمی کرو، تو گنہگار کہتا تھا کہ مجھے چھوڑ دو اور میرے خدا کو
(یعنی معاملہ ما بین خود خدا ہے تم سے کیا مطلب)
ایک روز ایک عظیم گناہ کرتے ہوئے اسکو دیکھا تو پھر اس نے
وہی درخواست کی گنہگار نے پھر پہلا سا جواب دیا اور
کہا کہ تم کون کیا مجھپر نگہبان مقرر ہوئے ہو؟ اس عابد نے
کہا کہ تم نے یہ اتنا بڑا گناہ کیا ہے کہ خدا نہ تمھیں بخشیگا
نہ جنت میں جگہ دیگا۔ بس خدا نے ملک الموت کو
بھیجا دونوں کی روحیں اسیوقت قبض کرلی گئیں اور
یہ دونوں خدا کے سامنے آئے، خدا نے گنہگار سے کہا

كانا في بني اسرائيل متحابين احدهما
مجتهد في العبادة والآخر مذنب
فجعل يقول اقصر عما انت فيه فيقول
خلني وربي حتى وجده يوما على ذنب
استعظمه فقال اقصر فقال خلني وربي
ابعثت علي رقيبا فقال والله لا يغفرلك
ابدا ولا يدخلك الجنة فبعث
الله اليهما ملكا فقبض ارواحهما
فاجتمع عنده فقال للمذنب ادخل
الجنة برحمتي وقال للآخر اتستطيع ان
تحظر على عبدي رحمتي فقال لا يارب فقال
اذهبوا به الى النار۔ (مشکوٰۃ ص۱۷)

"میری رحمت سے جنت میں داخل ہوجا" اور عابد سے کہا تو میرے بندے پر میری رحمت روک سکتا ہے؟ عابد نے کہا
نہیں اے میرے رب" خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس عابد کو جہنم میں لیجاکے ڈال دو۔

سبحان اللہ، ساری عبادت کا بغیر گناہ صلہ یہی تھا اور مذنب کے تمام گناہوں کا نتیجہ یہی تھا پھر
گنہگاروں کے دل کیونکر نہ بڑھیں اور مخالفت قرآن کیوں دھڑلے سے نہ کیجائے، جب اللہ کی رحمت
وسیع ہو اور محکمہ قضا و قدر اندھی نگری چوپٹ راج سے زیادہ نہو۔

وائے گر میرا تیرا انصاف محشر میں نہو — ابتلک تو یہ توقع تھی کہ واں ہوجائیگا

بچوں دیکھتے ہو خدا کو غصہ بھی آیا تو ایک ناکردہ گناہ بندے پر، جو اسکی رحمت کا منکر بھی نہ تھا
بلکہ انبیا کے بتائے ہوئے رستوں کو دیکھکر اس نے مذنب کا انجام بتایا تھا۔ کیا یہ انبیا غلط گو تھے؟
یا خدا کی طرف سے نہیں آئے تھے۔ تمھارا خدا ایسا نہیں۔ بلکہ من جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلھا

اور وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا ۔ کچھ اور بتایا ہے ۔

اللہ آدم کی صورت پر

اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا، آدم کا قد ساٹھ گز لمبا تھا جب آدم مخلوق ہو چکے تو خدا نے کہا کہ جاؤ اور ملائکہ کو سلام کر آؤ اور جو جواب سلام میں وہ دیں تمہیں اسے یاد رکھنا کیونکہ تمہاری اور تمہاری اولاد کی یہی صاحب سلامت ہوگی۔

قال خلق اللہ آدم علی صورتہ طولہ ستون ذراعا فلما خلقہ قال اذھب فسلم علی اولئک النفر من الملئکۃ فاستمع ما یحیونک فانھا تحیتک وتحیۃ ذریتک

(بخاری جلد ۳ ص۔۔۔)

آدم اللہ کی صورت پر خلق کئے گئے تھے ممکن ہے قد بھی اللہ ہی کا سا رہا ہو جس طرح بچے بزرگوں کو سلام کرنے کے لئے جاتے ہیں یہ نومولود بچہ بھی ملائکہ کو سلام کرنے کے لئے بھیجا جا رہا ہے اور اس سے یہ کہا جا رہا ہے کہ ملائکہ سے سبق لو حالانکہ قرآنی آیت وعلم آدم الاسماء کلھا آدم کے علم پر روشنی ڈالتی ہے اور فانبئونی باسماء ھؤلاء ان کنتم تعلمون ملائکہ کے محدود معلومات کو واضح کر رہی ہے ۔ اب چاہے بخاری کو سچا سمجھو چاہے قرآن مجید کو صحیح مانو ۔

"خدا گوشت کا لوتھڑا ہے"

"معاذ کے پاس عید کے دن ایک شخص آیا اور معاذ کے سامنے اس دن کچا گوشت رکھا ہوا تھا منجملہ سوالات ایک سوال خدا کے بارے میں بھی اس نے کیا معاذ نے کہا خدا کی قسم خدا ایسی ہی ہے جیسے یہ گوشت کا لوتھڑا، یعنی گوشت و خون ۔

ودخل انسان علی معاذ یوم عید وبین یدیہ لحم فسالہ عن الباری تعالی فی جملۃ ما سالہ فقال ھو واللہ مثل ھذا الذی بین یدی لحم ودم (ابن ابی الحدید)

اللہ میاں کا طبل

انھیں لوگوں میں سے بعض کا بیان ہے کہ ہم میں سے کچھ لوگ عید کے روز عیدگاہ گئے، تو ایک گروہ کو

وقال بعضھم خرجنا یوم عید الی المصلے فاذا جماعۃ بین یدی امیر المومنین

دیکھا کہ وہ بادشاہ کے آگے آگے چل رہا ہے اور طبل بجتا ہے، تو ہم میں سے ایک نے کہا، کہ اے خدا طبل تو نہیں مگر تیرا طبل" اس سے لوگوں نے کہا کہ ایسا نہ کہو کیونکہ خدا کے لئے طبل نہیں، یہ سنکر وہ شخص رونے لگا اور اس نے کہا کہ کیا تم لوگوں کا یہ خیال ہے کہ خدا آتا ہے تو اسکے ساتھ طبل نہیں ہوتے اور نہ اسکے آگے طبل بجایا جاتا ہے اور نہ اسکے سر پر علم کھولا جاتا ہے، اگر ایسا ہے تو خدا بادشاہ سے بھی کم ہے۔

والطبول تضرب فقال واحد من خلفنا اللهم لا طبل الا طبلك فقيل له لا تقل هكذا فليس لله طبل فبكى وقال اتراه هو يجئى وحده ولا يضرب بابن يديه طبل ولا ينصب على راسه علم فاذن هو دون الامير (ابن ابی الحدید)

اللہ کی باچھیں کھل گئیں

خدا ہنسے گا اتنا کہ اسکی کچلیاں نظر آئیں گی۔

وانه يضحك حتى يبدو نواجذه (ابن ابی الحدید)

گھونگھر والے خدا کی سواری

(انکا عقیدہ ہے) کہ خدا بے ریش و بروت کا ایک کمسن لڑکا ہے اسکے بال گھونگھر والے ہیں، اسکے پاؤں میں سونے کی جوتیاں ہیں، وہ گھنے ہوئے باغ میں ایک کرسی پر بیٹھا ہے جسے ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں۔

وردوا انه امرد وله جعد قطط فی رجليه نعلان من ذهب وانه فی روضة خضراء على كرسى تحمله الملائكة (ابن الحدید)

"اللہ کی نشست"

اللہ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے ہے اور چت پڑا ہے، خدا کی نشست یونہی ہوتی ہے۔

وانه يضع رجله على رجل ويستلقى فانها جلسة الرب (ابن ابی الحدید)

اللہ کے روئیں

اللہ نے ملائکہ کو اپنے بازو کے روئیں سے خلق کیا۔

وانه خلق الملائكة من زغب ذراعيه (ابن ابی الحدید)

"اللہ بھیس بدلتا ہے"

قیامت کے دن خدا آدم کی صورت مین نظر آئے گا اور لوگون سے محاسبہ کرے گا۔

ویتصور بصورة آدم ویحاسب الناس یوم القیامة (ابن ابی الحدید)

"اللہ کی آرام کرسی"

مین نے (ابن ابی الحدید) لوگون کو کہتے ہوئے سنا کہ خدا اپنے عرش پر یون ہی بیٹھا ہے جیسے ہم اس تخت پر بیٹھے ہوئے ہین، اور اسکی ٹانگین کرسی پر پھیلی ہوئی ہین وہ کرسی جو آسمانون اور زمینون سے وسیع ہے۔

وقد سمعت اناس قال منهم انه مستو علی عرشه کما انا مستو علی هذه الدکة ورجلاه علی الکرسی الذی وسع السموات والارض (ابن ابی الحدید)

"اللہ کی رویت، اسکا مصافحہ اور معانقہ"

کرامیہ، حنابلہ، اور اشعری اسبات کے قائل ہین کہ خدا کی رویت قیامت مین ہوگی۔ پھر اختلاف پیدا ہوا اور کرامیہ و حنابلہ نے کہا کہ وہ سمت فوق مین دکھائی دے گا اور مضر، کہمس، اور احمد سے حکایت ہے کہ وہ لوگ خدا کی رویت کے دنیا مین قائل ہوے ہین اسطرح کہ اسکو چھو سکتے ہین، اس سے مصافحہ کرسکتے ہین بلکہ اس سے بعض مخلصین گلے مل سکتے ہین

وقالت الکرامیة والحنابلة والاشعریة تصح رویته ویری فی الآخرة ثم اختلفوا فقالت الکرامیة والحنابلة یری فی جهة فوق وحکی عن مضر وکهمس واحمد الهجیمی اجازوا رویته فی الدنیا وملامسته ومصافحته وزعموا ان المخلصین یعانقونه متی شاء۔ (ابن ابی الحدید)

"اللہ سونگھتا بھی ہے اور چکھتا بھی ہے"

گروہ اشعری (جس مین مدیر النجم بھی ہین) خدا کے لیے سننا، سونگھنا، احساس کرنا اور چکھنا تجویز کرتا ہے۔

واما الاشعری فاجازوا علیه ان یسمع ویشم ویحس ویذاق (ابن ابی الحدید)

اسکے معنی یہ ہین کہ اللہ مین حواس خمسہ مین سے صرف چار حاسہ موجود ہین ایک حاسہ کے متعلق ہنوز

تحقیق ہو رہی ہے۔

"اللہ کا آفس ہفتہ میں دو دن کھلتا ہے" دوشنبہ اور پنجشنبہ

تمام اعمال عباد خدا کے سامنے پنجشنبہ اور دوشنبہ کو پیش کئے جاتے ہیں تو خدا ہر بندہ کو بخشتا ہے مگر اس شخص کو جسکو اپنے بھائی سے کدورت وعداوت ہو۔

ان الاعمال تعرض علی اللہ یوم الخمیس ویوم الاثنین فیغفر اللہ لکل عبد مومن لا عبد بینہ وبین اخیہ شحناء۔ کنز العمال

اللہ کو سال میں صرف ایک دن اپنے بندوں کی حال کی اطلاع ہوتی ہے

خدا اپنے بندوں پر شب نیمہ شعبان میں طلوع ہوتا ہے یا مطلع ہوتا ہے اور مستغفرین کو بخشتا ہے۔

ان اللہ تعالی یطلع علی عبادہ فی لیلۃ النصف من شعبان فیغفر للمستغفرین۔

اللہ کا نزول اجلال سال میں ایکدفعہ

خدا آسمان دنیا پر نیمہ شعبان میں نازل ہوتا ہے اور اہل زمین کو بخشتا ہے مگر مشرکین کو۔ (باقی کافرین وغیرہ سبکو بخشتا ہے پھر انبیا کیوں بھیجے تھے؟)

ینزل ربنا الی سماء الدنیا فی النصف من شعبان فیغفر لاھل الارض الا مشرکا۔

اتبو آتش بازی شعبان کی کوئی بیجا نہیں ممکن ہے اللہ کی آمد کی خوشی میں ہو مسلمانوں سے بہت بعید ہے کہ وہ گورنر صاحب اور وائسرائے صاحب کے آمد میں تو آتشبازی چھوڑیں اور اپنے خالق اپنے خدا جو سب کا بادشاہ ہے اسکے آمد کی خوشی میں نہ چھوڑیں اور اگر کوئی چھوڑتا بھی ہو تو اسکو منع کریں، کیا عجب ہے جو محض آتشبازی دیکھنے آسمان دنیا تک آتا ہو۔

"اللہ کا جز طاق" اور آدم کا جھوٹ معاذ اللہ

ابوہریرہ رسول سے روایت کرتے ہیں کہ جب خدا نے آدم کو خلق کیا اور روح پھونکی تو آدم کو چھینک آئی آدم نے کہا "الحمد للہ" یہ حمد آدم اذن خدا سے تھا،

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ لما خلق اللہ آدم ونفخ فیہ الروح عطس فقال الحمد للہ فحمد اللہ باذنہ فقال لہ ربہ یرحمک اللہ

خدا نے آدم کو دعائے رحمت دی اور کہا اے آدم
ان ملئکہ کو جو بیٹھے ہوئے ہین جا کے سلام کر چنانچہ
آدم نے کہا "السلام علیکم" ملئکہ نے جواب مین کہا
وعلیک السلام ورحمۃ" پھر آدم اپنے خدا کی طرف پلٹے
اور خدا نے کہا کہ اے آدم تمھاری اور تمھارے اولاد کی
صاحب سلامت یہی ہے۔ پھر خدا نے کہا۔ درآنحالیکہ
اللہ کی دونون مٹھیان بندھی ہوئی تھین۔ آدم
دونون ہاتھون مین سے کون سے ہاتھ کو لیتے ہو۔
آدم نے کہا مین تو داہنا ہاتھ اختیار کرتا ہون
اگرچہ میرے خدا کے دونون ہاتھ داہنے ہی ہین
پھر خدا نے اپنی مٹھی کھولی تو اسمین آدم بھی تھے اور
انکی ذریت کل کی کل۔ آدم نے کہا اے میرے خدا یہ
کیا ہے؟ جواب ملا اے آدم یہ تمھاری ذریت
ہے۔ اسوقت ہر شخص کی پیشانی پر اسکی عمر کی مدت
لکھی ہوئی تھی انھین مین ایک شخص بڑا روشن اور
چمکدار تھا آدم نے پوچھا یہ کون؟ جواب ملا کہ تمھارا
بیٹا داؤد ہے اور مین نے اسکی عمر چالیس برس کی رکھی
ہے۔ آدم نے کہا نہین اے میرے خدا اسکی عمر
بڑھا دے (یہ بڑا بھولا بھالا پیارا پیارا ہے) خدا نے
کہا اب تو جو مجھے لکھنا تھا لکھ چکا۔ تو آدم نے کہا اے
میرے خدا تو مین اسے اپنی عمر سے ساٹھ برس

یا آدم اذھب الی اولئک الملئکۃ
الی ملاء منھم جلوس فقل السلام علیکم
فقال السلام علیکم قالوا علیک السلام
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ثم رجع الی ربہ
فقال ان ھذہ تحیتک وتحیۃ بنیک
بینھم فقال لہ اللہ ویداہ مقبوضتان
اختر ایھما شئت قال اخترت یمین ربی
وکلتا یدی ربی یمین مبارکۃ ثم بسطھا
فاذا فیھا آدم وذریتہ فقال ای رب
ماھؤلاء قال ھؤلاء ذریتک فاذا کل
انسان مکتوب عمرہ بین عینیہ فاذا
فیھم رجل اضوءھم او من اضوءھم
فقال یارب من ھذا قال ھذا ابنک
داود وقد کتبت لہ عمرہ اربعین
سنۃ قال یارب زد فی عمرہ قال ذلک
الذی کتبت لہ قال ای رب فانی قد
جعلت لہ من عمری ستین سنۃ
قال انت وذاک قال ثم سکن الجنۃ
ماشاء اللہ ثم اھبط منھا وکان آدم یعد
لنفسہ فاتاہ ملک الموت فقال لہ آدم
قد عجلت قد کتب لی الف سنۃ قال بلی

دے رہا ہوں۔ خدا نے کہا یہ تمہیں اختیار ہے پھر آدم جنت میں رہے جبتک خدا نے چاہا پھر جنت سے اتارے گئے۔ یہانتک کہ آدم کے پاس ملک الموت آئے تو آدم نے کہا۔ تم بڑی جلدی آئے " خدا نے تو میری عمر

ولکنک جعلت لابنک داؤد ستین سنة فجحد فجحدت ذریته ونسی فنسیت ذریته قال فمن یومئذ امر بالکتاب والشهود رواه الترمذی (مشکوۃ ص ۳۴۱)

ایک ہزار برس کی لکھی ہے۔ ملک الموت نے کہا کہ ہاں لکھی تو تھی مگر آپ نے ساٹھ برس داؤد کو بھی تو دیئے تھے آدم نے کہا نہیں میں نے ہرگز نہیں دئے چونکہ آدم نے انکار کیا لہذا انکی ذریت میں بھی منکرین پیدا ہوے اور چونکہ آدم بھولے لہذا نسیان بنی نوع انسان میں پھیلا اسی دن سے تحریر اور گواہ کی رسم نکلی ترمذی نے اسکی روایت کی ہے۔

"اللہ اور خواب"

امام احمد بن حنبل نے کہا کہ میں نے خواب میں خدا کو ننانوے مرتبہ دیکھا اور دل میں خیال کیا۔ کہ اگر ایک مرتبہ دیکھا تو کچھ نہ کچھ ضرور پوچھوں گا چنانچہ سویں مرتبہ بھی دیکھا اور پوچھا کہ کیوں اے خدا قیامت کے دن بندے کیونکر نجات پائینگے! خدا نے کہا اگر کوئی شخص صبح و شام یہ دعا پڑھ لیا کرے صرف تین مرتبہ سبحان الابدی الابد الخ تو بس وہ نجات پا جائے گا۔

وروی احمد بن حنبل انہ رای رب العزة فی المنام تسعا وتسعین مرة وقال ان رایتہ تمام المائة لا سئلنہ فرآہ تمام المائة فسالہ وقال یارب بما ذا ینجو العباد یوم القیامة فقال لہ من قال کل یوم بکرة وعشیا ثلاث مرات سبحان الابدی الابد سبحان الواحد الاحد سبحان الفرد الصمد الخ (حیوۃ الحیوان دمیری ص ۹۱)

جناب موسیٰ کی بیداری جلوہ کے لئے باعث غشی ہوئی تھی، خیریت گذری کہ خواب غش سے تو رہا ورنہ ایک جلوہ ملک پہ تو پیغمبر کا وصال کر دیا کہ دنیا آگاہ ہے چہ جائیکہ سو مرتبہ دیدار اور وہ بھی خدا کا غالب نے سچ کہا ہے۔

گرنی تھی ہم پہ برق تجلی نہ طور پر — دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر

امام احمد بن حنبل سا متبحر امام دردغگو نہین ہو سکتا لہذا ان کے صدق پر بھروسہ کرکے نجات عباد کے لئے یہ بتائی ہوئی دعا جو بخشنے والے نے خود تعلیم کی کافی ہے ۔

خواب کی باتین اور اللہ

اوزاعی نے بیان کیا کہ مین نے خدا کو خواب مین دیکھا اور میرے خدا نے مجھ سے پوچھا کہ مین عبدالرحمٰن تمہین امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے رہتے ہو، مین نے عرض کی جی ہان آپکے فضل سے" پھر اوزاعی نے کہا اے خدا مجھے اسلام پر موت دینا تو خدا نے کہا " اور سنت پر بھی"۔

قال الاوزاعی رحمہ اللہ رایت رب العزۃ فی المنام فقال لی یا عبد الرحمٰن انت الذی تامر بالمعروف وتنھی عن المنکر قلت بفضلک یارب ثم قلت امتنی یارب علی الاسلام فقال عزوجل وعلی السنۃ ایضا (حیوۃ الحیوان)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ سنت اسلام کے حلقہ سے باہر تھی، ممکن ہے بندون کے نزدیک دائرہ اسلام میں سنت ہو مگر خدا کے نزدیک ایسا نہین، اور نے پہلے ہی پوچھ لیا کہ تمہین وہ شخص ہو نا؟ جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو؟ اس علم محیط کا کیا کہنا ؟

اللہ کی طرف سے بندے زنا کرنے پر مجبور ہین

مسلم مین روایت ہو کہ رسول نے کہا کہ ابن آدم کی قسمت مین زنا لکھدیا گیا ہے جسے وہ ضرور کرے گا ۔

وفی روایۃ لمسلم قال کتب علی ابن آدم نصیبہ من الزنا مدرک ذلک لا محالۃ الخ

(مشکوۃ ص ۲۲) (کنز العمال)

اللہ کا عمل اسکے قول کے خلاف ہوتا ہے

خدا فرماتا ہے کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا ۔ خدا طاقت برداشت کرزیادہ کسی نفس کو تکلیف نہین دیتا، مگر امام غزالی ایک عبارت اسکے خلاف نقل فرماتے ۔

خدا کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے بندون کو انکی طاقت برداشت کر زیادہ تکلیف دے ان کو ایذا پہونچائے

انہ یجوز علی اللہ ان یکلف عبادہ علی ما لا یطیقون خلافا للمعتزلۃ ایلام الخلق و

اور ان کو بغیر کسی جرم سابق یا ثواب لاحق کے طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرے۔

فتعذیبہم من غیر جرم سابق ومن غیر ثواب لاحق (احیاء العلوم ص۱۷)

دنیا ہی اللہ ہے

ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول نے کہا کہ خدا نے فرمایا کہ انسان دنیا کو برا بھلا کہکے اور گالی دیکے مجھے اذیت پہونچاتا ہے کیونکہ میں ہی تو دہر ہوں دہر کو گالیاں نہ دو کہ خدا دھر ہے۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ قال قال اللہ یوذینی ابن ادم بسب الدھر وانا الدھر۔ مسلم جلد ۲ ص۲۳۶

لا تسبوا الدھر فان اللہ ھو الدھر (بخاری)

کیا اب بھی کسیکو شبہ رہ سکتا ہے کہ یہ لوگ خدا کی پرستش نہیں کرتے بلکہ دنیا کی پرستش کرتے ہیں اور اسکی تعظیم انھوں نے اتنی کی کہ خدا بنا کے چھوڑا۔

اللہ جبریل کی شکل میں

مسروق سے سلسلہ روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ عائشہ سے میں نے پوچھا کیوں مادر گرامی کیا محمدؐ نے اپنے خدا کو دیکھا؟ کہا کہ یہ تم نے ایسی بات کہی جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ دیکھو تین باتوں کا کبھی یقین نہ کرنا، ایک تو اگر کوئی تم سے کہے کہ رسول نے اپنے خدا کو دیکھا تو جھوٹ جاننا یہ کہکے یہ آیت پڑھی لا تدرکہ الابصار الآیۃ۔
را سبات کو جھوٹ جاننا کہ خدا کسی سے ہمکلام ہوا مگر یا وحی کے حیثیت سے یا پردہ سے۔ دوسرے اگر کوئی کہے کہ میں کل کی بات جانتا ہوں تو بھی

عن مسروق قال قلت لعائشہ یا امتاہ ھل رای محمد ربہ فقالت لقد قف شعری مما قلت این انت من ثلاث من حدثکھن فقد کذب من حدثک ان محمدا رای ربہ فقد کذب ثم قرات لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وما کان لبشر ان یکلمہ الا وحیا او من وراء حجاب ومن حدثک انہ یعلم ما فی غد فقد کذب .... ومن حدثک انہ کتم فقد کذب ثم قرات یا ایھا الرسول بلغ ما انزل

جھوٹ سمجھو، تیسرے اگر کوئی کہے کہ رسول نے کچھ احکام الٰہی چھپائے تو بھی جھوٹ جانو، پھر یہ آیت پڑھی۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الخ۔ الیک الآیۃ و لکنہ رای جبرئیل فی صورتہ مرتین۔ بخاری مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲ ان سے صرف یہ کہ رسول نے جبرئیل کی صورت مین خدا کو دو مرتبہ دیکھا۔

اس روایت سے چند باتین مستفاد ہوئین ایک تو یہ کہ روز قیامت بھی رویت باری تعالیٰ محال ہے کیونکہ آیت کا استدلال بتاتا ہے، پھر جب نبی نہ دیکھے گا تو اور کس مین دم ہے۔ دوسرے یہ کہ کلیم اللہ سے یا رسول سے جو باتین ہوئین وہ پردے مین، تیسرے یہ کہ یوم غدیر خم کچھ چھپایا! نہین بلکہ فرما گئے اب اگر عائشہ چھپاتین تو یہ انکی ذمہ داری ہے۔

حضرت عائشہ نے امیر المومنین کا نام اور اون کی فضیلت اکثر موقع پر چھپائی ہے مثلاً وہ روایت کہ جب آپ حالت مرض مین نماز پڑھانی چاہی ہر تو آپ دو آدمیون کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور مقام نماز تک گئے اسکی راویہ خود حضرت عائشہ ہین ان دو آدمیون مین ایک کا نام انھون نے ابن عباس بتایا اور دوسرے کے نام کو چھپا ڈالا، مگر مورخین نے اسکو ظاہر کر دیا کہ وہ حضرت علی ابن ابی طالب تھے۔ افسوس کہ رسول نے "کتم" نہین کیا مگر عائشہ نے اس کو پورا کیا اور صحبت رسول اس معاملہ مین انکے لئے ادب آموز نہو سکی۔ بخاری مین یہ روایت موجود ہے۔

روایت بالا کے خلاف آپ کو مختلف اور متعدد روایات ملین گے جس سے پتہ چلے گا کہ رسول نے خدا کو دیکھا مشکوۃ وغیرہ مین ملاحظہ کیجئے آئندہ اسی رسالہ مین ان روایات کا مختصراً ذکر کیا جائے گا۔

"کہ حرفہائے ترا باہم آشنائی نیست"

اونٹ نفس اللہ ہے

اونٹ کو گالی نہ دو کیونکہ وہ نفس اللہ ہے۔ لاتسبوا الابل فانہ من نفس اللہ عمدۃ الحکیم ابن عبد البر جلد ۱ صفحہ ۳۵

یہ حدیث شریف کچھ سمجھ مین نہین آئی کہ اونٹ نفس اسد کیونکر ہو گیا بجز اسکے کہ فضیلت کے ظاہر کرنے کیلئے آتا تو کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر اور اونٹ مین طول قد وجہ جامع تھا ممکن ہے اس وجہ سے یہ لقب اونٹ کیلئے تجویز کیا گیا ہو، بہرحال اونٹ کیلئے نفس اسد کہے جانے مین کوئی برائی نہین اونٹ نفس اسد ہو سکتا ہے مگر بدلیل آیہ مباہلہ نفس رسول نفس اسد نہین کہا جا سکتا۔

ہوا خدا کی سانس ہے

ہوا کو گالیان نہ دو یہ نفس الٰہی ہے۔ لا تسبوا الریح فانہا من نفس الرحمن۔ (حیوۃ الحیوان جلد ا صث ۲۵)

اللہ عادل نہین اس نے پہلے ہی سے جہنمی و جنتی نامزد کرکے ہین

مسلم بن یسار سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب سے اس آیت واذا اخذ ربک من بنی آدم من ظہورھم ذریتھم عمر نے کہا کہ مین نے سنا کہ رسول سے اسکے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا نے آدم کو خلق کیا پھر ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس مین سے انکی ذریت نکالی اور کہا کہ ان کو مین نے جنت کیلئے خلق کیا ہے اور یہ لوگ عمل اہل جنت کرین گے پھر دوسری دفعہ آدم کے پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور پھر ذریت نکالی اور کہا کہ ان کو مین نے جہنم کیلئے خلق کیا ہے یہ لوگ عمل اہل دوزخ کرینگے

عن مسلم بن یسار قال سئل عمر بن الخطاب عن ھذہ الایۃ واذا اخذ ربک من بنی آدم من ظہورھم ذریتھم الخ قال عمر سمعت رسول اللہ یسال عنھا فقال ان اللہ خلق آدم ثم مسح ظہرہ بیمینہ فاستخرج منہ ذریۃ فقال ھولاء للجنۃ بعمل اہل الجنۃ یعملون ثم مسح ظہرہ فاستخرج منہ فقال خلقت ھولاء للنار و بعمل اہل النار یعملون (مشکوٰۃ صث ۱۳)

خدا کا دیدار روز قیامت

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول سے پوچھا کیوں اے رسول اللہ ہم اپنے خدا کو دیکھیں گے فرمایا "ہاں" اسی طرح جیسے دوپہر میں بے سحاب آفتاب کو اور رات میں چاند کو اور جیسے ان کے دیکھنے سے ضرر نہیں پہونچتا ایسا ہی خدا کی رویت سے بھی مضرت نہ پہونچے گی۔ مگر اتنے ہی جتنا چاند اور سورج سے۔

عن ابی سعید الخدری ان ناسا قالوا یا رسول اللہ هل نری ربنا یوم القیامة قال رسول اللہ صلعم نعم هل تضارون فی رویة الشمس بالظهیرة صحوا لیس معها سحاب وهل تضارون فی رویة القمر لیلة البدر صحوا لیس منها سحاب قالوا لا قال ما تضارون فی رویة الله یوم القیامة الا کما تضارون فی رویة احدهما۔

خدا کی آمد آمد

روز قیامت لوگ جہنم میں گریں گے یہانتک کہ جب نیک فاجر میں سے کوئی باقی نہ رہیگا تو خدا آئے گا۔ ابو ہریرہ ناقل ہیں کہ وہ لوگ جب اس حال میں ہوں گے تو خدا آئے گا اور ہم اسے پہچانینگے

ویتساقطون فی النار حتی اذا لم یبق من بر و فاجر اتاهم رب العالمین ...... وفی روایة ابی هریرة فیقولون هذا مکاننا حتی یاتینا ربنا فاذا جاء ربنا

پنڈلی سے اللہ کو پہچاننا

عرفناه۔

روایت ابن سعید میں ہے کہ خدا ان سے پوچھے گا کہ تمہارے اور خدا کے درمیان کوئی نشانی بھی ہے جس سے تم اسے پہچانو تو وہ لوگ کہیں گے کہ "ہاں ہے"

وفی روایة ابی سعید فیقول هل بینکم و بینه اٰیة تعرفونه فیقولون نعم فیکشف عن ساق فلا یبقی من کان یسجد لله تلقاء

پھر خدا اپنی پنڈلی کھولیگا اور ہر شخص سجدہ کریگا۔ نفسہ الا اذن اللہ بالسجود۔ مشکوٰۃ صـ۴۸۳

خدا کی ہنسی پر رسول کی ہنسی

ابن مسعود ہنسے اور کہا کہ تم لوگ پوچھو کہ میں کیوں ہنسا لوگوں نے پوچھا تو کہا کہ اسطرح رسول ہنسے اور جب ان سے ہنسی کا سبب پوچھا تو کہا مجھے خدا کی ہنسی پر ہنسی آئی۔

فضحک ابن مسعود فقال الا تسالونی مم اضحک فقالوا مم تضحک قال ھکذا ضحک رسول اللہ فقالوا مم تضحک یا رسول اللہ قال من ضحک رب العالمین (مشکوٰۃ صـ۴۱۹)

اللہ مسخرا ہے اور تمسخر کرتا ہے

خدا کہے گا کہ اے آدم کے بیٹے اب سوال کا سلسلہ قطع بھی ہوگا کیا تو اس پر راضی ہوگا کہ میں تجھے دنیا اور مثل دنیا دیدوں تو ابن آدم کہے گا کیوں اللہ میاں آپ مجھسے مسخرہ پن کرتے ہیں درانحالیکہ آپ تمام عالموں کے خدا ہیں۔ کیوں آپ مجھ سے تمسخر کرتے ہیں درانحالیکہ آپ رب العالمین ہیں تو خدا کہے گا کہ میں تجھ سے تمسخر نہیں کرتا لیکن میں ہر شے پر قادر ہوں مسلم نے اسکی روایت کی ہے۔

فیقول یا ابن آدم ما یصرنی منک ایرضیک ان اعطیک الدنیا ومثلھا معھا قال ای رب اتستھزی منی وانت رب العالمین .... قال اتستھزی منی وانت رب العالمین فیقول انی لا استھزی منک ولکنی علی ما اشاء قدیر رواہ مسلم (مشکوٰۃ صـ۴۹۱)

خدا کا دیدار

رسول نے کہا کہ خدا کو تم لوگ ظاہر بظاہر دیکھو گے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم لوگ رسول کے پاس بیٹھے ہوے تھے اور شب بدر تھی تو رسول نے کہا کہ تم اپنے خدا کو یوں ہیں دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو۔

قال رسول اللہ انکم سترون ربکم عیانا وفی روایۃ قال کنا جلوسا عند رسول اللہ فنظر الی القمر لیلۃ البدر فقال انکم سترون ربکم کما ترون ھذا القمر۔ مشکوٰۃ صـ۴۹۷

کعب نے کہا کہ خدا نے اپنے کلام و رویت کی تقسیم دو نبیوں

قال کعب ان اللہ قسم رویتہ وکلامہ بین

مین کی موسی سے کلام دو دفعہ کیا اور رسول نے محمد وموسی فکلم موسی مرتین ورای محمد
اللہ کو دو دفعہ دیکھا۔ مرتین (مشکوۃ ص۴۲۶)

اللہ کام کر کے چت لیٹ گیا اور ایک ٹانگ دوسری پر رکھلی

یہ لوگ کہتے ہین کہ رسول نے کہا کہ جب خدا وانھم زعموا ان نبیھم محمد قال لما فرغ اللہ
احکام خلق سے فارغ ہوا تو ٹانگ پر ٹانگ من خلقہ استلقی علی قفاہ ثم وضع
رکھکر چت لیٹ گیا۔ احدی رجلیہ علی الاخری۔ (از طرائف)

سمندر اللہ میان کا تھوک ہے

سلیمان ابن مقاتل نے کتاب الاسماء مین لکھاہے کہ قال سلیمان ابن مقاتل ومنھم من یذکر
یہ لوگ کہتے ہین کہ بحار اللہ کے تھوک ہین۔ ان البحور من بزاق اللہ (کتاب الاسماء) (از طرائف)

اگر زمانہ مہلت دے تو کتابون مین نہ معلوم کیا کیا ملیگا مگر ناظر بصیر کے لئے اتنے ہی مین کفایت ہے اور اسی مختصر کلام سے ہر شخص یہ جان سکتا ہے کہ وہ لوگ کیسے مسلمان ہونگے جنکے یہ عقائد ہین، امام احمد بن حنبل کے واقعات تاریخی پر اگر نظر کرو تو تمھین معلوم ہوگا کہ انھون نے ان عقاید باطلہ کی وجہ سے ایام عباسیین مین کتنی مار کھائی ہے اور کتنے دنون قید کی مصیبت جھیلی ہے اگرچہ آج بھی مرنے کے بعد یہ طبقہ انکی قبر کی پرستش کرتا ہے، جب متبوع اس گروہ کے ایسے ہین تو تابع کیسے ہون گے اور جہلا کا کیا کیا کچھ اعتقاد ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ وہ افراد اسلامی اور وہ اسلامی بچے جو ہنوز زیر تربیت آباد ہین ان عقائد باطلہ کا غبار آلود آئینہ اور زنگ آلود آئینہ اپنے سامنے رکھکر اپنے آئینہ قلب کو جلا دینگے کیونکہ تعرف الاشیاء باضدادھا اور اس منعم حقیقی کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرینگے جو ان تمام لغویات سے منزہ و مبرا ہے اور جس نے ان کو ایسے گھر والون مین پیدا کیا اور اس مذہب مین پیدا کرکے دی جو بحمد اللہ اساس حق کیطرح مضبوط و مستحکم ہے اور جسکا دامن صاف ان بیہودہ خرافات سے پاک ہے۔ فللہ الشکر وللہ الحمد۔ انشاء اللہ آئندہ رسالے مین ان حضرات کی اعتقاد نبوت پر روشنی ڈالی جائے گی۔

عبد مذنب طالب نجات
سید ظفر مہدی حسن اشقر المیسر

حالاتِ ابوطالبؑ

ایک لاجواب کتاب اور بینظیر کتاب جو علامہ سید محمد علی شرف الدین موسوی عاملی کی تالیف ہے اور ماہ رمضان ۱۳۸۰ھ مین بغداد عراق مین شایع ہوئی میری نظر بھی اسپر پڑی چونکہ کتاب بےمثل تھی اور اپنے موضوع مین پہلی لہذا مین نے چاہا کہ اس کا ترجمہ دنیائے اسلام مین پیش کیا جائے تاکہ دنیا حضرت ابوطالب کی جلالت قدر سے واقف ہوجائے اور ان احسانات کی جو آپنے اسلام اور بانی اسلام پر کیے قدر کرے۔

اس کتاب مین حالات حضرت ابوطالبؑ الخمری کی حیثیت سے جمع کیے گئے ہیں جو عنوانات ابواب ذیل مین تقسیم ہین۔

(۱) نسب و لقب و کنیت ابوطالبؑ (۲) آپکا مولد و منشا (۳) قریش مین آپکا درجہ و شخصیت (۴) زندگی تاہل (۵) فاطمہ بنت اسد زوجہ ابوطالبؑ (۶) آپکی اولاد (۷) آپنے نبی کی کفالت کس طرح کی (۸) مہمات ابوطالب (۹) رسول کے سن و سال کے لحاظ سے ابوطالب کی خدمتین (۱۰) جسمانی تربیت (۱۱) ابوطالب کے ہمراہ نبی کا سفر شام (۱۲) ابوطالب کے ہمراہ نبی کی شرکت حرب فجار البراض مین (۱۳) رسول کی راحت رسانی کیلیے ابوطالب نے کیا تدبیرین کین (۱۴) شام مین جانے کے لیے اور تجارت خدیجہ مین حصہ لینے کیلیے رسول اور ابوطالب کی گفتگو (۱۵) خدیجہ اور رسول کی گفتگو (۱۶) رسول کا تجارت کیلیے سفر (۱۷) خطبہ ابوطالب اور عقد رسول (۱۸) ابوطالب ہی نے رسول کو دعوت اسلام کی ہمت دلائی (۱۹) حصار شعب (۲۰) نقض معاہدہ قریش اور محاصرہ کا ہٹنا (۲۱) ابوطالب نے کس طرح رسول کی مدد کی (۲۲) ابوطالب کا اسلام اور اس کا کتم (۲۳) ابوطالب کا درجہ پیش خدا (۲۴) ابوطالب کی ادبیت (۲۵) نظم و نثر (۲۶) اخلاق (۲۷) اشعار (۲۸) نثر (۲۹) تاریخ وفات (۳۰) موت ابوطالب اور نبی کا ماتم (۳۱) رسول ابوطالب کو اپنا باپ سمجھتے تھے (۳۲) نماز جنازہ کب سے فرض ہوئی (۳۳) یوم ابوطالب (۳۴) ابوطالب کے بعد رسول بے یار و مددگار کس مپرسی کے عالم مین تھا (۳۵) علمائے اسلام کی رائے اسلام ابوطالب مین (۳۶) اسلام ابوطالب مین شک کب سے پیدا ہوا اور اسکی تاریخ تولد (۳۷) تکفیر کرنے والون کے مستمسکات اور ان کے جوابات (۳۸) ان روایات کی جرح تاریخی و نقد جن سے کفر کا فتویٰ دینے والون نے تمسک کیا (۳۹) اثبات اسلام ابوطالبؑ نص قرآنی (۴۰) معتقدات ابوطالب نظماً و نثراً

اس کتاب کے ابواب علی سبیل الاجمال بیان کیے گئے اسکی خوبی صرف دیکھنے پر موقوف ہے تعداد صفحات اور قیمت کی اطلاع آئندہ دیجائے گی منتظر رہیے اور اپنا نام ابھی سے فہرست خریداران مین لکھوا لیجیے تاکہ استحقاق رہے۔

(مدیر سہیل)

جواہر دامغ المعروف بہ عذاب واقع

حضرۃ علامہ علی الاطلاق کاسر اعناق جاحدین راغم آناف اخلاف ناکثین و مارقین شمس العلما مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ کا وہ رسالہ ہی جو مدیر النجم کے رسالہ تفسیر آیت تبلیغ" کے جواب مین لکھا گیا ہی

وہ ژاژخائیان، ناحق کوشیان اور باطل نوازیان جو اس رسالہ مین مدیر النجم نے کین ہین اور وہ مسافر پرستیان جنھین خلافاً بکر کے روح معاویہ کو تحفۂ ازدیاد بھیجا ہی۔ انکی ایسی تحقیقی دھجیان اڑائی گئین ہین کہ گریبان صبح صادق خندہ زن ہے جواہر دامغ" مین یہ ثابت کیا گیا ہی کہ آیت تبلیغ غدیر خم ہی مین اتری مولی سے اولی بالتصرف ہی مراد ہی ان روایات کی رد جو مدیر النجم نے پیش کین علامہ ابن حزم وغیرہ کی نافہمی بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کتب موثقہ اہلسنت سے ثابت کیگئی ہین اسکے ضمن مین ادبی لطائف تاریخی نکات فلسفی نتائج منطقی استدلالات. نقد فن حدیث انتقاد رجال و رواۃ؛ خدا کے مقابلہ مین سعی ناشکور مولوی عبد الشکور وغیرہ وغیرہ کا ذکر ہے غرضکہ اسقدر دلچسپ و مسکت جسم ہی کہ اہل بینش کی نگاہین اسکے مطالب سے نہین ہٹ سکتین ✤ ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ✤ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست ✤ قیمت ۱۲/

حجم چھ جزو

سچا موتی

علامہ شامی کے بےنظیر رسالہ کا ترجمہ جسمین اصول دین کچھ اس انداز سے بیان کئے گئے ہین کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، دہریین کے اعتراضات کے جوابات تاریخی واقعات اور بہت سے علمی نکات، سوال وجواب کے انداز مین لکھے گئے ہین، بچون کی تعلیم کے لیے اسے ضرور منگا لیجے مترجمہ حضرت شمس العلما مولینا سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ ضخامت ۵ جز قیمت ۵/

ہدم الاساس

تحقیق حدیث قرطاس از حضرت شمس العلما مولینا سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ۔ قیمت ۵/

تہنیت غدیر مین ایک خاص رعایت

قیمت سہیل مین جلد اول ودوم وسوم وچہارم بجائے ہے فی جلد کے عہ/ فی جلد کردی گئی ہے، یہ رعایت صرف ایک سال کے لیے ہے۔ سہیل کے دینی مجاہدات دیکھیے اور اس موقع کو غنیمت سمجھیے

نوٹ ۔ سہیل جلد اول کا نمبر اول اور جلد دوم کا نمبر ۵ و ۶ و ۷ دفتر مین نہین ہی ناظرین نوٹ کرلین

الکاظم

تاریخ امام موسی کاظم علیہ السلام مصححہ حضرت شمس العلما مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ قیمت ۱۲/

ایک اور رعایت

جو صاحب سہیل کیلیے ۵ خریدار فراہم کریں گے اور ان کا چندہ معہ ۵/ دفتر مین بھیجدینگے ان کی خدمت مین سہیل ایک سال تک بلا قیمت حاضر ہوتا رہے گا۔

مینیجر سہیل مین لکھنو

علمبردار حمایت مذہب
قال رسول اللہ یا علی حربک حربی و سلمک سلمی
اے علی تمہاری جنگ میری جنگ ہے اور تمہاری صلح میری صلح
لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ
اے رسول تم نہ پاؤگے کسی ایسی قوم کو جس کا ایمان خدا اور روز آخرت پر ہو اور پھر وہ دشمنان خدا و رسول سے محبت کریں
مجلۂ علمیہ
سہیل یمن
مدیر خاص
ابتدائے سال رجب
ختم سال جمادی الثانیہ
ابو البراعۃ مولوی سید ظفر مہدی گہر نصیر آبادی الجائسی

قواعد سہیل یمن

(۱) یہ رسالہ ہر ماہ عربی کے دوسرے ہفتہ مین شایع ہوگا
(۲) سہیل کی ضخامت فی الحال ۴۸ صفحات سے کم نہو گی۔
(۳) سہیل جملہ خریدارون کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا
(۴) اگر خریدارون کے پاس کسی وجہ سے نہ پہونچ سکے تو ۲۲ تاریخ ماہ عربی تک دفتر مین اطلاع بھیجنے پر دوبارہ روانہ کیا جا سکتا ہے اسکے بعد ۴/ کا ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جائیگا۔
(۵) سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ؎ ہے اور ششماہی عا/ ہوگی
(۶) جملہ مراسلات و ارسال زر و خط و کتابت بنام ابو البرکة مولوی سید ظفر مہدی گہر پروپرائٹر و مدیر خاص سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنو ہونا چاہیے۔
(۷) مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر حدود مناز ل سہیل سے متجاوز نہونگے اور معیار علم پر ٹھیک اتر سکینگے تو بعد امتحان شایع کیے جائینگے
(۸) سہیل کو چونکہ آیندہ اپنے کام مین جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے توسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر استعانت حاضر خدمت نہوگا۔
(۹) نمونہ کا پرچہ ۴/ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا مفت حاضر خدمت نہوگا۔
(۱۰) خریدارون سے عرض ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دین ورنہ تعمیل ناممکن۔
(۱۱) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے
(۱۲) مضامین موصولہ ضرور بالضرور طبع ہونگے اسکا ذمہ دار اڈیٹر نہین اور نہ وہ مضمون کے واپس کرنیکا ذمہ دار رہے

اغراض و مقاصد سہیل یمن

(۱) ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
(۲) معاندین اسلام خصوصاً مخالفین مذہب شیعہ کے بیجا اعتراضات اور حملوں کا دفاع۔
(۳) حقیقی اخلاق اسلامی کا نشر
(۴) علمی قومی اور مذہبی اور اُن ملکی معاملات پر جو مذہب سے متعلق ہونگے تبصرہ و نقد
(۵) حضرات ائمہ معصومین علیہ السلام کے علوم و سوانح کا نشر

مشتہرین

اس کثیر الاشاعت رسالہ مین اشتہار بھیجتے وقت ذیل کا نرخنامہ ضرور ملاحظہ فرمائین

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک سال کے لیے	للعہ/	صعہ/	سعہ/
چھ ماہ کے لیے	ععہ/	سعہ/	معہ/
تین ماہ کے لیے	ععہ/	سے/	للعہ/
ایک ماہ کے لیے	صہ/	سے/	عا/

کوئی صاحب کمی اجرت کی خواہش نہ فرمائیں رعایت کی گنجایش نہین۔ ٹائٹل پیج کے صفحات کا نرخ اسکے علاوہ ہے جو بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے اجرت بہرحال پیشگی آنا چاہیے،

منیجر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنو

سہیل کی توسیع اشاعت مین مدد کرنا نصرت دین ہے

بموجب تفسیر آیت تبلیغ شکوری جسمیں مدیر النجم نے انکار ثابت اور حق کے

مقابلہ میں مکابرہ اور جحود اور بے عقلی سے کام لیا تھا بتائید باری تمام

ہفوات طلاطل باطل کردی گئے یہانتک کہ مطلوب مدیر النجم اڑا ہوا کافور

اور ہبا منثور معلوم ہونے لگا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی انبانا باوامرہ ونواھیہ المتابعۃ وبلغ الینا بلاحکام
التی جعلنا مکلفین بہا وادلتہا الساطعۃ وافاض علینا من شابیب
نعمۃ من الجلائل سیما الامنا ابہا النا جعۃ حتی رضی لنا الاسلام دینا
فاکملہا حتی اصبحت نعالی بدا ورالامعۃ وشموسا طالعۃ والصلوٰۃ علی
من بلغ وانعم فاسبغ براھین جلیۃ ودلائل غیرکا نہا للاحباب موائد
جامعۃ وللاعداء قیود اوجامعۃ محمد ان المبعوث الی الثقلین بآیات لامعۃ
وبینات بارعۃ والہ الاکرمین الذی اصبحت المعالی لعلوھم خاضعۃ
سعدات لفضلھم جباہ العتاۃ کانہا نجوم الارض مغروشۃ خاضعۃ صلوٰۃ
متصلۃ الی یوم القیام حتی نریہا ناجیۃ شافعۃ **اما بعد** میں نے رسالہ تفسیر آیت
تبلیغ شکوری کو دیکھا اور بنظر استفادہ دیکھا کیونکہ خیال تھا کہ شاید کوئی بات ہو جسکی جانب ذہن کو توجہ نہ ہوئی
ہو یا کوئی نکتہ ہو جس سے ہم ایسے لوگوں کی فہم قاصر رہی ہو لیکن کئی مرتبہ دیکھا بے عقلی کی باتیں اور
حق پوشی کی عادتیں ہر جگہ نظر آئیں اور کوئی کام کی بات نہ ملی اور پھر یہ خیال کرکے کہ رسالہ مجموعہ ما
علوم کتاب عبقات کے جواب میں لکھا گیا ہے اور بھی نظر غور سے کام لیا لیکن تو بہ نہ مجھے کچھ ملا نہ اہل بصیرت کو مل
سکتا ہے زبان سے کہوں تو لوگ دعویٰ بے دلیل کہدیں گے اسلئے کتاب مستطاب عبقات سے جسکو
مطلع منیب تحقیق کہنا زیبا ہے اُسی سے تھوڑی سی مدد لی اور خدا سے اس بات میں مدد چاہی کہ

اس صحیفہ ملکوتی تک ان میری فہم کو رسا کرے اور خدا ہی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی راہ مستقیم دکھلانے والا ہے۔

النجم اما بعد تفسیر آیات خلافت کے سلسلہ میں دونوں قسموں کی آیتوں کی تفسیر مرکوز خاطر تھی یعنی ان آیتوں کی بھی جنسے حضرت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی حقیقت خلافت ثابت ہوتی ہے اور ان آیتوں کی بھی جن سے شیعہ اپنے عقیدہ یعنی خلافت بلافصل پر استدلال کرتے ہیں، چنانچہ ابتک جو تفسیریں شایع ہو چکی ہیں، دونوں قسم کی آیتیں ہیں آیت ولایت، آیت تطہیر، آیت مودۃ القربیٰ آیت اولی الامر مباہلہ اُسی دوسری قسم کی آیتوں میں جنکی تفسیر ہو چکی اسوقت آیت تبلیغ کی تفسیر ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے یہ بھی دوسری قسم کی آیت ہے،

سہیل یہ فہرست جو آیتوں کی دی گئی ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آیتیں جن سے ہمارا مطلب ثابت ہے، وہ یہ ہیں جنکو مدیر دوسری قسم کی آیتوں میں شمار کرتا ہے، وہ گئی قسم اول کی آیتیں یعنی جنسے خلفائے ثلثہ کی خلافت پر روشنی پڑی وہ ابھی ہمارے سامنے نہیں آئیں چاہے وہ مدیر کے ذہن میں موجود ہوں اگرچہ مدیر کی عبارت بتا رہی ہے کہ قسم اول بھی ہو چکی لیکن اسمیں معلوم نہیں ہوئیں مگر عبارت میں جہانتک غور کیا جا سکتا ہے وہ اقرار وانکار ساتھ ساتھ کرتی ہے نہ معلوم یہ کونسا علائی طریقہ ہے کیونکہ عبارت یہ ہے، چنانچہ ابتک جو تفسیریں شایع ہوئیں انمیں دونوں قسم کی آیتیں ہیں آیت ولایت .... آیۂ مباہلہ اسی دوسری قسم کی آیتوں میں ہیں الخ عبارت کا شروع بتاتا ہے کہ دونوں قسمیں ہو چکیں اور ختم بتاتا ہے کہ یہ تمام آیتیں دوسرے قسم کی آیتیں ہیں پھر اس جنگ کو جو باہمی الفاظ میں پیدا ہے کون ختم کرے حالانکہ جس باہم گروہ کے لیئے مدیر راہبر بننا چاہتا ہے وہ تو بہت زیان باہم ہے لیکن گروہ کی ریاست کو جو اپنی طرف منسوب کرنا چاہتا ہے اُسکی اطلاع دیکھنے کے لیئے دل چاہتا تھا کہ قسم اول کی کچھ آیتیں ہوتیں جس گروہ کو ابتک نص رسول نہ ملی اور اسی بنا پر اُنھوں نے اجماع صحابہ سے اپنے مطلب کی اثبات میں مدد لی اُنکی دلمیں اب کروٹ بدلنی کا امکان پیدا ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے یعنی وہ نص خدا سے خلفائے ثلثہ کی خلافت ثابت کر دکھائینگے مگر ابتک قرآن کے بزرگوں کو یہ دن نصیب نہیں ہوا شاید مولوی عبدالشکور یہ چراغ بے زیت

جل بجے ے

جلائے شمع کون آکر تری گور غریباں پر ہوائیں چل رہی ہیں وہ کہ اُٹھنے نہیں پاتی

النجم شیعوں کی حالت بھی عجیب حیرت انگیز حالت ہے، ایک طرف تو قرآن مجید کی توہین و تنقیص پر کمربستہ ہیں بلکہ اصلی مقصد انکے مذہب کا یہی ہے۔

قرآن شریف کو محرف لکھتے ہیں اسکی عبارت کو خلاف فصاحت و بلاغت بتاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس سے کفر کے ستون قائم ہوتے ہیں اس میں نبی کی توہین ہے اس سے خلق اسد گمراہ ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ دوسری طرف قرآن کریم سے استدلال بھی کرتے ہیں۔

سہیل واقعا شیعوں کی حالت عجیب حیرت انگیز حالت ہے، جو نہ مدیر النجم کے جھوٹ بولنے سے دبیں نہ افتراؤں کے پل سے انہیں کچھ خوف آتا ہے۔ یہ جناب کا فرمانا کہ قرآن کی توہین پر کمربستہ ہیں آپ بہ تحقیق تو کہئیے ممکن ہے کہ آپ کو کہیں یہ مضمون ملجائے کہ آگ میں قرآن کے جلانے کا مشورہ حضرت عثمان کو شیعوں ہی نے دیا ہو قرآن کو نیزوں میں انہیں نے نہ بند ہوا دیا ہو ولید سے ملکر سکھا نہ دیا ہو کہ قرآن پر تیر باراں کرا آیات قرآنی اگر فرار کو حرام کر رہے ہوں تو شاید انہیں کے مشورہ سے میدان جنگ سے بھاگنے والے بھاگے ہوں وغیرہ وغیرہ بلکہ "اصلی مقصد انکے مذہب کا یہی ہے" یہ کسقدر تحقیق میں ڈوبا ہوا جملہ ہے یہ جناب مدیر صاحب سبزی منڈی میں کھڑے ہوئے اپنے مریدوں کو سمجھا رہے ہیں ذرا ہوشیار رہنے کہیں کوئی پڑھا لکھا نہ سنتا ہو۔ شیعہ قرآن کو محرف لکھتے ہیں اسلئے مدیر صاحب کو غصہ ہے لیکن آپ تحریف کرنے والوں کو کچھ نہیں فرماتے صرف مصیبت انکی جان پر ہے جو کہیں کہ تحریف ہوئی آپ تحریف نہ ہونے کے وجوہ بیان فرمائیں جامعین قرآن کی دامن کی تطہیر ثابت فرمائیں آپ سے آپ محرف لکھنے والے خاموش ہوجائیں آپ ایسا کریں تو سہی ایک مرتبہ مناظرہ میں جناب نے یہی دعویٰ فرمایا تھا اسپر یہ بات کہی گئی کہ اسپر کوئی دلیل مرحمت فرمائے تو آپنے بحر العلوم کی ایک عبارت پڑھی اسکا محصل یہ ہے کہ "جو تحریف کو صحابہ کی طرف منسوب کرے وہ کافر ہے" تو عرض کیا گیا کہ اس سے تو تحریف ناممکنات سے نہوئی بلکہ صحابہ کیجانب اسکا منسوب کرنا ناجائز ٹھہرا مطلب یہ ہے

کہ اگر تمھارا مال چوری جائے تو تم یہ نہ کہو کہ ہمارا مال چوری گیا کیونکہ اسمیں ان لوگوں پر حرف آتا ہے جنھوں نے چوری کی یہ بہت بڑی عقلی دلیل ہے حضرت سب کو معلوم ہے کہ آپ قرآن کا احترام نہیں فرماتے بلکہ اجلال صحابہ مدنظر مذہب ہے اگر وہ قرآن کو جلا دیں جب بھی قرآن کا احترام رہیگا پھر یہ تو منطق ہی نرالی ہے خیر یہ بات تو صحیح ہے کہ ہم صحابہ پر اسکا الزام دیتے ہیں اور شیعوں میں بعض کا یقین ہے کہ تحریف باین معنی واقع ہوئی کہ آیتیں ادہر ادہر ہو گئیں نظم منزل نرہا اور بعض لفظیں جو مفسر تھیں سبب و مسلک سمجھی گئیں وہ نکال ڈالی گئیں کیا ہوا یہودیوں نے توریت میں تحریف کی مسلمان جو نبی کے عمل کی بحدیث صحیح نبوی قدم بقدم ہیں انھوں نے قرآن کو بھی محفوظ نہ رکھا یہ دعوی کوئی تعجب نہیں نہ یہ غیر واقع ثابت کیا گیا مگر اسکے بعد افترا باقی شروع کی گئی ہے اور منہ پر بیحیائی کی نقاب ڈالی گئی ہے چنانچہ یہ جھوٹ فخر کے ساتھ بولا جاتا ہے،

النجم اسکی عبارت کو خلاف فصاحت وبلاغت بتاتے ہیں،

سہیل خدا جھوٹے پر لعنت کرے ہم تو جب جانتے جب کیسا بھی قول یہاں درج کیا جاتا تقیہ سے آپ اسلئے خفا ہیں کہ اسمیں کبھی جھوٹ بھی ہوتا ہے لیکن اگر علاوہ تقیہ کے جھوٹ کلمہ مولوی صاحب کے منہ سے نکلے تو وہ جلب رزق سپر مذہب الیقین کے قابل بات ہوجاتی ہے پھر فرماتے ہیں

النجم اور فرماتے ہیں کہ اس سے کفر کے ستون قائم ہوتے ہیں اسمیں نبی کی توہین ہے اس سے خلق اللہ گمراہ ہوتی ہے "

سہیل اب منہ پر لگام نہیں جھوٹ میں باک نہیں افترا حلال ہوگیا یہ سب صرف اسلئے کہ روٹیاں قائم رہیں اور شکم مبارک بھرا رہے واہ کیا کہنا خوب شیعوں سے اپنے مریدوں کے دل کو پھیرا لیکن آپ نے یہ نہ سوچے کہ اگر آپ کے مریدوں میں کوئی بھی سمجھدار ہوا تو وہ یہ نہ کہے گا کہ جن لوگوں کے نزدیک بمفاد حدیث نبوی قرآن و اہلبیت امام ہیں وہ کیونکر یہ لکھ سکتے ہیں کہ اس سے خلق اللہ گمراہ ہوتی ہے کیونکہ جو بات وہ قرآن کے لیئے تجویز کرینگے وہ اہلبیت کے لیئے بھی لازم وملزوم ہونیکی وجہ سے ماننا پڑیگی اور پھر تو انکی مذہب میں کھلی ہوئی بات ہے کہ اہلبیت سبب ہدایت خلق ہیں وہی من عندہم

ہدایت کے لیے منجانب خدا معین ہیں قرآن کو گروہ اہلسنت کے یہ علما جو نہایت صاف جھوٹ بول رہے ہیں اور ماتھے پر اُنکے پسینہ نہیں آتا اپنی بس میں سمجھتی ہیں کیونکہ وہ چپ ہے کچھ بول نہیں سکتا اور یہ بولتے ہیں جتنا چاہیں جھوٹ بولیں اور اسی لم سے پہلی بت پرست تھی اور خدا کو ترک کرکے بتوں کو اختیار کیا تھا کیونکہ وہ ایک چپ چیز ہے نہ کرتی ہے نہ کہتی، اور جناب باری اسلئے متروک تھا کہ وہ حکم کرتا ہے اور منع کرتا ہے اب جب سے نام کو مسلمان ہوئے پھر وہی پہلی حرکت شروع کروی جو بولتا تھا یعنی عترت اُسے چھوڑدیا اور جو ساکت چیز تھی اُسکو اپنا رہبر سمجھا مگر کلام وہی ہے جو ہمنے سابق میں بیان کی اسکی ساتھ ہی دیر نے منع دخل مقدر بھی کردیا ہے کہ بہت ممکن تھا کہ کوئی کہتا کہ آپ کے بیان سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن کو مانتے ہی نہیں تو پھر اس سے استدلال کیوں کرتے ہیں تو اس کی جواب میں ارشاد ہوتا ہے"

النجم اور دوسری طرف قرآن کریم سے استدلال بھی کرتے ہیں"

سہیل یعنی یہی تو حیرت ہے یہ کیا اچھا کرشمہ عبرت ہے اگر دنیا کے سمجھ میں آجائے"، پھر ارشاد ہوتا ہے:-

النجم مگر ان کا استدلال دیکھکر سب حیرت برطرف ہو جاتی ہے کیونکہ اُنکے استدلال میں دو باتیں صاف نظر آتی ہیں، اول یہ کہ اُنکا استدلال محض اسلئے ہوتا ہے کہ لوگ اُن کو بھی مسلمانوں کے فرقہ میں شمار کریں،

سہیل تو کیوں جناب پیرصاحب اسمیں انھوں نے کیا فائدہ سوچا ہے آخرت میں تو اسکا کوئی اثر نہیں دنیا میں اُنکو خلافت مل نہیں سکتی تاکہ کچھ پیٹ کا کام چلے کوئی فائدہ تو ہونا چاہئے آپ جو دیدہ ودانستہ قرآن کو اپنے دل کے خواہشوں کے پردوں میں چھپاتے ہیں اور اُسکے معنی اپنی عقل کے موافق فرماتے ہیں تو خیر آپکے یہ اتباع اصحاب کوئی نہ کوئی فائدہ ہے ہم کیوں یہ عبث کوشش کرتے ہیں نہ مال ہے نہ بیت المال پھر اب اسکی کیا ضرورت ہے مسلمانوں میں کوئی گنا جاے یا نہ گنا جائے جو خدا کے نزدیک مسلمان ہے وہ مسلمان ہے اسمیں نہ ڈاڑھی مُنڈانے کو دخل ہے نہ وسعت شکم کو، پھر ارشاد ہوتا ہے:-

النجم دوم یہ کہ استدلال کے پردہ میں قرآن شریف کی تحریف معنوی کرتے ہیں اور کوئی نہ کوئی پہلو

قرآن شریف کی مذمت کا یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا اس میں پیدا کرتے ہیں گویا ہجو ملیح کا حق ادا کرتے ہیں ۔

سہیل ان دو پہلوؤں سے گویا شیعہ قرآن مجید سے استدلال کرتے ہیں اور پھر آپکے نزدیک بادنیا کے نزدیک استدلال ہوتا ہے اب آپ کو عقل آ نہیں سکتی کیونکہ جب شیب میں یہ حال ہے تو اب امید نہیں کہ سمجھیے گا، یہ بھی کوئی بات ہے کہ صحابہ کے متعلق اگر کوئی برائی مستفاد ہو تو پیغمبر کی توہین ہے اور اگر آل کے لیئے وہ احکام نہ برتے جائیں جو انکے لیئے خدا کی طرف سے اترے ہیں تو نبی کا کمال احترام ہے، یہ رسول اللہ کو حشر میں جواب دیجیئے گا تو وہ سمجھیں گے یہاں یہ موقع نہیں ہے اور نہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ منافقین جنکا مرتبہ قرآن مجید میں پست سے پست ملکہ نام لینے کے قابل نہیں اُنکے لیئے درجات مانے جائیں اور جو قابل اور اسکے اہل ہیں وہ ترک کرد ئے جائیں اور پھر اہل خبر اُن کو مسلمانوں میں گنیں ،

النجم اور یہ بات تو انکی ہر استدلال میں ہر شخص نمایاں طور پر دیکھ سکتا ہے کہ قرآن کو معما اور چیستان قرار دیتی ہیں کہ جب تک آیت کے ساتھ کچھ روایات نہ ملائے جائیں آیت کا کوئی مطلب ہی نہیں سمجھا جاتا اُسکے الفاظ کے کوئی معنی نہیں ہو سکتے آیت کو اگر بغیر ان روایات کے قواعد زبان عرب کے لحاظ سے دیکھو تو اُسکے معنی کچھ اور ہیں مگر اُن روایتوں کو ملا کر اسکی معنی کچھ اور ہو جاتے ہیں ،،

سہیل نہایت افسوس ہے کہ مدیر کو ابتک اور اس سن تک یہ بات نہ معلوم ہوئی کہ قرآن محکمات اور متشابہات کی طرف منقسم ہے اور یہ کہ معنی اسکی اُسکو معلوم ہیں جسپر وہ اترا ہے اگر وہ الفاظ سے معانی نکالتا ہے تو سورتوں کے سرے پر جو مقطعات ہیں اُنکو قواعد زبان عرب میں ڈھونڈھ کر معنی لکھدے اگر اُسکے نزدیک آیت کا شان نزول کوئی چیز نہیں تو اُن علما کو گالیاں دے جنھوں نے شان نزول میں کتابیں تصنیف کیں ہیں اگر اُسکے نزدیک حقیقت شرعیہ ثابت نہیں تو وہ صلوٰۃ کو جو قرآنی لفظ ہے دعا کے معنوں میں لیکر نماز ترک کردے یہ وہی وہ اشد ا ہے باعتبار قواعد عرب حضرت عمر کا مراد ہونا ثابت کردے علاوہ ازیں حضرت ابوبکر کی تصویر کھینچ دے وغیرہ وغیرہ تفسیر قرآن کے

ابواب کو دیکھکر شرم و حجاب کو دخل دے یا جیسا حجاب وجہ رویت وغض بخاباہی کے موجود ہیں علی ان تجسیم کا قائل ہوکر ابن تیمیہ کا ساتھ دے لیکن میں جان رہا ہوں کہ جو کچھ بھی وہ تحریر فرماتے ہیں وہ سب زبانی جمع خرچ ہے اصل میں کچھ بھی نہیں

النجم اور پھر طرفہ یہ کہ ڈھونڈکر وہ روایات لیئے جاتے ہیں جو بالکل جعلی اور موضوع ہوتے ہیں جیسے حدیث نجوم وغیرہ وغیرہ"

سہیل جو روایات شیعہ ذکر کرتے ہیں وہ وہی ہیں جو سنیوں کی زبان پر خدا نے جاری کردئے ہیں چاہے وہ موضوع ہوں یا کذب محض بہرحال انھیں روایات سے انپر الزام دیا جاتا ہے جبکے وہ معتبر ہیں اور یہ ایک عقلی دلیل ہے

النجم آیت روایت میں جھوٹا قصہ نماز میں انگوٹھی دینے کا ملایا۔

سہیل کیا معلوم فخرالدین رازی وغیرہ جنکے اسماء درج اور معلوم ہیں وہ جھوٹے ہی ہونگے یہ تو باعتبار قواعد عرب بھی مدیر کے فہم میں ہوگا کہ رکوع کی حالت میں کسنے زکوۃ دی اب چاہے مدیر اپنے ہی کو فرض کرتا ہو،،

النجم اسپر بھی کام نہ چلا تو خلاف لغت عرب ولی کے معنی حاکم لیا پھر جمع کے صیغوں اور ضمیروں سے ایک شخص واحد یعنی حضرت علی کو مراد لیا"

سہیل کام نہ چلنے کے معنی یہ ہیں کہ اہلسنت نے نہ مانا تو ان قرآن کے احکام کو کب اننے دیتا کہ شیعوں کو اپنے استدلال سے ایسی امید ہواب رہگئی یہ بات کہ ولی کو بمعنی حاکم لینا یہ خلاف لغت عرب ہے اسکا بار ثبوت مستدل پر ہے اور استدلال میں تو ہمنے اپنے مقام پر طے کردیا ہے رہ گئی یہ بات کہ جمع سے شخص واحد کو مراد لیا ہے یہ عقل کی خرابی ہے لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد حضرت ابراہیم کے تفسیر "امۃ" سے فرمای اور بقول آپکے ردرحماء جو صیغہ جمع ہے ابوبکر مراد ہوگئے اور ماشدا سے حضرت عمر یہ روایت بھول گئے حالانکہ سہیل اسے قدح مدح میں لکھ چکا ہے آخرکار اپنا تھوک اپنے منھ پر پڑ گیا۔

النجم آیت تطہیر میں درمیان کا ایک ٹکڑا لیکر ما قبل و ما بعد سے بالکل بے ربط کر دیا۔

سہیل آپ حضرات بھی تو اسکی قائل نہیں کہ جمع موافق تنزیل ہے اور پھر کیا کریں جب ازواج میں عصیان یقینی ہو اور وہ باوصف حکم باری وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی کی مخالفت فرما کے سات ہزار مجمع کے بیچ میں اونٹ پر بلند ہو جائیں تو ہم اتنے خوش اعتقاد نہیں کہ باوصف نہی باری اور منع رسالت مآب اور صیاح کلاب حوئب پھر بھی ہم انھیں آیۃ تطہیر میں سمیٹیں فرض کرو کہ ہم ایسا کریں بھی تو الفاظ آیت انکار کرتے ہیں اور آپکا امکان ہے بھی یہ بات باہر ہے

النجم آیت مودۃ القربیٰ میں وہ مطلب پیدا کیا کہ رسول کی حیثیت ایک دنیا دار خود غرض مزدور کی ہو گئی۔

سہیل آپنے تمام عرب کے مقابلہ میں اجر جا ہا ہمنے صرف اہلبیت ہی کے لیے منظور کیا آپ ہی انصاف فرمائیں کہ کون زیادہ تشنیع ہے اور پھر اگر خدا کسی چیز کو اجر قرار دیدے تو وہاں نہ آپ کو دخل ہے نہ آپکے بزرگوں کو زائد سے زائد خفا ہو کر حارث کی طرح اس عذاب کا سوال کیجیئے "سال سائل بعذاب واقع" اور جواب پائے لیکن علت راستہ کو آپکے خفا ہونے سے بدل نہیں سکتی۔

النجم آیۃ مباہلہ میں خلاف لغت انفسنا سے حضرت علی کو اور نساءنا سے حضرت فاطمہ کو مراد لیکر آیت کو خبط کر دیا

سہیل خلاف لغت عرب تو کتنا نافہمی ہے خیاب تو خلاف عقل پر بھی راضی ہیں جیسا کہ لغو لغت تجویز کرنے کا اعلان ہے لیکن پیغمبر کے افعال کا وہ خود ذمہ دار ہے ہم نہیں ہیں آپ تاریخ سے ثابت کیجیے کہ مباہلہ کے لیئے علی و فاطمہ علیہا السلام کو لیکر نہیں نکلے تھے بلکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عائشہ کو لائے تھے تو ہم دیکھیں یہ کیا اپنے لیئے خدا اور رسول سے خفا ہو گئے اور کسیکا غصہ کسی پر نکال رہے ہیں۔

النجم اب اس آیت تبلیغ کو دیکھو جسکی تفسیر موقوف کیجاتی ہے کہ اسکی متعلق جو کچھ شیعہ بیان کرتے ہیں اس میں کس قدر توہین خداوند عالم جل شانہٗ کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کی گئی ہے دین کو ایک بازیچۂ طفلاں بنایا گیا ہے در حقیقت قرآن شریف سے استدلال نہیں کیا گیا بلکہ دین کے ساتھ تمسخر و استہزا کیا گیا ہے

سہیل جو کچھ ارشاد ہوا بجا ارشاد ہوا لیکن میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ بازیچۂ طفلاں بازیچۂ شیوخ سے بہت بہتر ہے کیونکہ ایک مقتضائے فطرت ہے لیکن جگہ خلاف مقتضائے فطرت ہے یہ جنبشوں کا مجمع

اور نبات کا کمیل نہیں ہے جسپر آپ خفا ہیں یہ تو عطا کے مناسب ہے، جو اسکے لئے مناسب ہے اسمیں کمیل کا کیا ذکر ہے رہگیا استہزا و تمسخر آئندہ اپکو معلوم ہوگا،

البخثم شروع آیت چہارم پارہ ششم رکوع سیزدہم سورہ مائدہ :۔ یاایھاالرسول بلغ ماانزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین اے رسول پہونچا دیجئے وہ باتیں جو اتاری گئیں ہیں آپکی طرف آپکے رب کی جانب سے اور اگر آپنے ایسا نہ کیا تو نہیں پہونچائی آپنی رسالت اُسکی اور اللہ بچائے گا آپ کو لوگوں سے بیشک اللہ نہیں ہدایت کرتا کافر لوگوں کو۔ سھیل تین تکلیر، ہوسکتی ہیں یا تو یہ آیت ابتدا میں اتری یا وسط زمانہ نزول قرآن میں اور یا آخر زمان میں جس کے بعد قرآن نازل نہیں ہوا یہ ترجمہ نازل کی بنا پر صحیح توسط کے اعتبار سے صحیح ہے اگر ہوسکتا ہو تو آخر زمانہ کے مناسب ہے لیکن بے عقلی ہر حیثیت سے ترجمہ میں لازم ہے کیونکہ اسکے معنی یہ ہوئے کہ اگر آپنے رسالت نہ پہونچائی تو رسالت نہیں پہونچائی" مولوی عبدالشکور صاحب چاہے عقلمند ہوں یا حماقت مآب ہوں ہمیں کچھ مطلب نہیں لیکن وہ اسبات کی کوشش کیوں کرتے ہیں کہ وہ کتاب جو منتہائے فصاحت و بلاغت پر بطور حد و اعجاز میں ہے اسکا ترجمہ آپکی رائے کے مطابق کیا جائے تاکہ بے فائدہ کلام ہوجائے جو ادنیٰ درجہ کی بلاغت فہم طبائع بھی اپنے لیے منظور نہیں کرتیں نکتہ رس اصحاب تو اسی سمجھ گئے ہوں سگے جو میں عرض کرتا ہوں لیکن شاک مجھے انہیں حضرات کے فہم سے ہے جنکو باوصف نادانی دعویٰ ہمہ دانی ہے جس چیز کا ہونا ظاہر ہے اسکے لیئے قرآن نہیں اتارا گیا کلام عاقل ایسا نہیں ہوتا جسمیں یہ کہا جائے کہ اگر آپ نہیں سمجھے تو نہیں سمجھے کیونکہ جو شرط میں معلوم ہوچکا اُسی کو جزا میں بیان کرنا خلاف داب عقلا ہے یہ تو وہی ہے جسکو کسی نے نظم کردیا ہے ؎

دندان تو جملہ در دہانند   چشمان تو زیر ابروانند

کون مضمون شعر کو نہیں جانتا اسکے کلام مفید بنانے کی تمنا ایسی ہی جیسی مولوی عبدالشکور صاحب فرماتے ہیں کہ دو رسالتیں اسکی پہونچا دیجئے ورنہ آپنی رسالتیں نہیں پہونچائیں کیا پیغمبر اسے نہیں سمجھ سکتا تھا کہ اگر میں نہ پہونچاؤں گا تو نہ پہونچاؤنگا کیا کوئی سلب کو ایجاب سمجھ سکتا ہو یا عدم کو وجود پھر اُسکے لیے

قرآن اتارنا اور اس معجزنما تعبیر میں جو قرآن کے ساتھ مخصوص ہو، ناظرین نکتہ سنج انصاف سے بتائیں کہ ایسکا نام تفسیر صحیح ہے اگر نافہمی صرف نہ ہوتی تو ہم اسی ضرور استہزاء و تمسخر سمجھتے لیکن مدیر کا عذر یہ ہے کہ میری سمجھ میں نہیں آیا جو آیا تھا وہی میرے دماغ میں شایان شان کلام معجز تھا، یہ مولوی صاحب وہی ہیں جو ابھی کہہ رہے تھے کہ توہین کلام باری انکے مذہب کا نصب العین ہے اور انکی تحریفات پر خندہ زنی کر رہی تھی یہ بھی کلام مبارک کا اعجاز ہے کہ اس مقام پر انسان اپنی خواہش ورغبت سے ضرور حق سے عدول کرتا ہو مگر اسکے ساتھ ہی تہ ایسا قرینہ پیدا ہو جاتا ہے جو عدول کے بطلان پر شاہد عادل ہے

النجم آیت کی صحیح تفسیر جو کہ آیت کے الفاظ سے ظاہر ہے جس میں کسی کے ملانے کی حاجت نہ کسی ادنکار روائی کی ضرورت یہ ہے کہ حقتعالی اپنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ جو احکام ہماری طرف سے نازل ہوئے ہیں ان سب کو بندوں تک پہونچا دیجیئے ورنہ آپکے ذمہ فریضۂ رسالت باقی رہجائیگا اور کفار کی ایذا رسانی کا بالکل خیال نہ کیجیے ہم آپکے محافظ ہیں یہ مضمون یعنی احکام الٰہی کے تبلیغ کی تاکید کچھ اسی آیت کے ساتھ مخصوص نہیں اور آیات میں بھی قرآن مجید میں بیسوں آیتیں اس تاکید سے بھری ہوئی ہیں

سہیل جو کچھ ہمنے سابق میں بیان کردیا ہے وہی ہے کچھ اور نہیں ہے لیکن اس صحیح تفسیر میں طغیان قلم مدیر اس حد پر ہے کہ تبلیغ کو احکام کے ساتھ مخصوص فرمادیا ہے اگر قصص انبیا اتری ہوں یا امثال ہوں تو انکی تبلیغ کی ضرورت نہیں کیونکہ احکام کے ساتھ تبلیغ مخصوص ہے مرحبا کیا فہم ہے اور کیا صحیح تفسیر ہے ہم پہلے ہی سے سمجھتے تھے کہ قرآن سے جناب کو کیا تعلق مگر وہی مان نہ مان میں تیرا مہمان۔

النجم اس آیت میں نہ خلافت کا تذکرہ ہے نہ حضرت علی کی کسی قسم کی فضیلت اس سے نکل سکتی ہے نہ آیت کو کسی خاص واقعہ سے کوئی تعلق ہے

سہیل جب سمجھے ہی نہیں تو مریدوں کو ہاں میں ہاں ملانے کا حق ضرور ہے فضیلت تو ایسی ہے کہ جو وزن میں نہیں آسکتی ما انزل کے تبلیغ ایسی ضروری تھی اگر وہ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہمیں اسکا پتہ لگانا ہے کہ وہ کون سی ضروری چیز تھی جسکا مرتبہ مثل خدا ایسا ہے

النجم گو شیعہ لکھتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی کی خلافت بلافصل کی بڑی روشن دلیل ہے حتی کہ ان کے

امام اعظم شیخ حلی نے منہاج الکرامة میں آیہ انما ولیکم اللہ کے بعد اسی آیت کو ذکر کیا ہے

سہیل بیشک وہ ایسی چیز ہے جو تمام رسالتوں کے مقابلہ میں پیش خدا ہے اگر نہ ہو تو کچھ بھی نہیں جب پیغمبر کے ساتھ آیت یہ برتاؤ کر رہی ہے تو آپ ایسی تبیل کیا ذکر ہے اور علامہ حلی کا تذکرہ جناب نے صرف اسلئے کیا ہے کہ خدا کی حجت تمام ہو گئی اور آپ ارباب حق کی طرف سے مطلب کی طرف ملتفت بھی کیے گئے، لیکن نہ مانا اور کیوں مانتے کیونکہ اس آیت کے آخر میں جناب باری نے اسکی تصریح کر دی ہے ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین اب اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے،

الحجر شیعہ کہتے ہیں اس آیت میں جس چیز کی تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے وہ حضرت علی کی خلافت ہی کا حکم تھا عام احکام کی تبلیغ مراد نہیں ہے اور اسکی ساتھ انھوں نے ایک روایت بھی گڑھی ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری حج سے واپس ہوتے ہوئے مقام غدیر خم میں پہونچے تو جبرئیل آئے اور انھوں نے کہا کہ خدا کا حکم یہ ہے کہ اس مجمع میں علی کی خلافت کا اعلان کر دیجئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کیا کہ مجھے خوف معلوم ہوتا ہے لوگ علی کی خلافت منکر ہو کر قتال و قتل ہو جائیں گے جبرئیل نے وہاں جا کر اللہ سے یہ سب ماجرا بیان کیا تب یہ آیت اتری کہ اے رسول اللہ کی طرف سے جو نازل ہوا ہے اسکی تبلیغ کر دیجئے ورنہ آپ ادا کرنے والے فرائض رسالت کے نہ قرار پائیں گے مگر پھر بھی رسول کی ہمت نہوئی اور انھوں نے عذر کیا تب اللہ نے انکی حفاظت کا وعدہ کیا مجبور ہو کر رسول خدا نے سب کو جمع کیا اور علی کی خلافت کا اعلان بایں الفاظ کیا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ لہذا معلوم ہوا کہ اس آیت میں خاص حضرت علی کی خلافت کا اعلان کا حکم ہے لفظ ما اس آیت میں اپنے معنی عام پر نہیں ہے پس یہ آیت حضرت علی کے خلیفہ بلافصل ہونے کی واضح دلیل ہوگی "

سہیل بعض کلمات کے سوا اور سب ٹھیک ہے، ہم بھی کہتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ ہمارا دشمن بھی یہی کہتا ہے جیسا کہ کتاب مبارک عبقات انھیں مقامات سے لبریز ہے لیکن یہ گڑھنے کی لفظ جو مایوسی جواب پر مبنی ہے البتہ ایک جاہل بہت سے حسب عادت نکل گئی ہے ورنہ جہاں تک کوئی ناظر اسکی تحقیق کرے گا یہی آواز ہر طرف سے آئے گی وہ کون ہے جو اس صدا کو نہیں سنتا اور کسنے نہیں سنا حتی انکے سمجھنے والے سہم گئے، عبرت کی بات ہے کہ مبدا مسیح انطاکی جنے پانچ ہزار کئی سو اشعار مدح

امیر المومنین میں لکھے ہیں وہ با وصعت سمجی ہونگی اس واقعہ کو اس ایمان و ایقان کے ساتھ بیان
کرتا ہے جیسی وہ خم کے کسی مقام پر یوم خطبہ رسالتماب کھڑا ہو اور ایک برلتے نام اسلامی شخص میر
النجم وہ ایک تبلیغ رسالتمآب کو گویا ہوئی بات فرض کرتا ہے میں اپنے اس سال اس قصیدہ عالیہ
سے تبرکا بیاں کے کچھ اشعار لکھتا ہوں جو مصر میں طبع بھی ہو گیا ہو وہ اشعار جو واقعہ غدیر خم مشتمل ہیں یہ ہیں ؎

وبعد ما الحج قد تمت مناسکہ والناس نالت بہ رضوان ربہا
اور بعد اسکے کہ حجۃ الوداع کے تمام فرائض تمام ہو چکے اور لوگوں سے حج کر کے خدا کی خوشنودی پائی
والمصطفی اسمع الحجاج خطبتہ الغرا التی کان للتودیع ملقیہا
اور پیغمبر اپنا وہ خطبہ جو وداع کے لیئے سنانا چاہتے تھے سنا چکے،
وضعت الناس فی تلک الربوع فدی اثامہا ولقد تابت اضاحیہا
اور لوگوں نے اپنے گناہوں کے فدیہ ہونیکے لیئے قربانیاں کیں
اخاض احمد من حج الوداع ومعہ الناس قد رجعت تبغی مثاویہا
تو جناب رسالتماب حجۃ الوداع سے چلے اور ہر شخص اپنے وطن کے ارادہ لیا
وامۃ المصطفی کانت با مرتہ تسیر فی سبلہا تطوی مطاویہا
اور پیغمبر کی امت رسول کی سرداری میں اپنا راستہ طئے کر رہی تھی
حتی اذ انزلت للاستراحۃ فی غدیر خم وکان السیر معییہا
یہانتک کہ جب راحت حاصل کرنیکے لیئے مقام غدیر خم میں پہنچے تو قافلہ نے دم لیا
نادی الرسول الیہ من صحابتہ روؤسہا وھو یبغوان یفاجیہا
تو پیغمبر نے اپنی ساتھیوں میں سے چنے ہوے لوگوں کو پکارا آپکا ارادہ تھا کہ انسے کچھ بیان کریں
حتی اذا اجتمعت جمعا بحضرتہ العلیا وطینہا حاذی قرشیہا
یہاں تک کہ جب آپکے بارگاہ میں مدنی اور مکی لوگ سب حاضر ہو چکے
نادی انا بشر یا ناس مثلکم وکلنا للمنایا لا نحاشیہا

تو آپنے آواز دی کہ میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں اور زندگی کا کوئی اعتبار نہیں "

ان دعوة ربی لی لقد قربت — ودنا الرضا بالقضا فی البتها

اور میں دیکھتا ہوں کہ میری موت کا ہنگام قریب ہے اور مجھے ضروری ہے کہ جب وہ مجھے بلائے تو میں اسکے لیے لبیک کہوں

وسوف یسئلنی عنی ویسئلنی — عنکم الرجوع الخلق نوادیها

اور قریب ہے کہ افرشتہ وہ عالم مجھسے اور تم سے دونوں سے سوال کرے

فما تقولون عنی عند ربکم — وعن فعالی اللتی قد کنت اتیها

تو تم کیا کہو گے اپنے خدا کے سامنے اور میرے وہ کام جو میں کرتا تھا تمہارے نزدیک کیسے تھے

قالوا فتشهد قد بلغت عودک العلی — الخلائق عربها وعجمها

سب نے کہا کہ ہم اس امر کی گواہی دینگے کہ آپنے عرب اور عجم ہر شخص تک احکام الٰہی کی تبلیغ کی

وقد جهدت کما یرضی الاله — لهذا الدین لم تالنا نصحا وتنبیها

اور آپنے اس تبلیغ میں بہت کوشش کی اپنی کوئی نصیحت کوئی تنبیہ اٹھا نہیں رکھی

فالله یجزیک خیرا یا مبشرنا — وذی شهادتنا کل یذکیها

خدا آپ کو جزائے خیر دے یہی ہم سب کی گواہی ہے "

فقال احمد هلا تشهدون بان — الله ذاری البرایا وهو مفنیها

پیغمبر نے کہا کہ تم گواہی دیتے ہو اس بات کی کہ خدا ہی مارنے والا اور جلانے والا ہے

وانني لرسول الله جئتکم — بمنزل الآی والرحمان موحیها

اور اس بات کی کہ میں اسکا بندہ ہوں اسکی آیتیں لیکر آیا ہوں جنکی خدا نے وحی کی ہے

وان جنته حق وحشرکم — حق ونیرانه حق بلظیها

اور یہ کہ جنت اور جہنم حق ہے اور تمہارا محشور ہونا بھی حق ہے "

وانما الساعة الکبری لآتیة — لاریب فیها وموتی الناس یحییها

اور قیامت ضروری آئے گی اسمیں کوئی شک نہیں اور مردے زندہ ہوں گے

قالوا بلی قد شهدنا قال احمد یا ربّاه فاشهد و والی القول مجریها

سب نے کہا کہ ہم کیوں نہیں اُسکی گواہی دیتے پیغمبر نے کہا کہ خدایا تو گواہ رہنا اور یہی بار بار فرماتے رہے

فحض حضا علی حفظ الشریعة فی سامی اوامرها وفی نواهیها

پھر اپنی شریعت کی حفاظت کے متعلق وصیت فرمائی ؎

وبعد ذلك قد وصّی بعترته خیرًا وعترته فرض تولیها

اسکے بعد اپنی عترت کے ساتھ وصیت فرمائی اور محبت عترت فرض ہے

وقال هلا انا اولی واجدر من نفوسکم بکم هل توهبونیها

پھر فرمایا کہ کیا میں تمھارے نفسوں سے اولی نہیں ہوں اور کیا تم اپنے نفسوں کو دیتے ہو

قالوا نعم بلسان واحد وهم اجابتهم ذی راح راضیها

سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہاں اس اقرار سے پیغمبر خوش ہو گیا ؎

ونادی المرتضی الثاوی بجانبه وکان یمسك یمناه ویعلیها

اسکے بعد آپ علی کی طرف جو آپکے پہلو میں کھڑے ہوئے تھے اور پیغمبر اُنکا ہاتھ پکڑے ہوئے بلند کر رہا تھا

وقال من کنت مولاه علی له مولیً ورغبای ذی بالجهر ابدیها

فرمایا کہ میں جسکا مولی ہوں علی بھی اُسکے مولی ہیں یہی میں پکار پکار کے کہتا ہوں ؎

ثم توجه لله القدیر بوجهه واصحابه تصغی لهادیها

پھر آپ اپنے خدا کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرنے لگے اور اصحاب اپنے ہادی کی گفتگو سن رہے تھے

وقال لاهم من والی علیك والرد اعداوه انت المعادیها

کہا خدایا جو علی کو دوست رکھے اسکو تو دوست رکھ اور جو علی سے دشمنی رکھے اُس سے تو بھی دشمنی رکھ

احبب محبیه وابغض مبغضیه ومن سعی الی فضله وفق مساعیها

اُنکے دوستوں سے دوستی رکھ اور اُنکے دشمنوں سے دشمنی رکھ اور جو اُنکے فضل میں کوشش کریں اُنکی کوششوں کو بار آور کر

وانصر بحولك قوما عن تقی نصرت رایاته والالی باسند قوتیها

اور اُن لوگوں کی مدد کر جنہوں تجھ سے ڈر کر ان کی مدد کی ہو۔

واخذل بعد ذلك يا رباه النفس — نوت له الحقد والسوء مطاويها

اور انکو بھی چھوڑ دے جنہوں نے دشمنی سے علی کو چھوڑ دیا۔

اعنه لاهم في سامي مقاصده — اعن معينيه رب مع معينيها

پروردگار علی کے مقاصد میں اُنکی اعانت کر اور انکے اعانت کرنے والوں کی مدد

والحق ربي ادره كيف دار ابينهم — الشرعيه او يخزي اعاديها

اور حق کو اُس طرف گردش دے جدھر علی مڑیں تاکہ شریعت کی وہ مدد کریں اور اُسکے دشمنوں کو خوار کریں

وما انقضى المصطفى من غر ادعيه — قد كان لله بالاخبات ترجيها

پیغمبر نے اپنی دعا ختم نہ کی تھی جسے آپ نہایت رجوع قلب سے کر رہے تھے

حتى راى في وجوه الناس اضحت — اشارة الطاعة المحمود موليها

کہ آپ نے لوگوں کے چہروں پر اطاعت باری کی جھلک دیکھی۔

وتابعت بعد ذا صحب الرسول خطا — ها المدينة انجلت مغانيها

اُسکے بعد اصحاب نبی اور پیغمبر مدینہ کی طرف پلٹے۔

وسارت الركب في قول الرسول — لاطراف الجزيرة ترويه لاهليها

اور سواریاں اپنی سواروں کو اس خبر سمیت جزیرہ عرب میں لیکر پھیل گئیں جو اس وصیت کی اطلاع کے لیے [illegible]

تقول للمرتضى اوصى الرسول علی — غدير خم بذا الولاء تنويها

لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ پیغمبر نے علی کو اپنا قائم مقام غدیر خم میں کر دیا۔

وما مضت مدة حتى الوصية شاعت — في الاعارب في سامي معانيها

ایک تھوڑی مدت میں یہ خبر تمام عرب کے مسکنوں میں مشہور ہو گئی۔

وبالرضا قابل الناس الوصية من — دون اعتراض وقد كانوا مطيعيها

اور لوگوں نے برضا و رغبت بغیر چون و چرا اس وصیت کو قبول کیا اور وصی کے لیے [illegible]

قالوا ارادة طه من ارادة باريه — فلا مسلم بريعا ديها

اور لوگوں نے یہ کہا کہ پیغمبر نے جو کچھ کہا وہ خدا کے حکم سے کہا پھر کون مسلمان اسکی مخالفت کرسکتا ہے

الا اناس اکنت ببغضة لعلى — ماتست انه قد کان غازیها

مگر وہ لوگ جنکے دل میں علی کی دشمنی مخفی تھی کیونکہ علی کی جنگ انھیں لوگوں سے فراموش نہ ہوئی تھی

فاستعظمت امرها تیك الوصیة — لم ترغب ها الذبت من راح ردیها

انکے دلوں پر وصیت رسول کھل گئی اور انھوں نے اس وصیت کے راویوں کو جھٹلانا شروع کیا

اوا غا حسد اکانت تاولها — ببالك الوصیه اوسعی تخفیها

اور یا انکو حسد معلوم الیٰی یا اُس وصیت کی تاویل کرنے لگے یا چھپانے لگے (مولوی عبداللہ صاحب آپ سنتے ہیں؟)

والناس اذ كذرت شتی مطامعها — لا الانبیاء ولا الا ملاك ترضیها

اور جب لوگوں کی طمع زیادہ ہو جاتی ہے تو نہ انھیں پیغمبر راضی کرسکتا ہے نہ فرشتے

فکیف علی المولی ابی حسن — وکانت مبکت عاصیها دعاتیها

پھر وہ کیونکر علی سے راضی ہو سکتے تھے حالانکہ علی اُن گنہگاروں کو سزا دے رہے تھے

یہ اشعار جسقدر تاریخ متفق علیہ پر مشتمل ہیں انکو ہر مطلع شخص جانتا ہے اور اُسکی شہرت اس حد پر پہونچ گئی ہے کہ ہر کس و ناکس اس سے واقف ہے لیکن بقول اس شخص کے کہ اسنے آخر میں کہا ہے کہ طمع وہ چیز ہے جس کے صاحب کو نہ انبیا راضی کرسکتے ہیں نہ ملائکہ میں اُسکی تعمیم فائدہ کے لیے اُن اشعار کا ترجمہ بھی لکھدیا تاکہ ہر شخص جسکو اطلاع کا شوق ہے وہ محروم نہ رہے۔

اس واقعہ کو حسان بن ثابت نے بھی نظم کیا ہے اور اس نظم سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ واقعہ کس قدر شہرت کے قابل تھا اور کتنا مشہور تھا اور تعجب یہ ہے کہ اس گڑھے واقعہ پر اسوقت کسی نے بدعت عبانی کا الزام نہ دیا اور کسی نے اس بات کی وجہ نہ دریافت کی کہ عرب کی شاعری جو محض واقعہ نویسی پر مبنی ہے اسمیں بلا وقوع واقعہ بصورت واقعہ کیوں یہ معاملہ نظم کیا گیا بلکہ اساطین اخبار و علماے عالی وقار کے بیانات سے بات معلوم ہوتی ہے کہ ان اشعار کے مضامین کو حضرت پیغمبر نے بھی سُنا

بلکہ بعض روایات سے یہ بات معلوم ہوتی کہ پیغمبر سے اجازت لیکر یہ اشعار لکھے گئے چنانچہ روایت حافظ
ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی میں جو کتاب ما نزل من القرآن فی علیؑ میں نقل کی گئی ہے یہ امور مذکور ہیں
اور وہ روایت یہ ہے :-

قیس بن ربیع نے ابوہرون عبدی سے اور انہوں
نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ پیغمبر
نے لوگوں کو علی کی طرف دعوت دی مقام غدیر
خم میں اور حکم دیا کہ درخت کے نیچے سے کانٹے
ہٹاوے جائیں اور جگہ صاف کر دی جائے اور
یہ واقعہ جمعرات کے دن کا ہے پس آپ نے امیرالمومنین
علی علیہ السلام کو بلایا اور انکی دونوں بغلوں میں
ہاتھ دیکر بلند کیا کہ پیغمبر کے بغل کی سپیدی نظر آنے
لگی پھر لوگ وہاں سے متفرق نہیں ہوئے جب
تک کہ یہ آیہ نازل نہیں ہوا الیوم اکملت لکم
دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت
لکم الاسلام دینا۔ پس پیغمبر نے فرمایا کہ کمال
دین اور اتمام نعمت اور خوشنودی پروردگار جو
میری رسالت اور بعد میرے علی کی ولایت سے ہوئی ہے
میں خدا کو بزرگی یاد کرتا ہوں پھر فرمایا کہ جس کا
میں مولا ہوں اُسکے علی مولی ہیں پروردگار
دوست رکھ اُسے جو علی کو دوست رکھے اور دشمن
رکھ اُسے جو علی کو دشمن رکھے اور مدد کر اسکی جو

عن قیس بن الربیع عن ابی
هرون العبدی عن ابی سعید
الخدری رضی الله عنه ان رسول
صلی الله علیه وسلم دعا
الناس الی علی فی غدیر خم وامر
بما تحت الشجرة من شوک فقم و
ذلك فی یوم الخمیس فدعا علیاً
فاخذ بضبعیه فرفعهما حتی نظر
الناس بیاض ابطی رسول الله صلی
الله علیه وسلم ثم لم یفترقوا
حتی نزلت هذه الایة الیوم اکملت
لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و
رضیت لکم الاسلام دینا فقال رسول
الله صلی الله علیه وسلم الله اکبر
علی کمال الدین واتمام النعمة ورضا الرب
برسالتی وبالولایة لعلی من بعدی ثم
قال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم
وال من والاه وعاد من عاداه وانصر

علی کو دشمن رکھے اور مدد کر اسکی جو علی کی امداد کرے اور ترک نصرت کر اسکی جو علی کی ترک نصرت کرے حسان بن ثابت نے عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت دیں تو میں بھی علی کے لیئے چند اشعار پڑھوں جسے آپ بھی سنیں فرمایا کہ اچھا کہو خدا برکت دے تب حسان نے کہا کہ اے بزرگان قریش میرا کلام سنو اور پیغمبر گواہ اسکا ہے اور اسکی گواہی مانتہ ہے اور یہ اشعار پڑھے۔

من نصره واخذل من خذله قال حسان بن ثابت ائذن لی یارسول اللہ فاقول فی علی ابیاتاً تسمعهن فقال قل علی برکة اللہ فقال حسان یا معشر مشیخة قریش اسمعوا قولی بشهادة من رسول اللہ فی الایة ماضیة ۔

يناديهم يوم الغدير نبيهم بخم واسمع بالرسول مناديا

غدیر کے دن لوگوں کو انکا پیغمبر پکار رہا تھا مقام خم میں اور پیغمبر سے زیادہ کسکی منادی سنی جائیگی

يقول فمن مولاكم ووليكم فقالوا ولم يبدوا هناك التعاميا

وہ پیغمبر یہ کہہ رہا تھا کہ تمہارا مولیٰ اور ولی کون ہے تو وہاں لوگوں نے جواب پیغمبر دیا اور انہوں نے اندھاپن ظاہر نہیں کیا

الهك مولانا وانت ولينا ولم ترمنا في الولاية عاصيا

خدا تمہارا ہمارا مولا ہے اور آپ ہمارے ولی ہیں اور آپ امر ولایت (علی) میں ہمکو نافرمان نہ پائینگے

فقال له قم يا علي فانني رضيتك من بعدي اماماً وهاديا

تب پیغمبر نے کہا کہ اٹھو علی میں نے تمہارا ہادی ہونا اور امام ہونا اپنے بعد پسند کیا

فمن كنت مولاه فهذا وليه فكونوا له انصار صدق مواليا

جس شخص کا میں مولی ہوں تو یہ (علی) اُسکے ولی ہیں سب کے سب اسکا مددگار ہو جاؤ

هناك دعا اللهم وال وليه وكن للذي عادى علياً معاديا

اور خدا سے دعا کی پروردگار تو اسکی دوست کو دوست رکھ اور اسکے دشمن سے دشمنی کر (یعنی علی کے)

اس قوت کی کوئی حد ہے کہ یہ اسلامی شاعر پیغمبر کے مقولہ کو نظم کرتا ہے اور آپ کی اجازت سے نظم

کرتا ہے اور پیغمبر اسے سنتے ہیں اور اس کے مضمون کا اقرار فرماتے ہیں اور برکت دعائے رسول سے ایسی ہوئی کہ آج صدیوں کے بعد بھی یہ اشعار آبدار باقی ہیں اور ہمارے دل و ہماری زبان اُنسے مستفید ہو رہی ہو، اور اُس شخص کی تحقیق اور تنقیہ کرنے کے لئے یہ کافی ہیں جو اتنا بہرہ ہو کہ پیغمبر کے پکارنے کی آواز اُسکی کانوں میں نہیں آتی وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوہ یوہیں سبط ابن جوزی نے تذکرۂ خواص الامۃ میں ان اشعار کا تذکرہ کرکے داد انصاف دی ہے اور سے تحقیق سے جلا رالابصار احباب کی ہے وہ رقمطراز ہے :-

کہ سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرۂ خواص امتہ میں ذکر کیا ہے کہ روز غدیر خم کے متعلق شعرا نے بہت کچھ نظم کیا ہے چنانچہ حسان نے یہ اشعار کہے ہیں جو سابق میں ترجمہ سمیت گذرے اور حسان سے یہ اشعار ابرار پیغمبر نے سنے اور سنکر مسرور ہوئے اور فرمایا کہ حسان تمھاری روح القدس تائید کریگا جبتک کہ تم مدد کروگے یا ہماری حمایت کروگے،

واکثرت الشعراء فی یوم غدیر خم فقال بن ثابت ے ینادیھم یوم الغدیر نبیھم بخم فاسمع بالنبی منادیا الخ وروی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما سمعہ ینشد ھذہ الابیات قال لہ یا حسان لاتزال مویدا بروح القدس مانصرتنا اونافحت عنا

ان اشعار میں مبالغہ یا قساحیا یا تبدیل مطلب یا نا فہمی مراد ان سب باتوں کا قلع قمع ہے کیونکہ پیغمبر نے ان اشعار کو سن لیا ہے اور سننے کے بعد مسرور ہوئے اور اسکا نام پیغمبر نے نصرت رکھا ارباب ذوق کا سے یہ مطلب مخفی نہیں ہے کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے حسان نے باوصف اس بات کے وہ علما میں سے نہ تھے صرف زبان عرب کی حقیقت سے کیا سمجھا اور جو سمجھا وہ موافق رضائے جناب رسالتمآب سمجھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد جناب رسالتمآب میں ذرہ برابر اشتباہ و التباس نہ تھا اور عرب کی عام فہم زبان میں آپنے اپنا مطلب ادا کیا کیونکہ مطلب تبلیغ تھا جب تک کہ ان الفاظ میں نہو جو پوری طرح مفہم ہوں تبلیغ کیونکر صحیح ہوسکتی ہیں یہ جو کچھ احتمالات اور حیلے حوالے کئے جاتے ہیں یہ سب کو کے بہانے اور مکر ہیں وہ نہ خدا کی حجت اُنپر تمام ہے یوہیں یہ دور از کار خیالات کہ مولی بمعنی اولی آیا ہو یا نہیں؟

اسی فہم صریح سے ثابت ہے کہ حسان نے مراد مولی کو اس مصرع میں درج کر دیا ع رضیتك من بعدی اماماً هادیاً دینے یعنی اپنے بعد امامت خلق اور ہدایت مردم کے لیے پسند کیا، کقدر صاف الفاظ میں تبلیغ بھی کہ حسان کو اس مطلب کے سمجھنے میں ذرہ برابر دقت نہ تھی اور مولی کے معنی کے تعین میں اور پھر مزید برآں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس فہم کی تصدیق بھی کر دی حسان بن ثابت عرب میں سے تھے اور پیغمبر کے شاعر تھے انکے فہم سے اور رسول پر مطلب کے عرض کر دینے سے پوری حجت ثابت ہوتی ہے اور تمام عرب جو موجود تھے وہ سب یہی سمجھے تھے علامۂ ابن حجر نے کتاب ہدایہ جلد اول کے دیباچہ میں بیان کیا ہے ابوذرعہ رازی سے نقل کر کے کہ۔

یعنی پیغمبر نے وفات پائی اور دیکھنے والے اور سننے والے ایک لاکھ آدمیوں سے زیادہ تھے جنھوں نے شکر یاد کیکر حدیث کی روایت کی اور ان میں مرد اور عورت سب شامل ہیں ایک تھوڑے سے فاصلہ سے یہ مذکور کیا ہے کہ

توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن راه ومن سمع منه زیادة علی مائة الف انسان من رجل وامراة کلهم رواة عنه سماعا

اور دیتہ

یعنی صحابہ کے نام اسلیئے مخفی رہ گئے کہ انمیں سے اکثر اعراب بادیہ نشین تھے اور انکا بڑا حصہ حجۃ الوداع میں حاضر ہوا

وسبب خفاء اسمائهم ان اکثرهم اعراب واکثرهم حضروا حجة الوداع

یہاں سے یہ بات دریافت ہو سکتی ہے کہ کیوں اس تبلیغ کی وہاں ضرورت ہوئی اور کس لیئے حضرت نے غدیر خم پسند فرمایا اور علامۂ شیخ جلال الدین سیوطی نے رسالۂ ازدهار فیما عقده الشعراء من الاشعار میں یہ عبارت تحریر فرمائی ہے۔:

یعنی ایک ایسی چیز ہے جس میں نے ان اشعار کا تذکرہ کیا ہے جنمیں احادیث و آثار میں سے کوئی سی حدیث نظم کردی گئی ہے اسکا نام مینے

جمعت فیه الاشعار التی عقد فیها شیی من الاحادیث والاثار وسمیته بالازدهار

اڑو ہار رکھا اور اُسکی مختلف فائدے ہیں بعض فوائد اُسکے یہ ہیں کہ اس سے اس بات کا استفادہ ہوتا ہے کہ حدیث منظوم صدر اوّل یعنی پہلی زمانہ میں مشہور تھی اور اُسکی صحت پر روشنی پڑتی ہے اور اسطرح کے استدلال محدثین نے کیئے ہیں الخ

ولہ فوائد منہا الاستدلال بہ علی شہرۃ الحدیث فی الصدر الاول وصحتہ وقد وقع ذلک لجماعۃ من المحدثین ومنہا ایرادہ فی مجالس الاملاء ومنہا الاستشہاد فی فن البدیع فی انواع العقد والاقتباس والانسجام

اسی رسالہ میں تذکرہ شیخ تاج الدین بن مکتوم میں حسان بن ثابت کے پانچوں اشعار جنکا تذکرہ ہوچکا اور جنکی ابتدا یوں ہے ۔: "شعر حسان"

مقام خم میں روز غدیر پیغمبر پکار رہا تھا اور رسول سے زیادہ کسکی آواز سُنی جاۓ گی

ینادیھم یوم الغدیر نبیھم
بخم فاسمع بالرسول منادیا

درج رسالہ کئے گئے ہیں۔

تہنیت غدیر میں سید حمیری کے اشعار

یا بائع الدین بدنیاہ لیس بھذا امر اللّٰہ

اے دین کے بیچنے والے دنیا کے ساتھ اسکا حکم تو خدا نے نہیں دیا تھا

من این ابغضت امام الھدیٰ واحمد قد کان یھواہ

تیرے دل میں دشمنی امام ثابت کیونکر آئی حالانکہ پیغمبر اُنکو دوست رکھتے تھے

من الذی احمد من بینھم یوم خم ثم ناداہ

وہ وہ شخص ہے جس نے لوگوں کے درمیان میں آواز دی

اقامہ من بین اصحابہ وھم حوالیہ وسماہ

اور اپنے اصحاب کے درمیان اُنکو اٹھایا اور اُن کا نام لیا

ھذا علی ابن ابی طالب مولیٰ لمن قد کنت مولاہ

کہ یہ علی بن ابی طالب ہیں جو اُس شخص کے مولیٰ ہیں جسکا میں مولیٰ ہوں

فوال من والاہ یاذا العلی   وعاد من قد کان عادا ہ

پروردگارا اے صاحبِ رفعت و بلندی تو دوست رکھ اسے جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کا دشمن ہو،

وقال بعضھم

اذا انالم احفظ وصاۃ محمد   ولا عھدہ یوم الغدیر موکدا

جب وصیت نبی میں نہ یاد رکھوں اور انکی اس عہد کو جو غدیر خم میں بہت تاکید سے کیا تھا یاد رکھوں

فانی کمن یشری الضلالۃ بالھدی   تنصر من بعد التقی او تھودا

تو میرا حال اس شخص کا حال ہو جو ہدایت کے عوض میں گمراہی کو خرید کرے یا اس شخص کی طرح جو تقوی اور پرہیزگاری کے بعد نصرانی ہو جائے یا یہودی ہو جائے

چونکہ سیوطی کے اغراض ان اشعار کے نقل کرنے سے یہ تھے کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ مبدا اول اور عہد رسالت مآب میں یہ حدیث قابل انکار نہ تھی بلکہ بحد شہور تھی اور بحمد اللہ ثابت بھی ہو گیا کسی کی ماننے نہ ماننے سے ہمیں بحث نہیں اصل ثبوت و اثبات سے بحث تھی وہ باعتراف حضرات اہلسنت ثابت ہو گیا جیسا ہمارے پیغمبر نے اپنی امت کو ہدایت کی اسطرح کوئی کر نہیں سکتا اور جس تاکید اکید سے عام لوگوں کو سمجھایا اسکی نظیر دوسری نہیں ملتی یہ جیسے حوالہ جواب میں پہلے نہ تھے اگرچہ شیطان کا وجود اسوقت بھی تھا اور اس وقت بھی ہے لیکن پیغمبر کا وجود اسکی تسلط تام کے لیے ایک قسم کی روک تھے اور اس وجود مبارک کا اتنا اثر تھا کہ حسان نے محضر مہاجرین و انصار میں اس وقت جب حجۃ الوداع کا مجمع ساتھ ساتھ تھا اس قول نبی کو پیغمبر کے سامنے نظم کر کے نایا اور ہمارا اعتقاد نظم کر دیا جو ہم کہتے ہیں اور کسی ایک نے درانحالیکہ سب موجود تھے ذرہ برابر چون و چرا نہیں کی وہ بھی خوب سمجھتے تھے کہ پیغمبر کا کیا ارادہ تھا اور کیا آپکی مراد تھی اور اگر ذرہ برابر حسان مراد رسالت مآب کے ظاہر کرنے میں کمی کرتے یا تغیر کرتے تو فوراً آپ فرما دیتے کہ میری مراد یہ نہ تھی لیکن کوئی حرف آپنے نہ فرمایا تا اینکہ اس مطلب کے تقریر کی اور یہ دوسری حجت بھی جسکی مخالفت حرام تھی دوسری حجت بنے اسلیے رکھی کہ قول صریح پہلے حجت تھی اور اسکی صراحت اس نظم سے معلوم ہو چکی نیز یہ امر بھی کاشف مرام ہے کہ پیغمبر کے اس بیان کے بعد کسی نے تشخیص مراد میں بحث نہیں کی اور کوئی نہ سمجھا ہوتا تو ضرور اس مطلب کو پوچھتا کہ آپنے کیا ارادہ فرمایا

اور آپ کی کیا مراد تھی۔ ایک مقام پر ابن ابی الحدید معتزلی نے موت پیغمبر کی روایت نقل کی ہے اور اسمیں ایک قسم کا کلام ذکر کیا ہے اس مقام پر توضیح مرام کے لیئے اسکی عبارت نقل کرتا ہوں تاکہ توہم صراط مستقیم کے سلوک میں حارج نہو جزو ثالث عشر میں وہ رقمطراز ہے :-

عبدالرحمن بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ ہماری
حبیب اور ہمارے نبی نے اپنی خبر مرگ ہمیں
اپنی موت سے مہینہ بھر پہلے دی ہمیں ہماری ماں
عائشہ کے گھر میں آپنے جمع کیا اور ہماری طرف
نگاہ کی اور آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
فرمایا مرحبا ہو تمھیں خدا تمھیں زندہ رکھے
تم پر رحمت نازل کرے تمھیں اپنی پناہ میں رکھے
خدا تمھارے لیئے حفاظت کرے خدا تمھیں بلندی
عنایت کرے خدا تمھیں توفیق مرحمت کرے
خدا تمھیں رزق دے خدا تمھاری ہدایت کرے
خدا تمھاری مدد کرے خدا تمھیں سلامت رکھے
خدا تمھیں قبول کرے میں تمھیں خدا کے تقوی کے
ساتھ وصیت کرتا ہوں خدا کو تمھارے ساتھ وصیت
کرتا ہوں اور اسی کو تمھارے اوپر اپنا خلیفہ قرار
دیتا ہوں میں اسکی جانب سے تمھارا بشارت
دینے والا اور تمھارا ڈرانے والا ہوں کہ تم خدا کے
حکم پر اسکے شہروں اور اسکے بندوں پر
چیرہ دستی نہ کرنا کیونکہ اسمیں میرے لیئے اور تمھارے

روی عبد اللہ بن مسعود قال
نعی الینا نبینا وحبیبنا نفسہ
قبل موتہ بشھر جمعنا فی
بیت امنا عائشۃ فنظر الینا
ودمعت عینہ فقال مرحبا
بکم حیاکم اللہ رحمکم
اللہ آواکم اللہ حفظکم
اللہ رفعکم اللہ نفعکم
اللہ وفقکم اللہ رزقکم
اللہ ھداکم اللہ نصرکم اللہ
وسلمکم اللہ تقبلکم اللہ
اوصیکم بتقوی اللہ واوصی اللہ
بکم واستخلفہ علیکم انی
لکم منہ نذیر وبشیر
الا تعلوا علی اللہ فی عبادہ
وبلادہ فانہ قال
لی ولکم

———

لیئے اور تمھارے لیئے یہ لکھا ہے کہ یہ آخرت کا گھر ہم نے
انھیں لوگوں کے لیئے قرار دیا ہے جو زمین میں بلندی
نہیں چاہتے اور نہ فساد چاہتے ہیں اور انجام کار
ارباب تقوی کیلیئے ہے ہمنے کہا کہ اے رسول خدا آپ
کی موت کب ہے فرمایا کہ مفارقت کا زمانہ بہت قریب
آگیا اور خدا کی طرف بازگشت اور سدرۃ المنتہیٰ اور
جنت الماویٰ کی طرف رجعت کا وقت قریب آگیا
اور رفیق اعلیٰ اور گوارا زندگی کی مدت آگئی ہمنے کہا کہ
اے خدا کے رسول آپ کو غسل کون دیگا فرمایا کہ جو میرے
اہل میں زیادہ قریب تر ہیں ہمنے عرض کی کہ ہم کس
چیز سے آپ کو کفن دیں فرمایا کہ چاہو انھیں کپڑوں
میں جو پہنے ہوئے ہوں اور چاہے مصری سپید کپڑوں
میں یا یمنی حلّے میں ہمنے عرض کی کہ کون آپ پر نماز
پڑھے گا فرمایا کہ مجھے غسل و کفن دینے کے بعد میرا
جنازہ کو قبر کے کنارے رکھدینا اسی گھر میں پھر
تھوڑی دیر کے لیئے میرے پاس سے چلے جانا کیونکہ
پہلے تو میری نماز میرے ہمنشین اور میرے دوست
جبرئیل امین پڑھینگے پھر میکائیل پھر اسرافیل
پھر ملک الموت اپنی فوجوں سمیت ملائکہ میں سے
پڑھینگے جب یہ ہو جائیں تو تم گروہ در گروہ آنا اور
مجھپر درود و سلام بھیجنا اور مجھے تعریفوں اور گریہ

ولكم تلك الدار الآخرة
نجعلها للذين لا يريدون
علوا في الارض ولا فسادا
والعاقبة للمتقين فقلنا
يا رسول الله متى اجلك قال
قد دنى الفراق والمنقلب الى
الله والى سدرة المنتهى
والرفيق الاعلى والجنة المأوى
والعيش المهنا قلنا فمن يغسلك
يا رسول الله قال اهلي
الادنى فالادنى قلنا ففيم
نكفنك قال في ثيابي هذه
ان شئتم او في بياض مصر
او حلة يمنية قلنا فمن يصلي عليك
فقال اذا غسلتموني وكفنتموني فضعوني
على سريري في بيتي هذا على شفير قبري
ثم اخرجوا عني ساعة فان اول
من يصلي علي جليسي وحبيبي
وخليلي جبرئيل ثم ميكائيل ثم
اسرافيل ثم ملك الموت مع جنوده من الملئكة
ثم ادخلوا علي فوجا فوجا فصلوا علي وسلموا

وزاری سے اذیت نہ دینا اور میری نماز پہلی میرے
اہلبیت کے مرد پڑھینگے پھر آنکی عورتیں پھر تم
دابوبکر کی نماز کے متعلق اہلسنت کہتی ہیں کہ جب انھوں
نے نماز پڑھائی تو گویا خلیفہ ہو گئے یہ خدا معلوم کس
قسم کی روایت ہے لیکن پیغمبر اپنے اوپر نماز پڑھنے
کو جب بیان کرتا ہے تو اصحاب کو اہلبیت کی
عورتوں سے بھی موخر رکھتا ہے چہ جائیکہ مردوں
کی نماز سے، کیا یہ مقام تعجب نہیں، کہ جب کوئی
گروہ عورتوں سے بھی موخر ہو تو سردار اہلبیت پر
اس گروہ کو کیونکر تقدیم ہو سکتی ہے) اور اپنے نفسوں کو
میرا سلام کہو اور جو میرے اہلبیت میں سے غائب
ہو اسپر بھی میرا سلام ہو اور جو میرے دین پر تمھاری
متابعت کرے اسپر بھی میرا سلام کہنا میں تمھیں گواہ
کرتا ہوں کہ میں نے ہر اس شخص پر
سلام کیا جس نے میرے دین پر
مجھ سے بیعت کی ہے آج کے دن سے لیکر روز قیامت
تک ہمنے عرض کی کہ آپ کو قبر میں کون اتاریگا اے
خدا کے رسول۔ فرمایا میرے اہلبیت بہت سے
فرشتوں کیساتھ جنھیں تم نہ دیکھوگے اور وہ تمھیں دیکھینگے

ولا تؤذوني بتذكيتي
ولا ضيعة ولا دنكة وليبدأ
بالصلوة على اهل بيتي
ثم نساؤهم ثم انتم بعد
واقرؤا انفسكم مني
السلام ومن غاب من
اهلي فاقرؤه مني
السلام ومن تابعكم
بعدي على ديني فاقرؤه
مني السلام فاني اشهدكم
اني قد سلمت على من
بايعني على ديني من
اليوم الى القيمة قلنا فمن
يدخلك قبرك يا
رسول الله قال اهلي
مع ملئكة كثيرة
يرونكم ولا
ترونهم

اسکے بعد ابن ابی الحدید نے یہ عبارت لکھی ہے اور اسی کے لئے یہ تمام روایت نقل کی گئی ہے۔
میں کہتا ہوں کہ کسی نے یہ کیوں نہیں پوچھا کہ آپ کے بعد ہی قلت العجب بهم كيف لم يقولوا

امور کی ہدایت کس کو حاصل ہوگی اور کون
ہماری تدبیر امور کریگا، کیونکہ یہ سوال نسبت
دفن اور کیفیت نماز اہم تھا،

لہ فی تلک الساعۃ فمن یلی
امورنا بعدک لان ولایۃ الامر اہم
من السوال عن الدفن وکیفیۃ الصلوٰۃ

میں کہتا ہوں کہ اس امر سے کسی کو تعجب نہ کرنا چاہیئے کیونکہ پیغمبر نے عین صراحت سے امیرالمومنین
کی ولایت کا تذکرہ بروز غدیر خم قرار دیا تھا وہ ایسا نہ تھا کہ ذہن نشین اصحاب نہ ہوا ہو یا ان میں کسیکو
بھول گیا ہو اور یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ ذرا ذرا سی باتوں کو پیغمبر سے کہا گیا مگر یہ نہ پوچھا گیا کیونکہ ذرہ برابر ابہام
پیغمبر نے اپنے بیان میں نہیں چھوڑا تا کہ ترک اہم کا الزام پیغمبر پر عائد ہو بلکہ سوالات کو دیکھتے ہوئے
صحابہ پر عائد ہوا اور یہ ہماری لئے اول دلیل ہے کہ پیغمبر سب کچھ بیان کر چکا تھا، فمن بدلہ بعد ما
سمعہ فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ اس سے معلوم ہوا کہ تمام اصحاب کو اس بات کا علم قطعی
تھا اور اسی سبب سے اصحاب نبی نے اس مسئلہ کو نہ پوچھا کیونکہ زمانہ غدیر خم کو عرصہ تھوڑا تھا حتیٰ کہ قیس ابن سعد بن عبادہ
رحمہ اللہ نے مقام صفین میں یہ اشعار پڑھی تھے جسے علامہ جبل الکلام آیۃ اللہ فی العالمین نے دلیل رابع
میں ذکر فرمایا ہے اور تذکرۂ خواص الامہ سبط ابن جوزی سے اسکی نقل فرمائی ہے اور وہ یہ ہیں"

قلت لما بغی العدو علینا حسبنا ربنا ونعم الوکیل
جب عدو نے ہم پر بغاوت کی ہمنے کہا کہ خدا ہمارے لیئے کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے

وعلی امامنا وامام لسوانا اتی بہ التنزیل
اور علی ہمارے امام اور ہمارے سوا جو لوگ ہیں انکے امام ہیں قرآن اسکے ساتھ نازل ہوا

یوم قال النبی من کنت مولاہ فھذا مولاہ خطب جلیل
اسدن جس دن پیغمبر نے یہ فرمایا کہ جسکا میں مولا ہوں اسکے علی مولا ہیں اور یہ ایک امر عظیم تھا

انما قالہ النبی علی الامۃ حتم ما فیہ قال وقیل
اور جو کچھ پیغمبر نے کہا وہ امت کے لیئے حتمی ہے اسمیں کوئی جائے گفت و شنید نہیں ہے
یہ قیس وہ شخص ہے کہ پیغمبر کے تمام مشاہد میں ساتھ ساتھ رہا اور وہ ہیں امیرالمومنین کے ساتھ رہا

بہرحال اگر کوئی بصیر فاقد البصیرۃ کتاب مبارک عبقات کو دیکھ لے تو مجھے یقین ہے کہ وہ کور مادرزاد میں بھی بصیرت پیدا کر دینے کے لئے کافی ہے چہ جائیکہ بصیر اسکا مشاہدہ کرے۔ لیکن ایک اندھے پن کی قسم وہ ہے جس سے وہ ہاتھ جسمیں خاصئہ ابراء اکمہ و ابرص تھا وہ بھی اسکی بینا بنانے میں عاجز ہے اور وہ یہ ہے ملاحظہ فرمایا جائے۔

النجم اہلسنت لکھتے ہیں کہ پہلے بات تو یہ ہے کہ یہ قصہ از سرتا پا غلط اور بے بنیاد ہے اہلسنت کی کتابوں میں اسکا وجود نہیں اہلسنت کی کتابوں میں صرف آخری فقرہ من کنت مولاہ منقول ہے تو اسکو بھی محدثین نے کہا کہ صحیح نہیں ہے"

سہیل یمن سمجھو تو بھلا کیا کوئی سمجھا سکتا ہے؟ کتاب مستطاب عبقات میں جن بزرگوں کے نام اس واقعہ کے مثبتین میں لکھے ہیں اگر وہ سنی نہیں تو عالم سنیت میں خاک اڑتی ہوئی دکھائی دیتی ہے ما ئف الدماغ شخص کے سوا کوئی بھی تمیز کیونکہ لیتے ان علماء کا نام لکھا ہے اور وہ طویل فہرست دی ہے جو جان مذہب اہلسنت ہے اگر وہ نہیں تو پھر عالم سنیت میں ہوم فرد ہیں باقی ہیں ایک مولوی عبدالشکور اور دوسرا ابن تیمیہ اور تیسرا ابن حزم اور چوتھا بالفرض ابو داؤد ورنہ کوئی بھی نہیں یہ اس کتاب مبارک کا اعجاز ہے کہ یا تو راہ مستقیم سامنے ہے اور نہ مانو تو دو میں سے ایک نتیجہ سامنے ہے یا مطلب ثابت یا مذہب اہلسنت کالعدم اچھا ان کے حالات پر تھوڑی روشنی اسی خامئہ مبارک سے ہم دلیکر ڈالتے ہیں انھیں بھی ملاحظہ فرمایئے،

النجم علامہ ابن تیمیہ منہاج السنہ میں لکھتے ہیں۔

"لیکن یہ قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ صحیح احادیث میں نہیں ہے بلکہ وہ منجملہ اُن چیزوں کے ہے جنکو علماء نے روایت کیا ہے مگر لوگوں نے اُنکے صحت میں اختلاف کیا ہے امام بخاری و ابراہیم حربی اور علمائے حدیث کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ اُنھوں نے اس روایت پر جرح کی اور اسکو ضعیف کہا

اما قولہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلیس فی الصحاح لکن ھو مما رواہ العلماء و تنازع الناس فی صحتہ فنقل عن البخاری و ابراھیم الحربی و طائفۃ من اھل العلم بالحدیث انھم طعنوا فیہ و ضعفوہ

یہ میرا لعجم مولوی عبدالشکور صاحب کا کیا ہوا ترجمہ ہے جہاں دو چیزوں میں سے ایک چیز مجھے معلوم ہوتی یا انھیں ترجمہ کرنیکا سلیقہ نہیں یا مکاری ہے، بہرحال دو خطاؤں میں سے ایک خطا کا

مستحق ہے یا جاہل کا اور یا مکار کا کیونکہ یہ اس عبارت کا ترجمہ نہیں ہے ربما لیس فی الصحاح کا ترجمہ ہے
کہ وہ صحاح ستہ جو مذہب اہلسنت کی کتابیں ہیں انہیں یہ نہیں ہے نہ یہ کہ اُن روایتوں میں نہیں جو صحیح
سمجھی گئی ہیں مگر دھوکا دینے کیلئے یہ مکاری صرف کی گئی ہے تاکہ ابن تیمیہ کی طرف اسکی غلط ہونے کا اعتراف
صحیح ہو اور یا محض جہالت ہے اور معمولی عبارت کا ترجمہ کرنا بھی نہیں آیا پھر ان لوگوں کے نقل و دیانت
ہے کیونکر منقول عنہ کے متعلق وثوق حاصل ہو سکتا ہے اچھا مانا کہ انھوں نے بخاری اور ابراہیم حربی
کا اختلاف لکھا تو جس کے انکار کا دعویٰ تھا وہ تو اُس سے نہ نکلا اچھا یہی سہی مگر ابن تیمیہ نے کوئی اپنا
فیصلہ نہ لکھا اچھا یہ بھی تسلیم کیا مگر ان کا علمائے احادیث سے ہونا مسلم نہیں اور نہ علمائے رجال
میں ان کا کسی نے نام لکھا ہے اچھا یہ بھی مانا مگر مثبتین کے اقوال کے مقابلہ میں اگر یہ منکر پیش کیا تو
ایسا ہوگا جیسے سبع شعبرہ اعظم جبال کی چوٹی کے سامنے پیش کیا جائے اچھا یہ بھی مانا مگر حدیث متواتر
میں کس نے اجازت دی تھی کہ راویوں کے جانچ اور اُنکے تنقید کیجائی" اچھا یہ بھی مانا۔ مگر تمہارے
مذہب میں ہماری مؤید زیادہ ہیں اور تمہاری کم تو ہمارا مذہب کتنا قوی ہے اور تمہارا کتنا ضعیف
اور یہ آیۃ حق ہے جسکی بعد اہل عقل کسی اور بات کا کچھ خیال نہیں کرتے ۔

اچھا اس سے بھی ہمنے چشم پوشی کی مگر ابن تیمیہ کہیں اسکے قابل ہے کہ اُنکی قدح قدح سمجھی
جائے یہ تو اہلسنت کا خاصہ ہے کہ جتنی بیدین اور ملحد ملیں گے اُنھیں کو شیخ الاسلام اور امیر المومنین
فی الحدیث وغیرہ وغیرہ لکھا جائیگا منجملہ اُنکے ایک بزرگ بھی ہیں جنکو ابن تیمیہ لکھتے ہیں جنکو منزل معرفت
باری میں جب لغزش ہوگئی تو بھلا کسی دوسری چیز میں انکا اعتبار کب ہوگا اس قسم کے لوگ جنکے
توحید صحیح نہو اصل اول جنکی غلط ہو، نہ معلوم وہ کونسا اسلام تھا جسکی شیخ یہ بزرگ قرار دیے گئی
چنانچہ درر کامنہ ابن حجر میں ہے جسکی نقل علامہ عبقات نے کتاب استقصا ء الافحام میں فرمائی ہے ۔

وافترق الناس فیہ شیعا منہم من نسبہ الی التجسیم لما ذکر فی العقیدۃ الحمویۃ
والواسطیۃ وغیرھما من ذلک لقولہ ان الید والقدم والساق والوجہ صفات
حقیقیۃ للہ تعالی وانہ مستو علی العرش بذاتہ فقیل لہ یلزم من ذلک التحیز

والانقسام فقال انا لا اسلم ان التحیز والانقسام من خواص الاجسام فالزم
بانہ یقول بالتحیز فی ذات اللہ ومنھم من ینسبہ الی الزندقۃ لقولہ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لا یستغاث بہ وان فی ذلک تنقیصا ومنعا من تعظیم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان اشد الناس علیہ فی ذلک النور البکری فانہ
لما عقد لہ المجلس بسبب ذلک قال بعض الحاضرین یعزر فقال البکری لا معنی
لھذا القول فانہ تنقیصا یقتل وان لم یکن تنقیصا لا یعزر ومنھم ینسبہ الی النفاق
لقولہ فی علی ما تقدم ولقولہ انہ کان مخذولا حیث ما توجہ وانہ حاول
الخلافۃ مرارا فلم ینلھا وانما قاتل للریاسۃ لا للدیانۃ ولقولہ انہ کان
یحب الریاسۃ وان عثمان کان یحب المال ولقولہ ابو بکر اسلم شیخا یدری ما
یقول وعلی اسلم صبیا والصبی لا یصح اسلامہ علی قول ولکلامہ فی قصۃ
خطبۃ بنت ابی جھل وما نسبہ من الثنا علی قصۃ ابی العباس بن الربیع وما
یوخذ مفھومھا فانہ شنع فی ذلک فالزموہ بالنفاق لقولہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا یبغضک الا منافق ونسبہ قوم الی انہ یسعی فی الامامۃ الکبری فانہ کان
یلھج بذکر ابن تومرت ویطریہ فکان ذلک مولدا لطول سجنہ ولہ وقائع
شھیرۃ وکان اذا حوقق والزم یقول لم ارد ھذا انما اردت کذا فیذکر احتمالا بعیدا

اس عبارت میں کچھ چیزوں کا ترجمہ میں کرتا ہوں لیکن جہاں اس مولف نے باب اہانت یا باب علم نبی
کا فتح باب کیا ہے میں اسکا ترجمہ نہیں کروں گا اسلئے کہ وہ نفاق صریح ہے ۔: بہر حال عبارت منقول
الصدر میں چند چیزیں ابن تیمیہ کے لیئے تجویز کی گئیں ہیں یا تو یہ کہ وہ مجسمہ میں سے تھا یعنی جناب
باری کے لیئے جسم اور اجزائے جسم تجویز کیا کرتا تھا اور یا اسکو ارباب خبرت نے زندیق کہا ہے کیونکہ
یہ ابن تیمیہ پیغمبر سے فریاد کرنے کو منع کرتا تھا حالانکہ اسمیں تعظیم جناب رسالتمآب کی نہایت درجہ تنقیص
بھی اور نور بکری نے اسکے قتل کو جائز سمجھا تھا اور بعضوں نے اسے منافق کہا کیونکہ اسنے امیرالمومنین ؑ

کے باب میں وہ باتیں کہیں جس سے اسکا بغض روشن ہوگیا اور پیغمبر کا فرمودہ اُسپر صادق آیا کہ لے علی تم کو دشمن نہ رکھیگا مگر منافق لہٰذا مقال یہ ہوا کہ ابن تیمیہ کافر تھا یا زندیق یا منافق اور سب صفتیں علی سبیل منع الخلو ہیں ۔

بہر حال مقام قبول مقال سے دور ہے ایسا شخص اگر کسی کی مدح کرے تو وہ ہرگز قابل سماعت نہیں اور منافق کا انکار حدیث غدیر کے باب میں کیونکر مسموع ہو سکتا ہے عام اس سے کہ وہ ابن تیمیہ ہو یا عبد الشکور ہوں ۔

ابن تیمیہ کے باب میں بعض عبارات مشہور سلطانی نقلاً عن مستقصا الافحام ص ۱۶۱

اور ابن تیمیہ بدبخت نے اس مدت میں اپنی زبان قلم کو پھیلا رکھا تھا اور اپنے کلمات کی عنان میں ڈھیل ڈالدی تھی اور اُسنے مسائل قرآن و صفات میں نئی نئی باتیں بیان کی تھیں اور بلا شبہہ ان بُری باتوں پر نص کردی جو انکار کرنے کے قابل تھیں اور اُن مسائل میں کلام کیا جس سے صحابہ اور تابعین خاموش تھے اور ان چیزوں کیساتھ اُسنے تکلم کیا جس سے سلف صالحین انکار کرتے ہیں اور وہ چیزیں پیش کیں جس سے ائمہ اسلام راضی نہیں اور اُسکے برخلاف اجماع علمائے اسلام ہے اور اسکے وہ فتوی شہروں میں مشہور ہوے جس کے ساتھ اُسنے عوام کی عقلوں کو سبک کردیا اور ان باتوں میں اُسنے علمائے عصر

وكان الشقي ابن تيمية في هذه المدة قد بسط لسان قلمه ومد عنان كلمه وتحدث في مسائل القرآن والصفات ونص في كلامه على امور منكرات وتكلم فيما سكت عنه الصحابة والتابعون وفاه بما يحجم السلف الصالحون واتى في ذلك بما انكره ائمة الاسلام وانعقد على خلافه اجماع العلماء الاعلام واشتهر من فتاواه بما استخف به عقول العوام وخالف في ذلك علماء عصره

اور فقہائے شام و مصر کی مخالفت کی اور اپنے ان رسالوں کو اُسنے ہر جگہ بھیجا اور اُنکے وہ نام رکھے جنکو خدا نے غلبہ دینا منظور نہیں فرمایا جب ہمیں یہ خبر پہونچی اور لوگوں کو جو اُس منزل کے راہرو ہیں تو انھوں نے ان حالتوں کی اشاعت کی اور ہم سمجھے کہ اُسنے اپنی قوم کو بیک عقل سمجھکر یہ حکم دیئے اور اُنھوں نے اُنکی اطاعت کی یہاں تک کہ ہمارے پاس اس بات کی خبر پہونچی کہ اُسنے خدا کے باب میں حرف اور آواز اور تجسم ہونیکی تصریح کی تو پھر ہم کھڑے ہوئے خدا کے لئے ڈرانے والے ہم اس بڑی اور بُری چیز سے ڈرتے تھے،

وفقہاء شام ومصر وبعث رسائلہ الی کل مکان وسمی کتبہ اسماء ما انزل اللہ بہا من سلطان ولما اتصل بنا ذلک ومن سلکہ من ھذہ المسالک وما اظھروہ من ھذہ الاحوال واشاعوہ وعلمنا انہ استخف قومہ فاطاعوہ حتی اتصل بنا انھم صرحوا فی حق اللہ بالحرف والصوت والتجسیم فقمنا فی حق اللہ تعالیٰ مشفقین من ھذا النبأ العظیم

منشور سلطانی میں یہ عبارت منقول ہے جسکا ترجمہ مع عبارت عربی نذر ناظرین کیا گیا ہے اور جسکو علامۂ جلیل نے تاریخ بکری وزیری سے نقل فرمایا ہے "

جب اہل سنت اور اُنکے سلاطین جو اُنکی رائے میں کبھی کبھی اولوالامر کھے جاتے ہیں اسکے باب میں لفظ "شقی" کا استعمال کرتے ہوں تو پھر اسکا قول شیعوں کے مقابلہ میں کیونکر قابل حجیت و استدلال ہے وہ سنیوں کے لیے قابل احتجاج نہیں چہ جائیکہ اسے کسی اور کے سامنے پیش کیا جائے اور کتاب مبارک استقصار الافحام سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس بے عقل نے صرف جناب باری کے مجسم ہونے پر اکتفا نہیں کی بلکہ عرش کے قدیم ہونے کا قول بھی اختیار کیا ہے اور ازلیت میں عرش کو جناب باری عز اسمہ کا شریک بھی قرار دیا اور چنانچہ محقق دوانی نے شرح عقائد میں یوں ذکر کیا ہے۔

یعنی اس قدم کے ساتھ بعض متاخرین قایل بھی ہوئے اور میں نے ابن تیمیہ کے بعض تصانیف میں

وقد قال بہ بعض المحدثین المتاخرین وقد رایت فی بعض

میں عرش کے قدیم ہونے کا قول دیکھا۔　　تصانیفہ ابن تیمیۃ القول بہ فی احدیۃ .

جناب علامہ نے مولوی عبدالحکیم معاصر کا قول بھی نقل فرمایا ہے کہ انہوں نے شرح عقائد میں جو حاشیہ ملا لعل قدس کے نام سے لکھا ہے یوں تحریر کیا ہے :-

تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی تھا مگر اُنہوں نے اپنی حد سے تجاوز کیا اور اُس شئے کے ثابت کرنے کا ارادہ کیا جو عظمت حق تعالیٰ شانہ کے منافی تھی انہوں نے خدا کے لئے جہت اور جسم ثابت کیا اسیطرح ابن تیمیہ کی اور بھی لغزشیں موجود ہیں چنانچہ وہ اسبات کا قائل تھا کہ امیر المومنین عثمان بن عفان مال کو دوست رکھتے تھے اور جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے متعلق قائل تھا کہ معاذ اللہ دشمنان امیر المومنین کا ایمان صحیح نہ تھا کیونکہ آپ بچپنے میں ایمان لائے تھے حالانکہ یہ اعتراض ہے تو پیغمبر پر ہے کہ آپنے عہد صبی میں اسلام کی طرف دعوت دی تھی واتیناہ الحکم صبیا اور اہلبیت نبی کے متعلق اُسنے وہ وہ ناگوار باتیں کہی ہیں کہ کوئی مومن حق کوش وحق شناس نہیں کہہ سکتا حالانکہ اُسکے بابمیں احادیث صحاح صحاح میں وارد ہوئے ہیں اور قلعہ جبل میں ایک مجلس جمع ہوئی جسمیں علمائے اعلام جمع ہوئے اور فقہائے عظام کا اجماع تھا انکا رئیس قاضی القضاۃ زین الدین مالکی تھا ابن تیمیہ بھی وہاں

کان تقی الدین ابن تیمیۃ حنبلیا لکنہ تجاوز عن الحد وحاول اثبات ماینافی عظمۃ الحق وجلالہ فاثبت لہ الجہۃ والجسم ولہ ہفوات اخر کما یقول ان امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کان یحب المال وان امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ ماصح ایمانہ فانہ امن حال صباہ وتفوہ فی حق اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وعلیہم مالایفوہ بہ المومن المحق وقد ورد الاحادیث الصحاح فی مناقبہم فی الصحاح وانعقد مجلس فی قلعۃ جبل وحضر العلماء الاعلام والفقہاء العظام ورئیسہم کان قاضی القضاۃ زین الدین المالکی وحضر ابن تیمیۃ

حاضر ہوا قیل وقال بسیار کی اور ابن تیمیہ مبہوت
ہو گیا (گویا بہت ابن تیمیہ توت بھت الذی
کفر میں ہے) اور قاضی قضاۃ نے اُسکی قید کرنے
کا حکم دیا یہ واقعہ ۷۰۵ھ کا ہے پھر دمشق میں منادی کرائی
گئی کہ جو شخص عقیدہ ابن تیمیہ پر ہوگا اسکا خون اور
اسکا مال حلال ہے مرأۃ الجنان یافعی میں یہی لکھا ہوا
ہے (اس منادی سے دنیا سمجھ سکتی ہے کہ عقیدہ
ابن تیمیہ پر جو شخص رہیگا اسکا خون اور مال حلال
ہے تو مولوی عبد اللہ صاحب قاضی القضاۃ کے
نزدیک واجب القتل اور واجب النہب ہیں
اب عام ... س ہے کہ اس حکم کا نفاذ ہوا یا نہو
لیکن یہ معلوم ہو گیا کہ شرع شریف کی رو سے انکا
اور اُنکے ساتھیوں کا یہی حکم ہے) پھر ابن تیمیہ نے
قید خانہ میں اپنے لغو عقیدوں سے توبہ کی اور
قید خانہ سے اس جھوٹی توبہ کی وجہ سے نجات
پائی ۔ اور یہ کہا کہ میں اشعری ہوں اسکے بعد
پھر اُسنے توبہ شکنی کی اور اپنی رائے کا اظہار کیا
پھر اور قید سخت میں مبتلا ہوا جو پہلی قید سے
زیادہ شدید تھی پھر اُسنے توبہ کی اور قید خانہ سے
خلاصی حاصل کی اور شام میں اُسنے اقامت اختیار
کی وہاں بڑے بڑے واقعات ہوئے جو کتب تاریخ

ثم بعد القيل والقال بحث ابن
تيمية وحكم القضاة بحبسه
وكان ذلك سنة سبع مائة
وخمس من الهجرة ثم نودي بدمشق
وغيره من كان على عقيدة
ابن تيمية حل ماله ودمه
كذا في مرأة الجنان للامام
ابي محمد عبد الله اليافعي ثم
تاب وتخلص من السجن سنة
سبعمائة وسبع من الهجرة وقال
اني اشعري ثم نكث عهده وظهر
مكنونه ومرموزه فحبس
حبسا شديدا مرة ثانية
ثم تاب وتخلص من السجن
واقام في الشام وله
هناك واقعات كتبت في
كتاب التواريخ ورد اقاويله
وبين احواله الشيخ ابن
حجر في المجلد الاول من الدرر الكامنة
والذهبي في تاريخه و
غيرهما من المحققين هذا كلام

میں لکھے ہوئے ہیں اُسکے اقوال کو شیخ ابن حجر
نے رد کیا اور اُسکے حالات کو "درر کامنہ" میں بیان
کیا اور جوہری نے اپنی تاریخ میں اسکا تذکرہ کیا ہے
یوہیں دیگر محققین نے اُسکے واقعات پر اپنی تحریرات
میں روشنی ڈالی ہے مقصود یہ ہے کہ ابن تیمیہ نے
چونکہ جناب باری کے لیے جسم ہونا تجویز کیا تھا اسلیے
ضروری ہوا کہ وہ اُسکے لیے مکان تجویز کرے چنانچہ
اُسنے کیا اور چونکہ واجب اُسکے نزدیک ازلی تھا
اور جمیع اجزا عالم اُسکے نزدیک حادث تھے مضطر
اور ناچار ہوکر اُس نے عرش کو اس کا مکان تجویز
کیا اور آیہ الرحمن علی العرش استوی سے اُسنے
اُسکی مکانیت پر استدلال کیا اور کہا کہ جنس عرش
اُسکی سے لیے ازلی ہے اور جو اشخاص عرش ہیں
جنکی تعداد غیر محدود ہے وہ حادث تسلیم کیے پس
مطلق تمکین و تمکن جناب باری کے لیے ازلی ہوا اور
ممکنات مخصوصہ جو اشخاص عرش میں واقع ہیں
وہ حوادث ہیں جیسا کہ متکلمین سمجھتے ہیں کہ تعلقات
خاصہ اُسکے حادث ہیں ،،

وتعرف البين والمرام
ان ابن تيمية لما كان
قائلا بكونه تعالى
جسما قال بانه
ذو مكان فان كل جسم
لابد له من مكان على
ماثبت ولما ورد فى القرآن
المجيد الرحمن على العرش
استوى قال ان العرش
مكانه ولما كان الواجب
ازليا عنده واجزاء العالم
حوادث عنده فاضطر الى
القول بازلية جنس العرش وقدمه
وبقاتها اشخاصه الغير المتناهية
فمطلق التمكين له تعالى
ازلى والتمكنات المخصوصة
حوادث عنده كما ذهب المتكلمون
الى حدوث التعلقات

میں لکھتا ہوں کہ یا وجود بے نظیر تو ایجاں میں ایسی عبارتیں لکھی ہیں جنسی ابن تیمیہ کی وقعت
خس و خاشاک کے برابر بھی ارباب نظر کے سامنے نہیں ہوسکتی یہ اور بات ہے کہ اُسکے تعصبات ناسمجھ
کیسے کسی شخص اسکا عاشق ہو چنانچہ وہ وقائع ۷۲۸ھ ہجری جلد چہارم ص ۲۷ میں رقمطراز ہے،،

یعنی اسی سنہ میں قلعہ دمشق میں شیخ حافظ کبیر
تقی الدین احمد بن حلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ
بن تیمیہ نے حالت اسیری میں وفات پائی زعانبا
اسنے حدیث قرطاس کے نفی میں زور دیا ہوگا اور
پانچ مہینہ پہلے سے اسکو قلم دوات کاغذ منع کردیا گیا
اسکی ولادت روز دوشنبہ دسویں ربیع الاول سنہ ۶۶۱ھ
میں بمقام حران ہوئی اسنے ایک جماعت سے
حدیث سنی اور حفظ حدیث اور اصل توحید و
نبوت میں فضیلت حاصل کی اور ذکاوت کیوجہ
سے گویا کہ بھڑک رہا تھا اسکی تصنیف کی ہوئی
کتابوں کی جلدیں دو سو جلدوں سے زیادہ ہیں
اسکی عجیب وغریب مسائل میں جنکا انکار مذہب اہل
سنت کیجانب سے اور اسکے علما کی جانب سے کیا گیا ہے
اور انھیں کے سبب سے وہ قید کیا گیا تھا سب مسئلوں
سے زیادہ بدتر اسکا یہ مسئلہ ہے کہ اسنے لوگوں کو زیارت
قبر نبی سے روکا تھا اور مشائخ صوفیہ عارفین میں
اسنے قدح کی تھی جیسے حجۃ الاسلام غزالی اور استاد
امام ابوالقاسم قشیری اور شیخ ابن عریف اور شیخ
ابوالحسن شاذلی اور بہت سے اولیاء اللہ میں طعنہ
زنی اسنے کیا تھا اور بہت قابل انکار اسکا وہ
مذہب تھا جسکو اسنے مسئلہ طلاق میں ظاہر کیا ہے

وفیہا مات بقلعۃ دمشق الشیخ الحافظ الکبیر
تقی الدین احمد بن الحلیم بن عبد السلام
بن عبد اللہ بن تیمیہ معتقلاً ومنع قبل
وفاتہ بخمسۃ اشہر من الدواۃ و
الورق ومولدہ فی عاشر ربیع الاول
یوم الاثنین سنۃ احدی وستین
وستمائۃ بحران سمع جماعۃ و
برع فی حفظ الحدیث والاصلین
وکان یتوقد ذکاء ومصنفاتہ قیل اکثر
من مائتی مجلد ولہ مسائل غریبۃ
انکر علیہ فیہا وحبس بسببہا مباینۃ
لمذہب اہل السنۃ ومن اقبحہا
نہیہ عن زیارۃ قبر النبی علیہ الصلوۃ
والسلام وطعنہ فی مشائخ الصوفیۃ
العارفین کحجۃ الاسلام ابی حامد
الغزالی والاستاذ الامام ابی القاسم
القشیری والشیخ ابن العریف والشیخ
ابی الحسن الشاذلی وخلائق من
اولیاء اللہ الکبار الصفوۃ
الاخیار وکذلک الذی ما تقدم
عرف من مذہبہ فی مسئلۃ الطلاق

اور یوں ہی اسکا وہ باطل مذہب ہے جو اُسنے خباب
باری کے لیے جہت ثابت ہونے میں ظاہر کیا ہے
اور یوں ہی وہ اقوال باطلہ ہیں جنکی اُسنے تعلیم کی
ہیں اسکے علاوہ اور بھی باتیں ہیں جو اسکے مذہب کے
جاننے والے جانتے ہیں اور مینے ایک خواب ایک
وقت مبارک میں دیکھا تھا جو طویل الذیل بھی تھا اور
اُسکا تعلق اُسکی عقیدے سے بھی تھا اور اس خواب
سے اسکی خطائیں ظاہر ہے مینے اس خواب کو حوادث ۵۵۸ھ
میں ترجمہ صاحب البیان میں ذکر کیا ہے جو شخص اس
خواب پر مطلع ہونا چاہے وہ اس کتاب میں دیکھی
کیونکہ وہ ان خوابوں میں سے ہی جس سے دل
خوش ہوتا ہے اور اس سے اسکا دل جس نے اسکو دیکھا ہے
ہدایت اور قبول نور کے لیے کشادہ ہو جاتا ہے،

وغيرها وكذلك عقيدته
في الجهة وما نقل عنه فيها من
الاقوال الباطلة وغير ذلك
مما هو معروف في مذهبه
ولقد رأيت مناما طويلا في وقت
مبارك يتعلق بعضه بعقيدته ويدل
على خطائه فيها وقد قدمت
ذكره في سنة ثمان وخمسين
وخمسمائة في ترجمة صاحب البيان
فمن اراد ان يطلع على ذلك فليطالع هناك
فهو من المنامات التي ينشرح بها الصدر
ويطمئن به قلب من رآه وينفتح لقبول
الهدى والنور

خواب ہدایت مآب

مجلد ثالث مرآۃ الجنان ۵۵۹ھ کے حوادث میں
لکھا ہے کہ مینے خواب میں دیکھا بعد اسبات
کے کہ میں سورہ مائدہ پڑھکے سویا تھا کہ ایک دسترخوان
بچھا ہوا ہے اور اسمیں کی بعض غذائیں مجھے مخصوص
ملی ہیں اور میرے پہلو میں کچھ لوگ اور ہیں جو
کھانے کی لیے جمع کیے گئے ہیں انمیں سے ایک نے

وأما في المحل الثالث منه ما لفظه

قد رأيت في المنام بعد ان قرأت
سورة المائدة كأنه
قرب الي طعام وخصصت
بشيء منه وحدي
والى جنبي جماعة جمعوا
على طعام فذهب احدهم

عزلت اور زاویہ نشینی کی مدح شروع کی اور
میل جول کی مذمت کی میں نے اس سے کہا کہ علمانے
ذکر کیا ہے کہ جسکو اپنی سلامتی کا خیال ہو اسکے
لیے میل جول اچھا ہے اُسنے کہا کہ آج کون شخص
میل جول میں سالم رہ سکتا ہے پھر میں نے سنا کہ کچھ
لوگ مسئلہ جہت میں جھگڑا کر رہے ہیں اور ایک
اُنمیں کا یہ کہہ رہا ہے کہ اگر جہت نہیں ہے تو صانع عالم
کا وجود بھی نہیں ہو (خدا اُس سے بہت بلند و برتر
ہے اسکے بعد ہی میں نے سنا کہ کوئی آدمی مارا جا رہا ہے
اور اُسپر عقاب ہو رہا ہے اور وہ چیخ رہا ہے بعض
حضار سے پوچھا کہ یہ کون مارا جا رہا ہے تو اُسنے
کہا یہ وہی ہے جو ابھی مسئلہ جہت میں انکار صانع
کر رہا تھا، پھر میں نے ایک لشکر دیکھا جو مجھے معلوم ہوا
کہ وہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہیں اور اُنکے ساتھ سپید
رنگ کے گھوڑے بھی ہیں اور وہ لوگوں کو پکڑ رہے
ہیں اور اُن کو اُنکے اعتقادوں سے روک رہے ہیں
اُنکی ہیبت دلوں میں بہت زیادہ ہے میں بھی
ڈرا کہ کہیں مجھے بھی یہ لوگ پکڑ نہ لیں وہ لوگ میرے
پاس گذرے اور اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ تم اپنے
اعتقاد پر ثابت قدم رہو کیونکہ تم حق پر ہو تو جو
کچھ میرے دل میں خوف اور گبھراہٹ تھی وہ سب

يمدح العزلة ويلوم الاختلاط
فقلت له قد ذكر وان الخلطة
افضل لمن تسلم فيها قال من
ذا الذي يسلم اليوم في الخلطة
ثم سمعت كان اناسا يتجادلون
في مسئلة الجهة وواحد
منهم يقول ان لم يكن جهة
فليس للوجود صانع
تعالى الله عن قوله هذا فلما
كان بعد ساعة سمعت انسانا
يصرخ وهو يعاقب ويضرب فسألت
بعض من حضر هنالك عن ذلك
فقال هو القائل القول المذكور في
الجهة ثم ابصرت جندا كانهم عسكر
سلطان قد اقبلوا على خيل وخلا
ومعها هجان وهم يلزمون الناس
ويمنعونهم في اعتقادهم ولهم هيبة
عظيمة في القلوب فخشيت ان يمسكوني
فمروا بجنبي مسرعين وقالوا اثبت على
اعتقادك فانت على الحق فذهب
عني ما كنت اجده من الخوف

جاتی رہی پھر میں نے دیکھا کہ میرے قریب دو
کنوئیں ہیں اور کچھ سبزی جیسے کھیت یا باغ ہوتے
ہیں ناگہاں ایک انسان کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا
درآنحالیکہ وہ اُن دونوں کنووں میں سے ایک
کی طرف اشارہ کر رہا تھا کہ یہ فلاں شخص کا کنواں
ہے میرے خیال میں یہ آیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس
کنویں میں پانی زیادہ ہے یا وسیع تر ہے دوسرے
کنویں سے اور اس شخص نے یہ بھی اشارہ کیا کہ اسنے
اپنے اعتقاد میں خطا کی تھی، میں یہ خواب دیکھکر
جاگ اٹھا اور تمام وہ اشارے جو خواب میں نظر
آئے تھے سب سمجھ گیا یہ بھی میں سمجھ گیا کہ لوگوں سے
علیحدگی اور عزلت اچھی ہے اور یہ بھی سمجھا کہ سورۂ
مائدہ کے کیا خواص ہیں اور یہ بھی میں سمجھا کہ جو
جناب باری کے لیئے جہت کا معتقد ہوگا وہ قابل
عذاب ہے اور لشکر سلطانی عقائد وادیان کا امتحان
لینے والا ہے اور یہ بھی میں سمجھ گیا کہ صحیح اعتقادات
پر ثابت قدم رہنا چاہیئے اور دونوں کنووں سے
حذر کرنا چاہیئے اور یہ کہ ایک کنوئیں کو اسنے نام
لیکر ایک شخص کا بتلایا پھر تھوڑی دیر کے بعد مجھے
معلوم ہوا کہ وہ شخص اپنے عقائد میں جمہور علماء کا مخالف
ہے اور اسکا نام ابن تیمیہ ہے اور اسکا مذہب

ثم نظرت كان لقربي بئرين
وخضرة كالمزارع والبساتين
واذا انسان يقول وهو يشير
الى احد البئرين هذه بئر فلان
حيث انها اوسع او انها اغزر ماءً
من الاخرى واشار الى انه اخطأ
اعتقاده ثم انتبهت من منامي
وتفكرت فيه ففهمت جميع اشارته
من فضيلة العزلة والتخصيص
بالمائدة بعد قرائته
سورة المائدة ومعاقبة
المعتقد للجهة وعسكر السلطان
الممتحنين في العقائد والاديان
والاشارة بالثبات على
الصحيح من العقيدات
الا البئرين ونسبة
احدهما الى الشخص
المذكور ثم بعد ساعة
ذكرت انه مخالف
في اعتقاده للجمهور
هو ابن تيمية ومذهبه

اس بارے میں مشہور و معروف ہے۔ فی ذلک مشہور

میں لکھتا ہوں کہ تعبیر خواب میں یہ خیال کہ یہ کنواں زیادہ وسیع ہے یا اُسکا پانی زیادہ ہے یہ یافعی کی غلطی تھی بلکہ اُسے قلیب بدر کا خیال کرکے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ کفار کا مقام ہے اور خواب میں درک اسفل اُسی کنوئیں سے معبّر عنہ ہو

اور یافعی وہ شخص ہے جسنے اپنے اظہار جلالت قدر میں منبر کی روایت کی ہے اور نیز یہ کہ حضرت نے اُسے امام اور شیخ اور فقیہ سے ملقب فرمایا ہے لہذا احباب رسالتمآب نے اُسکی جلالت قدر پر روشنی ڈالی اور اس روشنی سے اس بات پر روشنی پڑی کہ جو کچھ ابن تیمیہ کے باب میں انکا ارشاد ہے وہ حق ہے اور چونکہ اسی اعتقاد پر ثابت قدم رہنے کی ہدایت کی گئی ہے لہذا سمجھنا چاہیئے کہ اسے ابن تیمیہ سے برائت پر بھی ثابت قدم رہنا چاہیئے الحمدللہ کہ جو ہمارا خیال ابن تیمیہ کے باب میں ہے اُسی کا صورت نما آئینہ خواب بھی ہوا اور اُسکی ضرب وعقاب اور چیخ پکار کی آوازیں بھی یافعی کے کان میں آچکیں لہذا معلوم ہوا کہ اس خرابی انجام کے بعد اسلام سے اس کو کوئی ربط نہیں اور کوئی واسطہ نہیں لھم فیہا زفیر و شہیق خالدین فیہا ما دامت السموات والارض ان تمام باتوں سے معلوم ہو گیا کہ وہ اس قابل نہیں کہ اسکی بات پر کوئی مومن کان لگائے نہ نفی میں اسکی شہادت معتبر ہو سکتی ہے نہ اثبات میں علم اثبات تو بحمداللہ ثابت تک ہوچکا کیونکہ جناب باری کے لیئے جہت نہ تھی اور اُسنے ثابت کیا یہ باطل ہے یونہی جو چیز ثابت ہے اُسکا انکار بھی قابل استماع وسماع نہوگا یعنی مولائیت امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ جو آفتاب کے وجود سے زیادہ روشن ہے اسکے انکار کرنیسے غیر ثابت نہوگی کفر کے بعد شہادت میں قوت اور اتنی قوت کہ متواترات میں رخنہ اندازی کرے ناممکن ہے لاتقبل لھم شہادہ ابدًا

اگرچہ یہ رئیس النصاب اس سے زائد لکھنے کا مستحق ہے لیکن ہم عقلا اور ارباب فہم کے لیئے اتنی تحریر کافی سمجھتے ہیں ایسے ہم اک ذرا اس عبارت پر نظر کرنا چاہتے ہیں جو اس نے اپنی منہاج السنہ میں لکھی ہے وہ یہ ہے۔ عبارت ابن تیمیہ ۔۔

اما قولہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلیس فی الصحاح لکن ھو مما رواہ

العلماء وتنازع الناس فی صحتہ فنقل عن البخاری وابراھیم الحربی وطائفۃ من اھل العلم بالحدیث انھم طعنوا فیہ وضعفوہ وقال ابو محمد بن حزم واما من کنت مولاہ فلایصح من طریق الثقات اصلاً خلاصہ عبارت یہ کہ حدیث من کنت مولاہ غلط ہے۔ اسی متعصب کے قول میں بحمداللہ موجود ہے جو اُسنے سَال سائل کے نزول باب میں قدح کی ہے اُسمیں یہ عبارت لکھی ہے اور عبارت یہ ہے :۔

فیقال لھولاء الکذب این اجمع الناس علی ان ما قالہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغدیر خم کان مرجعہ من حجۃ الوداع والشیعۃ تسلم ھذا وتجعل ذلک الیوم عید او ھو الیوم الثامن عشر من ذی الحجۃ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد ذلک لم یرجع الی مکۃ بل رجع من حجۃ الوداع

اُسنے یہاں یہ اعتراض کرتا ہے کہ جو کچھ پیغمبر نے فرمایا ہے یعنی من کنت مولاہ فعلی مولاہ یہ غدیر خم کے موقع پر بیان کیا ہے جب آپ حج وداع سے پلٹے ہیں اور اُسپر لوگوں کا اجماع ہے اور اہل تشیع اُسی تسلیم کرتے ہیں کیونکہ انھوں نے اُسکو عید کا دن قرار دیا ہے اور دن اٹھارہویں ذوالحجہ کی تھی تو کیوں کر نعمان بن حارث فہری کے باب میں آیہ سَال سائل بعذاب واقع الخ نازل ہوا دراںحالیکہ یہ سورہ مکہ میں بہت پہلے نازل ہو چکا تھا اور واقعہ غدیر مکہ سے پلٹنے کے بعد ہوا جس کی پھر بعد آپ کہ نہیں تشریف لے گئی اور مدینہ ہی میں ربیع الاول میں انتقال فرمایا" ان تمام عبارتوں میں کوٹ کوٹ کر تعصب بھرا ہوا ہے اور اتنا کہ لکھنے والے کو کچھ نظر نہیں آتا بلکہ یہ بھی نہیں سوجھائی دیتا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور کیا میرے کلام کا مفہوم ہے پہلے بات جو قابل مواخذہ ہے یہ ہے کہ فلیس فی الصحاح کا کیا مطلب ہے اگر صحاح سے یہ مراد ہے کہ کتب صحاح میں تو یہ جھوٹ اور دروغ بے فروغ ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ اخبار صحاح میں نہیں تو لامحالہ ایک فریق اُسکو خبر صحیح کہہ رہا ہے اور دوسرا نزاع کر رہا ہے کہ اخبار صحاح میں یہ مندرج ہے نہ اس لکھنے کے بعد ابن تیمیہ نے اسبات پر اجماع کا دعوی کیا ہے کہ پیغمبر نے جو کچھ کہا ہے وہ حجۃ الوداع میں فرمایا ہے تو لامحالہ یہی حدیث مراد ہوگی ورنہ تکلم تو آپ کا مدینہ میں بھی ثابت ہے اور مکہ میں بھی اور

جب یہ خبر اجماعی ہوئی تو اب انکی صحاح اور غیر صحاح کی بحث لغو اور فضول ہے اور جو بزرگ اجماعی امور میں صحت اور عدم صحت میں بحث فرماتے ہیں وہ مراجعہ کرنے کے بعد گرچہ وہ اپنی ضمیر ہی کی جانب کیوں نہ نادم ہو سکتی ہیں پھر اگر بخاری نے طعن کیا ہے تو اس اجماعی مسئلہ کا کیا بگڑے گا اور اگر ابراہیم حربی نے اس مسلم چیز سے انکار کیا تو اس اجماع میں کون سا رخنہ پڑ گیا اور اگر محمد بن حزم نے خرافات پیش کیے تو اس اجماع میں کوئی نقص نہیں پیدا ہوتا پھر اس تعصب کیش سے کوئی منصف پوچھے کہ ابھی تو یہ خبر صحاح میں بھی نہ تھی اور ایک دفعہ قدرت خدا سے وہ اجماعی مسائل میں شمار ہونے لگے فلعن اللہ الکذبنا قولاً و فعلاً یہیں سے اس کلمۂ مشہور کی تصدیق ہوتی ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد وہ ایسا انکار کرنا چاہتا تھا کہ جس کی حد نہ ہو اسی سے ایسا اقرار کیا کہ جو موہوم بھی نہ تھا۔ خیر علامہ علی الاطلاق آیۃ اللہ فی العالمین مولانا السید حامد حسین قدس سرہ جزاہ عن الایمان خیرا اس اعتراض کا جو سائل سائل کے متعلق تھا جواب یوں دیا کہ قرآن میں ایسی آیتیں بھی موجود ہیں جو دو مرتبہ نازل ہوئیں اور کثرت سے ہیں لہٰذا ابن تیمیہ اسبات کو ثابت کرے کہ آیہ دو مرتبہ نہیں نازل ہو سکتا ورنہ خرط القتاد۔ اب اگر مولوی عبد الشکور اپنے اسلاف اخلاف کے پیرو صحیح ہیں تو وہ ثابت کریں کہ یہ خبر صحاح میں نہیں ہے میں ان کے چپ کرنے کے لئے ابن حجر کا قول نقل کرتا ہوں وہ اسے غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ کتاب صواعق محرقہ میں ابن حجر نے بیان کیا ہے اور اسی حدیث من کنت مولاہ میں بحث ہے اسکے عیون الفاظ یہ ہیں ابن حجر چاہتا ہے کہ اس شبہہ کا جواب دے مگر چونکہ اسکے دل کو یقین ہے اسلئے عبارت اور اسکا منطوق و مفہوم ملاحظہ ہو:-

اس شبہہ کا جواب جو قوی ترین شبہات اہل	وجواب ھذہ الشبھۃ التی
تشیع ہے یہ ایک مقدمہ کا محتاج ہے وہ یہ کہ حدیث	ھی اقوی شبھھم یحتاج الی
کا حال بیان کیا جائے اور اسکے اخراج کرنے	مقدمۃ وھی بیان
والوں کو دیکھا جائے تو بیان حال حدیث تو یہ	الحدیث ومخرجیہ فبیانہ انہ
ہے کہ یہ حدیث غدیر حدیث صحیح ہے اسمیں کوئی شبہہ	حدیث صحیح لا مریۃ فیہ

وشک نہیں اور اسکی اخراج اور روایت کرنے
والی ایک جماعت ہے اور اس قسم کی جماعت
ہے جسمیں ترمذی صاحب صحیح اور نسائی صاحب
صحیح اور احمد صاحب مسند داخل ہیں اسکے طرق
اثبات بہت زیادہ ہیں اور اسی سبب سے اسکی
روایت سولہ صحابیوں نے کی ہے اور احمد
کی روایت میں یہ ہے کہ اس حدیث کو پیغمبر سے
تیس صحابہ نے روایت کیا ہے اور ان اصحاب نے
امیر المومنین علی بن ابی طالب کے لیے گواہی بھی دی جب
ایام خلافت میں نزاع کی گئی تھی، جیساکہ گزرا اور
عنقریب آئے گا اور بہت سے اسانید اس حدیث
کی صحاح اور حسان ہیں اور اس شخص کی طرف کوئی
التفات نہ کرنا چاہیے جو اس حدیث کی صحت میں کلام
کرتا ہے اور نہ اس شخص کی طرف جو اس حدیث کو
یہ کہکے رد کرنے کا ارادہ کرتا ہے کہ علی علیہ السلام تو اسوقت
یمن میں تھے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ امیر المومنین
یمن سے پلٹ کر آ گئے تھے اور آپ نے پیغمبر کے ساتھ حج ادا
کیا اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ اللھم وال من والاہ کی زیادتی
موضوع ہے یہ اسطرح رد کی جائے گی کہ ان طریقوں سے یہ
فقرہ وارد ہوا ہے جسمیں سے اکثر طرق کو ذہبی نے صحیح
سمجھا ہے اور اسکی تصحیح کی ہے

وقد اخرجه جماعة
كالترمذي والنسائي واحمد
وطرقه كثيرة جدا ومن
ثم رواه ستة عشر صحابيا
وفي رواية لاحمد
انه سمعه من النبي
صلى الله عليه وسلم
ثلاثون صحابيا وشهدوا
لعلي لما نوزع ايام
خلافته كما مر وسياتي
وكثير من اسانيدها
صحاح وحسان ولا التفات
لمن قدح في صحته ولا
لمن رده بان عليا كان
باليمن لثبوت رجوعه
منها وادراكه الحج مع النبي
وقول بعضهم ان زيادة
اللهم وال من والاه الخ
موضوع مردود فقد
ورد ذلك من طرق
صحح الذهبي كثيرا منها

الاعتراف میں ابن حجر، محمد اشرف ابن تیمیہ اور بخاری اور ابراہیم حربی وغیرہ کو قابل التفات نہیں سمجھا اور حدیث کو بلا شبہہ صحیح سمجھا ہے" اب مولوی عبد الشکور صاحب کو اختیار ہے جو حال ابن حجر کا وہ چاہیں بنائیں لیکن ہماری حجت کی قوت کو ملاحظہ فرمائیں کہ وہ ابن حجر جو امیر المومنین فی الحدیث کہا جاتا ہے اُسنے ہماری طرف سے آپکا جواب دیا اور آپ حضرات کو قابل التفات بھی نہیں سمجھا یونہیں ملا علی قاری نے شرح حدیث مبارک کے ذیل میں کتاب مرقاۃ میں ارشاد فرمایا ہے۔

یعنی حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) صحیح ہے اسمیں کسی قسم کا شک نہیں بلکہ بعض حفاظ نے اسکو متواتر شمار کیا کیونکہ احمد کی روایت میں یہ ہے کہ اس حدیث مبارک کو رسول سے تیس صحابیوں نے سنا ہے اور اسوقت جب آپکے زمانہ خلافت میں نزاع ہوئی تو صحابہ نے علی کیلئے گواہی دی کہ ہمنے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے کانوں سے سنا ہے

والحاصل ان هذا الحديث صحيح لا مرية فيه بل بعض الحفاظ عده متواترا اذ في رواية لاحمد انه سمعه من النبي صلى الله عليه وسلم ثلثون صحابيا وشهدوا به لعلي لما نوزع ايام خلافته

اور شیخ عبد الحق دہلوی نے بھی شرح مشکوۃ میں تصریح کی ہے چنانچہ انکی عبارت یہ ہے:۔

"وایں حدیث صحیح است بے شک روایت کردہ اند از جماعتی مانند ترمذی ونسائی واحمد وطرق وی کثیر است روایت کردہ اند از شانزدہ صحابی ودر روایتی مر احمد را آمدہ کہ شنیدہ است از آں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی صحابی وگواہی دادہ اند بداں علی را در وقتیکہ نزاع وخلاف کردہ شد با وی در ایام خلافت وی وبسیاری از اسانید آں صحاح وحسان است والتفات نیست بقول کسیکہ سخن کردہ است در صحت وی ونہ بقول بعضی کہ گفتہ اند کہ زیادت اللھم وال من والاہ موضوع است زیراکہ ایں وارد شدہ است از طرق متعددہ کہ تصحیح کردہ است اکثر آنرا ذہبی کذا قال الشیخ ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ :۔ مگر انھوں نے بھی باوصف اسکے کہ اسطرح سے نفی ریب وشک کیا ہے

کچھ نہ کچھ وقعت دی ہے چنانچہ آگے بڑھکے ارشاد فرماتے ہیں :-

در روایت نکردن از ائمہ اہل حفظ و اتقان کہ در طلب حدیث جہد و جد کردند مثل بخاری و مسلم و دارقطنی و غیر ایشان ادا کابر حدیث و این اگرچہ مخل نیست بصحت حدیث لیکن دعوای تواتر در مثل این از اعجب عجائب است

یہ عجیب چیز ہے لو اس کلمہ کے لکھنے کا مقام ہے کہ اہلسنت کا عجب حال ہے نہ انکی قول کا اعتبار ہے نہ انکے فعل کا اعتبار ہے خود ہی نفی ریب حدیث سے کرتے ہیں اور خود ہی دعویٰ صحت حدیث کرتے ہیں لو رکھتے ہیں کہ انکا مخالف قابل اعتناد التفات نہیں اور خود ہی لکھتے ہیں کہ لیکن بخاری اور مسلم نے اسکا ذکر نہیں کیا اور پھر خود ہی لکھتے ہیں کہ انکی ذکر نہ کرنے سے صحت حدیث نہیں جاتی تو سمجھ میں نہیں آتا کہ پھر انکے ذکر کرنے کا کیوں ذکر کیا جاتا ہے ہر سلیم العقل اسباب کو سمجھ سکتا ہے کہ حدیث کی صحت اس نقطہ انقطاع پر ہے کہ انکی قادح کی جانب التفات نہیں تو بجائے اسکے کہ بخاری اور مسلم کے تذکرہ نہ کرنے سے حدیث کو صدمہ پہونچے انھیں کا دامن تعصب دداعراض حق سے آلودہ نظر آتا ہے بات یہ ہے کہ بخاری ہوں یا مسلم ان کا نہ ذکر کرنا اسلئے نہیں ہے کہ حدیث صحیح نہیں ہے یا اسکی راوی مقدوح ہیں بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ حدیث چونکہ ثابت اور صحیح ہے لہذا یہ ہر ایک پر حجت تھی اور جسطرح متاخرین پر ان حجت ہے اسیطرح متقدمین پر بھی حجت تھی اور جسطرح غیر صحابی پر حجت ہے اسیطرح صحابی پر بھی حجت تھی لہذا خلافت کا تمام گھروندا اور سقیفہ کا تمام طلسم پادر ہوا ہوا جاتا ہے اس لحاظ سے ان لوگوں سے جو کچھ نصرت صحابہ ہو سکی وہ کی کم سے کم یہ ہے کہ ہم اس حدیث کا ذکر ہی نہ کرینگے مگر بقول عبدالحق دہلوی اس ذکر نہ کرنے سے صحت حدیث تو جاتی نہیں پھر جب حدیث بہر حال صحیح رہے تو ذکر نہ کرنے والوں کا حال بہت برا ثابت ہورہا ہے اضلال جہال اور انکار تبلیغ مرسل اور اخفائے امر حق اور تشکیک ارباب یقین یہ سب اُن میں جمع ہو گئی ہیں اُن میں کا ایک ہوتا تو بھی مہلک تھا چہ جائیکہ سب جمع ہوں لہذا بجائے اسکے کہ حدیث ثابت کو کوئی جھٹکا ہو یہی خود ان پر عظیم مصیبت نازل ہو رہی ہے مگر چونکہ ابھی حشر نہیں لہذا انکو کوئی فکر نہیں - بہر حال ابن تیمیہ کی تکذیب کے لئے ابن حجر وغیرہ کا اعتراف کافی ووافی

ہے اور نیز سیف مسلول میں ثناء اللہ پانی پتی کا اعتراف کہ اُسنے اثبات کی تصریح کی ہے کہ جمہور نے اس حدیث کو صحاح وسنن ومسانید میں درج کیاہے، علامہ روزگار قدس اللہ سرہ نے عبقات میں فرمایاہے کہ مطالعہ صحیح ترمذی وصحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم اور مختارہ ضیاء مقدسی یہ تمام کتابیں صحاح اہلسنت سے ہیں اور انہیں یہ حدیث مبارک روایت کی گئی ہے انتہیٰ، یہ تمام کتابیں ابن تیمیہ کے اس فقرے کی تکذیب کیلئے کافی ہیں جو اُسنے اُن الفاظ میں اداکیاہے اما قول ** من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلیس فی الصحاح " الحمد للہ کہ اتنے صحاح جنکا نام لیا گیاہے موجود ہیں مگر ابن تیمیہ کو نظر نہیں آتا ؎ گرنہ بیند بروز شب پرہ چشم ** چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

محمد اسمعیل بخاری اور مسلم بن الحجاج

کلام قادحین حدیث غدیر میں جا بجا یہ تذکرہ آجاتاہے کہ صحیحین میں ان دونوں نے اس روایت کا ذکر نہیں کیا اور اسپر حضرات اہلسنت خوش اور فرحناک ہوتی ہیں حالانکہ درحقیقت ان کا ذکر نہ کرنا حدیث غدیر میں کوئی قدح نہیں پیدا کرسکتا بلکہ میرے خیال میں اسکا ذکر نہ کرنا خود ان حضرات میں قدح پیدا کرتاہے یہ امر کہ اُنکی ذکر نہ کرنے سے حدیث غدیر کا کچھ نہیں بگڑتا علامۂ سابق الذکر نے اُسکی ثابت کرنے کی دلوکی ہے اور فخر الدین رازی کے جواب میں اتنی وجوہ بیان فرمائی ہیں کہ جسکے بعد کسی عاقل ذی ہوش کو کوئی موقع چوں وچرا انہیں مل سکتا چونکہ عوام کو اُسکے مضامین تک رسائی نہیں اسلیئے مولوی عبدالشکور بھی تراشِ قدیمانہ سے کام لیتے ہیں اور انھیں باتوں کا تذکرہ کرکے دل سمجھا لیتے ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ بعض بعض اُسکی دلائل بنیہ کو زبان اُردو میں ذکر کروں تاکہ یہ فرقہ ہوش میں آئے اور کتاب عبقات کی تصنیف کے بعد آفتاب کے سامنے چراغ جلانا موقوف کردی اگرچہ اس تعصب کیش فرقہ سے یہ امید کرنا محض فضول ہے لیکن ثبوت حجت کے بعد یہ لغویات سنے زنگ رہے آبرو ہوجاتے ہیں کیونکہ کبھی تو ان کو کوئی عاقل مطلع دیکھے گا اسوقت تمام قلعی کھل جائے گی لہذا میں اس مقام پر بعض وجوہ سے پردہ اُٹھاکر دنیا کو حقیقت حال کا چہرہ دکھانا چاہتا ہوں چونکہ یہ تمام باتیں جو ذکر کر رہا ہوں اسمیں موجود ہیں اور اس مدبر النجم نے جان بوجھکر

اور دیکھ بھال کر استحضار کتاب کیا ہے اسلیئے اردو میں بیان کرکے عوام کالانعام کو سمجھا دینا چاہتا ہوں کہ وہ مقام قطع طریق میں غول بیابانی کے اضلال سے بچیں اولاً معتقدین صحیحین کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ صحیحین سے مراد یہ نہیں ہے کہ جو اسکے علاوہ ہے وہ غلط ہے اور نہ اس سے یہ مراد ہے کہ تمام صحیح اخبار اسکے اندر آگئے ہیں اور کوئی خبر صحیح اس سے باہر نہیں ہے بلکہ صحیحین کے ماورا اکثر اخبار صحیح انھوں نے چھوڑ دیے ہیں اور یہ میں نہیں لکھتا بلکہ حضرات اہلسنت کا بیان ہے کہ بخاری اور مسلم دونوں نے اسبات کا ارادہ نہیں کیا کہ تمام اخبار صحیحہ کو اسمیں جمع کردیں بلکہ اسمیں بعض چیزیں صحیح مندرج ہیں چنانچہ علامہ نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا ہے

یعنی دار قطنی اور ابو ذر ہروی نے ایسی حدیثوں کے متعلق جو ان دونوں سے چھٹ گئی ہیں تصنیفیں کی ہیں اور ان دونوں پر بخاری و مسلم پر الزام دیا ہے کہ کیوں ان حدیثوں کو چھوڑ دیا حالانکہ ان حدیثوں کے راوی نہ مقدوح ہیں نہ مطعون ہیں [illegible] کا بیان ہے کہ یہ الزام ان دونوں پر نہیں آتا کیونکہ انھوں نے اسبات کا التزام اپنی اپنی صحیحوں میں نہیں کیا کہ جتنی اخبار صحیحہ ہوں اُن سب کو درج کردیں بلکہ خود بخاری اور مسلم میں بطریق صحیح یہ امر نقل کیا گیا ہے کہ انھوں نے تصریحاً اسبات کو بیان کردیا ہے کہ ہمنے تمام اخبار صحاح کا استقصا اور استیعاب نہیں کیا بلکہ منجملہ احادیث صحیح اسمیں جمع کردیا ہے جیسی کوئی فقہ کا تصنیف کرنے والا کوئی کتاب فقہ میں لکھے اسکی مراد یہی ہوتی ہے کہ ہمنے کچھ مسائل فقہ اسمیں لکھدی ہیں یہ نہیں مقصود ہوتا کہ ہمنے تمام مسائل فقہ لکھدیے ہیں۔

وصنف الدارقطنی وابو ذر الهروی فی هذا النوع الذی الزموهما وهذا الالزام لیس بلازم فی الحقیقة فانهما لم یلتزما استیعاب الصحیح بل صح عنهما تصریحهما بانهما لم یستوعباه وانما قصدا جمع جمل من الصحیح کما یقصد المصنف فی الفقه جمع جملة من مسائله

میں کہتا ہوں کہ وہ الزام جو دی رہے ہیں وہ اس بیان سے نہیں ہٹتا الزام یہ ہے
کہ انھوں نے یہ مطلب کیوں دیباچہ کتاب میں نہ لکھا تاکہ ہر شخص کی نظر اسپر پڑتی اور اس روایت کی
ضرورت نہ پڑتی اچھا ہم نے تسلیم کیا کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ یہ لوگ لکھتے ہیں لیکن ضلال اور اضلال کے
باعث تو دونوں حضرات ہو گئے اہلسنت تو یہی سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ان میں ہے وہ سب صحیح ہے باقی غلط ہے اور
کتاب منقول روی میں انکے مصنف نے ذکر کیا ہے، ــــ

یعنی ان دونوں نے استیعاب اخبار صحاح نہیں
کیا کہ کوئی خبر صحیح چھٹ نہ رہی ہو اور دار قطنی اور غیر
دار قطنی نے ان دونوں پر یہ الزام دیا ہے کہ
ان دونوں نے ان احادیث کو چھوڑ دیا ہے جو
انکے شرط پر صحیح ہیں درحقیقت یہ الزام ان پر
عائد نہیں ہوتا کیونکہ ان دونوں نے اس بات کا
التزام نہیں کیا تھا کہ ہر ایک صحیح کو اپنی کتاب میں
مندرج کریں بلکہ ایک جملہ خبر صحاح کو مندرج
کیا ہے یا جو انکی قائم مقام ہو چنانچہ بخاری نے
کہا ہے کہ میں نے کتاب جامع میں وہی خبریں جمع کی ہیں
جو صحیح تھیں اور بہت سی صحاح کو میں نے چھوڑ دیا ہے
اسلئے کہ طول ہو جاتا اور مسلم نے اس بات کا اعتراف
کیا ہے کہ میں نے ہر چیز کو جو میرے نزدیک صحیح تھی
اسمیں مندرج نہیں کیا بلکہ میں نے انھیں خبروں کو
اسمیں مندرج کیا ہے جس پر اُن کا اتفاق تھا اور
شاید مراد اس مجمع علیہ سے وہ حدیث ہے جو مسلم کے

لم یستوعبا کل الصحیح
فی کتابهما والزم الدار
قطنی وغیره لهما احادیث
علی شرطهما لم یخرجاها
لیس بلازم لهما فی
الحقیقة لانهما لم یلتزما
استیعاب الصحیح بل جملة
منه او ما یسد مسده من
غیره قال البخاری ما ادخلت
فی کتاب الجامع الا ما صح
وترکت الصحاح لحال الطول
وقال مسلم لیس کل شیء
عندی صحیح وضعته ههنا
وانما وضعت ما اجمعوا
علیه ولعل مراده
ما فیه

کے نزدیک شرائط صحیح مجمع علیہ کے جامع ہونے کہ
لوگوں کا اجماع ہر ہر حدیث میں ہو یا یہ معنی کہ ہر حدیث
جامع شرائط صحیح مجمع علیہ ہو یا یہ مراد ہو کہ مسلم کے نزدیک
اسکا متن مجمع علیہ ہو یا سند مجمع علیہ ہو اگرچہ بعض
راویوں کے توثیق میں اختلاف ہو اس مراد لینے کی
ضرورت یوں پڑی کہ صحیح مسلم میں کچھ خبریں ایسی
بھی ہیں جنکی متن یا اسناد میں اختلاف موجود ہی
پھر یہ بھی لکھا گیا کہ بخاری اور مسلم سے کم حدیثیں چھٹی
ہیں جو صحاح میں ہوں اور لیسے رکھی ہوں اور یہ
بھی کہا گیا ہے کہ بہت سے صحیح حدیثیں ان سے
رہگئی ہیں ہاں اصول خمسہ سے البتہ کم حدیثیں رہگئی
ہیں اور یہ قول صحیح تر ہے اور اصول خمسہ سے
کتاب بخاری اور کتاب مسلم اور کتاب ابوداؤد اور
ترمذی اور نسائی مراد ہے اور جو انکے علاوہ
صحیح خبریں ہیں انکی صحت جبھی معلوم ہوگی جب
کوئی امام معتمد ان کی صحت پر نص کردے اور وہ سنن
معتمدہ میں موجود بھی ہوں فقط انکی وجود سے انکی صحت
پر استدلال نہیں کیا جا سکتا مگر یہ کہ انکی مصنف
نے صحیح وارد کرنے کی شرط کرلی ہو جیسے ابن خزیمہ
کی کتاب اور ابوبکر برقانی کی کتاب اور مانند انکے
جو ہوں ۱۲

شرائط الصحيح المجمع عليه
عنده لا اجماعهم على
وجودها في كل حديث
منه او اراد ما اجمعوا
عليه في علمه متنا
او اسنادا وان اختلفوا
في توثيق بعض رواته
فان فيه جملة
احاديث مختلف فيها متنا
او اسنادا ثم قيل لم
يفتهما منه الا قليل و
قيل بل فاتهما كثير
منه وانما لم يفت
الاصول الخمسة منه الا قليل و
هذا الاصح والمعنى بالاصول الخمسة
كتاب البخاري ومسلم وابي داود والترمذي
والنسائي ويعرف الزائد عليها بالنص
على صحته من امام معتمد في السنن المعتمدة
لا بمجرد وجوده فيها الا اذا شرط فيها
مؤلفها الصحيح ككتاب ابن خزيمة و
ابي بكر البرقاني ونحوهما

اور شیخ عبدالحق دہلوی نے مقدمہ شرح فارسی مشکوٰۃ میں لکھا ہے احادیث صحیحہ منحصر نیست در صحیح بخاری و مسلم و ایشاں استیعاب نکردن از تمام صحاح را بلکہ بعض صحاح کہ نزد ایشاں بود بر شرط ایشاں نیز نیاوردن ام من دریں کتاب مگر چیزیکہ صحیح است و ترک کردم بسیے از صحاح را نمیگویم کہ آنچہ آوردن در وی ضعف است ولابد دریں ترک و اتیان وجہ تخصیص و ترجیح خواہد بود خواہ از حیثیت صحیت یا از جہت تقاصد۔

میں کہتا ہوں کہ بیشک بالکل صحیح ہے اصحیت تو خیر جانے دیجیے لیکن البتہ حدیث کا خلاف مقصود بخاری ہونا بھی کافی ہے اور یہی وہ چیز ہے جس سے انبیا اور اوصیا کا خون ہوا اور انکی لائی ہوئی خبریں اگرچہ عین دین اور فرض واجب تھیں مگر ترک کردی گئیں :۔

کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول ان باتوں کو	او کلما جاءکم رسول بما لا
لیکر آئیگا جن باتوں کو تمہارا دل نہیں چاہتا تو تم ایک	تھوی انفسکم ففریقا کذبتم
فریق کو رسل میں سے جھٹلا دو گے اور ایک فریق کو قتل کردو گے	وفریقاً یقتلون۔

خدا کا اپنی مانگ جہنم میں رکھدینا اور اس سے ھل امتلأت کہنا اسکا قط قط کہدینا صحیح نکلا اور موافق مقصود تھا لیکن حدیث غدیر اُسکی موافق مقصود نہ نکلی اگرچہ اسکے بہت سے صحابہ عدول نے روایت کی ہو اور وہ حد تواتر تک پہونچ گئی ہو سب جانتے ہیں کہ معمولی راویوں سے صاحب صحیح بخاری نے اخراج احادیث کیا ہے مگر امام جعفر صادق علیہ السلام سے اُسنے اخراج روایت نہیں کیا گویا کہ العیاذ باللہ معمولی امتیوں سے جنمیں مروان بن حکم ساطرید رسول بھی شامل ہے روایت کرتا ہے مگر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نہیں کرتا وہ یہ سمجھتا ہے کہ میرے اس فعل سے جلالت قدر ذریت طاہرہ میں فرق آجائے گا لیکن یہ خلل دماغ ہے جس کا نتیجہ ان لوگوں کو معلوم ہے جنھوں نے حدیث ثقلین کی تصدیق کی ہے ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی فرمودہ رسول ہے کہ جبتک قرآن اور میری عترت سے تمسک کرتے رہو گے جبتک گمراہ نہو گے اور یہ بھی فرمایا ہے وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض اور یہ قرآن و عترت آپس سے جدا نہوں گے جبتک کہ وہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں صاحب صحیح نے دامان عترت سے دستکشی کی وہ اپنی دانست میں صرف عترت کو چھوڑتا ہے لیکن چونکہ عترت قرآن سے

جدا نہیں اسیلئے وہ دامان قرآن سے بھی دست کش ہوا اب نہ معلوم بخاری سے ضلال کی نفی صرف
حسن اعتقاد سے ہو سکتی ہے یا ان خوابوں سے جو گڑھے ہوئے ہیں ورنہ ہم کو منبر کے قول سے اس کا ضلال
بخوبی معلوم ہے کیا خوب بات عبقات میں جناب علامہ نے فرمائی ہے کہ اگر صحیحین میں خبر ہوتی ہے اور ناموافق
مزاج ہوتی ہے تو اہلسنت اپنی ہوا و ہوس کے مطابق اسے بھی تسلیم نہیں کرتے چنانچہ حدیث منزلت دونوں
صحیحوں میں موجود ہے مگر ان کو پھر بھی مسلم نہیں چنانچہ علی بن ابی علی بن محمد التغلبی الحنبلی جو سیف الدین آمدی
کے ساتھ مشہور ہے اس کے صحیح ہونے کی نفی کرتا ہے اور کچھ خیال نہیں کرتا کہ بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو
صحاح میں ذکر کیا ہے بلکہ چاہیے ان دونوں کی جلالت قدر خاک میں ملجائے لیکن کوشش یہ ہے کہ فضیلت
امیر المومنین ثابت نہ ہونے پائے یہ عجیب قسم کے حیلے ہیں جنکو یہ لوگ ڈھونڈھا کرلاتے ہیں حالانکہ انپر
خدا کی حجت قائم ہے اور ان کا دل انکی مخالفت پر گواہی دے رہا ہے اچھا ہمنے مانا کہ اسنے روایت غدیر
کو نہیں ذکر کیا تو اس حدیث کی صحت کو ٹھیکا ہو پہنچ سکتا ہے نہ اسکے اعتبار میں کوئی اشتباہ پیدا ہو سکتا ہے
خصوصا ایسی صورت میں جب بخاری ان افراد میں ہو کہ مقدوح ہو کر قادح ہونیکی صلاحیت نہ رکھے
اگرچہ اس کا شمار اہلسنت کے نزدیک بہت بڑی افراد میں ہو لیکن اسی فرقہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں
نے اسکو بلاتکلف کافر لکھدیا اور کچھ پروا نہیں کی چنانچہ علامہ شہاب الدین بن حجر عسقلانی نے مقدمہ
فتح الباری میں بیان کیا ہے جیسا کہ جناب علامہ نے کتاب عبقات میں ذکر فرمایا ہے ؛

ابو حامد بن شرقی نے بیان کیا ہے کہ سنے محمد بن یحیٰی
ذہلی کو کہتے ہوئے سنا کہ خدا کا کلام غیر مخلوق ہے جو
یہ کہے کہ لفظ من قرآن میں مخلوق ہے تو وہ صاحب بدعت ہے
نہ اسکے بعد نشست اسکے ساتھ جائز ہے اور نہ اس
سے تکلم روا ہے اسکے بعد اگر کوئی محمد بن اسمٰعیل کے
پاس جائیگا تو اسے متہم سمجھو کیونکہ اسکی صحبت میں وہی
بیٹھے گا جو اسکے مذہب پر ہوگا

قال ابو حامد بن الشرقی
سمعت محمد بن یحیی الذهلی
یقول القران کلام الله تعالی غیر
مخلوق ومن زعم لفظی من بالقران
مخلوق فهو مبتدع لا یجالس ولا یکلم ومن
ذهب بعدها الی محمد بن اسمٰعیل فاتهموه
فانه لا یحضر مجلسه الا من کان علی مذهبه

اور ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں تحریر کیا ہے جیسا کہ عبقات میں منقول ہے :-

یعنی ابو حامد بن شرقی نے کہا کہ میں نے محمد بن
یحییٰ ذہلی کو سنا کہ وہ کہتے تھے کہ قرآن خدا کا کلام ہے
جو غیر مخلوق ہے ہر جہت سے اور جسے اس بات کا خیال
ہو کہ قرآن مخلوق ہے تو وہ کافر ہو گیا اور ایمان سے خارج
ہو گیا اور اسکی عورت اس سے جدا ہو گئی (اسکا لازم
یہ ہے کہ اس زمانہ میں جو اولاد ہوگی وہ ناجائز ہوگی) اور اس سے
توبہ کرائی جائے گی اگر اُسنے توبہ کی تو خیر ورنہ اُسکی
گردن ماری جائیگی اور اُسکا مال غنیمت مسلمین سمجھا جائیگا
اور مرنے پر اُسے اسلام لانے والوں کے مدفن میں
دفن نہ کیا جائیگا اور جو شخص توقف کرے اور یوں کہے
کہ میں نہ قرآن کو مخلوق کہتا ہوں نہ غیر مخلوق وہ
شبیہ بکفر ہے اور جس شخص نے قرآن کو جسکے ساتھ
میں تلفظ کرتا ہوں اُسے مخلوق کہا تو یہ صاحب
بدعت ہے نہ اُسکے ساتھ بیٹھنا جائز ہے نہ اس سے
تکلم کرنا روا ہے اور جو شخص اسکے بعد محمد بن اسمٰعیل
بخاری کے پاس جائیگا تو اسکو دین میں متہم سمجھو کیونکہ
اُسکی صحبت میں وہی جا بیٹھیگا جو اُسکا ہم مذہب ہوگا"

قال ابو حامد بن الشرقي سمعت
محمد بن يحيى الذهلي يقول
القرآن كلام الله غير مخلوق
من جميع جهاته وحيث يصرف فمن لزم
هذا استغنى عن اللفظ وعما سواه من
الكلام في القرآن ومن زعم القرآن
مخلوق فقد كفر وخرج عن الايمان و
بانت منه امرأته يستتاب فان تاب
والا ضربت عنقه وجعل ماله فيئا بين
المسلمين ولم يدفن في مقابرهم ومن وقف و
قال لا اقول ولا غير مخلوق فقد
ضاهى الكفر ومن زعم ان لفظي بالقرآن
مخلوق فهذا مبتدع لا يجالس
ولا يكلم ومن ذهب بعد هذا الى
محمد بن اسماعيل البخاري فاتهموه
فانه لا يحضره مجلسه الا من
كان على مثل مذهبه

اس عبارت میں محمد بن اسمٰعیل کو صریحاً کافر بنایا گیا ہے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا لیکن مدح وجرح کا عالم ایک ایسا گوارا عالم ہے جسمیں اتنا بڑا شخص یوں گرایا گیا کہ اس سے بالاتر انحطاط نہیں اور تنہا اُسی نے نہیں یہ برتاؤ کیا بلکہ ابو حاتم اور ابو زرعہ نے بھی محمد بن اسمٰعیل بخاری کو قابل روایت نہیں سمجھا [illegible]

بہت بڑے نقاد فن اور مرجع احوال رواۃ ہیں چنانچہ سیر اعلام النبلاء میں علامہ ذہبی نے بیان کیا ہے ابو زرعۃ الرازی الامام سید الحفاظ عبید اللہ بن عبد الکریم بن یزید بن فروخ محدث الری اسکو دو لاکھ حدیثیں محفوظ تھیں۔

ابو عبداللہ بن مندہ حافظ بیان کرتا ہے کہ میں نے ابو العباس محمد بن جعفر کو مقام رے میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو زرعہ سے کسی نے اس شخص کے متعلق پوچھا جسنے طلاق کے لیے قسم کھائی اس بات پر کہ ابو زرعہ کو دو لاکھ حدیثیں یاد ہیں آیا وہ شخص جھوٹا ہو یا نہیں اور اسکی قسم جاتی رہی یا نہیں تو انہوں نے کہا کہ اسکی قسم ٹوٹی نہیں پھر ابو زرعہ نے یہ کہا کہ میں اس طرح دو لاکھ حدیثیں یاد کرتا ہوں جیسے انسان قل ہو اللہ احد یاد کرتا ہے۔

وقال ابو عبد اللہ بن مندہ الحافظ سمعت ابا العباس محمد بن جعفر بن حمکویہ بالری یقول سئل ابو زرعۃ عن رجل حلف بالطلاق ان ابا زرعۃ یحفظ مائتی الف حدیث هل حنث فقال لا ثم قال ابو زرعۃ احفظ مائتی الف حدیث کما یحفظ الانسان قل هو اللہ احد

یعنی ابن ابی شیبہ کہتا تھا کہ میں نے ابو زرعہ سے زیادہ کسی کا حافظہ نہیں دیکھا۔

وقال ابن ابی شیبۃ ما رأیت احفظ من ابی زرعۃ

محصل روایت یہ ہے کہ ایک شخص عراق میں ذکر کرتا تھا کہ میں نے احمد بن حنبل کو کہتے سنا کہ سات لاکھ حدیثیں ہیں ان میں سے چھ لاکھ ابو زرعہ رازی کو یاد ہیں۔

وقال ابو عبد اللہ الحاکم سمعت ابا جعفر محمد بن احمد الرازی یقول سمعت محمد بن مسلم بن وارہ قال کنت عند اسحاق بنیسابور فقال رجل من العراق سمعت احمد یقول صح من الحدیث سبع مائۃ الف حدیث وکسر وهذا الفتی یعنی ابا زرعۃ قد حفظ ستمائۃ الف حدیث

ابن عدی کہتے تھے کہ میں نے ابا یعلی موصلی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہر شخص جو حفظ میں مشہور ہے اسکی شہرت

ابن عدی سمعت ابا یعلی الموصلی یقول ما سمعنا بذکر احد فی الحفظ الا کان اسمه

اُسکے حفظ سے کہیں زبان ہو گر ابو زرعہ رازی اسکا مشاہدہ اسکے نام سے غفلت میں زبان ہو

السیوس روایته الا ابو زرعة الرازی فان مشاهد له کانت اعظم من اسمه

بہرحال اُسکے مدارج جا بیاں شمار سے زائد ہیں اور اطلاع مفصل کے لیے کتاب مبارک عبقات شاہ ہے جو اُسکی طرف اشتیاق رکھتا ہو وہ جلد اول میں ملاحظہ کرے اس ابو زرعہ نے صحیح مسلم اور صحیح بخاری دونوں میں قدح کی ہو صحیح بخاری کو تو اُسنے بالکل ترک کر دیا تھا میزان الاعتدال میں ذہبی نے اسبات کی تصریح کی ہے کہ ابو زرعہ اور ابو حاتم دونوں نے بخاری کو ترک کر دیا تھا چنانچہ میزان الاعتدال کی عبارت یہ ہے:-

یعنی علی بن عبداللہ بن جعفر بن الحسن حافظ علماے حفاظ اثبات میں سے ایک ہے اور حافظ العصر ہی اُسکو عقیلی نے کتاب ضعفا میں درج کیا ہے اور یہ بری بات کی ہے اور اُسپر یہ عیب لگایا ہے کہ وہ ابن ابی داؤد جہمیہ فرقہ کیطرف مائل تھا اور وہ اپنی حدیث میں مستقیم تھا انشاء اللہ مجھسے عبداللہ بن احمد نے یہ بیان کیا کہ میری باپنے پہلے تو اُنکے نام کے ساتھ اُنسے حدیثیں بیان کیں پھر نام لینا چھوڑ دیا اور حدثنا رجل کہکے حدیث بیان کی پھر اُنسے حدیث کی روایت چھوڑ دی ذہبی لکھتے ہیں کہ اُنکی حدیث اُنسے اُنکی مسند میں موجود ہے اور ابراہیم حربی نے بھی اُنکو چھوڑ دیا تھا چونکہ وہ احمد بن ابی داؤد کیجانب میل رکھتے تھے چونکہ وہ اُنکا محسن تھا اور مسلم نے بھی اُنسے روایت کرنا ترک کر دیا چنانچہ مسلم نے اپنی صحیح میں اُس سے روایت نہیں کی جیسا کہ ابو زرعہ اور ابو حاتم نے تلمیذ علی محمد سے روایت کرنا ترک کر دیا تھا ثعلبہ

علی بن عبد الله بن جعفر بن الحسن الحافظ احد الاعلام الاثبات وحافظ العصر ذكره العقيلى فى كتاب الضعفاء فبئس ما صنع فقال جنح الى ابن ابى دؤاد الجهمية وحديثه مستقيم انشاء الله قال لى عبد الله بن احمد كان ابى حدثنا عنه ثم امسك عن اسمه وكان يقول حدثنا رجل ثم ترك بعد ذلك قلت بل حديثه عنه فى مسنده وقد تركه ابراهيم الحربى

لفظ کی ہیئت سے (علی سے مراد علی بن مدینی استاد بخاری
ہیں اور محمد سے مراد یہی محمد بن اسمعیل صاحب صحیح بخاری
ہیں انہوں نے تمام صحیح بخاری کو مقدوح سمجھا کیونکہ اس کا
صاحب خلق قرآن کا قائل تھا تعجب یہ ہے کہ شاگرد شاگرد
یعنی صحیح مسلم جو بخاری کا شاگرد ہے انہوں نے بھی استاد بخاری کی
روایت کو ترک کر دیا تھا اور وجہ وہی ہے کہ ابن داؤد داؤ
فرقہ جہمیہ کے طرف انکا میلان تھا)

وذلك لميله الى احمد
بن ابى داؤد فقد كان
محسنا اليه وكذا امتنع
مسلم من السماع والرواية
عنه فی صحيحه لهذا المعنى
كما امتنع ابوزرعة وابوحاتم من
الرواية عن تلميذه محمد لاجل مسئلة اللفظ

پھر بخاری مقدوح نے روایت غدیر کا ذکر نہ کیا تو حدیث کا کیا بگڑ گیا اور اگر یہ قدح مسلم ہو تو ائمہ
احادیث کی قدح سب سننے کے قابل نہیں تو انکا اس حدیث کا تذکرہ نہ کرنا کیا مضر ہوگا اور مسلم بن حجاج
کی صحیح اور خود مسلم کو تو ابوزرعہ نے بالکل ہی کسی کام کا نہیں لکھا چنانچہ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں ترجمہ
محمد بن یحیی ذہلی میں بیان کیا ہے:-

ابو قریش حافظ بیان کرتا ہے کہ میں ابوزرعہ کے پاس
بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں مسلم بن حجاج آئے اور ابوزرعہ
پر سلام کیا اور تھوڑی دیر بیٹھ کر باہم مذاکرہ کیا اسکے
بعد اٹھکر چلے گئے تو میں نے ابوزرعہ سے کہا کہ انھوں نے
صحیح میں چار ہزار حدیثیں جمع کی ہیں تو ابوزرعہ نے کہا
کہ باقی کسکے لیے چھوڑ دی ہیں پھر اسنے کہا کہ اس
شخص میں عقل نہیں اگر یہ محمد بن یحیی سے مدارات
کرتا البتہ کوئی مرد ہو جاتا۔

ابو قريش الحافظ كنت عند
ابى زرعة فجاء مسلم بن
الحجاج فسلم عليه وجلس ساعة
وتذاكرا فلما ان قام قلت له هذا
جمع اربعة الاف حديث فی الصحيح
قال فلمن ترك الباقی ثم هذا
ليس له عقل لو دارى محمد بن
يحيى لصار رجلا

تہذیب التہذیب ترجمہ احمد بن عیسی مصری میں بیان کیا ہے:-

سعید بردعی بیان کرتا ہے کہ میں خدمت ابوزرعہ

قال سعيد البردعی شهدت

میں حاضر تھا کہ ذکر صحیح مسلم آیا تو ابوزرعہ نے کہا کہ یہ
لوگ ہیں جنھوں نے قبل از وقت کام کیا اور ایسی چیز بنائی
جس سے دوکانداری کا ارادہ کرتے تھے اور ایک
شخص میرے سامنے اسکے پاس کتاب صحیح مسلم لایا
ابوزرعہ اسمیں دیکھنے لگے کہ ایک حدیث اسباط بن
نصر سے سامنے آئی کہا یہ صحیح سے بہت دور ہے پھر قطن
نسیر پر نظر پڑی کہا کہ یہ پہلے سے زیادہ مٹا دینے
والا ابن نسیر ہے یہ ثابت کی حدیثوں کو انس سے
بیان کرتا ہے پھر احمد بن عیسیٰ پر نظر پڑی لکھا مسلم صحیح
میں احمد بن عیسیٰ سے روایت کرتا ہے مینے کبھی
اہل مصر کو اسمیں شک کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور یہ کہکر
اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا،

اباز رعہ عند ذکر صحیح مسلم فقال
هولاء قوم ارادوا التقدم قبل اوانہ
فعملوا شیئا یتسوقون بہ واتاہ
رجل وانا شاهد بکتاب مسلم
فجعل ینظر فیہ فاذا حدیث عن
اسباط بن نصر فقال ما ابعد هذا
عن الصحیح ثم رای قطن بن نسیر
فقال لی هذا اطم من الاول قطن
بن نسیر یصل احادیث عن ثابت
جعلها عن انس ثم نظر فقال یروی
عن احمد بن عیسیٰ فی الصحیح ما رایت اهل
مصر یشکون فی انہ واشار الی لسانہ

کتاب جواہر مفید میں ہے:

یعنی حافظ نے بیان کیا ہے کہ مسلم نے جب اپنی
صحیح لکھی تو اسے ابوزرعہ رازی پر پیش کیا ابوزرعہ
نے اسے دیکھکر کہا کہ تمنے اسکا نام صحیح رکھا اور اہل بدعت
کے لیئے اسکو زینہ بنایا جب مخالف کسی حدیث کو
بیان کریگا تو لوگ کہدیں گے کہ یہ تو صحیح مسلم نہیں ہے
پس خدا رحم کرے ابازرعہ پر یقیناً اسنے بہت سچ
کہا تھا اور پھر ایسا ہی ہوا،

وقد قال الحافظ ان مسلما لما وضع
کتابہ الصحیح عرضہ علی ابی زرعہ الرازی
فانکر علیہ وقال سمیتہ الصحیح فجعلت
سلما لاهل البدع وغیرهم فاذا روی لهم
المخالف حدیثا یقولون هذا لیس فی
صحیح مسلم فرحم اللہ تعالیٰ ابا زرعہ فقد
نطق بالصواب فقد وقع هذا

اللہ ابوزرعہ پر رحمت کرے جیسا اسکا خیال تھا ویسا ہی ہوا کہ اگر بخاری یا مسلم میں کوئی چیز

نہ ہوئی تو یہی لکھا جاتا ہے کہ یہ حدیث فلاں کتاب میں نہیں یعنی صحیح بخاری و مسلم میں جیسے پیغمبر کی لائی ہوئی شریعت ان دونوں کتابوں میں بند ہے، یہ اعتراض ابوزرعہ صرف مسلم ہی پر نہیں ہو سکتا بلکہ بخاری بھی اس ایراد میں شریک ہے بلکہ نقش اول ایراد کا بخاری پر ابھرتا ہے اگرچہ مسلم نے بخاری پر اضافہ کیا ہے لیکن اضافہ سمیت بھی احاطۂ احکام نبی سے قاصر ہے اور بہت زیادہ قابل افسوس یہ امر ہے کہ پیغمبر نے اپنے بعد کے لیئے جو دستور العمل بنایا تھا اُسی کا ذکر نہیں ہے اور ان لوگوں نے اُن احادیث کو صحاح میں شامل کر دیا ہے جو دراصل صحاح میں نہیں ہیں بلکہ وہ احادیث مقطوعہ میں سے ہیں چنانچہ جواہر مضیئہ میں ہے:-

وقد وضع الحافظ الرشيد العطار كتاباً على الاحاديث المقطوعة المخرجة في مسلم سماه بغرر الفوائد المجموعة في بيان ما وقع في مسلم من الاحاديث المقطوعة

یعنی حافظ رشید عطار نے ایک کتاب اُن احادیث کے متعلق لکھی جو مقطوع حدیثیں مسلم نے اپنی کتاب میں درج کی ہیں اور اس کا نام "غرر فوائد مجموعہ فی بیان ما وقع فی مسلم من الاحادیث المقطوعہ" رکھا ہے۔

پھر آگے بڑھکر اُسنے کہا ہے:-

وما يقوله الناس ان من روى له الشيخان فقد جاز القنطرة هذا ايضا من التعنت ولا يقوى فقد روى مسلم في كتابه عن ليث بن ابي مسلم وغيره من الضعفاء فيقولون انما روى في كتابه للاعتبار والشواهد والمتابعات

یعنی وہ لوگ جنھوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ جنکی روایت شیخین نے اپنی صحیحین میں کی ہے وہ گویا تنصرہ نقد و انتقاد سے گزر گیا یہ بھی ایک تعصب اور دشمنی کا کلمہ ہے اور پھر بھی قوی نہیں ہے کیونکہ مسلم نے اپنی صحیح میں لیث ابن ابی مسلم وغیرہ سے روایت کی ہے اور یہ لوگ ضعیف ہیں اسکے جواب میں وہ لوگ جل کے یہ کہتے ہیں کہ ان ضعیفوں سے اُنہوں نے اعتبار اور شواہد کی جہت سے روایتیں کی ہیں

مگر یہ جواب بھی ٹھیک نہیں اترتا کیونکہ حفاظ
احادیث نے بیان کیا ہے کہ شواہد اور اعتبارات کا
ذکر اسلیے کیا جاتا ہے کہ حدیث کا حال پہچانا جائے اور مسلم
کی کتاب ایسی ہے جسمیں صحت کا التزام کر لیا گیا ہے
تو ضعیف راویوں سے روایت کرنے کے بعد حال
حدیث کیونکر پہچانا جا سکتا ہے اور یہ بات بھی یاد
رکھنے کی ہے کہ وہ باتیں جنسے حدیث میں صفت
انقطاع پیدا ہو جاتا ہے اگر وہ حدیث غیر صحیحین
میں ہوتی ہے تو اسکو ان اوصاف کے پائے
جانے سے منقطع کہتے ہیں اور اگر وہ حدیث صحیحین
میں ہوتی ہے تو اسکی وصف انقطاع کو وہ اتصال
پر محمول کرتے ہیں۔

وهذا لا تقوى الا ان الحفاظ قالوا
الاعتبار والشواهد والاعتبارات
انما يتعرفون بها حال الحديث وكتاب
مسلم التزم فيه الصحة فكيف
يتعرف حال الحديث الذي فيه
بطرق ضعيفة واعلم ان عن
مقتضية للانقطاع عند اهل
الحديث ووقع في مسلم والبخاري
من هذا النوع شيء كثير فيقولون
على سبيل التحقيق ما كان من
هذا النوع في غير الصحيحين فمنقطع وما
كان في الصحيحين فمحمول على الاتصال

اسکے بعد عثرات مسلم کو اور اسکے تناقضات کو اُسنے بہت طول دیا ہے یہاں تک کہ ان تناقضات
میں سے اُسنے یہ روایت بیان کی ہے،

یعنی مسلم نے اپنی کتاب میں جابر اور ابن عمر سے
حجۃ الوداع میں یہ روایت کی ہے کہ پیغمبر نے مکہ
کی طرف یوم النحر توجہ کی اور طواف افاضہ فرمایا
پھر ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی پھر آپ منی کیطرف پلٹے
اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپنے افاضہ
کا طواف کیا پھر پلٹ آئے اور نماز ظہر منی میں
پڑھی معلوم ہوا کہ ان دونوں روایتوں میں تناقض

وقد روى مسلم في كتابه ايضا
عن جابر وابن عمر في حجة الوداع
ان النبي صلى الله عليه وسلم
توجه الى مكة يوم النحر وطاف
طواف الافاضة ثم صلى الظهر بمكة
ثم رجع الى منى وفي الرواية الاخرى انه طاف
طواف الافاضة ثم رجع فصلى الظهر بمنى

ہے مگر وہ لوگ اسکی تاویلیں بیان کرتے ہیں اور
لکھتے ہیں کہ بیان جواز کے لیے مسلم نے یہ روایت
کی ہے حالانکہ ابن حزم نے اسیوجہ سے کہا ہے کہ
ان دونوں روایتوں میں سے ایک یقیناً جھوٹی ہے

فیتخلفون ویقولون اعادھا لبیان
الجواز وغیر ذلك من التاویلات ولھذا
قال ابن حزم فی ھاتین الروایتین
احدھما کذب بلا شك

مولوی عبد الشکور صاحب آپکا راہبر اور ہادی یعنی ابن حزم لکھتا ہے کہ مسلم میں یقیناً کوئی نہ کوئی روایت جھوٹی ہے انکو آپنے بہت زور کے ساتھ قدح حدیث غدیر میں پیش کیا ہے آپ اُنکے قول کو تو ضرور تسلیم کرینگے اب لازم ہے کہ قلم کو علامۂ ابن حزم کیطرف موڑ دوں تاکہ اُنکی بطالت قدر بھی معلوم ہو جائے

علی بن احمد بن سعید المعروف بابن حزم (لسان المیزان ابن حجر میں)

مؤرخ اندلس ابو مروان ابن حیان لکھتا ہے
کہ ابن حزم حامل فنون کثیرہ تھا اور حدیث وفقہ
ونسب وادب سے واقف تھا اور قدیمی تعلیموں میں شریک
تھا اور اپنے فنوں میں غلط کار بھی تھا کیونکہ ہر فن
کی دیوار پر چڑھ جایا کرتا تھا پہلے تو شافعی کی طرف
میل رکھتا تھا پھر شافعی کی طرف جھکا اُسکی حمایت
کی یہاں تک کہ شذوذ کیطرف منسوب ہو گیا اور
بہت سے فقہائے عصر کے سہام ملامت کا نشانہ
بنا اور سب کے سب علمانے اُسکو گمراہ سمجھا اور اکثر
سب نے طعن وتشنیع کی انھوں نے اپنے اکابر کو
اُسکے فتنہ سے ڈرایا اور عوام کو اُسکے قریب آنے سے روکا
و اُسکو غصہ سے کاٹے کھاتے تھے اور وہ اپنے راستہ

وقال مؤرخ الاندلس ابو مروان بن
حیان ابن حزم حامل فنون من حدیث
وفقہ ونسب وادب مع المشارکۃ
فی انواع التعالیم القدیمۃ وکان
لا یخلو فی فنونہ من غلط لجراتہ
فی التسور علی کل فن ومال اولا الی
قول الشافعی وناضل عنہ حتی نسب
الی الشذوذ واستہدف لکثیر من فقہاء
عصرہ واجمعوا علی تضلیلہ وشنعوا علیہ
وحذروا اکابرھم من فتنتہ ونھوا
عوامھم عن الاقتراب منہ
فطفقوا یقصونہ وھو مصر علی طریقتہ

کو نہ چھوڑتا تھا یہاں تک کہ اُسکی تصنیف کی ہوئی
کتابوں کا بوجھ ایک اونٹ کا بوجھ ہوگیا، مگر چونکہ
علمانے اُسکو ضال و مضل سمجھا تھا اسلئے اکثر
تصنیفیں اُسکی دروازہ کی چوکھٹ سے آگے نہ بڑھیں
یہاں تک کہ بعض اشبیلیہ میں جلادی گئیں اور
علانیہ طور سے پھاڑ ڈالی گئیں اور اُسکے باوصف
بھی اضطراب رائی ہر جگہ موجود تھا، اُس پر آثار
علم بالکل معلوم نہ ہوتے تھے ہاں جب اس سے
کوئی سوال کرتا تھا تو البتہ اُس سے ایسا علم ظاہر
ہوتا تھا کہ جو ایک بحر بے پایاں معلوم ہوتا تھا اُس سے
لوگوں کو اسوجہ سے بھی دشمنی تھی کہ بنی اُمیہ کی بڑی
جنبہ داری کرتا تھا چاہے وہ گذشتہ ہوں یا باقی ہوں
اور اُسکا یہ اعتقاد تھا کہ بنی امیہ کی امامت صحیح تھی
یہاں تک کہ اسکو لوگ ناصبی سمجھنے لگے ابن حزم کا
ایک چچازاد بھائی تھا اور وہ وزرا میں سے تھا
ابن حزم میں اور اُسمیں باہمی ایک قسم کی چشمک تھی
اُسنے ابن حزم کے بعض تصانیف کو پالیا اُسنے
ایک رسالہ بلیغہ لکھا جسمیں اُسکی تصنیف کو معیوب
کردیا اس رسالہ کو ابن بسام نے ذخیرہ میں درج کیا ہے
اور قاضی ابو بکر ابن عربی نے ذکر کیا ہے کہ اوّلا ابن
حزم نے مذہب شافعی اختیار کیا اُسکے بعد داؤد

حتى كمل له من تصانيفه وقر
بعير لم يتجاوز اكثرها عتبة
بابه لزهد العلماء فيها حتى
لقد احرق بعضها باشبيلية و
مزقت علانية ولم يكن مع ذلك
سالما من اضطراب رايه
وكان لا يظهر عليه اثر علمه
حتى يسئل فينفجر منه علم لا
يكدره الدلاء وكان مما يزيد في
بغض الناس تعصبه لبني امية
ماضيهم وباقيهم واعتقاده بصحة
امامتهم حتى نسب الى النصب وكان
لابن حزم ابن عم يقال له عبد الوهاب
بن علاء بن سعيد بن حزم يكنى ابا العلاء و
كان من الوزراء وبينهما منافسة ومخالفة
فوقف على شيء من تواليف ابي
محمد فكتب اليه رسالة بليغة
يعيب ذلك المولف قد ساقها
ابن بسام في الذخيرة...

وقال القاضي ابو بكر بن العربي ان ابن
حزم اول امره تعلق بمذهب الشافعي ثم انتسب الى داود

کی طرف منسوب ہوا اسکے بعد سب کو چھوڑ کے خود
مستقل ہو گیا اور سمجھا کہ میں سب کا مقتدا ہوں جسکو
چاہوں گرا دوں اور جسکو چاہوں بڑھا دوں اور جس
چیز کا چاہوں حکم دوں اور شریعت قائم کردوں
اتفاقاً اسکو اُن لوگوں میں رہنا پڑا جنکو مسائل کے
سوا کسی چیز میں بصارت اور نظر نہ تھی وہ اُنسے
مسائل کی دلیلیں پوچھتا تھا اور اُن سے ہنس
ہنس کے باتیں کرتا تھا اور بقیہ حالات کا ذکر
اُسنے کتاب عواصم اور قواصم میں کیا ہے۔
اس میں بڑے سے بڑا عیب تھا کہ ائمہ کبار کے آبرو
ریزیاں نہایت فحش و شنیع عبارتوں کے ساتھ
کیا کرتا تھا چنانچہ ابن حزم اور ابو الولید باجی کے درمیان
بہت سے مناظرات اسی طرح کے واقع ہوئے۔
اور ابو العباس بن عریف صالح زاہد کہا کرتا تھا کہ
ابن حزم کی زبان اور حجاج کی تلوار دونوں حقیقی
بھائی ہیں،
ایک تھوڑا سا ذکر اس بات کا کہ وہ راویوں کے
باب میں غلطی کیا کرتا تھا اس حدیث کے متعلق کہ
لاصلوٰۃ بعد طلوع الفجر الا رکعتی الفجر
اُسنے بیان کیا ہے کہ جو روایت اس باب میں ہے
وہ ساقط ہے اور طرح کرنے کے قابل ہے اور جھٹلائی

ثم خلع الكل واستقل وزعم
انه امام الائمة يضع ويرفع
ويحكم ويشرع واتفق كونه من
بين الاقوام لا بصر لهم الا بالمسائل
فيطالبهم بالدليل ويتضاحك
لهم وذكر بقية الحط عليه
في كتاب العواصم والقواصم
ومن معايبه ابن حزم
وقوعه في الائمة الكبار
بافحش عبارة واشنع
رد وقد وقعت بينه وبين
ابي الوليد الباجي مناظرات
ومنافرات وقال ابو العباس
بن العريف الصالح الزاهد لسان
ابن حزم وسيف الحجاج
شقيقان
ذكر نبذة من اغلاطه في وصف
الرواة قال في الكلام على حديث
لاصلوة بعد طلوع الفجر الا
ركعتي الفجر الرواية في هذا
الباب ساقطة مطرحة مكذوبة

ہوئی ہے پھر روایت کا ذکر کیا جسکا راوی یسار
ہے حالانکہ ابوزرعہ نے کہا ہے کہ مدنی ثقہ ہے
اور ابن حزم نے حدیث عائشہ قلت یا رسول
اللہ قصرت واتممت وصمت وافطرت
میں کہا ہے کہ لسے تنہا علاء بن زہیر نے بیان
کیا ہے اور علاء مجہول ہے حالانکہ قطب نے کہا ہے
کہ نسائی اور دارقطنی نے اس سے روایت کی ہے
اور وکیع اور ابونعیم اور فریابی نے بھی اس سے
روایت کی ہے اور ابن نعیم نے اسی ثقہ لکھا ہے اور
ابن حزم نے حدیث ام سلمہ کنت البس اوضاحا من
ذہب الخ میں لکھا ہے کہ عتاب مجہول ہے قطب نے کہا ہے
کہ حدیث کی روایت ابو داؤد نے محمد بن عیسیٰ بن
الطباع نے عتاب سے کی ہے اور وہ عتاب ابن بشیر
ہے جو ثابت بن عجلان سے اور وہ عطا سے اور
وہ ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں اور عتاب ابن
بشیر مخزومی جزری ہے اس سے اسحٰق بن
راہویہ اور محمد بن سلام سکندی اور اُنکے غیر نے
اس سے روایت کی ہے اور بخاری نے
بھی اُسکی حدیث کو اپنی صحیح میں درج کیا ہے
اور حدیث مذکور کا ذکر مستدرک میں حاکم نے کیا ہے
اور ابن معین نے اسے ثقہ کہا ہے یونہی ابن حزم

فذکر منہا طریق یسار وقال
ابوزرعۃ مدنی ثقۃ وقال
ابن حزم فی حدیث عائشۃ
قلت یا رسول اللہ قصرت واتممت
وصمت وافطرت قال احسنت
یا عائشۃ انفرد بہ العلاء بن
الزہیر وہو مجہول قال القطب
اخرج الحدیث النسائی والدار
قطنی وروی عن العلاء وکیع وابو
نعیم والفریابی وغیرہم وقال
ابن نعیم ثقۃ قال ابن حزم حدیث
ام سلمۃ کنت البس اوضاحا من ذہب
الحدیث عتاب مجہول قال القطب
اخرج الحدیث ابوداؤد عن محمد
بن عیسیٰ بن الطباع عن عتاب وہو ابن
بشیر عن ثابت بن عجلان عن عطاء عنہا
وعتاب ہو ابن بشیر المخزومی الجزری
روی عنہ اسحٰق بن راہویہ ومحمد بن سلام
السکندی وغیرہما واخرج لہ البخاری و
اخرج الحدیث المذکور الحاکم فی المستدرک
وقال ابن معین ثقۃ قال ابن حزم

نے مرقع کو مجہول لکھا ہے اس حدیث میں جو نسائی
نے مرقع کی روایت سے بیان کیا ہے حالانکہ قطب
نے اسی قابل روایت ہونا ثابت کیا ہے کیونکہ
اس سے اسکے بیٹے عمرو یحییٰ بن سعید الانصاری
نے اور یونس بن اسحاق نے اور ابو الزناد نے اور
موسیٰ بن عقبہ نے روایت کی ہے اور ابن حبان نے
اسی ثقات میں تحریر کیا ہے تو وہ مجہول نہیں ہے
اور اسطرح کی باتیں ابن حزم کے لیے بہت زیادہ
پائی جاتی ہیں ۔

فی الحدیث الذی اخرجہ النسائی من
طریق المرقع بن صیفی عن جدہ رباح
بن الربیع کنا مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال الرجل ادرک خالدا
فقل لہ لا تقتل ذریۃ ولا عسیفا المرقع
مجہول قال القطب وی عنہ ولدہ عمرو
یحیی بن سعید الانصاری ویونس بن ابی
اسحق وابو الزناد وموسی بن عقبۃ وذکرہ
ابن حبان فی الثقات فلیس بمجہول ولہ من ذلک شیء کثیر

میں لکھتا ہوں کہ جب ابن حزم کے لیے بتصریح نقادان فن ایسی باتیں بہت ملتی ہیں تو کیوں
نہ ابن حزم کی یہ تصریح کہ حدیث غدیر ثقات کے ذریعہ سے ثابت نہیں ہوتی انھیں کثیر عثرات میں شامل کیجائے اور یہ
قاعدہ ہے ہی کہ شئے مشکوک امر اغلب کے ساتھ لاحق کیجاتی ہے

وقال الذہبی فی سیرۃ النبلاء اور ذہبی نے سیرۃ النبلا میں بیان کیا ہے :-

کہ اُسکے تصنیف سے بہت سی کتابیں ہیں اور ان میں
غلطیاں موجود ہیں اسلئے کہ وہ فنوں کی بیلوں پر بہت بڑا
تھا خاصکر منطق میں بہت کچھ غلطیاں ہیں جس سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکا پاؤں بھی اس زمین پر پھیلا
اور یہ گمراہ بھی ہوگیا اُسنے ارسطو واضع فن کی مخالفت
کی اور اسطرح کی مخالفت جو نا فہم کی مخالفت ہوتی
ہے جو ارسطو کی غرض اور مراد نہیں سمجھا اور نہ اُسکی
تحصیل میں ریاضت کی اور اُسکی طعن و تشنیع میں

ولہ کتب کثیرۃ لم یخل فیہا من غلط
لجرأتہ فی التسور علی الفنون لاسیما
المنطق فانہم زعموا انہ زل ہنالک
وضل فی سلوک المسالک وخالف
ارسطاطالیس واضع الفن
مخالفۃ من لم یفہم غرضہ
ولا ارتاض وکان مما یزید
فی تشنیعہ تشنیعہ

اس امر نے اور زلوتی کی کہ ون بنی اُمیّہ کی معرفت
کا شیعہ تھا اور ان کا پیرو تھا اور اُنکا جنبہ دار تھا
چاہے وہ گذشتہ ہوں یا موجود ہوں اور اُنکا اعتقاد
یہ تھا کہ اُنکی امامت صحیح تھی یہانتک نوبت تشیع
بنی امیّہ پہونچی کہ اُسکو لوگ ناصبی کہنے لگے

لامراء بنی امیۃ ماضیهم
وباقیهم واعتقاده بصحۃ
امامتهم حتی نسب الی
النصب

میں لکھتا ہوں کہ جب اُسنے قرآن کی مخالفت بنی امیہ کے امامت کے صحیح جاننے میں کی اور وہ اُنکے شیعیان خاص میں تھا تو بھلا اسکے نزدیک حدیث غدیر کیونکر ثقات کے ذریعے سے ثابت ہو سکتی ہے اُسکے ثقات سمجھنے کے قابل ہیں کیونکہ یقینی ہے کہ وہ صحابہ سول کو جو مذہب اہلسنت میں نجوم فلک صدق و صفا میں اور کل کے کل عادل ہیں انکو بھی وہ ثقات سے خارج سمجھتا ہے حالانکہ خود انکی گرد قدم بھی نہیں ہے اور نہ انکے ساتھ میزان میں تل سکتا ہے اسکے ثقات ہونہو انھیں دھینے جولا ہے، کبڑیوں میں منحصر ہیں

اس مرد کنے یہ کہا ہے خذلہ اللہ کہ ابن ملجم امیر المومنین علی بن ابی طالب کے قتل میں مجتہد تھا اعاذنا اللہ منہ چنانچہ علامہ محمد بن اسمعیل بن صلاح الامیر نے روضہ ندیہ میں لکھا ہے

یعنی نواصب نے یہ کہا ہے کہ معاویہ اور اُسکے ساتھی نے
اجتہاد میں غلطی کی اور اس غلطی میں عفو کی اُمید
ہے اور ممکن ہے کہ ایسا خاطی جنت میں پہونچ جائے
ہم اسکے جواب میں کہیں گے کہ تم اس دعوی میں جھوٹے
ہو اگر ایسا ہوتا تو پیغمبر ہماری لیئے کیوں بیان کرتے
کہ قاتل عمار جہنم کی آگ میں ہوگا اور معویہ کیلئے
مجتہد ہونیکا دعوی ویسا ہی ہے جیسا کہ ابن حزم
نے ابن ملجم اشقی الاخرین کے لیئے مجتہد ہونے کا
دعوی کیا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے انبی التلخیص

قال النواصب قد اخطا معویۃ
فی الاجتهاد واخطا فیہ صاحبہ
والعفو فی ذلک مرجو لنا علیہ
وفی عالی جنان الخلد واکبر فلتا
کذبتم فلم قال النبی لنا فی النار
قاتل عمار وسالبہ وما دعوی
الاجتهاد لمعویۃ فی قتالہ الا کدعوی
ابن حزم ان ابن ملجم الشقی الاخرین مجتهد
فی قتلہ لعلی م کما حکاه عنہ الحافظ ابن حجر

میں اُسکو نقل کیا ہو اور اگر یہی ہے تو کوئی باطل پرست
ایسا دنیا میں نہ ملیگا جو کوئی نہ کوئی عذر نہ رکھتا ہو
حتیٰ انکہ بت پرستوں نے بھی اپنے بت کا عذر
پیش کیا کہ ہم بتوں کی پرستش اسلیئے کرتے ہیں کہ
یہ ہمیں خدا کے نزدیک مقرب بنا دیں۔

فی المختصر واذا کان من ارتکب ھواہ
ولفق باطلاً بوجہ برما یراہ احتمالاً لم یبق
فی الدنیا مبطل اذ لا یاتی احد منکراً الا
وقد ذھب لہ عذراً وھولاء عبدۃ الاوثان
قالوا ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ

پھر جب ابن حزم کے تعصب کا یہ حال ہے تو اسکا انکار حدیث غدیر سے تو نہ کوئی تعجب ہے نہ
قابل التفات اہل فہم ہے

رہگئے ابراہیم حزلی انکے لیئے یہی کافی ہے کہ آپ امرد پرستی کو اگر معشوق ملیح ہو تو اس سے نہی نہیں
فرماتے تھے بلکہ اس کو عشق و محبت کے شفقت میں صبر کی تلقین فرماتے تھے علامہ روزگار نے عبقات میں اسکی تفصیل
فرمائی ہے، ہم اس کو مختصر رسالہ میں اتنا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ جن لوگوں سے جرح و قدح رسالہ النجم میں نقل کیگئی ہے
اسمیں یہ نام ہیں: بخاری، ابراہیم حزلی، ابو محمد بن حزم یہ ارکان ثلٰثہ تو ابن تیمیہ سمیت منہاج السنۃ ابن تیمیہ
میں مذکور ہیں اور ابو داود سجستانی اور ابو حاتم رازی ان دونوں کا نام صواعق محرقہ میں کیا گیا ہے جنمیں سے
ابو داوٗد کی طرف اس نسبت کو جناب علامہ نے غلط فرمایا ہے اور اسکا دعوی مدتوں سے صفحات مبارکۂ عبقات پر
مندرج ہے مگر آج تک دنیائی اہلسنت میں کوئی نابود ایسا پیدا نہوا جو یہ لکھدیتا کہ یہ نسبت قدح ابو داوٗد
کی طرف صحیح ہے پھر ضعف استدلال کی حیثیت یہ ہے کہ اس حدیث مبارک پر طعن جو نقل کی گئی ہے سمجھ میں
نہیں آتا کہ وہ طعن کیا ہے تاکہ اسکا جواب دیا جائے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی طرح وہ طعن بھی
مردود ہے اگر اصحاب اہلسنت اور انکے علما میں اثبات کا دم ہے تو وہ آگے بڑھکے یہ بیان کردیں کہ وہ طعن
یہ ہے اور بغیر اس طعن کے اٹھائے ہوئے ثابت ہونا حدیث کا ناممکن ہے یہ کونسی غیرت ہے کہ اب حدیث
متواتر میں یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں سے اس حدیث میں طعن منقول ہے یہ تو سر پر ہاتھ کا کیسر الیبیٹ کر
پہاڑ پر ٹکر ماری جاتی ہے اسکا کیا نفع ہو سکتا ہے پھر جن سے نقل کی گئی ہے وہ بھی کوئی معاقب کوئی ماخوذ
کوئی متروک کوئی سرکردہ اہل ضلال کوئی ثقہ نہیں پھر اگر انکی طعن منقول معلوم بھی ہو جب بھی وہ حدیث

کا کچھ نہیں بنا سکتی چہ جائیکہ ناقل معلوم طعن مجہول اور سامنے حدیث متواتر منقول جس پر حملہ کرنا اپنا ہی سر کاٹنا ہے

ڈیڑھ اینٹ کی مسجد

یہ پانچ چھ آدمی افق اہلسنت پر دکھائی دیتے ہیں جنکے سوا مرزا نجم غریب کو کوئی نہیں دکھائی دیتا اور جو لوگ اس حدیث مبارک کے مثبت ہیں انکو یہ بیچارہ ہی دنیائے سنیت سے خارج سمجھتا ہے کیونکہ وہ رقمطراز ہے کہ وہ یہ قصہ از سراپا غلط اور بے بنیاد ہے اہلسنت کی کتابوں میں کہیں اسکا وجود نہیں، یہ عبارت تمام علماء پر خط نسخ کھینچتی ہے اور وہ بتاتی ہے کہ ان مذکورین کے سوا کوئی اسکا مثبت نہیں اور نہ انکے سوا کوئی اہلسنت سے، یہ حدیث غدیر کا پہلا جہاد ہے جتنے تمام علماء کی شہرتوں کو خاک میں ملا دیا اور صرف پانچ چھ آدمی بنا جنکے نام مدیر بے شرم نے نقل کیئے ہیں اب وہ عہد گزر گیا جسمیں ہماری اجلہ علماء موجود تھے اب ہم سامنے ہیں اور سہیل کی تجلی خاطف الابصار ہے اب بھی مرزا نجم کو اگر غیرت و حمیت ہو تو وہ بیان کرے کہ آخر طعن منقول کیا ہوا اور یہ بھی کہ جنھوں نے اس حدیث مبارک کو ثابت سمجھا ہے وہ سنی نہیں ہیں یہ بالکل شبہات ملاحدہ کے مانند ہے کہ انکار کر دیا اور دلیل غائب ہے، ایسی انکار سے وجود باری پر کیا اثر پڑا یا پڑ سکتا ہے۔

ابن تیمیہ نے اپنے عبارت میں اثبات کا پتا دیا ہے کہ طرق حدیث غدیر کو ابن عقدہ نے ایک الگ تصنیف میں لکھا ہے، اگرچونکہ مرزا فہم سمجھتا ہے کہ ابن تیمیہ نے انکار میں اثبات پیش کیا ہے لہذا اتنے جملہ کو اسکی عبارت سے حذف کر کے اسکی عبارت پیش کی ہے اس دہوکہ میں سوا جاہلوں کے اور کون گرفتار ہو سکتا ہے ہم اسکے پتہ دینے کو جلتے ہیں اور منہاج میں موجود ہے لہذا ابن عقدہ نے جو لکھا ہے اسے ہم یہاں تحریر کرتے ہیں تاکہ اصحاب اعتبار کے لیئے مفید ہو صاحب طرائف نے ابن عقدہ سے نقل کی ہے اور وہ کتاب ۳۳۰ ہجری کی لکھی ہوئی تھی جو زمانہ مصنف کا ان صحابہ کے اسماء جنھوں نے حدیث غدیر کی روایت کی ہے، حسب ذیل ہیں ملاحظہ ہو:-

ابوبکر عبد اللہ بن عثمان، عمر بن الخطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، طلحہ بن عبد اللہ الزبیر بن عوام، عبد الرحمن بن عوف، سعید بن مالک العباس بن عبد المطلب، الحسن

بن علی بن ابی طالب، الحسین بن علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن العباس، عبد اللہ بن جعفر
بن ابی طالب، عبد اللہ بن مسعود، عمار بن یاسر، ابوذر جندب بن جنادہ الغفاری، سلمان
الفارسی، اسعد بن زرارۃ الانصاری، خزیمہ بن ثابت الانصاری، ابوایوب خالد بن زید
الانصاری، سہل بن حنیف الانصاری، عثمان بن حنیف، حذیفہ بن الیمان، عبد اللہ بن
عمر بن الخطاب، البراء بن عازب الانصاری، سمرۃ بن جندب، سلمہ بن الاکوع الاسلمی، زید
بن ثابت الانصاری، ابولیلی الانصاری، ابو قدامہ الانصاری، سہل بن سعد الانصاری،
عدی بن حاتم الطائی، ثابت بن یزید بن ودیعہ، کعب بن عجرۃ الانصاری، ابوالہیثم بن التیہان
الانصاری، ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص الزہری، المقداد بن عمرو الکندی، عمر بن ابی سلمہ
عبد اللہ بن ابی طالب اسید المخزومی، عمران بن الحصین الخزاعی، بریدہ بن الحصیب الاسلمی
جبلہ بن عمرو الانصاری، ابوہریرۃ الدوسی، ابوبرزہ نضلہ عبید الاسلمی، ابوسعید الخدری، جابر
بن عبد اللہ الانصاری، جریر بن عبد اللہ، زید بن ارقم الانصاری، ابورافع مولی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم، ابوعمرۃ بن عمرو بن محصن الانصاری، انس بن مالک، ناجیہ بن عمرو الخزاعی
ابوزینب بن عوف الانصاری، یعلی بن مرۃ الثقفی، سعد بن سعد بن عبادۃ الانصاری، حذیفہ
اسید ابوسریحہ الغفاری، عمرو بن الحمق الخزاعی، زید بن حارثہ الانصاری، مالک بن الحویرث
ابوسلیمان جابر بن سمرۃ السوائی، عبد اللہ بن ثابت الانصاری، حبشی بن جنادۃ السلولی،
ضمیرۃ الاسدی، عبید بن عازب الانصاری، عبد اللہ ابن ابی اوفی الاسلمی، زید بن شراحیل
الانصاری، عبد اللہ بن بشر المازنی، النعمان العجلان الانصاری، عبد الرحمن بن نعیم
الدیلمی، ابوالحمراء خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوفضالۃ الانصاری، عطیہ بن بشیر
المازنی، عامر بن لیلی الغفاری، ابوالطفیل عامر بن واثلہ الکنانی، عبد الرحمن بن عبد ربہ
الانصاری، حسان بن ثابت الانصاری، سعد بن جنادۃ العوفی، عامر بن عمیر النمیری،
عبد اللہ بن یامیل، حبۃ بن جوین العرنی، عقبہ بن عامر الجہنی، ابوذویب الشاعر، ابوشریح

الخزاعی، ابو حنیفہ، وہب بن عبد اللہ السوائی، ابو امامہ صدی بن عجلان الباہلی، عامر بن لیلی بن ضمرہ، جندب بن سفیان العلقمی البجلی، اسامہ بن زید بن حارثۃ الکلبی، حبشی بن جنادہ، قیس بن ثابت بن شماس الانصاری، عبد الرحمن بن مدلج، حبیب بن یزید بن ورقاء الخزاعی، فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہا وعلی ابیہا وبعلہا وذریتہا، عائشہ بنت ابی بکر، ام سلمہ ام المومنین، ام ہانی بنت ابی طالب، فاطمہ بنت حمزۃ بن عبد المطلب، اسماء بنت عمیس الخثعمیۃ

یہ فہرست بنا بر تنصیص اسماء ان صحابہ کرام کی ہے جنکی نام ابن عقدہ نے لکھی ہیں اور جنہوں نے روایت حدیث غدیر کی ہے اس کثرت طرق کی کوئی حد ہے کونسی حدیث ہے جسکو اتنے طرق میسر ہوے ہوں اور کون سی روایت ہے جسے سو سے زیادہ اشخاص نے روایت کی ہو یہ تو ابن عقدہ کی تنصیص وتصریح تھی لیکن برابر علماء اہلسنت اسکا حوالہ دیتے آئے اور بغیر حوالہ ناقل مخصوص خود بھی پتا دیتے رہے ہیں چنانچہ ابو الحسن ابن مغازلی نے جیسا کہ ابن بطریق نے کتاب عمدہ میں بیان کیا ہے اس حدیث غدیر کے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے :-

یعنی ابو القاسم فضل بن محمد نے کہا ہے کہ یہ حدیث جناب رسالتمآب سے صحیح طریقہ سے وارد ہوئی ہے اور حدیث غدیر خم وہ حدیث ہے جسکی روایت پیغمبر سے سو سے زیادہ صحابہ نے کی ہے منجملہ ان اصحاب کے عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور یہ ایک حدیث ثابت ہے جسکے لیے میں کوئی قدح نہیں سمجھتا اس فضیلت کیساتھ امیر المومنین علی بن ابیطالب مخصوص ہیں اور کوئی انکا شریک اس فضیلت میں نہیں "

قال ابو القاسم الفضل بن محمد هذا حديث صحيح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد روى حديث غدير خم عن رسول الله صلى الله عليه نحو مائة نفس منهم العشرة المبشرة وهو حديث ثابت لا اعرف له علة تفرد علی رضی الله عنه بهذه الفضيلة لم يشركه احد انتهى

جتنے حیلہ حوالے لفظ مولیٰ میں کیے گئے ہیں اور معنی نبہائے گئے ہیں وہ سب اس عبارت سے لغو ولچر ثابت ہوتے ہیں اسلیے کہ اسمیں کوئی شک نہیں کیونکہ تفرد علی بن ابی طالب علیہ السلام جبھی ثابت ہوسکتا ہے جب معنائی لفظ مولی وہ

لیے جائیں جو کسی میں نہ پائی جاتی ہوں وہ معنی سوائے امامت اور خلافت کے کچھ ہو نہیں سکتی۔ والحمد للہ علی ذالک ابن تیمیہ سے ناصبی شخص نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے چنانچہ اسکی عبارت یہ ہے۔ وقد صنف ابو العباس بن عقدۃ مصنفا فی جمع طرقہ یعنی ابن عقدہ نے ایک کتاب طرق حدیث غدیر کے جمع کرنے کیلئے لکھی ہے اب صاحبان انصاف تعصب دگزاف و بے دینی ابن تیمیہ کو ملاحظہ فرمائیں کہ سو صحابی اس حدیث مبارک کے راوی ہیں اور صحابہ کل کے کل عادل ہیں اور انہیں عشرہ مبشرہ بھی داخل ہیں پھر بھی وہ لکھتا ہے کہ حدیث غدیر ثقات سے نہیں ثابت ہے اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر، حضرت عثمان حضرت زبیر بن العوام حضرت طلحہ حضرت عبدالرحمن بن عوف وغیرہ ابن تیمیہ کے نزدیک ثقات سے نہ تھے اچھا خصم کے خوش ہونیکے لیے بفرض محال اگر اسکا یہ کہنا ہم تسلیم بھی کر لیں تو یہ بزرگان دین غیر ثقہ غیر قابل اعتماد ثابت ہوتے ہیں اور یہ بھی حدیث غدیر کا ایک واقعی ثبوت ہے جو اصحاب نظر پر مخفی نہیں ہے۔ اور علامہ ابن حجر نے بھی فتح الباری میں ابن عقدہ کی اس گرانبہا تصنیف کا پتا دیا ہے اور کہا ہے

یعنی حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ یہ وہ خبر ہے جسکو ترمذی اور نسائی نے اپنے اپنے صحیح میں درج کیا ہے اور اسکے طرق بہت ہیں جنکا احصا اور استیعاب ابن عقدہ نے ایک الگ کتاب میں کیا ہے اور انکے اسنادیں یا صحیح ہیں یا حسن۔

اما حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرجہ الترمذی والنسائی وھو کثیر الطرق جدا وقد استوعبھا ابن عقدۃ فی کتاب مفرد وکثیر من اسانیدھا صحاح وحسان

اب اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ ایسی اسناد کی سند دیتیں کسی مطلب پر ملیں اور نواصب وخوارج اپنی آنکھ بند کر لیں اس سے بہتر تھی یہ بات کہ یہ منکرین بدیہیات ان انکار کرنیوالوں کے وجود سے انکار کر دیتے تاکہ اس شناعت قبیحہ سے بچ جاتے جو لاعلاج ہے

اور ابن عقدہ کا جھٹلانا یا اسکا وضع بتانا یہ ایسا ہے جیسے چاند پر خاک، لالی مصنوعہ میں سیوطی نے لکھا ہے۔

ابن عقدہ کا وضاع کہنے والا جھوٹا ہے اور اسکا متہم کرنیوالا احمق کمینہ ہے اور یہ مختصر تحریر میں نے اسلیئے لکھدی ہے کہ صاحب صواقع نے حدیث غدیر کے جحت سے نجات کا یہ رستہ نکالا ہے کہ وہ ابن عقدہ پر الزام تشیع دیں۔

وابن عقدۃ من کبار الحفاظ والناس مختلفون فی مدحہ فذمہ قال الدارقطنی کذب من اتھمہ بالوضع وقال حمزۃ السھمی ما یتھمہ بالوضع الا طبل وقال ابو علی الحافظ ابو العباس امام حافظ محلہ محل من یسئل من التابعین واتباعھم

المجیب دوسری بات یہ ہے کہ اگر بالفرض من کنت مولاہ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی اسمیں حضرت علی کے خلافت کا اعلان کجا اشارہ تک نہیں حضرت علی کی خلافت اس صورت سے ثابت ہو سکتی ہے جبکہ مولی بمعنی حاکم ہو اور حدیث کا ترجمہ یہ ہو کہ میں جسکا حاکم ہوں علی بھی اسکے حاکم ہیں حالانکہ زبان عرب میں مولا بمعنی حاکم نہیں آتا قرآن مجید میں ہے فان اللہ ھو مولاہ وجبریل وصالح المومنین اگر مولی بمعنی حاکم ہو تو اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جبرئیل اور مومنین صالحین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاکم ہیں معاذ اللہ منہ ،،

سہیل یہ تو جناب کا دعوی ہے کہ مولی بمعنی حاکم زبان عرب میں نہیں آتا کیا اچھا احاطہ زبان عرب ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ زبان عرب میں مولی بمعنی حاکم نہیں آتا یہ کسنے کہا تھا کہ جہاں مولا ہوگا وہاں حاکم کے معنی فرض ہونگے تاکہ آپ اس آیت سے نقض وارد فرمائیں اب اس آیت میں فرمائیے ثم ردوا الی اللہ مولاھم الحق چنانچہ تفسیر احمد بن الحسن میں اسکا تذکرہ ہے ۔ : باز گردانیدہ شوند بخداوندی کہ وی حق است وخالق وسید ایشان ست اور علامہ جار اللہ محمود بن عمر زمخشری نے کشاف میں بیان کیا ہے ۔ مولانا اے سیدنا ونحن عبیدک او ناصرنا او متولی امورنا فانصرنا ۔ دیکھئے مولا بمعنی سید کے آیا اور متولی امور کے آیا) اب تو حاکم کے معنی آگئے جسکا انکار آپ کرتے تھے اور ابن اثیر نے نہایہ میں کہا ہے ۔: وقد تکرر ذکر المولی فی الحدیث وھو اسم یقع علی جماعۃ کثیرۃ فھو الرب والمالک والسید یعنی مولا کا ذکر حدیث میں بہت آیا ہے اسکی معنی رب کے ہیں اور آقا کے ہیں اور مالک کے ہیں" اب تو حاکم کے معنوں میں آگیا اور مدارک التنزیل میں انت مولانا کی تفسیر میں قمطراز ہے ، انت مولانا سیدنا ونحن عبید او ناصرنا او متولی امورنا ۔ اب تو حاکم کے معنوں میں مستعمل ہوا علامہ آفاق صاحب عبقات نے جو تحریر اسمقام میں لکھی ہے وہ زبان حال کہتی ہے قل لئن اجتمعت الانس والجن الخ وہ نعرہ صوت اہلسنت کیلئے انگشت بدندان ہونیکی لئے کافی ہے منصف کیلئے بھی دلنے خروش کافی ہیں مجھے اس موقع تحریر پر ایک مضحکہ یاد آیا وہ یہ کہ اسی سالا النجم صنو ۔ اہر میاں سہرا یک کا ایک مضمون مندرج ہے جسمیں عبارت ہے : ۔ حالانکہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے معنی یہ ہیں کہ جسکا میں ممدوح ہوں اسکا علی بندہ ہے نہ کہ جسکا میں وارث ہوں اسکا علی وارث ہے اسلئے کہ وارث کے معنی مالک خاوند کے آتے ہیں اور اس موقع پر مولی کے معنی مالک وخاوند کے لینا ناممکن ہی نہیں بلکہ امر محال ہے کیونکہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم جن بیویوں کے شوہر تھے انکے شوہر علی ہوں " دنیائے اہلسنت کو خوش ہونا چاہیئے کہ ایسا خوش فہم باستعداد انکی فرقہ میں پیدا ہے جو مولا کے معنی خاوند سمجھتا ہے اور یہ بھی کہنا چاہتے کہ خداوند ایک ہے جو بمعنی تھا کہ تفریب استدلال

بدست ہوا چھا پیغمبر کو تو ہالک خداوند دو خاوند سمجھتی ہو علی کو نہ سہی اتو تمام اہلسنت کی عورتیں پیغمبر کی بیبیاں ہوگئیں اور سب کے اسباب
مومنین میں داخل ہوگئیں لہذا غور کریں کہ انکی بیبیاں اب کہاں ممکن ہیں، اتنی بد حواسی کی کیا ضرورت ہے جسپر فرمایا خندہ زن ہو
ایسی لغو اور مہمل عبارتیں النجم پیش کر رہا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نے تھوڑی ہی لکھا ہے یہ عمر اور کسی کا قول ہے لیکن ان کو
معلوم ہے کہ جبتک انھوں نے پسند نہیں کیا تب تک داخل النجم نہیں ہوا لہذا دنیا انھیں پر نہیں ہنستی بلکہ پسند کرنیوالے کو بھی احمق
سمجھتی ہے۔ یہ کتنی اچھی معنی ہیں کہ جسکا میں بندہ ہوں اسکا بندہ علی بھی ہے یہ حضرت علی کے لیے کیا ضرور تھا حضرت عمر کیلیے
کیوں نہ کہا کیا وہ کسی اور کے بندے تھے۔ النجم شیعوں کے امام المناظرین مولوی حامد حسین نے اپنی مشہور کتاب عبقات میں زور اس بات پر
دیا ہے کہ مولیٰ معنی حاکم آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ جب شرح احادیث کا سلسلہ شروع ہوگا اسوقت عبقات لفظ لفظ کا رد کرکے دکھا دیا جائیگا
کہ مولا معنی حاکم ہرگز مستعمل نہیں اور جو عبارتیں مولوی حامد حسین نے نقل کی ہیں انکا مطلب ہی وہ نہیں سمجھے۔ سہیل ہمارا امام المناظرین
درحقیقت ایک ایسی چیز ہے جسپر ہمارا فرقہ جسقدر فخر کرے بجا ہے جب شرح احادیث آپ کبھی شروع کرینگے تو دیکھا جائیگا مگر
یہ امر کہ جو عبارتیں انھوں نے نقل کی ہیں انکا وہ مطلب ہی نہ سمجھے یہ اگر تمکو ممکن ہوتا تو ابتک تم کب کا لکھ چکے ہوتے اور
خیر تم تو کوئی چیز نہیں جو لوگ باہم ہیں وہ اپنے مذہب کے بنا منقود بنانے پر راضی نہوتے اور ذرا بھی قلم کے لیے جگہ ملتی
تو جھوٹ سچ ہی لکھ ڈالتے لیکن سکوت مستمر بتا رہا ہے کہ یہ حسرت تمھارے ساتھ بھی اعمال کیطرح جائیگی جیسا کہ اونکے ساتھ گیا
ایک دروغ بے فروغ النجم صفحہ ۲۴ پر یوں طراز ہے۔۔ ایک عجیب لطف یہ ہے کہ شیعوں کی معتبر کتابوں سے یہ بات ثابت ہے
کہ یہ آیت غدیر خم کے موقع پر نہیں نازل ہوئی بلکہ عرفہ کے دن نازل ہوئی جو غدیر خم سے نو دن پہلے تھا، خدا اس جھوٹ پر اور
جھوٹوں پر لعنت کرے یہ تو کافی میں ہرگز نہیں ہے اسمیں تو تصریح ہے کہ روز غدیر خم یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ اسکی عبارت یہ ہے

فضاق صدره وراجع ربه فاوحی
الله عز وجل الیه یا ایها
الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله
یعصمک من الناس فصدع بامر الله عز ذکره
فقام بولایة علی علیه السلام یوم غدیر خم

یعنی جب پیغمبر تبلیغ ولایت سے تنگدل ہوا تو اُنے خدا سے پھر رجوع کی
تو خدا نے یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ اتاری تب پیغمبر نے خدا کے حکم کو
پہونچایا اور روز غدیر خم اُسکا اعلان کیا اور دوسری روایت میں ہے
کہ ولایت روز عرفہ اتری تو پیغمبر نے دل میں خیال کیا کہ لوگ
نئے مسلمان ہیں معلوم کیا حال ہو تو یہ آیت اتری یا ایہا الرسول بلغ،
تب پیغمبر نے علی کی ولایت کا اعلان کیا۔
اسمیں کہیں بھی مرقوم ہے کہ یا ایہا الرسول بلغ عرفہ کے دن اتری اسمیں تو ولایت کا کہا ہے کہ وہ روز عرفہ اتری یا دصفیہ

اب منئے آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس "

ان لوگوں نے اس آیہ کا نزول روز عید غدیر تسلیم کیا ہے ۲۱ اور یہ سب علماء و ثقات اہلسنت ہیں ابن ابی حاتم ، احمد بن عبد الرحمن شیرازی ، احمد بن موسیٰ بن مردویہ ، احمد بن محمد الثعلبی ، ابو نعیم احمد بن عبداللہ ، علی بن احمد واحدی ، مسعود ابن ناصر سجستانی ، عبداللہ بن عبید اللہ الحکانی ، ابن عساکر محمد بن عمر الرازی ، محمد بن طلحہ نصیبی ، عبد الرزاق بن رزق اللہ الرسنی ، حسن بن محمد نیسابوری ، علی بن شہاب الدین الہمدانی علی بن محمد المشہور با بن الصباغ ، محمد بن احمد عینی ، عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی ، محمد محبوب عالم ، حاجی عبد الوہاب ، جمال الدین عطاء اللہ ، شہاب الدین احمد ، مرزا محمد بن معتمد خاں ،

بائیس علمائے اعلام اور رؤسائے اہلسنت نے جنکا آوازہ کمال فلک فرسا ہے انھوں نے اس آیہ وافی ہدایہ کا نزول روز غدیر خم تسلیم کیا ہے اُن کے مقابلہ میں عبد الشکور اپنے کرامہ بیوزن میں ایک حافظ ابن کثیر کو پیش کرتے ہیں جو لکھتے ہیں کہ وہ یہ آیہ غدیر خم کے بہت پہلی یہود کے بارے میں نازل ہوا اور پھر مولوی صاحب نے کتاب عبقات کا نام لیا ہے جنکی سامنے دنیائے سنیت سربسجود ہے اور تا نفخ صور رہیگی کیونکہ علامۂ آفاق اور فرد فرید علی الاستحقاق نے ہر سمندر میں غواصی کرکے ایسی وہ موتی نکال لیئے ہیں جو جان تھے جسکے لیئے تائید غیبی کہہ رہی ہے کہ قل لئن اجتمعت الجن والانس الخ میں اسی مبارک کتاب سے استفادہ کرکے اس رسالہ تبلیغ کا جواب لکھنے بیٹھا ہوں اور خوش ہو رہا ہوں کہ اُنکی تحریر بلند پایہ اس کور باطن کے سمجھ سے بالا ہے مگر اسے شوق ہے کہ ان اُنکے مقابلہ میں آئے خبط کا علاج کہاں اور جنون کی دوا کہاں ؟

سب میں پہلی میں انہیں اس مسئلہ کی طرف مخاطب کرتا ہوں کہ وہ ان مطالب کو سمجھیں جو کتاب مبارک عبقات میں موجود ہیں اور پھر سمجھنے کے بعد اُسکی رد یا نقص کی طرف مخاطب ہوں آپ کو وہ باتیں نہیں معلوم جنکی بنا پر کتاب عبقات کی نیوہے وہ تمام تر حق پر مبنی ہیں اور ان تمام باتیں علمائے اہلسنت کی تسلیم کردہ ہیں . مگر یہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں اور سمجھکر میں نے

اعتراض کیئے ہیں اسکی وجہ یہ ہے ہمیں علم قطعی ہے کہ سمجھنے کے بعد تو اعتراض ہو ہی نہیں سکتا اعتراض کا کرنا یہی بتاتا ہے کہ مولوی صاحب سمجھ کے قریب بھی نہیں آئی" چنانچہ میں آپکے رسالہ "ضمیمہ انجم" سے جو کاکوری کی ایک جانباز ہے آپکی عبارت نقل کرتا ہوں اور اسمیں سینے جو کچھ کہا ہے اسکی دلیل ہو :-

الجواب اب دیکھئے مولوی حامد حسین صاحب نے اپنی اس دعوی کے ثبوت میں کہ یہ آیہ غدیر خم کے روز نازل ہوئی تھی کیا دلائل پیش فرمائی ہیں واضح ہو کہ مولوی حامد حسین نے اپنے عادت شریف کے مطابق اس بحث کو طول تو بہت دیا کئی جز کاغذ سیاہ کر ڈالا ہے مگر روایتیں کل چار پیش کی ہیں اور کارروائی یہ کی ہے کہ ان روایتوں کو متعدد کتابوں سے نقل کر کے ہر ہر کتاب کے اعتبار سے ایک جداگانہ روایت قرار دی ہے اس طول پر چار روایتوں کو بہت سے روایات بنا کر بہت کچھ ناز کیا ہے،

سہیل مولانا نے کہیں کوئی کلمۂ ناز نہیں لکھا مگر تحقیق زبان حال سے ناز کر رہی ہے، اور مذہب اہلسنت کا خضوع قلم ہدایت رقم کے سامنے اس ناز کا پتہ دیتا ہے اور اسی دنیا میں کوئی رد کر نہیں سکتا اچھا اب میں انھیں مولانا کی تحریر سمجھنے کیطرف ملتفت کرتا ہوں کیونکہ اسکا فہم مشکل ہے اور ہر کور باطن اسکے سمجھنے میں قاصر ہے عبقات الانوار جلد دوم کے صفحہ ۱۰۶ پر اسکی وجہ لکھی ہوئی ہے کہ کیوں مستند کتابوں سے نقل کر کے بہت سی روایتیں بنائی جاتی ہیں اور اس کا کیا فائدہ ہے اور وہ عظیم محنت ہے کہ دنیائے علمی کسی مصنف کو اس محنت کے ساتھ متصف نہیں کر سکتی سوائے علامۂ آفاق محسن ملت مجدد دین مبین ثمال الدہر جناب مولانا وسیدنا المولوی سید حامد حسین صاحب قبلہ کے کیونکہ ایک حوالہ کے نکالنے میں وہ شدید محنت ہے جسکو ارباب علم کا دل ہی جانتا ہے بہرحال میں ابیات کو واضح کرنا چاہتا ہوں جسے عبدالشکور سمجھے نہیں علامہ سیوطی نے کتاب اتمام الدرایۃ میں ایک عبارت لکھی ہے وہ صفحہ ۱۹ کتاب جلیل میں مرقوم ہے اسمیں خود ہی غور کیجئے اور سمجھ میں نہ آئے تو اپنے سب بڑے سے پوچھئے اور اگر نہ ملے تو ہم سے پوچھئے ہم چونکہ کتاب مبارک کے خوشہ چیں ہیں لہذا آپکے سمجھانے کے لیئے کافی ہیں :-

ترجمۂ محصل یہ ہے کہ علامہ سیوطی نے کتاب الدرایۃ میں لکھا ہے کہ خبر بمعنی حدیث یا اس سے عام

وھو ھذا الخبر بمعنی الحدیث

وقیل اعم منہ ان تعددت

پایا جائے ہم حال اگر طرق وارد ہے انتہا تک یعنی
کہ عادت محال سمجھی کہ اتنے لوگ جھوٹ پر اتفاق کریں
یا یہ اتفاق ان سے بغیر قصد حاصل ہو جائے اور اسی صفت
کے ساتھ ہر طبقہ میں پایا جائے ایسی حدیث متواتر
کہی جاتی ہے اور اصول فقہ میں یہ مطلب بیان کر دیا
گیا ہے کہ ایسی خبر سبب علم یقینی ہے جو خبر ایسی ہو یعنی متواتر
کہی جائے اُسکی رجال کے دیکھ بھال نہیں کی جاتی
اور نہ اُس سے بحث کیجاتی ہے۔ ابن صلاح نے یہ تعریف
خبر متواتر کی دیکھکر لکھا ہے کہ یہ خبر کمیاب ہے یا حدیث
من کذب علی متعمدًا میں دعوی کیا جاے کہ یہ متواتر
ہے کیونکہ اس خبر کے راوی سو یا دو سو لکھے گئے ہیں
اور حافظ ابو الفضل عراقی نے حدیث مسح خف کو
اُسکی مثال میں پیش کیا ہے کیونکہ اسکے راوی ستر
صحابہ ہیں اور نماز میں ہاتھ اٹھانے کی جو حدیث ہے
اُسکو پچاس صحابہ نے روایت کیا ہے شیخ الاسلام
ابو الفضل بن حجر نے کہا ہے کہ جو کچھ ابن صلاح کا دعوی
ہے کہ حدیث متواتر کمیاب ہے یا اُنکے غیر نے کہا ہے
کہ نایاب ہے یہ خیال خود اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ
کثرت طرق پر اطلاع نہیں ہوئی یا رجال کا حال
معلوم نہیں ہوا اور اُنکی وہ صفات جو اُنکے اتفاق
کذب کو محال بتلاتے ہیں اُسپر اطلاع نہ ہو تو یہ ترین

طرقه بلا حصر بان
احالت العادة تواطؤهم
على الكذب او وقوعه منهم
اتفاقا بلا قصد واتصف
بذلك في كل طبقاته
فهو متواتر اي تسمى بذلك وسياتي
في اصول الفقه انه يوجب العلم اليقيني
فلا يحتاج الى البحث عن حال رجاله
قال ابن الصلاح ومثاله على التفسير المذكور
يعز وجوده الا ان يدعى ذلك في حديث
من كذب علي متعمدا فقد رواه من الصحابة
نحو المائة وقيل المائتين وتعقب عليه
الحافظ ابو الفضل العراقي بحديث مسح
الخف فقد رواه سبعون من الصحابة
وحديث رفع اليدين في الصلوة فقد
رواه نحو خمسين منهم وقال شيخ الاسلام
ابو الفضل بن حجر ما ادعاه ابن الصلاح
من العزة وغيره من العدم ممنوع لان ذلك نشاء
عن قلة الاطلاع على كثرة الطرق واحوال
الرجال وصفاتهم المقتضية لابعاد العادة ان
يتواطؤا على الكذب او يحصل منهم اتفاقا ومن احسن

طریق جن سے متواتر کا وجود کثرت کے ساتھ معلوم
ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ مشہور کتابیں جو اہل علم کے
ہاتھوں میں شرق و غرب میں ہیں اور جنکے ساتھ یقین
ہے کہ وہ جسکی طرف منسوب ہیں اسکی کتابیں ہیں جب
وہ کتابیں کسی حدیث پر متفق نظر آئیں اور کثیر
طریق نظر آئیں جن سے عادۃً جھوٹ پر انکا اتفاق
ممنوع ہو تو پھر وہ مفید علم یقینی ہو جائیگا یعنی جو
نسبت انکی قائل کی طرف ہوگی ہے وہ صحیح ہے اور اس طرح
کے اخبار کتب مشہورہ میں بہت ہیں سیوطی کہتے ہیں
کہ میں کہتا ہوں کہ شیخ الاسلام ابن حجر نے جو کچھ
کہا ہے اور جو انکا ارشاد ہے وہ صحیح ہے اسلئے
کہ جسے فن حدیث میں ممارست اور اطلاع ہے
وہ ہرگز اثبات میں شبہ و شک نہیں کر سکتا کیونکہ
ایک جماعت متقدمین و متاخرین نے بہت سی
حدیثوں کو متواتر کہا ہے جیسے نزول القرآن
علی سبعۃ احرف، اور حدیث حوض اور
حدیث انشقاق قمر اور احادیث ہرج و فتن
اور میں نے بھی ایک جزء حدیث رفع یدین میں جمع
کیا ہے تو بیس طرق میرے ہاتھ لگے اور میں نے متواتر
حدیثوں کے جمع کرنے کا ارادہ کیا ہے خدا اسمیں میری
مدد کرے۔ آمین

ما یقرب ان یکون المتواتر موجودا وجود
کثرۃ فی الاحادیث ان الکتب المشہورۃ
المتداولۃ بایدی اہل العلم شرقا
وغربا المقطوع عندہم بصحۃ
نسبتہا الی مصنفیہا اذا اجتمعت
علی اخراج حدیث وتعددت طرقہ
تعددا تحیل العادۃ تواطؤہم علی
الکذب افاد العلم الیقینی بصحۃ نسبتہ الی
قائلہ ومثل ذلک فی الکتب المشہورۃ کثیر
قلت صدق شیخ الاسلام بر ما قالہ
ہو الصواب لا یمتری فیہ من لہ ممارسۃ
بالحدیث والاطلاع فقد وصف جماعۃ من المتقدمین
والمتاخرین احادیث کثیرۃ بالتواتر منہا حدیث
نزل القرآن علی سبعۃ احرف حدیث الحوض
وانشقاق القمر واحادیث الہرج والفتن
فی آخر الزمان وقد جمعت جزءا فی حدیث
رفع الیدین فی الدعاء فوقع لی من
طرق تبلغ العشرین وعزمت علی جمع
کتاب فی الاحادیث المتواترۃ یسر
اللہ ذلک بمنہ آمین۔

کیوں جناب آپ سمجھے کہ مولانا نے عبقات میں کوئی نئی کارروائی نہیں کی بلکہ وہی کارروائی ہے جس سے آپ اب تک جاہل تھے یوں طرق روایت بڑھ جاتے ہیں اور یوں ہی مصنفین کی جو اقوال کے نقل سے صفحات روایت بھی بڑھتے جاتے ہیں ابن حجر نے اس قول کو لکھا اور سیوطی نے اسکی تصویب کی اور کہا کہ اس بات میں واقفان فن کو ذرہ برابر شک و ریب نہیں ہوتا کاش سیوطی کو یہ معلوم ہوتا کہ آخر زمانہ میں ایک مولوی بھی پیدا ہونگے جو اسپر عمل کرنے والے کو چالاک سمجھیں گے کیا اس بات میں کسی قسم کا شک ہے کہ جس نے اس روایت کی روایت کی وہ خود روایت کرنے والوں میں داخل ہو گیا ہے اور اسی وجہ سے تواتر پیدا ہو جاتا ہے خیر الحمد للہ سیوطی جو عبد الشکور صاحب کا ہم مذہب ہے اُسکے نزدیک بھی یہ فن احادیث سے بالکل اجنبی ثابت ہوئے چہ جائیکہ اہل حق کے نزدیک اُنکا اعتبار ہو جاتا اب صرف اسی مقدمہ کو پیش نظر رکھکے اصل مطلب شروع کیے دیتے ہیں کیونکہ اب اسمیں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہے

یہ روایت کہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک امیر المومنین کی شان میں اتری ہے ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے ”درمنثور“ میں ہے:۔

یعنی ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت پیغمبر پر اتری غدیر خم میں حق علی بن ابن ابی طالب میں “

اخرج ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر عن ابی سعید الخدری قال نزلت هذه الآیۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک علی رسول اللہ ص یوم غدیر خم فی حق علی ع

ابن حاتم کی جلالت قدر اس سے کہیں زیادہ ہے کہ وہ بیان ہو سکے شمس الدین محمد بن احمد نے سیر النبلا میں اُنکی مدح یوں کی ہے کان بحر الایکدرہ الدلاء وہ ایسا سمندر تھا کہ جسے ڈالے ہوئے ڈول مکدر نہیں کر سکتے کہیں اسے بدل کہا ہے اور کہیں اسے رائز بتایا ہے اور کہیں اسکا اعتراف ہے کہ وہ صاحب تفسیر تھا اور اُنکی تفسیر بہترین تفسیر ہے وہ امام بھی کہا جاتا ہے اور حافظ بھی اور لئالی مصنوعہ میں سیوطی نے ابن ابی حاتم کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس مضمون کو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں درج کیا ہے اور اس تفسیر میں جو التزام کیا ہے وہ یہ ہے کہ جو سب

میں زیادہ صحیح ترین روایت اسکے نزدیک ثابت ہوئی ہے وہ اپنی تفسیر میں مندرج کی ہے اور کوئی روایت موضوع تفسیر میں مندرج نہیں کی ہو اولاً بی مصنوعہ کی عبارت یہ ہے واخرجہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ وقد التزم ان یخرج فیہ اصح ما ورد ولم یخرج فیہ حدیثا موضوعا البتہ انتہی نقلاً عن العبقات۔

اب جب ابن ابی حاتم نقادان مسلم سے مانا جاتا ہوا صاحب کتاب جرح وتعدیل ہے تو اسکی اختیار کی ہوئی روایت کیسی ہوگی جو اسکی تفسیر میں ہوگی جسمیں امر مذکور کا التزام کر لیا گیا ہوگا وہ کیسی روایت ہوگی لہذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ حقیقۃً یہ آیت بروز غدیر خم نازل ہوئی اور جو مضمون اسکے خلاف کسی روایت یا کسی تفسیر میں ہوگا وہ ابن ابی حاتم کے نزدیک یا غیر اصح ہوگا یا موضوع ومجہول پھر ابن کثیر نے جو کچھ بھی لکھا ہو وہ مختار ابن ابی حاتم کا مقابلہ کہاں سے کر سکتا ہے اور چونکہ وہ خود صاحب جرح وتعدیل ہے لہذا اس سے یہ امید رکھنا کہ کسی راوی مجروح سے اُسنے روایت کی ہوگی غیر معقول ہے

دوسری روایت مولانائے عالی درجات نے مناقب سے پیش فرمائی اور اس بنا پر کہ انکا صدق اللہجہ ہونا علمائے اہلسنت کی زبانی ثابت ہے، چنانچہ مناقب میں یہ لکھا ہے:-

واحدی اور ابوبکر شیرازی دونوں کی روایتوں کا یہ محصل ہے کہ یہ آیہ وافی ہدایہ شان امیرالمومنین میں روز غدیر خم نازل ہوا ہے یہ باسناد صحیح ابن عباس سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ یہ آیت یعنی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک بروز عید غدیر شان علی بن ابی طالب میں نازل ہوا

الواحدی فی اسباب النزول باسنادہ عن الاعمش وابی الحجاف عن عطیۃ عن ابی سعید الخدری وابوبکر الشیرازی فیما نزل من القرآن فی علی بن ابیطالب امیر المومنین علیہ السلام بالاسناد عن ابن عباس قال نزلت ھذہ الآیت یا ایھا الرسول بلغ الخ یوم غدیر خم فی علی ابن ابیطالب

روایت ابن ابی حاتم میں تو عطیہ کا نام بھی نہیں لیکن روایت واحدی میں البتہ عطیہ کا نام ہے اور روایت ابوبکر شیرازی میں پھر عطیہ کا نام نہیں لہذا اپنے رسالہ الغو میں مدیر النجم کا یہ لکھنا کہ پہلی روایت ابو سعید خدری کی ہے جسکو عطیہ کوفی روایت کرتا ہے غلط ہے کیونکہ پہلی روایت ابن

ابی حاتم نے پیش فرمائی ہو اور اسمیں عطیہ کا ذکر بھی نہیں اور چونکہ ابن ابی حاتم کا انحصار وہی ہے جسکی روایت عطیہ نے کی ہے تو اسکے کی ہوی روایت بہرحال خطرہ سے خالی ہے

ابو بکر شیرازی کے متعلق ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے۔ کان قال شیرویہ ناعنہ ابوالفرج البجلی قال کان صدوقا حافظا یحسن ھذا الشان جیدا

اور سیوطی نے طبقات الحفاظ میں تحریر کیا ہے۔ کان صدوقا حافظا یحسن ھذا الشان جیدا

تیسری روایت علامہ ابن مردویہ کی ہے نیز درمنثور سیوطی میں ہے

یعنی ابن مردویہ نے اپنی اسناد سے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ہم عہد رسالتمآب میں اس آیۂ کریمہ کو یوں پڑھا کرتے تھے، یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔

واخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقرء علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔

جو کچھ روایت ابن مسعود میں تھا وہ علامہ موصوف نے تحریر فرمادیا یہ تو مولوی عبدالشکور صاحب کو ابن مردویہ کا قلم پکڑنا لازم تھا یا ابن مسعود کی مونھ پر ہاتھ رکھدیتے لیکن آپنے اپنے رسالہ میں جو تحریر فرمایا ہو وہ یہ ہے۔ النجم چوتھی روایت مولوی حامد حسین صاحب نے عبقات میں یہ بھی لکھی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس آیت کو یوں پڑھتے تھے یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین اس روایت کو مولوی حامد حسین صاحب نے استقصار الافحام میں بھی ذکر کیا ہے اور اس سے تحریف قرآن ثابت کرنے کی کوشش کی ہے پوری سند اس روایت کی بھی مولوی صاحب نے ذکر نہیں کی صرف اسقدر نقل کیا ہے کہ ابو بکر بن عیاش نے عاصم سے انھوں نے زر سے انھوں نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے ابو بکر بن عیاش کے نیچے کے راوی معلوم نہیں کیسے ہیں لہذا ایک خرابی تو اس روایت میں یہ ہوئی کہ سند اسکی مجہل ہے،، تفصیل جو روایت کتاب مبارک عبقات میں ہے وہ تفسیر سیوطی کی درمنثور سے منقول ہے اور جو روایت استقصار

الانجام میں صفحہ ۳۱ پر منقول ہے وہ کتاب مفتاح النجا جو مرزا معتمد خاں بدخشی کی ہے اس سے منقول ہو ایک میں مولوی صاحب پاٹانالہ نے مجہولیت سند کا الزام لگایا اور دوسری میں بھی یہی عیب لگایا ہے اور اُسکی علاوہ یہ کہ اسکے رُواۃ میں ابو بکر بن عیاش ہیں اور وہ عاصم سے روایت کرتے ہیں اور عاصم بہت ہیں نہ معلوم کون سا عاصم انکی بھی تصریح موجود نہیں۔ یہ مولوی صاحب کی بدحواسی ہے ابو بکر بن عیاش اور عاصم کا ذکر جناب علامہ نے ان دونوں روایتوں میں نہیں کیا اور یہ دونوں نام لیے نہیں گئے بلکہ ابن مردویہ نے ابن مسعود سے (اپنے اسناد کے ذریعہ سے) روایت کی ہے اور عبقات جلد دوم صفحہ ۴۰۴ پر یہ روایت ہے "جو نقل" کی ہے آپ یہ الزام معتمد خان بدخشی پر دیں اور وہ یہ الزام ابن مردویہ پر سے جناب علامہ بالکل بے قصور ہیں درحقیقت عقلا کے نزدیک اُنمیں سے کسی ایک کا قصور نہیں ایسی نام اگر شخص چھوڑ دیتا ہے اور سند میں انکا ذکر نہیں کرتا جبکا حفظ اور جسکی دیانت مسلم ہے اُسکے معنی یہ لیے جاتے ہیں کہ جبتک وہ راوی اُسکے نزدیک ثقہ نہیں تھا جب تک اُسنے چھوڑا نہیں ہیں بلا وہ روایت کیونکر قابل احتجاج ہوسکتی ہے جبکہ راوی مقدوح ہو اور اُسکے ذکر کرنے کے کیا معنی ہوسکتے ہیں چونکہ بن مردویہ ہر طرح سے ماہرین فن حدیث میں قابل ذکر ہیں اور اُنکے اوصاف بیحد ذکر کیے گئے ہیں چنانچہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں انکی ثنا ان الفاظ میں کی ہے:-

ابن مردویہ حافظ ثقہ علامہ ابو بکر احمد بن موسی بن مردویہ اصفہانی صاحب تفسیر و تاریخ وغیرہ اُنھوں نے ابی سہل بن زیاد قطان میمون بن اسحق خراسانی، محمد بن عبد اللہ بن علم صفار، اسمعیل خطبی، محمد بن علی بن رستم بن شیبان، احمد بن عبد اللہ بن دلیل اسحق محمد بن علی کوفی محمد بن احمد بن علی اسواری احمد بن عیسی خفاف اور احمد بن محمد بن عاصم سے روایت کی ہے۔

ابن مردویہ الحافظ الثبت العلامہ ابو بکر احمد بن موسی بن مردویہ الاصفہانی صاحب التفسیر والتاریخ وغیر ذلک روی عن ابی سہل بن زیاد القطان و میمون بن اسحق الخراسانی و محمد بن عبد اللہ بن علم الصفار و اسمعیل الخطبی و محمد بن علی بن دحیم الشیبانی و احمد بن عبد اللہ بن دلیل اسحق و محمد بن علی [illegible] علی الاسواری و احمد بن عیسی الخفاف [illegible]

اسکے بعد ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنھوں نے ابن مردویہ سے روایت کی ہے پھر کہا ہے کہ :- کان قیما بمعرفۃ ھذا الشان بصیرا بالرجال طویل الباع ملیح التصانیف الخ

جب اسکے اوصاف میں ذہبی وصف کان بصیرًا بالرجال (یعنی وہ رجال میں نقد اور تمیز کو خوب پہچانتا تھا) لکھتا ہے تو آپ یا دیگر کیونکر تنقیص فرماتے ہیں دنیا جانتی ہے کہ جب وہ بصیر بالرجال تھا تو جو امر متعلق رجال ہے وہ اسکے راویان روایت میں کیونکر قدح کرسکتا ہے -

کتاب لواقح الانوار میں جو عبد الوہاب بن احمد شعرادی کی کتاب ہے اسمیں قول ابن حجر مکی نقل کیا ہے

انسان میں وہ شرطیں جنکا جمع ہوجانا حافظ کہنے	وکان الحافظ ابن حجر یقول الشروط التی
میں مشروط ہے وہ یہ ہیں طلب میں مشہور ہو اور لوگوں	اذا اجتمعت فی الانسان سمی حافظا ھی الشہرۃ
کے موضع سے باتوں کو سنکر یاد رکھتا ہو اور گواہوں	بالطلب والاخذ من افواہ الرجال والمعرفۃ
کے جرح و تعدیل سے واقف ہو اور صحیح اور غیر	بالجرح والتعدیل لطبقات الرواۃ ومراتبھم وتمیز
صحیح میں فرق جانتا ہو یہانتک کہ جو چیزیں یاد ہوں	الصحیح من السقیم حتی یکون ما یستحضرہ من ذلک اکثر
وہ ان چیزوں سے جو یاد نہوں زیادہ ہوں جو	مما لا یستحضرہ مع استحضار الکثیر من المتون فھذہ
ان شروط کا جامع ہو وہ حافظ کہا جاتا ہے	الشروط من جمعھا فھو حافظ

اور مجمع الوسائل فی شرح الشمائل میں ہے -:

یعنی اصطلاح متأخرین میں حافظ اُسے کہتے ہیں	والحافظ فی اصطلاح المحدثین من احاط
جسکو متن و سند کے ساتھ ایک لاکھ حدیثیں یاد ہوں	علمہ بمائۃ الف حدیثا متنا واسنادا

پھر جب اسفار علمائے کرام میں ابن مردویہ کا لقب حافظ ہوا اور وہ جرح و تعدیل کا عالم سمجھا جائے تو عبد الشکور کی بات کیونکر سچی سمجھی جائے کہ وہ اُسکی راویوں کا نام اسلیے ڈھونڈھتی ہیں کہ صحیح و ضعیف میں تفرقہ پیدا کردیں اور اگر، وہ ایسے نہ ملیں تو اپنی طرف سے وہ راوی پیش کردیں جنکا نام انھیں مجروحین میں ملا ہے جیسا کہ یہاں ابوبکر بن عیاش کا نام لیا ہے اور اسکے بعد اُنکی مجروحیت نقل کیا ہے تاکہ روایت ابن مردویہ قابل تمسک نہ رہے، اور جناب شاہ عبد العزیز نے اپنی رسالہ حدیث میں بیان فرمایا کہ جو حدیثیں

تفسیر کے متعلق ہیں وہ تفسیر لکھی جاتی اسی کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں تفسیر ابن مردویہ، و تفسیر دیلمی و تفسیر ابن جریر وغیرہ مشاہیر تفسیر حدیث اند" اس تحریر سے معلوم ہوا کہ تفسیر ابن مردویہ مشہور تفاسیر میں ہے ملحوظ اور تفاسیر سے ذکر میں قابل تقدیم ہے جیسا کہ شاہ صاحب کے عبارت سے ظاہر ہے

(۷) ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی النیشاپوری کی روایت

ثعلبی کی دو روایتیں ہیں ایک انہیں سے امام محمد تقی علیہ السلام سے براء بن عازب سے منقول اور وہ یہ ہے قال ابو جعفر محمد بن علی معناہ بلغ ما انزل الیك من ربك فی فضل علی بن ابی طالب ع فلما نزلت هذه الآیة اخذ رسول الله ص بید علی فقال من کنت مولاه فعلی مولاه اور دوسری روایت ابن عباس سے ہے جو اسکی رواۃ میں کلبی کا بھی ذکر ہے وہ یہ ہے:-

مجھے خبر دی ابو محمد عبداللہ بن محمد قائنی نے انھوں ابوالحسن سے روایت کی .... درمیان تک کہ یہ سلسلہ ابن عباس تک پہونچتا ہے وہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کے متعلق فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علی کی شان میں یہ آیت اتری، جب یہ آیت اتری تو رسول نے علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جسکا میں مولا ہوں اُسکے علی مولا ہیں خدایا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے"

اخبرنی ابو محمد عبداللہ بن محمد القائنی نا ابوالحسین محمد بن عثمان النصیبی نا ابوبکر محمد بن الحسین السبیعی نا علی بن محمد الدهان و الحسین بن ابراهیم الجصاص نا حسین بن حکم نا حسن بن حسین عن حبان عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس فی قوله تعالی یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك الایة قال نزلت فی علی امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یبلغ فیه فاخذ رسول اللہ ص بید علی فقال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه۔

ثعلبی کی جلالت قدر جو کتاب مبارک عبقات میں بیان کر دی گئی ہے وہ اثبات کی دلیل کافی ہو کر وہ روایت جو ثعلبی نے اختیار کی ہے وہ معتبر ہونے کے لیئے کافی و وافی ہے اور اسی کتاب کی دلیل

سادس میں صفحہ ۵ پر وفیات الاعیان سے یہ عبارت نقل کی ہے ،۔:

یعنی ابو اسحاق احمد بن ابراہیم ثعلبی نیشاپوری اپنی زمانہ میں بےنظیر تھے اور تفسیر کی علم میں انھوں نے ایک تفسیر لکھی تھی جو تمام تفسیروں پر فائق ہے اور ابو القاسم قشیری نے یہ بات بیان کی ہے کہ میں نے خواب میں جناب باری کو دیکھا اور یوں کہ باہم بات چیت ہو رہی تھی اسکے درمیان میں جناب باری نے فرمایا کہ بندۂ صالح میرا آگیا سنے جو پلٹ کے دیکھا تو دیکھا احمد ثعلبی ہیں اسکو عبد الغافر بن اسمٰعیل نے کتاب سیاق تاریخ نیشاپور میں بیان کیا ہے اور ثنا کی ہے اور کہا ہے کہ وہ صحیح النقل اور قابل وثوق ہیں ۔

ابو اسحٰق احمد بن ابراهیم الثعلبی النیسابوری کان اوحد اهل زمانه فی علم التفسیر وصنف التفسیر الکبیر الذی فاق غیره من التفاسیر۔ وقال ابو القاسم القشیری رایت رب العزة فی المنام وهو یخاطبنی واخاطبه فکان فی اثناء ذلك وان قال الرب تعالیٰ اسمه قبل الرجل الصالح فالتفتت فاذا احمد الثعلبی مقبل ذکره عبد الغافر بن اسمعیل الفارسی فی کتاب سیاق تاریخ نیشاپور واثنیٰ علیه وقال هو صحیح النقل موثوق به

اور علامہ شمس الدین ذہبی نے اپنی کتاب عبر واقعات ۴۲۷ھ میں بیان کیا ہے ۔،

یعنی اسی سنہ میں ابو اسحٰق ثعلبی نے وفات پائی جو مفسر تھے اور حافظ تھے اور واعظ تھے اور علم تفسیر میں سر سبد تھے اور عربیت کی اطلاع میں بھی رئیس تھے اور انکا تدین اور دینداری نہایت محکم تھی محرم میں انکا انتقال ہوا۔

وفیها توفی ابو اسحٰق الثعلبی احمد بن ابراهیم النیسابوری المفسر روی عن ابی محمد المخلدی وطبقته من اصحاب السراج وکان حافظاً واعظاً راساً فی التفسیر والعربیة متین الدیانة توفی فی المحرم

یوں ہیں ابن وردی نے اپنے تتمۃ المختصر میں اسی سنہ کے بیان میں کہا ہے ،۔

یعنی اسی سال میں یا ۴۳۷ھ میں ابو اسحٰق ثعلبی نے وفات پائی جو فن تفسیر میں یگانہ تھے عرائس انھیں کی کتاب ہے، وہ صحیح النقل تھے

وفیها وقیل سنة سبع وثلثین توفی ابو اسحٰق الشیخ احمد بن ابراهیم الثعلبی ویقال الثعالبی وحد فی التفسیر وله العرائس فی قصص الانبیاء

اور کتاب صفدری میں ثعلبی کے صفات میں ہے :-

ثعلبی حافظ تھے عالم بارع تھے اور موثق تھے ابن	وکان حافظا عالما بارعا فی العربیۃ موثقا
واحدی نے انسے اخذ روایات کیا ہے	اخذ عنہ ابو الحسن الواحدی

اور یوہیں یافعی کے الفاظ مرأۃ الجنان میں ثعلبی کے لئے یہیں۔

اسی سنہ میں ابو اسحق ثعلبی احمد بن محمد بن ابراہیم	وفیھا توفی ابو اسحق الثعلبی احمد بن محمد بن
نیشاپوری نے انتقال کیا، مفسر مشہور تھے اور حافظ	ابراھیم النیشاپوری المفسر المشہور وکان
وواعظ تھے عربیت تفسیر دین اور دیانت وغیرہ	حافظا واعظا راسا فی التفسیر والعربیۃ
میں یہ سردار مانے جاتے تھے انکی تفسیر کبیر تمام تفسیروں	والدین والدیانۃ فاق تفسیرہ الکبیر
پر فوقیت لے گئی،	سائر التفاسیر۔

علمائے اہلسنت کو نقل ثعلبی پر کمال وثوق ہے اور اسکو ناقدین فن نے امام اور حافظ اور راس لکھا ہے اور صحیح النقل ہونے سے موصوف کیا ہے اب جب اور جس وقت انکی کوئی روایت آ جائیگی تو یہی کافی ہوگا کہ یہ ثعلبی سے ناقد الفن نے نقل کی ہے جیسا کہ بخاری کا متروک السند سلسلہ صحیح سمجھا جاتا ہے سب مجھے کیا بلکہ تمام علمی دنیائے تسنن کو اس بات کا افسوس ہوگا کہ یہ بڑے بڑے اجلہ اور مسلم عند الکل علما کے بعد اب جاہلوں کا دور آیا ہے اور وہ ان روایات کی جانچ کرنے بیٹھے ہیں جنکو وہ جلیل القدر علما ر جانچ چکے ہیں، چنانچہ آپ یعنی ایک مجہول شخص جو بعد تعریف بھی "نکرہ" سے زبان نہیں بڑہتا وہ اپنے رسالہ میں رقمطراز ہے۔

النجم دوسری روایت ابن عباس کی ہے جسکو کلبی نے بواسطہ ابو صالح کے ابن عباس سے نقل کیا ہے کلبی کا رافضی اور کذاب ہونا مسلم الکل ہے ۔

سہیل بڑی تعجب کی بات ہے کہ ثعلبی نے ان راویوں سے روایت کی جنمیں کلبی بھی موجود ہے اور مولوی عبد الشکور کی نزمو یکسرہ کل کے نزدیک مسلم الکذب ہے پھر کیا ثعلبی اس کل میں موجود نہیں اگر کل سے وہ خارج تھا تو مولوی صاحب کو صنف تابانی چاہیئے جسمیں انکا اندراج ہو تہذیب التہذیب میں ذہبی نے کلبی کی مدح یوں کی ہے

ابن عدی نے کہا ہے کہ کلبی اپنی تفسیر میں مشہور ہے اور کسی نے ایسی تفسیر نہیں لکھی جو کلبی کی تفسیر سے زیادہ طویل ہو اور کلبی کے بعد مقاتل ہے لیکن کلبی مقاتل سے اسلئے بالاتر ہے کہ مقاتل بُرے مذہبوں کی طرف منسوب ہے اور کلبی سے شعبہ اور ثوری اور ہشیم اور بہت سے ثقہ لوگوں نے روایت کی ہے۔

قال ابن عدی هو معروف بالتفسیر ولیس لاحد تفسیر اطول ولا اشبع منہ وبعدہ مقاتل الا ان الکلبی یفضل علی مقاتل لما قیل فی مقاتل من المذاهب الردیۃ وحدث عن الکلبی شعبۃ والثوری وهشیم والثقات ورضوہ فی التفسیر۔

کیوں جناب عبدالشکور صاحب آپکے نزدیک تو کلبی کذاب عند الکل تھا یہ ثنا گستری آخر کہاں سے آئی اور یہ مدح کہاں سے آئی اسمیں مروی ہونے کی قابلیت کہاں سے آئی یہانتک کہ ثقہ لوگوں نے اس سے روایت کی اب تو اگر دنیا نظر انصاف سے دیکھے تو آئینہ نقل آپ کی صورت ہمیشہ کذاب کی صورت دکھلانے جب تک زمین آسمان قائم ہیں اور لطف یہ ہے کہ ذہبی ابن عدی کا قول کلبی کے متعلق نقل کر رہا ہے اور ذرہ برابر بھی لب کشائی نہیں کرتا پھر حاشیہ کاشف میں مرقوم ہے

یعنی ابن عدی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ کلبی کے لیئے علاوہ ان چیزوں کے جنکا میں نے ذکر کیا ہے اور بھی حدیثیں ہیں اور صالح ہیں جو اُسنے ابو صالح سے روایتیں کی ہیں۔

قال ابن عدی وللکلبی غیر ما ذکرت احادیث صالحۃ خاصۃ عن ابی صالح وهو معروف بالتفسیر الخ

اور نیز دونوں جگہ مقاتل پر کلبی کا اجلال ظاہر کیا ہے مقاتل میں مذاہب ردیہ کیطرف انتساب ظاہر کیا ہے اور کلبی کو اس سے مبرّا اور پاک قرار دیا ہے اور اسی کاشف میں ہے:-

یعنی کلبی سے ابن عیینہ اور حماد بن سلمہ اور ہشیم اور اُنکے غیر نے جو ثقات میں سے ہیں روایت کی ہے

وحدث عنہ ابن عیینۃ وحماد بن سلمۃ وهشیم وغیرہ من ثقات الناس

اب مولوی عبدالشکور صاحب کو خاک بسر کرنا چاہیئے کہ ذہبی کے تحریر کی بنا پر وہ کلبی کو مقدوح بتاتے تھے اور اُسکے کاشف سے یہ معلوم ہوا کہ ابن عیینہ اور حماد بن سلمہ جو رواۃ صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے

ہیں وہ کلبی ہی کی روایت اخذ کرتے ہیں تو بہت اچھا ہے اگر ابن عینیہ کی روایت کذابین سے
ثابت ہو جاتی اور یوں صحیح بخاری ایک جھوٹ کا مجموعہ قرار پاتی آپ ضرور اسکو تسلیم کر لیجئے ؎

صد شکر کہ رقیباں دامن کشان گذشتی گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

اور یحییٰ بن علی بن جزلہ نے مختصر تاریخ بغداد میں لکھا ہے:-

حسن بن عثمان قاضی نے عراق و حجاز میں علم کو	قال الحسن بن عثمان القاضی وجدت
تین قسموں پر تقسیم کیا ہے ایک تو ابی حنیفہ کا علم	العلم بالعراق والحجاز ثلثة علم ابی حنیفة
دوسرے تفسیر کلبی تیسرے محمد بن اسحٰق کے غزوات	وتفسیر الکلبی ومغازی محمد بن اسحٰق

اور ملا حسین بن مسعود بغوی نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے -

جو کچھ میں نے تفسیر اس کتاب میں نقل کیا ہے وہ	وما نقلت فیہ من التفسیر عن ابن
ابن عباس ؓ و حبر امت سے منقول ہے یا انکے بعد	عباس رضی اللہ عنہما حبر ھذہ الامة
کے تابعین سے جو ائمہ سلف ہیں جیسے مجاہد	ومن بعدہ من التابعین
عکرمہ، عطاء بن رباح، حسن،	ائمة السلف مثل مجاھد وعکرمة
بصری، قتادہ، ابو عالیہ، محمد	وعطاء بن ابی رباح والحسن البصری
بن کعب قرظی، زید بن اسلم کلبی	رضی اللہ عنہ وقتادة وابی العالیة
اور ضحاک	ومحمد بن کعب القرظی وزید بن اسلم
	والکلبی والضحاک

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ائمہ سلف میں بغوی کے نزدیک کلبی کا بھی شمار ہے یہیں بغوی
کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بغوی نے تفسیر کبیر باقاعدہ پڑھی اور اسکے لئے اجازہ حاصل کیا ہے
چنانچہ وہ فرماتے ہیں"

رہگئی تفسیر کلبی تو میں نے اسکو مقام مرو میں شیخ	واما تفسیر الکلبی فقد قرات بمرو
ابی عبد اللہ بن الحسن مروزی سے پڑھا ہے ۴۵۰ھ میں اور کہا	علی الشیخ ابی عبد اللہ الحسین المروزی

کہ بیان کیا ابو اسحٰق بن ابراہیم بن احمد مروزی نے انسے بیان
کیا محمد بن علی انصاری مفسر نے انسے بیان کیا علی بن اسحٰق
اور صالح بن محمد سمرقندی نے کہ محمد بن مروان نے محمد بن
سائب کلبی سے روایت کی ہے اور کلبی نے
ابی نصر سے اور انھوں نے ابی صالح سے
اور اُس نے مولی ام ہانی بنت ابوطالب سے اور انھوں
نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔"

فی شهر سنة خمسین واربعمائة قال
انا ابو اسحٰق بن ابراهیم بن احمد
بن معاوف المروزی ثنا محمد بن علی
الانصاری المفسر ثنا علی بن اسحٰق و
صالح بن محمد سمرقندی قال محمد بن
مروان عن محمد السائب الکلبی عن ابی نصر
عن ابی صالح باذان مولی ام هانی بنت ابوطالب عن ابن عباس

اب اس سے زیادہ وثوق کیا ہوگا کہ اسکی تحصیل وقرارت میں سعی بلیغ کی گئی۔"
اور علاء الدین عبد العزیز بن احمد بخاری نے کشف الاکرمیں نہایت متین قول اختیار کیا ہے جس کا محصل یہ ہے کہ اخبار
واہیہ سے قطعیات میں شک کرنا کسی عاقل کا کام نہیں ورنہ اسکی بُرے نتائج پیدا ہوں گے اور اخبار
و روایات کا سلسلہ بند ہو جائے گا چنانچہ اسکے قول کے عیون الفاظ یہ ہیں۔"

یعنی کلبی کا سا آدمی جو ابو سعید محمد بن سائب کلبی
صاحب تفسیر جسی ابو النضر بھی کہتے ہیں اُسپر یہ طعن ہے
کہ وہ ہر آیت کی تفسیر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے
بیان کرتا ہے اور اُسکا نام زوامد کلبی رکھا گیا ہے
ایک قدح تو یہ ہے اور دوسری یہ ہے کہ اُسنے
حجاج بن یوسف کے سامنے ایک حدیث بیان
کی اُس سے لوگوں نے پوچھا کہ اس حدیث کو تمنے
کس شخص سے روایت کی تو کلبی نے جواب دیا کہ
میں نے امام حسن علیہ السلام سے اسکی روایت کی
جب وہ حجاج کے پاس سے چلا گیا تو اُس سے لوگوں

مثل الکلبی هو ابی سعید محمد بن
السائب الکلبی صاحب التفسیر ویقال
له ابو النضر ایضا طعنوا فیه بانه یروی
تفسیر کل آیة عن النبی صلی الله
علیه وسلم وسمی زوامد الکلبی
وبانه روی حدیثا عن الحجاج
فسئل عمن یرویه فقال عن الحسن
بن علی رضی الله عنهما فلما
خرج قیل له هل سمعت
ذلک من الحسن (علیه السلام)

نے پوچھا کہ کیا واقعاً تمنے یہ بات امام حسنؑ سے
سنی ہے تو کلبی نے جواب دیا کہ مینے حسنؑ سے تو نہیں
سُنی لیکن چونکہ حسن پر مجھے غصہ تھا اسلیئے مینے ایسا
کہدیا انساب سمعانی میں یہ مذکور ہے کہ سفیان ثوری
اور محمد بن اسحاق دونوں کلبی سے روایت کرتے
ہیں اور لکھتے ہیں کہ ابونضر نے اسکی روایت کی
ہے کنیت اسلیئے ذکر کرتے ہیں جسمیں کلبی پہچانا نہ جائے
اسمیں اسبات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ کلبی سبائی تھا
اور عبد اللہ بن سبا کے ساتھیوں میں سے تھا اور ان
لوگوں میں سے ہے جو لکھتے ہیں کہ امیر المومنین نے
انتقال نہیں کیا اور آپ کی رجعت قبل قیامت دنیا
میں پھر ہوگی اور آپ اسیطرح زمین کو عدل و داد سے
بھر دینگے جسطرح وہ ظلم وستم سے بھر دیگئی ہے اور
جب وہ ابر دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اسمیں
امیر المومنین ہیں رعد آپکے آواز کا نام ہے اور برق
آپ کا کوڑا ہے یہانتک یہ قول مشہور ہے کہ
ایک شاعر نے ان کے اقوال سے یوں تبرا کیا ہے ترجمہ
شعر یوں ہوا کہ یہ اس قوم سے ہیں جو امیر المومنین
کا ذکر کرتے ہیں اور ابر پر درود بھیجتے ہیں اور کلبی
نے سنہ ۱۴۶ھ میں وفات پائی اور مثال کلبی،
جیسی عطاء بن سائب اور ربیعہ اور عبد الرحمن

فقال لا ولكني رويت عن الحسن
غيظا له وذكر في الانساب ان
الثوري ومحمد بن اسحق يرويان
عنه ويقولان حدثنا ابو النضر
حتى لا يعرف قال وكان الكلبي
سبائيا من اصحاب عبد الله بن
سبا من اولئك الذين يقولون
ان عليا لم يمت وانه راجع الى
الدنيا قبل قيام الساعة ويملأ
الارض عدلا كما ملئت جورا
واذا راوا سحابة قالوا امير المؤمنين
فيها والرعد صوته والبرق
سوطه حتى تبرء واحد منهم
وقال له ومن قوم اذا ذكروا
عليا يصلون الصلوة على
السحاب" مات الكلبي سنة
ست واربعين ومائة و
امثاله مثال عطاء
بن السائب والربيعة
وعبد الرحمن

اردو	عربی
اور سعید بن عروبہ وغیرہ اُنکے دماغ جب خراب ہو گئے	وسعید بن ابی عروبۃ وغیرھم
تو انکی وہ روایتیں نہیں قبول کی گئیں جو بعد	اختلطت عقولھم فلم یقبل روایاتھم التی
اختلاط عقل انھوں نے کی تھیں اور وہ روایتیں	بعد الاختلاط وقبل الروایات التی
جو اختلاط عقل سے پہلے تھیں وہ قبول کر لی گئیں	قبلہ فان قیل ما نقل عن الکلبی
پس اگر یہ کہا جائے کہ کلبی کی طرف جو چیزیں	یوجب الطعن عاما فینبغی ان لا یقبل
منسوب کی جاتی ہیں وہ تمام روایتوں کو اس قابل	روایاتہ جمیعا قلنا انما یوجب
نہیں رکھتیں کہ وہ مانے جائیں تو اُسکے جواب میں	ذلک اذا ثبت ما نقلوا عنہ بطریق
ہم یہ کہیں گے کہ ہاں یہ جب ہے جب وہ باتیں جو نقل	القطع فاما اذا اتھم بہ فلا
کی گئی ہیں وہ قطعی اور یقینی ہوں نہ کہ محض تہمت تو	یثبت حکمہ فی غیر موضع التھمۃ
اُس کی وجہ سے اگر نہ قبول کی جائے تو وہی روایتیں	وینبغی ان لا یثبت فی موضع التھمۃ
نہ قبول ہوں جو مقام تہمت میں ہوں بلکہ چاہیے	ایضا الا ان ذلک یورث التھمۃ فی
کہ مقام تہمت اور غیر تہمت میں بھی روایتیں اسکی	الثبوت وبالتھمۃ ترد الحجۃ وینبغی ترجح
تسلیم کی جائیں لیکن چونکہ مواقع تہمت میں ثبوت	الصدق فی الخبر فلذلک لم یثبت
مشکوک ہو جاتا ہے اور رجحان صدق کم ہو جاتا ہے	او معناہ لیس کل من اتھم یوجب ساقط
اسلئے مقام تہمت میں قبول نہیں کی جائینگی بہرحال	الحدیث مثل الکلبی وعبد اللہ بن لھیعۃ
جو شخص متہم ہو وہ اتہام سے ساقط الحدیث نہیں	والحسن بن عمارۃ وسفیان الثوری
ہو جاتا جیسے کلبی اور عبد اللہ بن لہیعہ اور حسن بن	وغیرھم فانہ قد طعن
عمارہ اور سفیان ثوری وغیرہ انمیں سے ہر ایک	فی کل واحد منھم بوجہ
میں کچھ نہ کچھ قدح کیگئی ہے مگر ان لوگوں کے جو درجے	ولکن علو درجتھم فی الدین
دین میں ہیں اور جو مقامات علمیہ محل ورع و تقدس	وتقدم مرتبتھم فی العلم
میں ہیں وہ اسباب سے روکتے ہے کہ ان میں کوئی	والورع منع من قبول ذلک

الطعن فی حقهم ومن ردّ حدیثهم	طعن اس قسم کی قبول کی جائے یا انکی حدیثیں رد
به اذ لو رد حدیث امثال هولاء	کردی جائیں کیونکہ اگر انکی حدیثیں اور روایتیں
بطعن کل واحد انقطع الروایة و	لوگوں کے کہنے سے رد کردی جائیں تو روایتیں مٹ
اندرس الاخبار اذ لم یوجد بعد	جائیں اور آثار نبویہ کا پتہ نہ رہے کیونکہ پیغمبروں کے
الانبیاء علیهم السلام من لا یوجد	بعد کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو لوگوں کی طعن وتشنیع
فیمرادنی شیء مما یجرحه الا من شاء الله	سے سالم رہا ہو ایسو جسکے لوگ اس قسم کے طعنوں
ثم فلذا لا الشلم یلتفت الی مثل هذا الطعن	کی طرف ملتفت نہیں ہوئے لہذا اس طعن کا مقصود
فیحمل علی احسن الوجوه وهو قصد الصیانة	صرف صیانت ہونا چاہیئے ،

اب ذرا ایک نظر سم النجم کو دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ کیا لکھا ہے "

النجم :- میزان الاعتدال میں ہے کہ امام بخاری فرماتے تھے کہ سفیان کہتے تھے کہ کلبی نے مجھ سے کہا کہ جتنی روایتیں ہیں ابو صالح سے نقل کروں وہ سب جھوٹی ہیں "

سہیل کتاب میزان الاعتدال موجود ہے صفحہ ۹۲ پر اسکی یہ عبارت ہے ،،

قال البخاری قال علی حدثنا یحیی عن سفیان قال لی الکلبی کلما حدثتك عن ابی صالح فهو کذاب ،، کیا اسکا ترجمہ وہی ہوا جو مریدالنجم نے کیا ہے انکے ترجمہ سے تو یہ معلوم ہوا کہ امام بخاری سے سفیان نے بیان کیا اور پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جب کسی کی بات غیر مسموع ہونے کے قابل ہے تو وہ جو بھی کہے غیر مسموع ہے نہ یہ کہ یہ قبول کرنیکے قابل ہے اور وہ قبول کرنیکے قابل نہیں در اصل انکی اصل اور معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ کہ کتاب میزان الاعتدال میں ہے ۔ صفحہ ۹۱ پر

وقال سفیان قال الکلبی قال	یعنی سفیان کہتے ہیں کہ کلبی یوں کہتے تھے کہ ابو
لی ابو صالح انظر کل شیء رویت	صالح نے مجھ سے کہا کہ دیکھو جو روایتیں تم میرے
عن ابن عباس فلا تروه	واسطے سے ابن عباس سے روایت کرتے ہو ،
	اُسے روایت اب نہ کرنا ،

درحقیقت اسمیں یہ مذکور نہیں کہ وہ جھوٹ بولے لیکن کلبی کی یہ منتہا سے متانت دینی ہے کہ انھوں نے اسکو کذب لکھکر اپنی روایتوں کو کالعدم کردیا کیونکہ جبتک اجازت روایت تھی انھوں نے روایت کی اور جب وہی عنکر اُن سے اجازت روایت سلب کر لیا تو انھوں نے اس سے دست کشی کی ۔ یہیں سے میزان الاعتدال کے تحریرات پر روشنی پڑتی ہے کہ وہ ذہبی کے تحقیقات کا نتیجہ نہیں بلکہ جو کچھ باتیں ذہبی نے سنی تھیں چاہے وہ باہم متعارض ہی کیوں نہ ہوں وہ کتاب میزان الاعتدال میں جمع کردیں ہیں چنانچہ اسی کتاب میزان الاعتدال میں ہے جسکا راوی یعلی بن عبید ہے وہ لکھتا ہے کہ سفیان ثوری نے کہا کہ کلبی سے بچو یہ کہنا تھا کہ کسی نے کہا کہ ہم کیا بچیں آپ خود کلبی سے روایت کرتے ہیں تو اُسکا جواب سفیان نے یہ دیا کہ انی اعرف صدقہ عن کذبہ یعنی میں اسکے جھوٹ سچ میں تمیز کرسکتا ہوں اب بنظر بصیرت سمجھ سکتا ہے کہ کلبی کو ہر حیثیت سے سفیان ذکر کرنیکے قابل نہیں سمجھا بلکہ جسکو وہ کذب سمجھے اس روایت سے وہ بچتا تھا اب جو ہمنے ابھی روایت پیش کی تھی کہ کلبی نے کہا مجھ سے ابوصالح نے کہا " اسکے راوی سفیان ہی ہیں اور سفیان نے اسوجہ سے اسکی روایت کی کہ اُنکے نزدیک وہ صادق معلوم ہوئی، تو یہیں سے یہ نتیجہ آسانی سے نکل آیا کہ قول ابن حبان باطل ہے جو کتاب میزان الاعتدال میں موجود ہے "

المختصر ابن حبان کہتے ہیں کہ کلبی کا رافضی اور کذاب ہونا ایسا ظاہر ہے کہ محتاج بیان نہیں اور کلبی بواسطہ ابوصالح کے ابن عباس سے روایت کیا ہے حالانکہ ابوصالح نے ابن عباس کو دیکھا بھی نہیں "

قول مذکور یوں باطل ہے کہ سفیان نے اسکی روایت اسوقت کی ہے جب بنا بر میزان الاعتدال اسکا صدق اسکی کذب سے ممتاز معلوم ہوا اور یہی ذہبی نے صفحہ ۱۹ پر ابن عدی کا قول یوں نقل کیا ہے :-

قال ابن عدی وقد حدث عن الکلبی سفیان وشعبۃ وجماعۃ ورضوہ بالتفسیر واما فی الحدیث ففیہ مناکیر

یعنی کلبی سے سفیان اور شعبہ اور ایک جماعت نے روایت کی ہے اور تفسیر کے لئے اُسے پسند کیا ہے لیکن حدیث کے متعلق اسمیں برائیاں ہیں

ہماری غرض تو اسوقت تفسیر ہی سے متعلق ہے جسکے لئے کلبی پسند کیا گیا ہے ہم تفسیر ہی میں اسوقت اس سے احتجاج کرنا چاہتے ہیں وہ بتانا چاہتے ہیں کہ " آیہ یا ایہا الرسول بلغ " روز غدیر خم ولایت علی ابن ابی طالب کے لئے نازل ہوا اسلئے قبول کرلینا چاہئے کیونکہ ان اجلۂ رواۃ کے نزدیک کلبی تفسیر کے لئے منتخب ہے وبعد التیا والتی ہم اصحاب اعتبار کے سامنے معتذرانہ حیثیت سے عرض کرتا

ہوں اور نہایت ادب سے اُنکی سامعہ خراشی کرتا ہوں کہ صرف ان اقوال مختلف کی وجہ سے کسی کی صاحت عزت و صداقت خراب نہیں ہوسکتی تمام اساطین مذہب کو معلوم ہے کہ خلفائے راشدین کی طرف کیا کیا خبریں منسوب ہیں مجھے اس سے بحث نہیں کرنی کہ سچ ہیں یا جھوٹ مگر اس سے کہیں زیادہ ہیں جو کچھ کلبی کے متعلق لکھا گیا ہے لیکن ہرگز اصحاب روایت یہ نہیں لکھتے کہ ہم اسلیئے ان روایات کو تسلیم نہیں کرتے کہ انکا مقام تدین اور مقام علم اس سے کہیں بالاتر ہے کہ اُنکی باب میں اس طرح کے اقوال کی شنوائی ہو اسیطرح اگر کلبی بھی سمجھا جائے تو کوئی عیب کی بات نہیں سب میں زائد مصیبت کے بات یہ ہے کہ جو سب میں بہتر چیز ہے وہی مذہب اہلسنت میں سب سے بڑی قادح چیز ہے یعنی محبت اہلبیت اور اگر یہ معیار صحیح ہے تو قرآن مجید کا اعتبار بھی قابل بحث ہے کیونکہ اُسنی مودت اہلبیت طلب کی ہے اور جو دل یا تحقیق بھی اہلبیت کی طرف مائل ہے وہ بزبان اہلسنت مذموم ہے اور یوں حدیث بھی معرض بحث میں ہے پیغمبر نے باتفاق طبقات محدثین فرمایا ہے کہ "یا علی تمہاری محبت ایمان ہے اور تمہارا بغض نفاق" لیکن یہ پیغمبر کی فرمائی ہوئی روایت اولٹ گئی بایمعنی کہ اگر بغض ظاہر ہو تو راوی مقبول ورنہ مجہول اور اُسکے لیئے بخاری نے ایک سند قائم کردی ہے کہ قاتل امیر المومنین علی علیہ السلام کی مداح کی روایت اُسنے قابل تسلیم سمجھی ہے اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے روایتیں اُسکی نزدیک اس قابل نہیں کہ درج کتاب ہوں مدیر النجم اپنے ڈیڑھ ورق کے رسالہ میں رقمطراز ہے "اور رجال کافی میں ہے (صفحہ ندارد) فلم یزل الکلبی یدین اللہ بحب اہل ھذا البیت یعنی کلبی ہمیشہ اللہ کی اطاعت محبت اہلبیت کے ذریعے کرتا رہا یہاں تک کہ مرگیا" یہ ترجمہ غلط ہے نہ ان مدیر صاحب کو عبارت سمجھنے کی کبھی تمیز آئی نہ آئنگی اس عبارت کا ترجمہ صحیح یہ ہے کہ ہمیشہ کلبی محبت اہلبیت کو دین خدا میں سے سمجھا کیا ناظرین غور فرمائیں کہ اسی اہلسنت مگر مدیر النجم ایسے جرم سمجھتی ہیں تو ہمیں بقرمودۂ رسول نفاق صریح نظر آتا ہے بات یہ ہے چاہیے کوئی مانے یا نہ مانے کہ محمد بن سائب کلبی اور اُسکے بیٹے جنگ جمل میں امیر المومنین کے ساتھ تھے اور چونکہ آل حضرت ابوبکر کے برخلاف تھے لہذا وثوق کہاں مجھے صاحب طبقات کی عبارت اچھی معلوم ہوتی ہے جنھوں نے اپنی رائے ظاہر کردی اور اُن مجہولوں کی رائے بھی ظاہر کردی جنکو وہ نام لینے کے قابل نہ سمجھے چنانچہ وہ رقمطراز ہیں

یعنی انھوں نے کہا ہے حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے جیسا خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی روایت میں نہایت ضعیف ہے۔ — فالوا ولیس بذالک فی روایتہ ضعیف جداً

کیا اچھا کلہ ہے جو جان تحقیق ہے مگر اگر سمجھ ہو

اب ان تمام معالات کے بعد اور مناقضات کے بعد ذرا یہ قول بنظر غور دیکھا جائے تو معلوم ہو کہ واقعہ کیا ہے :۔

النجم پس ظاہر ہو گیا کہ یہ روایت بھی قابل اعتبار نہیں کلبی رافضی کذاب کی گڑھی ہوی ہے مولوی حامد حسین نے اس روایت کو اہلسنت کے مقابلہ میں پیش کر کے اپنی دیانت کا ایک عمدہ ثبوت پیش کر دیا"

سھیل اگر اس تمام جماعت میں ایک بھی منصف ہے تو اس ہذیان کا جواب وہ جانتا ہے لیکن جواب ہذیان یہ ہے کہ ملائے اجل وتحریر اکمل نے جوبات پیش کی وہ مقالات محققین اہلسنت سے متقن اور محکم ثابت کر دی اور انھوں نے دنیائے اہلسنت کے سامنے روایت پیش کی ہے انھوں نے ناصبیوں اور خارجیوں کے سامنے استدلال نہیں کیا تاکہ انکا شبہہ کرنا کوئی اثر پیدا کر سکے اور اقوال محققین جنھوں نے کلبی کی توثیق کی ہے وہ مولانائے ممدوح کی طرف وارد ہیں

قد اسفر الصبح لذی عینین

آنکھ والوں کے لیے صبح چمک اٹھی

یوں تو علامہ آفاق نے عبقات میں جمع افادہ فرمایا وہ سب بے نظیر ہے لیکن ایک چیز میں منتخب کر کے مولوی عبد الشکور صاحب کے خدمت میں پیش کرتا ہوں امید ہے کہ پسند طبع اقدس ہو گی سابق میں بنے کاشف ذہبی سے بہ نقل علامہ موصوف یہ بات نقل کی ہے کہ کلبی سے ابن عینیہ اور حماد بن سلمہ اور ہشیم اور انکے علاوہ اور لوگوں نے جو ثقات سے ہیں روایت کی ہی اور انکو تفسیر میں اچھا سمجھا ہے اور میزان الاعتدال میں بھی نقل قول ابن عدی کیا ہے اور جملہ د رضوہ بالتفسیر کی نقل کی ہے بہر حال ان راویوں پر ایک نظر ڈالنے چاہیئے جنھوں نے کلبی سے روایت کی ہے منجملہ انکے حماد بن سلمہ ہے جسکی تصریح وہ کاشف" میں موجود ہے اسکے حالات کو اگر آپ تہذیب التہذیب

ملاحظہ فرمائیں گے تو اسمیں آپ کو قابل تعجب فقرات ملینگے منجملہ انکے ایک یہ عبارت ہے:-

یعنی ابن حبان نے بخاری پر تعریض کی کیونکہ انھوں نے
اُسکی روایت سے احتجاج نہیں کیا بلکہ فلیح اور
عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینا ر سے احتجاج کیا
یہ بات انصاف کی نہ تھی اور ابو الفضل بن طاہر نے
اسبات کا عذر کیا ہے کہ اسکی وجہ یہ تھی کہ بعض لوگ
جو واقعًا عارف نہ تھے انھوں نے اسبات کو بیان
کیا کہ بعض اکاذیب حماد بن سلمہ میں داخل ہیں اس وجہ
سے بخاری نے انکی روایتیں چھوڑ دیں تاکہ انپر اعتماد
نہ ہو اور ان سے بعض مواقع میں استشہاد کیا تاکہ معلوم
ہو جائے کہ وہ ثقہ تھے،

وقد عرّض ابن حبان بالبخاری لمجانبتہ
حدیث حماد بن سلمۃ حیث یقول لم
ینصف من عدل عن الاحتجاج بہ الی الاحتجاج
بفلیح وعبد الرحمان بن عبد اللہ بن دینار واعتذر
ابو الفضل بن طاہر عن ذلک لما ذکر ان مسلما اخرج
احادیث اقوام ترک البخاری حدیثہم قال کذا حماد بن سلمۃ
امام کبیر مدحہ الائمۃ واطنبوا ولما تکلم بعض منتحلی المعرفۃ
ان بعض الکذبۃ ادخل فی حدیثہ ما لیس منہ لم یخرج
عنہ البخاری معتمدًا علیہ بل استشہد بہ فی
مواضع لیبین انہ ثقۃ الخ

میں لکھتا ہوں کہ اسی کا نام قدح ہے عام اس سے کہ وہ زبان و قول سے ہو یا فعل سے ہو میزان
الاعتدال ذہبی میں ہے:- ص ۲۷

یعنی جب کسی شخص کو دیکھو کہ وہ حماد میں عیب
نکالتا ہو تو اُسکے اسلام کو قابل اتہام سمجھو۔

اذا رایت الرجل یقع فی حماد فاتہمہ
علی الاسلام

اور تہذیب التہذیب ابن حجر میں ہے:-

یعنی وہ اسیطرح ہیں جیسا کہ ابن مدینی نے کہا ہے کہ
جب کوئی شخص حماد بن سلمہ کے باب میں کلام
کرتا ہوا دکھائی دے تو اُسکے دین میں اتہام کرو
یعنی اُسے بیدین خیال کرو۔

وھو کما قال ابن المدینی من
تکلم فی حماد بن سلمۃ فاتھموہ
فی الدین

اور یہ ارباب بصیرت پر ظاہر ہے کہ زبان سے قدح کرنا یا ایسے افعال کرنا جس سے اس شخص

میں قدح ہوتی ہے کوئی فرق نہیں کرتا بلکہ عندر ابو الفضل بن طاہر کے یہ بات معلوم ہوگئی کہ وہ بخاری کی رائے میں قابل اعتماد نہ تھا یہ مطلب تو شاید کہنے والا ہی سمجھا ہو ہم تو نہیں سمجھ سکتے، بہرحال بحکم ارباب رجال وذہبی امام بخاری کو سبے دین۔ قرار دینا چاہیئے، وھو کذلک، اصمعی نے عبد الرحمن بن مہدی سے نقل کیا ہے ۔

حماد بن سلمہ صحیح السماع حسن اللقاء
اذاك الناس لم یتھم بلون من الالوان لم
یلبس بشیٔ احسن ملکہ نفسہ ولسانہ
ولم یطلقہ علی احد فسلم حتی مات

یعنی حماد بن سلمہ صحیح السماع شخص تھے اور اُنکی ملاقات اچھی معلوم ہوتی تھی کسیطرح اتہام کے قابل نہ تھا اُسکا ظاہر و باطن ایک تھا دل و زبان پر اپنا قبضہ رکھا کسی کو کبھی کچھ نہیں کہا یہانتک کہ اُسی حال میں مرگئے

اس عبارت سے یہ شہادت اچھی طرح واضح ہوگئی کہ اُسکی تمام عمر میں کوئی بات قابل اتہام نہ ملی لیکن اگر وہ جھوٹوں سے روایت کرتا تھا جیسے کلبی تو اُس سے زائد سبب قدح کیا ہوسکتا ہے تو یا حماد بن سلمہ کی ۔ح کیجائے جسپر کوئی راضی نہیں اور یا کلبی کو مانند ائمہ تفسیر قرار دیا جائے اور تمام واقفان رجال کو جھوٹا کرنے سے یہی سہل ہے کہ کلبی کا وثوق تسلیم کیا جائے اور انشاء اللہ یہی قول فیصل ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی مقام پر ہم عطیہ بن سعد کوفی کا ذکر بھی کردیں تاکہ ان دشمنان عقل کے فہم کا حال اچھی طرح روشن ہوجائے یہ مقام قابل عبرت ہے کہ امام احمد کی طرف اسکی قدح منسوب کیجاتی ہے اگر یہ نسبت قدح صحیح تسلیم کیجائے تو اسکا ذرر و وبال تمام احمد بن حنبل پر واقع ہوتا ہے کیونکہ مسند ابو سعید خدری عطیہ کی روایات سے بھرا ہوا ہے وہ اتنی کثیر روایتیں ہیں جن کا نقل کرنا ہم اس مختصر رسالہ میں اچھا نہیں سمجھتے کیونکہ وہ تقریباً نقل مسند امام احمد بن حنبل ہوگی اس جلی امر سے ہر نکتہ رس اس مطلب تک پہونچ سکتا ہے کہ ذہبی کے مثال حاطب اللیل کی سی ہے جو کچھ اپنے طب دیا بس ملتا ہے اُس سے وہ میزان سکے صفحے سیاہ کردیتا ہے دنیا میں کوئی صاحب عقل ایسا ہل سکتا ہے جو راوی کو مقدوح سمجھتا ہو اور اُسی راوی کے ذریعہ سے اپنی حجت قائم کرتا ہو لہذا ہمنے جب مسند امام احمد بن حنبل کو عطیہ کی روایات سے مملو پایا تو ہم کسیطرح اس نسبت کو کہ امام احمد بن حنبل ایسا کہتے تھے تسلیم نہیں کرسکتے یہ عجیب بات ہے کہ لوگوں کو راوی

کے عیب سے مطلع کیا جائے تاکہ لوگ اس سے حذر کریں اور خود اُسکو قابل احتجاج قرار دیا جائے یہ تو اتا مرون الناس بالبر و تنسون انفسکم کا مصداق ہے جس سے میں امام احمد کو بہت بلند سمجھتا ہوں" بات یہ ہے کہ عطیہ کا نام امیر المومنین علی بن ابی طالب نے عطیہ رکھا تھا چنانچہ طبقات ابن سعد جلد ششم میں صفحہ ۲۱۲ میں ہے۔ :۔

عن محمد بن الحسن بن عطیہ قال جاء سعد بن جنادۃ الی علی بن ابی طالب ع وھو بالکوفۃ فقال یا امیر المومنین انہ ولد لی غلام فسمہ فقال ھذا عطیۃ اللہ فسمی عطیۃ

یعنی اُسکا باپ خدمت امیر المومنین علی علیہ السلام میں کوفہ میں آیا اور اُسنے عرض کی کہ میرے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے آپ اُسکا نام رکھئے فرمایا کہ یہ عطیۂ خدا ہے اسی دن سے اُسکا نام عطیہ ہے

ارباب دانش سمجھتے ہیں کہ اُسکو امیر المومنین کا عطیۃ اللہ کہنا یہ ہزاروں مدحوں کی ایک مدح ہے اُسکی ایمانی حالت یہ ہے جیسا کہ طبقات میں ہے۔

خرج عطیۃ مع ابن الاشعث علی الحجاج فلما انھزم جیش ابن الاشعث ھرب عطیۃ الی فارس فکتب الحجاج الی محمد بن القاسم الثقفی ان ادع عطیۃ فان لعن (علی ابن ابی طالب و امیر المومنین) و الا فاضربہ اربعمائۃ سوط و احلق راسہ و لحیتہ فدعاہ فاقراہ کتاب الحجاج لعنۃ اللہ علیہ و ابی عطیۃ ان یفعل فضربہ اربعمائۃ سوط وحلق راسہ و لحیتہ فلما ولی قتیبۃ خراسان خرج عطیۃ الیہ فلم یزل بخراسان

یعنی عطیہ نے حجاج پر خروج کیا تھا جب اشعث کی فوج نے شکست کھائی تو عطیہ نے بھی فارس کی طرف راہ لی تو حجاج محمد بن قاسم ثقفی کو خط لکھا جو خراسان کا عامل تھا کہ عطیہ کو بلاکر کہو کہ دشمنان امیر المومنین علی بن ابی طالب پر لعنت کرے " والعیاذ باللہ " اگر وہ ایسا کرے تو خیر ورنہ چار سو کوڑے لگوا اور اُس کا سر اور ڈاڑھی منڈوا دینا تب محمد بن قاسم نے عطیہ کو بلاکر حجاج کا خط سنایا اور فرمان کی تعمیل چاہی مگر عطیہ نے یہ بات منظور نہ کی اور چار سو کوڑے کھالیے جب قتیبہ خراسان کا والی ہوا تو عطیہ اُسکے پاس پہونچا اور برابر خراسان میں

رہتا رہا یہاں تک کہ عمر بن ہبیرۃ عراق کا والی ہوا تو عطیہ نے اُس سے درخواست کی کہ مجھے کوفہ میں آنے کی اجازت دیجائے عمر نے اُسے اجازت دی تو وہ کوفہ میں آیا اور برابر کوفہ ہی میں رہتا تھا یہاں تک کہ ۱۱۱ھ میں وفات پائی"

حتی ولی عمر بن هبیرة العراق فکتب الیه عطیه یسئله الاذن فی القدوم فاذن فقدم الکوفة فلم یزل بها الی ان توفی سنة احدی عشرة ومائة

اسکے بعد صاحب طبقات ایک فیصلہ کی عبارت لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے :-

یعنی عطیہ قابل وثوق اعتماد تھا اور اُسکے لیے اچھی حدیثیں ہیں

وکان ثقة ان شاء الله وله احادیث صالحة

اور صاحب مرآۃ الجنان یعنی یافعی علیہ الرحمہ کے صفحہ ۲۴۲ پر رقمطراز ہیں ۱۱۱ھ کے حوادث میں تحریر کرتے ہیں :-

یعنی اسی سنہ میں عطیہ بن سعد کوفی نے انتقال کیا اور وہ ابوہریرہ اور ایک جماعت سے روایت کرتا ہے اسکو حجاج نے چار سو کوڑے لگائے جانے کا حکم دیا اس بات پر کہ وہ امیر المومنین کو العیاذ باللہ گالیاں دے مگر اُسنے نہ دیں بس اسی جسم پر مار لگی

وفیها توفی عطیة بن سعد العوفی الکوفی روی عن ابی هریرة وطائفة وضربه الحجاج اربعمائة سوط علی ان یشتم علیا رضی الله عنه فلم یشتم

خطبہ مرآۃ الجنان دیکھنے کے بعد معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کی موت جبھی لکھی گئی جب وہ اس قابل تھا کہ تاریخ میں مندرج ہو اگر ایسا نہ ہوتا تو یافعی نہ لکھتے،

یہ قدح کے قصہ صرف اسی وجہ سے گڑھے گئے ہیں کہ وہ امیر المومنین کی محبت اسدرجہ رکھتا تھا اور الحمد للہ کہ صحیح ترمذی نے بھی اُسے اس قابل سمجھا ہے کہ اُسکی روایتیں درج صحیح کرے اور وہ راویان صحیح ترمذی میں دشمنوں کے چہرے سیاہ کرنے کے لیے موجود ہے،

نوٹ غدیر نمبر چھپہ جز کا حاضر خدمت ہے محرم نمبر حاضر نہ ہوگا، اب صفر نمبر انشاءاللہ حاضر ہوگا

حالاتِ ابو طالبؑ

ایک لاجواب کتاب اور بےنظیر کتاب جو علامہ سید محمد علی شرف الدین موسوی عاملی کی تالیف ہے اور ماہ رمضان ۱۳۵۶ھ میں بغداد عراق میں شایع ہوئی میری نظر بھی اس سے گزری چونکہ کتاب بے مثل تھی اور اپنے موضوع میں پہلی لہذا میں نے چاہا کہ اس کا ترجمہ دنیائے اسلام میں پیش کیا جائے تاکہ دنیا حضرت ابو طالب کی حیات سے واقف ہو جائے اور ان احسانات کی جو آپنے اسلام اور بانیٔ اسلام پر کیے قدر کرے۔

اس کتاب میں حالات حضرت ابو طالبؑ الخمری کی حیثیت سے جمع کیے گئے ہیں جو عنوانات ابواب ذیل میں تقسیم ہیں (۱) نسب و لقب و کنیت ابو طالبؑ (۲) آپکا مولد و منشا (۳) قریش میں آپکا درجہ و شخصیت (۴) زندگی [illegible] (۵) [illegible] بنت اسد زوجۂ ابو طالبؑ (۶) آپکی اولاد (۷) آپنے نبی کی کفالت کس طرح کی (۸) مہمات ابو طالب (۹) [illegible] سن و سال کے لحاظ سے ابو طالب کی خدمتیں (۱۰) جسمانی تربیت (۱۱) ابو طالب کے ہمراہ نبی کا سفر شام (۱۲) ابو طالب کے ہمراہ نبی کی شرکت حرب فجار البراض میں (۱۳) رسول کی راحت رسانی کیلیے ابو طالب نے کیا [illegible] (۱۴) شام میں جانے کے لیے اور تجارت خدیجہ میں حصہ لینے کیلیے رسول اور ابو طالب کی گفتگو (۱۵) خدیجہ اور رسول کی گفتگو (۱۶) رسول کا تجارت کیلیے سفر (۱۷) خطبۂ ابو طالب اور عقد رسول (۱۸) ابو طالب ہی نے رسول کو دعوت اسلام کی ہمت دلائی (۱۹) حصار شعب (۲۰) نقض معاہدۂ قریش اور محاصرہ کا ہٹنا (۲۱) ابو طالب نے کس طرح رسول کی مدد کی (۲۲) ابو طالب کا اسلام اور اس کا کتم (۲۳) ابو طالب کا [illegible] پیش خدا (۲۴) ابو طالب کی ادبیت (۲۵) نظم و نثر (۲۶) اخلاق (۲۷) اشعار (۲۸) نثر (۲۹) تاریخ وفات (۳۰) موت ابو طالب اور نبی کا ماتم (۳۱) رسول ابو طالب کو اپنا باپ سمجھتے تھے (۳۲) نماز جنازہ کب [illegible] ہوئی (۳۳) یوم ابو طالب (۳۴) ابو طالب کے بعد رسول بے یار و مددگار کس مپرسی کے عالم میں تھا (۳۵) علمائے [illegible] کی رائے اسلام ابو طالب میں (۳۶) اسلام ابو طالب میں شک کب سے پیدا ہوا اور اسکی تاریخ تولد (۳۷) تکفیر کرنے والوں کے متمسکات اور ان کے جوابات (۳۸) ان روایات کی جرح تاریخی و نقد جن سے کفر کا فتوی دینے والوں نے تمسک کیا (۳۹) اثبات اسلام ابو طالب نص قرآنی (۴۰) معتقدات ابو طالب نظماً و نثراً

اس کتاب کے ابواب علی سبیل الاجمال بیان کیے گئے اسکی خوبی صرف دیکھنے پر موقوف [illegible] اور قیمت کی اطلاع آئندہ دیجائے گی منتظر رہیے اور اپنا نام ابھی سے فہرست خریداران میں لکھوا لیجئے تاکہ استحقاق [illegible]

(مدیر سہیل)

حجر دامغ المعروف عذاب واقع

حضرت علامۂ علی الاطلاق کاسر اعناق جاحدین راغم آناف اخلاف ناکثین و مارقین شمس العلما مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ کا وہ رسالہ ہے جو مدیر النجم کے رسالہ "تفسیر آیت تبلیغ" کے جواب میں لکھا گیا ہے

وہ ژاژخائیاں، ناحق کوشیاں اور باطل نوازیاں جو اس رسالہ میں مدیر النجم نے کین ہیں اور وہ مسافر ستیاں جنھیں ظاہر کر کے روح معاویہ کو تحفہ ازدیاد بھیجا ہے۔ انکی ایسی تحقیقی دھجیاں اڑائی گئیں ہیں کہ گریبان صبح صادق خندہ زن ہے "حجر دامغ" میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آیت تبلیغ غدیر خم ہی میں اتری مولی سے اولی بالتصرف ہی مراد ہے ان روایات کی رد جو مدیر النجم نے پیش کین علامہ ابن حزم وغیرہ کی نافہمی بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کتب موثقہ اہلسنت سے ثابت کیگئی ہیں انمین ادبی لطائف تاریخی نکات، فلسفی نتائج، منطقی استدلالات، نقد فن حدیث انتقاد رجال رواۃ، خدا کے مقابلہ مین سعی نا مشکور مولوی عبد الشکور وغیرہ وغیرہ کا ذکر ہے غرضکہ اسقدر دلچسپ و مسکت خصم ہے کہ اہل بینش کی نگاہیں اسکے مطالب سے نہیں ہٹ سکتین ؎ ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ؎ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست ؎ قیمت ۱۲؍

حجم چھ جزو

سچا موتی علامہ شامی کے بینظیر رسالہ کا ترجمہ جسمین اصول دین کچھ اس انداز سے بیان کئے گئے ہین کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، دہریین کے اعتراضات کے جوابات، تاریخی واقعات اور بہت سے علمی نکات، سوال و جواب کے انداز مین لکھے گئے ہین، بچون کی تعلیم کے لیے اسے ضرور منگا لیجے۔ مترجمہ حضرت شمس العلما مولینا سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ۔ ضخامت ۵ جز قیمت ۵؍

ہدم الاساس تحقیق حدیث قرطاس از حضرت شمس العلما مولینا سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ۔ قیمت ۵؍

تہنیت غدیر مین ایک خاص رعایت

قیمت سہیل مین جلد اول و دوم و سوم و چہارم بجائے ؏ فی جلد کے ۸؍ فی جلد کردی گئی ہے، یہ رعایت صرف ایک سال کے لیے ہے، سہیل کے دینی مجاہدات دیکھیے اور اس موقع کو غنیمت سمجھیے

نوٹ۔ سہیل جلد اول کا نمبر اول اور جلد دوم کا نمبر ۵ و ۶ و ۷ دفتر مین نہین ہے ناظرین نوٹ کرین۔

الکاظم۔ تاریخ امام موسی کاظم علیہ السلام مصنفہ حضرت شمس العلما مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ قیمت ۱۲؍

ایک اور رعایت

جو صاحب سہیل کیلیے ۵ خریدار فراہم کریں گے اور ان کا چندہ ؏۸؍ دفتر مین بھیجدینگے اُن کی خدمت مین سہیل ایک سال تک بلا قیمت حاضر ہوتا رہے گا۔

منیجر سہیل مین لکھنؤ

حمایت مذہب ۶۸۶ رجسٹرڈ نمبر ال ۱۵۶۳

مدیر خاص

ابو البراعۃ سید ظفر مہدی گہر نصیر آبادی الجائسی

قواعد سہیل مین

(۱) یہ رسالہ ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ مین شائع ہوگا
(۲) سہیل کی ضخامت فی الحال ۴۰ صفحات سے کم نہوگی۔
(۳) سہیل جملہ خریدارون کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا۔
(۴) اگر خریدارون کے پاس کسیوجہ نہ پہونچ سکے تو ۲۰ ماہ عربی تک دفتر مین اطلاع نہ پہونچنے پر دوبارہ روانہ کیا جا سکتا ہے اسکے بعد ۴ کا ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جائیگا
(۵) سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ؎ ہے اور ششماہی عا ہوگی
(۶) جملہ مراسلات و ارسال زر و خط وکتابت بنام ابو البراعة مولوی سید ظفر مہدی گہر پروپرائٹر و مدیر خاص سہیل مین وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ ہونا چاہیئے۔
(۷) مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر حدود منازل سہیل سے متجاوز نہونگے اور معیار علم پر ٹھیک اترینگے تو بصد امتنان شائع کیے جائینگے۔
(۸) سہیل کو چونکہ آیندہ اپنے کام مین جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے توسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر استعانت حاضر خدمت نہوگا۔
(۹) نمونہ کا پرچہ ۴ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا۔ مفت حاضر خدمت نہوگا۔
(۱۰) خریدارون سے عرض ہی کہ خط وکتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دین ورنہ تعمیل ناممکن۔
(۱۱) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے
(۱۲) مضامین موصولہ ضرور بالضرور طبع ہونگے اسکا ذمہ دار اڈیٹر نہین اور نہ وہ مضمون کے واپس کرنیکا ذمہ دار ہے

اغراض و مقاصد سہیل مین

(۱) ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
(۲) معاندین اسلام خصوصاً مخالفین مذہب شیعہ کے بیجا اعتراضات اور حملون کا دفاع۔
(۳) حقیقی اخلاق اسلامی نشر
(۴) علمی قومی اور مذہبی اور اُن ملکی معاملات پر جو مذہب سے متعلق ہونگے تبصرہ و نقد۔
(۵) حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علوم و سوانح کا نشر

مشتہرین

اس کثیر الاشاعت رسالہ مین اشتہار بھیجتے وقت ذیل کا نرخنامہ ضرور ملاحظہ فرمالین۔

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک سال کیلیے	للعہ ر	صہ ر	سہ ر
چھ ماہ کیلیے	سہ ر	سہ ر	معہ ر
تین ماہ کیلیے	سہ ر	سے ر	للعہ ر
ایک ماہ کیلیے	صہ ر	سے ر	عہ ر

کوئی صاحب کمی اُجرت کی خواہش نہ فرمائین رعایت کی گنجائش نہین۔ ٹائٹل پیج کے صفحات کا نرخ اسکے علاوہ ہے جو بذریعہ خط وکتابت طے ہو سکتا ہے اُجرت ہر حال پیشگی آنا چاہیے۔

منیجر سہیل مین وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سہیل کی توسیع اشاعت مین مدد کرنا نصرت دین ہے

[illegible] لکھنؤ [illegible] شائع [illegible]

یہ رسالہ محض احقاق حق کی نیت سے نکالا جاتا ہے جس کا نتیجہ حفظ افراد مذہب ہے نہ کسی کی توہین کیلئے
اگر کسی کو اس سے دل آزاری کا خیال ہو تو آپ کے دیکھنے کیلئے شائع نہیں کیا گیا

سہیل یمن

شرط است کہ بہر ضبط آداب و رسوم — خیزد بعد از نبی امام معصوم
زہ جہل چہ گوئی بعلی باز گرائے — ہر جائے نشین مہر باشد نہ نجوم

جلد ۵ ○ ماہ شوال [illegible] ہجری ○ نمبر

منثورۃ

در شرب کریماں سخن اَست خود نمائی بنگر کہ چوں سکندر آئینہ نیست جم را

جن نفوس نے سہیل کی آبیاری اور دلداری میں ابتدا سے آج تک، یا صرف ایک سال، دو سال، یا تین سال تک حصہ لیا ہے ان سے نہ سہیل غافل ہے اور نہ متغافل، جاہل ہے اور نہ متجاہل، اُنکی وقعت اور گراں پائگی اُنکی نگاہوں میں اُس طرح ہے جس طرح کے وہ افراد شرعاً اخلاقاً، اور عرفاً مستحق ہیں، ان ہستیوں نے سہیل کی اعانت کی، مگر اُنکی وسعت ظرف سیر چشمی دریا دلی، کریم النفسی اور اعانت حق پر نظر کرتے ہوئے میں اُنکی امداد کو تصریحاً نہ شائع کر سکا کیونکہ انما نطعمکم لوجہ اللہ کی منزلیں میرے پیش نظر تھیں اور لا نرید منکم جزاء و لا شکوراً کا گرانبہا درس، مجھے اعلان عطیات میں برہمی مزاج سخا کی تصویر دکھاتا تھا البتہ میں نے ہر بار کچھ نہ کچھ تذکرہ جو دو تصریحاً تو نہیں کنایۃً کیا، وہ بھی ڈرتے ڈرتے کہ کہیں یہ امر طبیعت کرم پر بار تو نہو۔ اور کہیں ابر کرم میں برق ریا کی جھلک تو نہ پیدا ہو جائے

آلودہ ریا نتواں بود غالبا پاکست خرقہ کہ بے شست و شو کنند

ہاں جن حضرات نے کبھی نہ کبھی طرح اپنی شہرت چاہی اور کنایۃً یا تصریحاً، بعد امداد وہ اس بات کے طالب ہوئے، اُنکے مراد دل کے اظہار سے میں نے کوتاہی بھی نہیں کی اور "منثورۃ الدر" کے ماتحت لکھا اور اکثر لکھا اب تک انھیں وجوہ سے اظہار اعانت میں پس و پیش کرتا رہا اور اُن کے اسماء گرامی کے اعلان سے پرہیز کرتا رہا ——— . . . .

باید زمے ہر آئینہ پرہیز گفتہ اند از سے دروغ مصلحت آمیز گفتہ اند

مگر اب بعض وجوہ و اسباب سے اعلان کو اخفا پر ترجیح دیتا ہوں کہ ہنر کا ستر عیب ہے، اور عیب کا ستر ہنر . . . . اور اس غلطی، یعنی عدم اعلان کا معترف ہوں، کیونکہ یہ سب اُسی بنائے خیال پر ہوا جسکا تذکرہ سطور بالا میں کر چکا

سہیل کی اساس اولی جن متبرک ہاتھوں نے سب سے پہلے قائم کی، وہ حضرت علیین مکان سر راجہ ابو جعفر صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہٗ کی ذات والا صفات تھی، مرحوم کا قلب البخم کی یا وہ گوئیاں دیکھ دیکھ

کے پاس پاس تھا اور آپ نے ان مزخرفات کے جوابات ضروری سمجھے اور دو سو روپیوں سے اُنکی اعانت ایک بار فرمائی اور آئندہ کا وعدہ مستزاد فرمایا، مگر یہ سہیل کی تقدیر کہ اس جوادِ کریم کا رشتۂ حیات دفعۃً منقطع ہوگیا اور سہیل کہتا ہی رہا کہ "کیف یا کلا لتراب جودک" خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، آمین

فتی عاش فی معروفہ بعد موتہ کما کان بعد السیل مجراہ مرتعا

"وہ جوانمرد جو اپنی نیکیوں میں بعد موت بھی زندہ ہے جیسے سیل کسی زمین پر ہو کے گذرے، سیل تو گذر جاتی ہے مگر مقام سیل سرسبز و شاداب رہتا ہے"

اور بھی صرف سال اوّل میں جو یکمشت اعانتیں ہوئیں اور اُسکے بعد نہیں اُنکا بھی تذکرہ اس ضمن میں بطور تشکر ضروری ہے اور وہ حسب ذیل تھیں جنکو ترتیب کے اعتبار سے قبلیت و بعدیت حاصل ہے :-

عالیجناب راجہ صاحب حسن پور دام اقبالہٗ آپ اُسکے علاوہ سالانہ اعانت بھی فرماتے رہتے ہیں یعنی وی پی وصول کر لیتے ہیں عالیجناب خان بہادر چودہری ارشاد حسین صاحب دہلی، عالیجناب راجہ نواب علیخاں صاحب تعلقدار اکبر پور ان حضرات نے سو سو روپیہ یکمشت اعانتاً عنایت فرمایا، اس عطیہ کو آج پانچواں برس ہے،

از تست اگر ساختہ پرداختۂ ما کفر است نبود مطلب بے ساختۂ ما

اب ان تذکروں کے بعد ایک تذکرہ جو بہت ضروری سمجھتا ہوں، کیونکہ اُسکا ترک اس صورت میں کفرانِ نعمت ہے، یعنی سہیل کی امداد باعتبار سالانہ جس ریاست سے ابتک ہوا کی وہ ریاست عالیہ لورپور ہے عالیجناب راجہ سر توکل حسین صاحب دام اللہ دجودکم و اقبالہٗ نے ابتک اُنکی مدد دوسو روپیہ سالانہ سے فرمائی اور کبھی ممدوح نے اسکی خواہش ظاہر نہیں فرمائی کہ اس امداد کا اعلان بھی کیا جائے مگر ابنائے زمانہ کا خیال کرتے ہوئے میں اسے ضروری سمجھا، زندہ باد رعایائے دولت امیر المومنین خداوند عالم اس ذات گرامی کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور عمر طویل عنایت فرمائے اس ذات کو سہیل کی اشاعت کا شغف ہے اور وہ اُسکے عروج کو فلک فرسا دیکھنا چاہتی ہے ؎ مگر

وھبت علی مقدار کفی زماننا ونفسی علی مقدار کفیک تطلب

(جو کچھ عطا ہوا) وہ زمانہ کے دست توفیق کے اعتبار سے ہے، میں تو تیرے دست سخا کو دیکھتے ہوئے چاہتا ہوں

فکل امری یوتی الجمیل محبّب		وکل مکان ینبت العز طیب

ہر معطی جمیل محبوب ہے، اور وہ مقام جہاں عزت کی پیداوار ہو پاک ہے،

درحقیقت ابتک جو امداد ان ہاتھوں سے اس رسالہ کی ہوتی رہی وہ اپنی آپ ہی نظیر ہے اور دل تولا پرست کی آئینہ دار ہے

منتِ عطائے خود کند ساقی بما نہ مست مے		وان زیادہ مے بر دلبکہ زیادہ مے دہد

اس وقت کرم وجود پر نظر نہ ڈالئے بلکہ اس احساس مذہبی کے عروج کو دیکھئے جو کرم وجود کا محرک اور کرم وجود جسکے نتائج ہیں۔ اگرچہ اس عطا کا تذکرہ بارہا میں سہیل ہی کنایۃً الکنایۃ ابلغ من التصریح کے اعتبار سے کرچکا ہوں، جسکے شاہد رسالہائے گذشتہ ہیں مگر اب وقت اس تصریح کو ضروری سمجھا،

اگر بفرض محال ان اعانت میں تاخیر ہو بھی گئی تو دیر آید درست آید کا مفہوم، مجھے تسلّی دیتا رہتا ہے اور غالب کا یہ شعر میری دلدہی کرتا رہتا ہے،

ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا		آپ آتے تھے مگر کوئی عنانگیر بھی تھا

اور سمجھتا ہوں وہ کہ

تزید عطایاہ علی اللبث کثرۃ		وتلبث امواہ السماء فتنضب

ابر عطا جب رکتا ہے تو بکثرت آخر میں برستا ہے اور باران رکتا ہے تو نہیں ہوتا بلکہ وہ خشک ہو جاتا ہے

تشنہ لب بر ساحل دریا زغیرت جاں دہم		گر بموج افتد گمان چین پیشانی مرا

وہ روسائے عظام جنھوں نے صرف ایکبار سو روپئے سے اُنکی اعانت کی اگرچہ انکی وہ اعانت سالانہ نہ شامل ہونا چاہیے مگر غالباً شامل کر لیا گیا اور گویا وہ یکبارگی اعانت سالانہ تھی جو سہیل کو ملی اس اعتبار سے اب جبکہ سہیل کا سال پنجم شروع ہی، اور اُسکے تین پرچے ان حضرات کی خدمت میں جاچکے ہیں تو گویا میں چار سال سہیل بھیجنے کے بعد ایک حد تک سبکدوشِ بارِ اعانت ہوں اور قریب خروج امید کرم۔

اصبحت ارجو منہم نتاج ہیلا		انا الغنی واموالی المواعید

میں دولتمند ہو گیا کیونکہ وعدہ کرنے والوں کے وعدوں کی مالیت میرا پاس ہی نقد وعدہ کیا کم ہے

لہٰذا خطوط کے جواب میں کوتاہ قلمی سے کام نہ لیا جائے اور یہ نہ سمجھا جائے کہ میں ان حضرات سے کسی مدد کا طالب ہوں مجھے زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ غالباً مرا ترجمانِ دل وہ شعر ہے جو عنوان میں لکھا گیا۔

زوصلِ یار قناعت کنوں بہ پیغام است   خزان چشم رسید و بہار گوش آمد
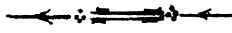
ہر شیشہ بانداز ہر حوصلہ ریزند   میخانہ توفیق خم و جام ندارد

پٹنہ کے ایک صاحب سہیل سے صرف اس لئے خفا ہیں کہ وہ کئی مہینہ بند کیوں رہا، جسکا مطلب یہ ہے کہ مشیت کے حبسے سہیل تک آتے آتے کند کیوں نہ ہو گئے، یہ تو مشیت کی خطا تھی، اور سہیل کی ناتوانی اس سے متاثر کیوں ہوئی، یہ مرا قصور ہے، لہٰذا باوجود سماجت و لجاجت اُنھوں نے وی پی واپس کر دیا اور کوئی عذر قابلِ قبول نہیں سمجھا ایسے ہی چند اور حضرات ہیں جنکی تحریر غضب آلود پر کبھی ہنستا ہوں اور کبھی اُنکی عقلمندی کا ماتم کرتا ہوں، جب اُنکے وی پی واپس ہوتے ہیں اور عتاب آمیز تحریریں ملتی ہیں تو یہ کہکے اپنے دلکو تسکین دے لیتا ہوں

چین جبین زجنبش ہر خس نمی برند   دریا دلان چو آب گہر آرمیدہ اند
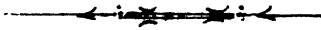
مولوی حاجی غلام علی صاحب نے جن چھ حضرات کے لیے چندہ بھیجا تھا اُنھیں حضرات ذیل کے نام "قرعہ فال" پڑا جنکے اسمار اطلاعاً لکھے جاتے ہیں

(۱) جناب تصدق حسین صاحب ضلع علیگڈھ (۲) جناب مولوی علی عباد صاحب متعلم وثیقہ اسکول فیض آباد (۳) جناب مولوی سمیع حسن صاحب متعلم مدرسۃ الواعظین (۴) جناب شجاعت حسین صاحب لکھنؤ (۵) جناب اصغر حسین صاحب حیدرآباد دکن، (۶) جناب محمد حسین صاحب لکھنؤ

کیا آپ کو بھی ان افراد کا خیال ہے جو اپنی تہیدستی کی وجہ سے سہیل نہیں خرید سکتے؟ اگر ایسا ہے تو،

خیز و میرا بہ ردے را سر راہے دریاب

میرا بار بار آپسے کہنا اور آپکا ملتفت نہونا ایسا تو نہیں:- کہ

من سوئے تو بینم دانی زچہ جائیست   تو سوئے من نہ بینی دانم ز شرمگینست

بسلسلہ ماسبق
مکاشفات ..... بائے مرزائے قادیانی

صدع النقاب میں مولوی محمد ادریس صاحب مدرس دار العلوم دیوبندی نے صفحہ ۲ پر میرزا غلام احمد قادیانی کے چند الہامات و مکاشفات ان عبارات سے لکھے ہیں،

(۱) یریدون ان یروا طمثک یعنی وہ تیرا حیض دیکھنے کا ارادہ کرتے ہیں،
اس الہام کی شرح خود مرزا جی کی زبانی یہ ہے "بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۰ - اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹)

احمدی صاحبوں یہ بتاؤ کہ بابو الٰہی بخش صاحب میڈیکل کالج کے کیا سند یافتہ ڈاکٹر ہیں جو حیض کا ٹسٹ (امتحان) کرکے خلط مضر کو تنقید سے دفع کرینگے - تاکہ خلیفہ جی کو ....
رہ جائے اگر ایسا ہے تو جم جم نت منت خدا ن گھڑی جلد لائے،

(ب) مولف مدرس نے اسی صفحہ پر مرزا صاحب کا یہ کشف بھی لکھا ہے -
"مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھیرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنادیا (کشتی نوح صفحہ ۱۴۰)

دیکھیے نئے خدا کا نیا آواگون کہ دس مہینہ میں بچھیڑا ہوتا ہے اور مرزا جی مریم سے عیسیٰ بن گئے ماشاء اللہ جی ہاں بات صحیح ہے ماشاء رکیٹ مگر احمدی صاحبو تم جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کا انتقال لا ولدی کی حالت میں ہوا ہے تو اپنے خلیفہ جی کا بہت جلد فکر کرو اور سب سے آسان تدبیر یہی ہے کہ مرزا جی کو ...... تاکہ انکی مادر گرامی کی عزت بچاؤ،

(ج) "خدائے تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۴ و ۶۵)
جی بجا درست رہڑکے خدا ایسے ہی ہوا کرتے ہیں چمڑے کی تھیلی میں کیا ن تو بچوں کی شعانی اور کاغذ کی جامدانی میں آسکتا ہے،

(د) اور پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے درد زہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی (کشتی نوح صفحہ ۴۷)

احمدیوں مبارک خلیفہ جی برج حمل سے برج ثور میں آگئے یعنی پیدا ہوگئے،

اچھا یہ تو بتاؤ کہ نئی قسم کی زچہ کو جنوانے کون آیا حوریں تو عورتیں ہیں وہ تو بحیثیت شرم آ نہیں سکتیں اور غلمان اُلّو بچھیرے بھلا وہ کیا جنواتے حضرت جبرئیل اکو تسبیح و تحمید سے فرصت نہیں ہاں معلم الملکوت وہ ایسی مصیبتوں میں بڑی مدد کیا کرتے ہیں پس وہی تشریف لائے ہوں گے اور جنوائی میں مرزا جی کی رہی سہی عقل لے گئے ہونگے،

سچ یہ ہے کہ مرزا جی بڑے کایا کشی سے مسیح موعود بنے ہیں اس محنت کے صلہ میں آپ حضرات اُنکی فاتحہ، گوند، سٹھورا، اچھوانی پر دلوایا کریں

(ہ) رسالہ نعم الوکیل صفحہ ۸۲ مولوی فضل الدین لیڈر احمدی پر یہ الہام مرزا صاحب کا درج ہے وانت من مائنا وھم من فشل (کتاب اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۴) یعنی تو ہمارے پانی (مادہ) سے ہے اور دوسرے نامردوں کے پانی سے ہے، دیکھئے ہماری جہالت کہ ہم آجتک ایک خدا سمجھے ہوئے تھے اور مرزا جی کے طفیل میں دو خدا معلوم ہوئے جنمیں ایک مرد اور دوسرا نامرد، گو آیہ انما الھکم الٰہ واحد غلط ہوگئی تو مضائقہ نہیں مرزا جی کا دم ہے تو اور سینکڑوں آیتیں بنیگی مگر بات بڑی پتہ کی معلوم ہوگئی جو قابل شکر ہے افسوس مرزا جی بہت جلد مرگئے اگر وہ زندہ رہتے تو جانے اور کیا کیا معلوم ہوتا،

(و) رسالہ نعم الوکیل صفحہ ۷۹-۸۰ مرزا جی کا الہام انت منی بمنزلۃ اولادی (دافع البلا ص ۶-۷) اس الہام سے مرزا جی کو پہلی فتح شیعوں پر حاصل ہوگئی کہ اُنکے امام منزلت ہارونی سے آگے قدم نہ بڑھا سکے اور مرزا جی خالق کائنات کے سپوت ہوگئے، دوسری فتح عیسایان ہند کو ملزم کرنے پر ہوگئی بہت کہتے تھے کہ خدا کا کوئی بیٹا نہیں لو دیکھو ہندوستان کے قصبہ قادیان گورداسپور میں موجود اور ناصری عیسیٰ کی قبر کشمیر میں تو انکی قبر قادیان میں، عیسائیوں پر واجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کو گناہوں کا کفارہ مانتے ہیں تو قادیانی عیسیٰ کو نیکیوں کا جرمانہ مانیں،

تیسری فتح پرانے خدا پر ہوئی کہ لم یلد ولم یولد کا مت سے ڈھنڈورہ پیٹ رکھا

تھا جس سے دنیا گمراہ ہوگئی اب مرزاجی کیسے بیٹے پیدا ہوگئے پس علمائے اہلسنت کا مسئلہ امکان
کذب باری تعالیٰ بالکل سچا ثابت ہوگیا بقول شخصے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے، لو دیکھ لو پس ان اللہ
علیٰ کل شیئ قدیر کے معنی جو اہلسنت کہتے ہیں کہ کل شئے میں کذب تحت قدرت ہے بالکل سچ
جب چاہے جھوٹ بولے کسی کے باپ کا دیا نہیں اپنی خدائی ہے

مقاربت خدائے پاک با میرزائے مبارک

(۱۳) صدع النقاب مذکور صفحہ ۲۵ میرزا صاحب کے ایک مرید ضامن قاضی یار محمد صاحب بی۔ او
ایل پلیڈر نے اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسوم باسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں لکھا
ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت
آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا
ارے ابھی تو انت من مائنا اور انت بمنزلۃ ولدی اور اولادی فرمایا جا رہا تھا یہ
کیا ہونے لگا کیا اپنا حکم ظللتہ ان یاتیا نہا منکم فاذوھا بڑھاپے کے سبب یاد نرہا کہ شاہ فقیر
بادشاہ کے برابر ہوگیا، اہمیاں ہم ہی بھولے یہ تو اصول فقہ اور اصول عقائد کا مسئلہ عدالت کے
باب میں ہے کہ ملک غیر میں تصرف ظلم ہے مالک کو اختیار ہے جو چاہے کرے، بقول شاعر ؎

اگر جھوٹے نہ ہے بخشش نہ چھوڑے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

اور جبکہ یفعل اللہ ما یشاء اور بیدک الخیر شان ہے تو اسکے کسی فعل کو عبث بھی نہیں کہہ سکتے
دوم حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم تو ہے مگر ابناءکم قرآن میں کہاں ہے اور جو
دنیا کے لوگ بیٹے سے ایسے فعل کو خطا مانتے ہیں تو یہ کوئی حرج نہیں پس یہ خدا کی خطائے اجتہادی
مانی جائے گی اور المجتہد قد یخطی وقد یصیب اصول فقہ کا مسئلہ ہے اور جو یہ فعل نکاح کے
بعد ہوا ہے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر حد بھی نہیں (دیکھو فتاویٰ قاضی خاں جلد چہارم کتاب الحدود
صفحہ ۴۰۴) ہیں ساس نانی دادی بیٹی سب شیر مادر ہیں تو بیٹے نے کیا قصور کیا ہے،

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (پ ۱۸)

سلسلہ تالیفات صابریہ کا نمبر ۲۳

رفع الاختلاف عن آیۃ الاستخلاف

جسمیں

پارہ اٹھارواں سورہ نور کی آیہ کریمہ استخلاف کی مکمل تفسیر کتاب اللہ واحادیث صحیحہ اہلسنت والجماعت سے بغیر تاویل کرکے قطعی طور پر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ وعدہ الٰہی زمانۂ نبوت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پورا ہو چکا اور استخلاف فی الارض تمکین دین تبدیل امن بعد خوف آنحضرت صلعم کے زمانہ ہی میں حاصل ہو گیا اور یہ آیہ کریمہ حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت کے واسطے ہرگز نہیں اور نہ خلافت موعود کیلئے ہے بلکہ اجماعی ہے، یہ تفسیر روئیداد مباحثہ منٹگمری پر بھی ایک تبصرہ ہے اور اُس چیلنج کا جواب ہے جو ایڈیٹر صاحب النجم اور اُنکے نامہ نگار صاحب نے اس روئیداد میں مجتہدین عظام و علمائے کرام شیعی کو دیا ہے۔ اس رسالہ کی تفسیر آیت استخلاف مؤلفہ ایڈیٹر صاحب النجم کا بھی کافی جواب با صواب دیا گیا۔ امید ہے کہ ناظرین محققین اس سے فائدہ اٹھا کر صراط مستقیم حاصل کرینگے۔

مؤلفہ

جناب حاجی حکیم ڈاکٹر نور حسین صابر جعفری اثنا عشری کربلائی جھنگ سیالوی سابق حنفی سنی مصنف ثبوت مذہب نبوت ثبوت خلافت۔ نور القرآن، حقیقت مذہب حنفیہ و انوار حسینی و مذہب شیعہ و آئینہ مذہب سنی وغیرہ

بسرپرستی

جناب فیضمآب فخر المحققین مدرس المتکلمین حاجی دین متین محب آل یٰسین زائر ائمہ معصومین مولانا حکیم امیر الدین صاحب جائنٹ مؤلف کتاب لاجواب فلک النجاۃ منبر چک جلال الدین

سنہ ۱۹۳۱ع
۱۳۴۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ العظیم

تبصرہ بر روئیداد مباحثہ منٹگمری

خطبہ و حمد الحمد للہ رب العالمین۔ والعاقبۃ للمتقین۔ والجنۃ للمطیعین۔ والنار للمعاندین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وخیر خلقہ ونور عرشہ۔ شفیع المذنبین۔ سید المرسلین۔ امام المتقین۔ فخر الاولین والاخرین۔ سیدنا ومولانا وشفیعنا محمد خاتم النبیین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین المعصومین الشاکرین الصابرین الزاہدین العابدین الذین ہم کانوا خلفاء الراشدین المہدیین ولعنۃ اللہ علی اعدائہم اجمعین الی یوم الدین۔ **اما بعد** فقیر حقیر خادم الثقلین ڈاکٹر نور حسین جھنگ سیالوی برادران مومنین ومحققین ناظرین کی خدمت بابرکت میں التماس کرتا ہے کہ شیعہ اور سنی کا پرانا جھگڑا خلافت پر چلا آتا ہے اور ہر صدی، ہر قرن وہر زمانہ میں فتنہ وفساد برپا ہوا خون کی ندیاں بھی لگیں مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا تفریق بین المسلمین ہوتی گئی آخر کار سلطنت عثمانیہ ترکی کے آخری مدبران سلطنت بنی امیہ وبنی عباس میں شیعہ سنی کا تفرقہ زبان رہا، اللہ اللہ کر کے وہ سلطنتیں کافور ہو گئیں اور مسلمانوں کے سر پر برٹش گورنمنٹ نے سایہ ڈالا جب تلوار چلنی تو بند ہو گئی مگر زبان وقلم کی تلوار نے زور پکڑا ہند وپنجاب میں رسالہ بازی شروع ہو گئی۔ انقلاب نے زمانہ نئی روشنی وتہذیب نے شیعہ وسنی کے تنازعات ومباحثہ کو اکثر کم کر دیا اور بہت جگہ امن قائم ہو گیا سنی وشیعہ شیر وشکر ہو گئے۔ انہیں میل جول۔ اتفاق واتحاد ہو گیا۔ مگر ہندوستان کے مشہور شہر لکھنؤ سے جناب ایڈیٹر صاحب النجم کی برکت اور فیض سے سنی شیعہ کا اتفاق نہ ہونے پایا اور ہمیشہ مناظرہ ومباحثہ کے دنگل جاری ہی رہے اکثر علماء کرام اہل سنت واہل تشیع نے زمانہ کی رفتار کو پہچانا

اتفاق بین المسلمین کو غنیمت جانا مگر ایڈیٹر صاحب النجم ہمیشہ شیعوں کے مذہب اور انکے ائمہ اطہار علیہم السلام پر زہر اگلتے ہی رہے اور ناجائز حملے کرتے ہی رہے، مخالفت و عداوت اہلبیت اطہار میں سر توڑ کوشش کرتے رہے، پنجاب میں چکوال اور کلیریاں کے میدان پر ایڈیٹر صاحب نے شیعوں سے شکست فاش اٹھائی مگر پھر بھی اپنے پرانے خیال اور دُھن سے باز نہ آئے، اور اپنے پرانے آموختے شیعوں کا ایمان بالقران کو ہمیشہ رٹتے رہے، ۲۶ ماہ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو بمقام منٹگمری جناب ایڈیٹر صاحب کی جناب مرزا حاجی احمد علیخانصاحب کربلائی رئیس المناظرین سے مٹھ بھیڑ ہوئی اور آیۂ استخلاف پر بحث ہوئی گو جناب مرزا صاحب موصوف نے مبرہن جواب باصواب دیئے مگر ایڈیٹر صاحب کی تسلی و تشفی مخالفانہ رنگ میں رہی اور ایک روئیداد مباحثہ اپنی فتح میں شایع کر دی۔

آپ نے اور آپکے نامہ نگاروں نے چیلنج دیا کہ شیعہ اپنے بڑے سے بڑے مجتہدین کے پاس اس روئداد کو بھیجکر جواب کا مطالبہ کریں، کاش کہ جناب ایڈیٹر اور انکے نامہ نگار مذہب شیعہ کی کتب کا مطالعہ کرتے اور خاصکر کتاب خلافت النجاۃ مؤلفہ جناب علامہ حافظ و حکیم علی محمد صاحب قبلہ و جناب حکیم و مولوی امیر الدین صاحب اور ثبوت خلافت و ایمان ثلاثہ و ابطال الاستدلال ملاحظہ فرماتے تو آپ پر حق و باطل ظاہر ہو جاتا اور چیلنج دینے کی نوبت نہ آتی۔ لیجیئے جناب ایک خادم العلماء طالب العلم ڈاکٹر صابر ہی آپکے روئداد مباحثہ کی پیش کردہ آیۂ شریف کی تفسیر بالقرآن لکھکر آپ صاحبان کو صراط مستقیم کی دعوت دیتا ہے اگر قبول فتد زہے عز و شرف، جواب دیتے وقت جناب ایڈیٹر صاحب النجم اپنا مذہب و عقیدہ ضرور لکھیں۔ کیونکہ آپکے ہم مذہب علماء کرام کے فتاوے آپکے برخلاف دیکھکر ہم کو نہیں معلوم ہو سکا کہ آپ اہل قرآن ہیں یا اہل حدیث حنفی ہیں یا شافعی جب تک کہ آپ مذہب معین نہ کرینگے جواب الجواب دیا جائیگا۔ یہ تبصرہ جناب کی خدمت میں حاضر ہے، شوق سے ملاحظہ فرمادیں مؤلف صابر تہ دل سے جناب مولانا مولوی حکیم امیر الدین صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ جن کی کتب جناب سے تفاسیر پور علمی خزینہ دستیاب ہوا۔ امید ہے کہ ناظرین آئین نظر انصاف سے غور فرماینگے

والسلام ڈاکٹر صابر عفی عنہ

آغاز مباحثہ

رفع الاختلاف عن آیۃ الاستخلاف

(اول) استدلال ایڈیٹر صاحب النجم لکھنؤ:-

حق تعالیٰ سورۂ نور اٹھارویں پارہ میں فرماتا ہے، وعد اللہ الذین امنو منکم وعملوا الصالحات- لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم- ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم- ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا- یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ط ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون (پ۱۸ نور) لفظی ترجمہ اس آیت کا یہ ہے کہ وعدہ کیا ہے اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے کہ ضرور ضرور اُن کو خلیفہ بنائے گا زمین میں اور ضرور ضرور بدلے میں دیگا اُن کو بعد خوف کے امن اور ضرور ضرور مضبوط کردیگا اُن کے لیے اُن کا دین جو اللہ نے اُن کے لیے پسند کیا وہ لوگ میری عبادت کرینگے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرینگے اور جو شخص اسکے بعد ناشکری کرے تو وہ اعلیٰ درجہ کا فاسق ہے۔

ہمارا استدلال اس آیت سے دو باتوں پر مبنی ہے **اول** یہ کہ اس آیت میں جو نعمتوں کا وعدہ خدا نے کیا ہے، یعنی استخلاف فی الارض۔ تبدیل خوف۔ تمکین دین، یہ وعدہ اُن مومنین صالحین سے مخصوص ہے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے دلیل اسکی لفظ منکم ہے جو حاضر کی ضمیر ہے اور غائب کو اور وہ بلحاظ لغت حاضر کی ضمیر حاضرین ہی کے لیے مخصوص ہوتی ہے، اصول فقہ میں بھی یہ بات طے ہو چکی ہے کہ خطاب کا صیغہ حاضرین ہی کے لیے مخصوص ہوتا ہے ہاں آیات احکام میں حاضر کے ساتھ غائب بھی بوجہ دلیل خارجی کے شامل کر لیے جاتے ہیں۔ دوسری یہ کہ اگر اس زمانے کے مسلمانوں کی تخصیص نہ ہو تو لفظ منکم محض بیکار ہے الذین امنو وعملوا الصالحات کافی تھا، **دوم** یہ کہ اس وقت کے موجودین کا گویا ان اسلام سے صرف چار شخصوں کو خلافت

خلافت ملی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علیؑ اگر حضرت علی کے متعلق سنّی وشیعہ دونوں کا اتفاق ہے کہ ان کو یہ تینوں نعمتیں نہ ملیں شیعہ کہتے ہیں کہ ان کو تمکین دین نہیں ملی وہ اپنے زمانۂ خلافت میں بھی اپنا اصلی دین ظاہر کرنے کی قدرت نہ رکھتے تھے اور تبدیل خوف کی نعمت سے بھی وہ محروم تھے صرف خلافت ملی تھی، وہ بھی برائے نام جیساکہ میں اپنی آئندہ تقریر میں کتب شیعہ کی عبارتیں پیش کروں گا لہذا حضرت علی کسی طرح اس آیت کے موعود لہ نہیں ہوسکتے، اب رہے وہ تینوں خلیفہ اُن کو خلافت کا ملنا بھی ظاہر ہے، اور تبدیل خوف کی نعمت بھی اُن کو حاصل ہوئی تمام ملک عرب ایران، روم وشام سب اُنکے قبضہ میں تھا اور جو دین اُن کا تھا اسکو تمکین حاصل تھی۔ لہذا ثابت ہوگیا کہ وہ تینوں مومن صالح تھے اور ان کی خلافت اس آیت کی موعود خلافت تھی اور اگر ان کو مومن نہ مانا جائے یا اُن کی خلافت کو اس آیت کی موعود خلافت تسلیم کیا جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ معاذ اللہ آیت کا وعدہ پورا نہ ہوا اور کلام الٰہی غلط ہوگیا یعنی اس وقت کے مومنین صالحین سے کسی کو آیت کی موعودہ تینوں نعمتیں نہ ملیں (انتھی تقریر مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوئی از روئداد مباحثہ صفحہ ۹—۱۰)

استدلال ڈاکٹر صابرؒ ہمارا استدلال یہ ہے کہ اس آیت میں جو تین نعمتوں کا وعدہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے کیا ہے یہ وعدہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے صحابۂ کرام اور مومنین صالحین سے ہے اور یہ وعدہ عین حیات سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پورا ہوگیا اس سے حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت نصبی ثابت نہیں ہوتی اور نہ اس میں اُن کی ایمان صالحہ کا ذکر ہے، اور نہ اسکا کچھ تعلق حضرات ثلاثہ سے ہے اور نہ حضراتِ ثلثہ نے اس آیت کو اپنے دعویٰ میں پیش کیا ہے۔ آپ کا استدلال مخالف کتاب اللہ وسنت ہے۔

شانِ نزول (۱) تفسیر جامع البیان سُنّی و تفسیر خازن سُنّی جلد ۳ صفحہ ۳۲۲، و تفسیر ابن جریر سنی جلد ۵ صفحہ و تفسیر درمنثور سنی جلد ۵ صفحہ ۵۵ میں ہے کہ آیہ استخلاف اسوقت نازل ہوئی جب صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم ہمیشہ ڈرتے رہینگے اور کبھی کوئی ایسا زمانہ ہم پر نہ آئیگا کہ ہم ہتیار اُتار کر رکھیں سکے گا اسیطرح محی الدین اور شیخ عماد الدین نے نقل کیا ہے (مفصل دیکھو فلک النجاۃ صفحہ ۱۵)

(۲) ینابیع المودۃ قندوزی سنی صفحہ ۲۵، پر ہے:۔ لیستخلفنھم قائم آل محمدؐ اور اُنکے اصحاب کے حق میں نازل ہوئی،

روایات اہلسنت (۳) تفسیر فتح البیان میں ہے کہ یہ آیت اُسوقت اُتری جب صحابہ نے کہا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم ہمیشہ ڈرتے رہینگے اور کبھی کوئی ایسا زمانہ نہ آئیگا کہ ہم ہتیار اُتار رکھیں گے فاظھراللہ نبیہٗ علی جزیرۃ العرب فآمنوا ووضعوا السلاح تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جزیرۂ عرب کا مالک کردیا۔ صحابہ امن میں ہوئے اور اُنھوں نے ہتیار اُتار ڈالے فتح البیان جلد ۶ صفحہ ۳۴۳)

(۴) ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کو پورا کردیا اور اُسکے لیے حمد اور شکر ہے کہ نبی صلعم کے وفات پانے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے مکہ وخیبر وبحرین کو نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے فتح کردیا اور باقی جزیرۂ عرب وزمین یمن مکمل فتح ہوئی۔ مجوس ہجر سے اور بعض اطراف شام سے جزیہ لیا اور نبی صلعم کے پاس بادشاہ روم ہرقل اور صاحب مصر اور اسکندریہ مقوقس اور ملوک عمّان اور نجاشی بادشاہ حبشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تحائف اور ہدیے بھیجے،

(۵) تفسیر ترجمان القرآن لطائف البیان سنی پ ۱۸ سورۂ نور صفحہ ۱۰۷ مطبع صدیقی لاہور میں ہے :-

یہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اپنے پیغمبر صلوات اللہ علیہ سلامہٗ سے اصحاب کا کہ وہ اُن کو عنقریب زمین میں نائب بناویگا اور لوگوں کا امام اور اُن پر والی مقرر کرے گا، اور اُنھیں کے ساتھ بلاد کی اصلاح ہوگی اور لوگ اُنکے لیے جھکیں گے اور بجائے خوف اُن کو امن وحکومت دیگا اور پورا کیا یہ وعدہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے وللہ الحمد والمنۃ ابھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہ ہوئے تھے کہ اللہ نے فتح کردیا آپکے واسطے مکہ اور خیبر اور بحرین اور عرب کا کل جزیرہ اور یمن کی ساری زمین اور آپنے جزیہ لیا (تاوان) ملک ہجر کے مجوسیوں سے اور شام کے بعض اطراف سے اور ہدیہ (تحفہ) بھیجا آپ کو ہرقل روم کے بادشاہ اور مصر اور اسکندریہ کے صاحب نے جسکا نام مقوقس تھا اور عمان کے بادشاہوں نے اور نجاشی نے جو حبش کے ملک کا بادشاہ تھا جو اصحمہ کے بعد حبش کا مالک تھا الخ۔

(۶) تفسیر ترجمان القرآن سنی پ ۱۸ ۔ سورۂ نور صفحہ ۱۲۷ پر ہے ۔ ابو العالیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول وعد اللہ الذین آمنوا منکم الخ ۔ کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ حضرت اور آپکے اصحاب مکہ میں دس سال تک تھے وہ بلاتے تھے اللہ کی طرف لعد اللہ کی عبادت کی طرف جو اکیلا ہے اور جسکا کوئی شریک نہیں ہے، چھپ چھپکر اور وہ

عہ حبش کا بادشاہ نجاشی زمانۂ نبوت میں مسلمان ہوگیا تھا،

ڈرتے تھے اُن کو لڑائی کا حکم نہ ہوا۔ یہاں تک کہ اُن کو حکم ہوا مدینہ کی طرف ہجرت کرنیکا پھر ان آئے مدینہ میں اور اُن کو حکم دیا اللہ نے لڑائی کا اور وہ وہاں بھی خائف تھے اور صبح شام سلاح بند رہتے تھے، پھر جب تک اللہ نے چاہا اُسی حالت میں رہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص بولا یا رسول اللہ ابد الدھر نحن خائفون ھکذا اما یاتی علینا یوم نا من فیہ ونضع السلاح یعنی یا رسول اللہ کیا ہم ہمیشہ اسی طرح خائف رہینگے۔ کیا ہم پر ایسا زمانہ آئیگا جس میں ہم بیخوف ہوں اور ہتیار کھولدیں پھر آنحضرت نے فرمایا کہ تم ہرگز صبر نہ کروگے مگر تھوڑا سا الخ

اللہ نے اس آیت کو اُتارا اور نبی کو جزیرۂ عرب پر غالب کیا۔

(۵) تفسیر خازن عربی جلد ثالث صفحہ ۳۲۳ مطبوعہ مصر زیر تحت آیۂ کریمہ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات میں ہے:۔

روایت ہے کہ جناب نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد وحی رسالت و نبوت دس سال مکہ معظمہ میں گذارے اور آپکے اصحاب ہمراہ تھے کافروں کی دکھ درد اور تکلیف پر اُن کو صبر کرنے کا حکم تھا صبح اور شام ان خوف میں رہتے تھے پھر اُن صحابۂ کرام کو مدینۂ منورہ کیطرف ہجرت کرنیکا حکم ہوا اور وہاں جاکر لڑائی کا حکم ہوا۔ اور وہ بھی تک ڈر میں رہتے تھے کوئی شخص بغیر ہتیار کے نہ رہتا اُنمیں سے ایک شخص نے کہا کہ کبھی وہ دن بھی آئیگا کہ ہم امن میں ہوں گے اور ہتیار کھول دینگے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری او معنی لیستخلفنھم کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ یقیناً اُن کو کافروں کی زمین (عرب اور عجم ہے) کا وارث کرے گا اور اُن کو	فمکث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمکۃ بعد الوحی عشر سنین مع اصحابہ وامروا بالصبر علی اذی الکفار فکانوا یصبحون ویمسون خائفین ثم امروا بالھجرۃ الی المدینۃ وامروا بالقتال وھم علی خوفھم لا یفارق احد منھم سلاحہ فقال رجل منھم اما یاتی علینا یوم نامن فیہ ونضع السلاح فانزل اللہ ھذہ الایۃ معنی لیستخلفنھم واللہ لیورثنھم ارض الکفار من العرب والعجم

بادشاہ اور والی ملک بنائیگا اور زمین میں بسائیگا۔ جیساکہ اُن سے پہلے لوگوں کو بسایا جیسا حضرت داؤد اور حضرت سلیمان وغیرہ انبیا علیہم السلام کو بسایا اور بنی اسرائیل کو مصر اور شام میں جابر لوگوں کو ہلاک کرکے اُنکے ملکوں اور زمینوں کا وارث بنادیا، انتہیٰ

ملوکہا وساستہا وسکانہا کما استخلف الذین من قبلہم ای کما استخلف داؤد و سلیمان وغیرہما من الانبیاء ۔ وکما استخلف بنی اسرائیل واہلك الجبابرہ بمصر و الشام واورثہم ارضہم ودیارہم الخ

اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا کہ کفار و مشرکین سے مکہ معظمہ چھین کر مسلمانوں کے حوالہ کیا گیا

تفسیر القرآن بالقرآن ۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا قاعدہ دنیا میں یہی چلا آتا ہے کہ ایک قوم کو بڑھاتا ہے خوب آباد کرتا ہے مال و دولت دیتا ہے پھر جب اُسمیں غرور و تکبر پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کو چھوڑ دیتی ہے تو اُسکو تباہ و برباد کرکے دوسری قوم کو اُسکی جگہ بساتا ہے اُنکو حکومت دیتا ہے پھر اُنکے اعمال دیکھتا رہتا ہے اسی طرح قیامت تک یہ ہوتا رہیگا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اور پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلی امتوں کا مدوجزر ۔ آثار چڑھاؤ بیان کرکے تسلی دیتا ہے اور صحابہ کرام کو اگلی امتوں کی آبادی و بربادی کی یاد دہانی فرماکر جناب رسول اکرم صلعم سے وعدہ حکومت و بادشاہت فرماتا ہے۔

۱) تم سے پہلے بہت سے واقعہ گزر چکے ہیں تم لوگ زمین کی سیر کرو دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

(ب) قد خلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین رپ ۴ آل عمران

۲) کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اُن سے پہلے کتنی امتوں کو تباہ کردیا۔ ہم نے اُن کو زمین میں ایسا جمادیا تھا کہ ویسا تم کو نہیں جمایا آسمان سے اُنپر موسلا دھار مینہ برسایا۔ اور اُنکے پاؤں کے نیچے نہریں بہادیں آخر اُن کے گناہوں کی سزا میں ہم نے اُنکو غارت کردیا اور اُنکے بعد دوسری اُمت پیدا کی۔

(ج) الم یروا کم اھلکنا من قبلھم من قرن مکنٰھم فی الارض مالم نمکن لکم وارسلنا السماء علیھم مدرارا وجعلنا الانھار تجری من تحتھم فاھلکنٰھم بذنوبھم وانشانا من بعدھم قرنا آخرین

رپ ۔ الانعام ۔ ع اول)

۳) اور تم سے پہلے ہم نے کتنی قوموں کو جب ظالم بن گئے

(د) ولقد اھلکنا القرون من قبلکم

غارت کر دیا اور اُن کے پیغمبر اُن کے پاس کھلی نشانیاں لیکر آئے اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے ہم گنہ گاروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں پھر اُن کے تباہ ہونے کے بعد ہم نے تم کو اُن کا جانشین بنایا اسلئے کہ ہم دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو۔

مما ظلموا وجاءتھم رسلھم بالبینات وما کانوا لیومنوا کذلک نجزی القوم المجرمین ۔ ثم جعلناکم خلئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون (پ ۱۱ ۔ یونس ع ۲)

یہ وعدۂ الٰہی اور سنت و نصرت خداوندی زمانۂ نبوت میں پورا ہوا کہ آپ شاہ عرب ہو گئے اور کفار مکہ سے مکہ معظمہ چھین لیا گیا اور کافروں، مشرکوں، یہود و نصاریٰ کی بستیوں کی جگہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے مسلمانوں کی بستیاں قائم کر دیں ۔ اور حضرت داؤد و حضرت سلیمان حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح جناب رسالتمآب صلعم کو حجاز عرب کا والی اور بادشاہ کر دیا۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ انبیاء مرسلین علیہم السلام کو سلطنت و حکومت اور تمکین دین تو نصیب ہوئی مگر آنحضرت صلعم ان نعمتوں سے محروم رہ گئے تو کس قدر توہین نبوت ہے پھر حضور صلعم کس طرح سید المرسلین ہو سکتے ہیں، حالانکہ شان رسول یہ ہے کہ کل کمالات انسانی و مظہر اوصاف رحمانی جو فرداً فرداً ہر ایک نبی و رسول میں تھے وہ سب یکجا ہمارے آقائے نامدار سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پائے جاتے ہیں ؎

حسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ ید بیضا داری　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اگر حضرت داؤدؑ ۔ حضرت سلیمانؑ و حضرت یوسفؑ کو خلافت و بادشاہت ملی تو حضور انور فداہ ابی و امی کو تمام جہان کی بادشاہت ملی اور وہ معصوم برگزیں خلیفہ اللہ تھے کہ کوئی بشر اُنکے مرتبہ کو نہ پہونچ سکا،

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور معرفت الوہیت کی شناخت ۔ ہدایت اور تزکیہ نفس ہم کو اسی کامل خیر البشر کے ذریعہ نصیب ہوئی،

اللہ نے مسلمانوں پر بڑا فضل کیا کہ ان میں ایک پیغمبر بھیجا ان ہی کے جنس سے ۔ یعنی آدمی نہ فرشتہ

(۵) ولقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم

نہ جن جو اللہ کی آیات اُن کو پڑھ کر سناتا ہے اور شرک کی گندگی سے اُن کو پاک کرتا ہے اور قرآن اور حکمت ان کو سکھلاتا ہے اور بیشک وہ لوگ تو اس نبی کے آنے سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے،

یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ط

(پ۴ - آل عمران ع ۱۷)

اے رسول کہدو میں تم سب لوگوں عرب ہوں یا عجم کی طرف بھیجا گیا ہوں اس خدا کی طرف سے آسمان زمین جسکی بادشاہت ہے اور اُسکے سوا کوئی سچا خدا نہیں وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے۔

(و) قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ن الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض لا الٰہ الا ھو یحیی ویمیت

(پ ۹-

اے پیغمبر ہم نے تمکو ساری جہان کے لئے رحمت بناکر بھیجا۔

(ز) وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین (پ۱۷ - الانبیاء)

محمد رسول اللہ اور اُسکے ساتھی کافروں پر سخت ہیں۔

(ح) محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار (فتح)

پس اس شخص کا غلط استدلال ہے اور بے جا خیال ہے جو لکھتا ہے کہ وعدۂ الٰہی صرف ان تین حضرات ابو بکر و عمر و عثمان کیواسطے مخصوص ہے اور یہ وعدہ آیۂ کریمہ انھیں کی خلافت میں پورا ہوا ایسا شخص صریحاً قرآن شریف اور رسالت کا منکر ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب خاتم النبیین سید المرسلین صلعم کے شان وجلالت اور کامیابی و توحیدی مشن کو مٹانا چاہتا ہے اور یہ ثابت کرتا ہے کہ زمانہ نبوت میں جناب سید الابرار اور صحابۂ کبار کو استخلاف۔ تمکین دین اور امن نصیب نہ ہوا فہو ہٰں!

وعدۂ الٰہی پورا ہوا خوف جاتا رہا

اے پیغمبر تیرے پروردگار کی طرف سے جو کچھ تجھ پر اترا ان لوگوں کو بے کھٹکے پہنچادے (کہ علی علیہ السلام مولی المومنین ہیں) اگر تو ایسا نہ کریگا تو گویا تونے

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ۔ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ ۔ واللہ یعصمک من الناس

اللہ تعالیٰ کا پیغام بالکل نہ پہونچایا اور اللہ تعالیٰ تجھ کو لوگوں کے شر سے بچا لیگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو راہ پر نہیں لاتا۔

ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین

(پ۶ - المائدہ ع ۱۰)

(ی) وعدۂ الٰہی پورا ہوا تمکین دین ہوئی جناب علی المرتضیٰ خلیفہ و وصی رسول اللہ نے حج اکبر میں آیۂ برات پڑھ کر سنائی ہجرت کے نویں برس شہر مکہ میں یہ منادی ہوئی۔

جن مشرکوں کے ساتھ تم مسلمانوں نے صلح کا عہد و پیمان کر رکھا تھا۔ اب اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے اُن کو صاف جواب ہے،

براءۃ من اللہ و رسولہ الی الذین عٰھدتم من المشرکین۔

(پ۱۰ - التوبہ)

اے مشرکو امن عام کے چار مہینے (ذی قعدہ - ذی الحج - محرم - رجب) ملک میں چلو پھر داو جانے رہو کہ تم اللہ کو کسی طرح ہرا نہیں سکو گے اور یہ کہ آخر کار اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے - اور حج اکبر کے دن اللہ اور اُسکے رسول کیطرف سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے عام منادی کیجاتی ہے کہ اللہ اور اسکا رسول مشرکین سے دست بردار ہیں - (پھر فرمایا) مشرکین مکہ کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو

(ث) بتوبیب القرآن صفحہ ۱۴۴ فٹ نوٹ پر ہے آیۂ کریمہ اُسوقت اتری جب صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کبھی ایسا بھی وقت آیگا یا نہیں جب ہمکو دشمنوں کا ڈر نہ ہوگا اور ہتیار کھول کر بے فکر ہوں گے یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا پورا ہوا اور مسلمانوں کو آنحضرت کی زندگی ہی میں عرب کے کافروں سے بے فکری ہوگئی اور عرب کے حاکم بن گئے ۸ھ میں یہ سورہ نور نازل ہوا ۸ھ ہجری میں فتح مکہ تھا۔ جن کفار مشرکین نے جناب رسول اکرم صلعم اور صحابۂ کرام کو تکالیف و ایذا پہونچائیں اور جلا وطن کیا اور لڑائیاں کیں اللہ تعالیٰ نے اُن کو مغلوب کیا کفار قتل ہوئے جلا وطن ہوئے اُنکے گھر مال متاع و زمین صحابۂ کرام کو دیدی گئیں، مکہ معظمہ میں اسلامی مارشل لا جاری ہوگیا۔ کفر دور ہوا اسلامی قوانین جاری ہوئے۔ تمام حجاز عرب پر جناب سرور عالم صلعم کا قبضہ ہوگیا اور امن قائم ہوا، اور مسلمان بلا خوف حجاز عرب میں بسنے لگے - ورفعنا لک ذکرک کا ڈنکا بجنے لگا جناب رسول اکرم صلعم اپنے مشن میں کامیاب ہوکر اب سلطنت عظیم چھوڑ کر واصل بحق ہوئے،

(۸) تفسیر مدارک التنزیل سُنّی مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۱۱۶ و صفحہ ۱۱۷ پر ہے لیستخلفنھم فی الارض ای ارض الکفار۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ کفر پر اسلام کو غلبہ دیگا اور اُن کی زمینوں کا وارث بنائیگا جیسا کہ بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ اُنکو مصر شام کا وارث کردیا اور ظالم اور جابر بادشاہوں کو ہلاک کردیا وغیرہ مفسر لکھتا ہے کہ اسیطرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپکے اصحاب دس سال تک مکہ شریف میں خوف میں رہے اور جس وقت مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت کی وہاں رات دن ہتیار بند رہتے تھے کہ ایک صحابی نے عرض کیا کبھی وہ دن بھی آئیگا کہ ہم امن میں ہونگے اور ہتیار کھول دینگے، اسوقت یہ آیت اُتری۔ اور یہ خطاب نبیؐ اور اُنکے ساتھیوں کے واسطے ہے اور الخطاب للنبی ومن معہ ومنکم منکو بیان کے لیئے ہے (مدارک التنزیل حاشیہ خازن جلد ۳ صفحہ ۳۳۴) للبیان۔

(۹) تفسیر ابوسعود حاشیہ تفسیر کبیر علامۂ فخر الدین رازی جلد ۶ صفحہ ۲۱۴ زیر آیۂ استخلاف یہی شان نزول ہے اور فرمایا کہ منکم کا خطاب مومنین۔ منافقین۔ اور کفار سے ہے یعنی قوم عرب قریش کو خطاب کرکے کہا گیا ہے کہ مسلمان غلبہ پائینگے،

(۱۰) جلالین تفسیر مطبوعۂ جیون پرکاش دہلی صفحہ ۲۹۹ زیر آیۂ:۔ لکھا ہے۔

یعنی کفار کو مٹا کر مسلمانوں کو آباد کریگا جیسے جابر بادشاہوں لیستخلفنھم فی الارض۔ بدلا عن الکفار کی جگہ بنی اسرائیل کو دی الذین من قبلھم من بنی اسرائیل بدلا عن الجبابرۃ

(ب) تفسیر کشاف میں ہی کہ یہ خطاب ہے رسول خدا صلعم سے اور اُن لوگوں سے جو آپکے ساتھ تھے اور منکم واسطے بیان کے ہے الخ

(۱۱) احسن التفاسیر سُنّی تیسری منزل پ ۱۸ النور صفحہ ۳۳۶ پر ہے معتبر سند سے مستدرک حاکم۔ اور سلطبرانی وغیرہ میں براء بن العازب اور ابی بن کعبؓ کی روایت ہے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی گئی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ بعد نبوت کے جب تک آنحضرت صلعم مکہ میں رہے وہ زمانہ ایسے خوف و ایذا کا تھا کہ دین کا کوئی کام علانیہ کھلا نہیں ہوسکتا تھا یہاں تک کہ مشرکوں نے ایذا پر کمر باندھی اور ہجرت کا حکم ہوا ہجرت کے بعد فتح مکہ تک مدینہ میں بھی خوف ہی خوف رہا۔ مہاجر اور انصار رات دن کمر بستہ اور ہتیار باندھے،

عہ ایسی شیر النجم نہ ہی کہ رسول سا صاحب قوت رہے۔ تقیہ کیوں کرتا تھا ۱۲

رہتے تھے اور اندیشہ کرتے رہتے تھے کہ نہیں معلوم کس طرف سے کون دشمن چڑھائی کرکے آجائے اسی زمانہ میں بعض صحابہ نے اُکتا کر آنحضرت سے پوچھا کہ حضرت یہ خوف کبھی رفع ہوگا اور امن سے بیٹھیں گے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ نازل فرمائی،

(۱۲) تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی فارسی پ۱۸ سورۂ نور صفحہ ۱۲۵ جلد دوم میں ہے:۔ بہت مشہور بات یہ ہے کہ ان ایمان والوں سے غریب مہاجر مراد ہیں جنھوں نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں انصار کے گھروں میں قیام کیا اور اکثر قبائل عرب جو مکہ اور یثرب میں تھے قریش اُن سے مل کر ان غریبوں کے ساتھ لڑنے پر متفق ہوئے اور دن رات دھمکیاں دیتے تھے، اور سخت پیغام کہلا بھیجتے تھے وہ غریب مہاجر اکثر ہتیار اپنے پاس رکھتے اور خوف وہراس میں بسر کرتے ایک دن آپس میں کہنے لگے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آئیگا کہ ہم لوگ اپنے کو مطمئن اور بے خوف دیکھیں اور فراغت سے خیر وعافیت کے ساتھ بیٹھیں تو حق تعالیٰ نے یہ آیت بھیجی،

(۱۳) لکھتے ہیں جب صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کبھی ایسا وقت بھی ہم پر آئیگا کہ ہمکو دشمنوں کا ڈر نہ رہیگا اور ہتیار کھول کر بے فکر بیٹھیں گے۔ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا پورا ہوا اور مسلمانوں کو آنحضرت صلعم کی زندگی ہی میں عرب کے کافروں سے بے فکری ہوگئی، اور عرب کے حاکم بن گئے دیکھو بین خوبیوں والی حمائل شریف پ۱۸ صفحہ ۴۵۵

(۱۴) یہی شان نزول دیکھو تفسیر معالم التنزیل پ۱۸ سورۂ نور اور تفسیر بیضاوی نسخہ حنفی میں وعدۂ الٰہی پورا ہوگیا تفاسیر مذکورہ بالا اسلیئے اہلسنت والجماعت واہل حدیث سے صاف ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے جو وعدہ اپنے حبیب مقدس و معصوم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سورۂ نور میں ۵ھ ہجری میں فرمایا تھا وہ ۸ھ ہجری فتح مکہ کے روز پورا کردکھایا اور حضور انور فداہ ابی وامی کو استخلاف فی الارض تمکین دین اور تبدیل خوف کی تینوں نعمتیں عطا ہوئیں اور ان کے برکت وجود مبارک سے تمام صحابۂ مومنین صالحین اور نیز منافقین وغیر صالحین بھی امن وآرام سے زندگی بسر کرنے لگے خوف و خطر دور ہوگیا تمام ادیان مشرکین منافقین یہود ونصاری پر غلبہ ہوا بت اور بت پرستوں کا نام تک حجاز عرب میں نہ رہا۔ جہاں لات وعزیٰ اور ہبل کی پرستش ہوتی تھی وہاں توحید کے پجاری پیدا ہوگئے اور توحید کے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ڈنکا بجا اللہ تعالیٰ نے مدد کی کہ لوگ جوق جوق مسلمان ہوگئے

اور تین خداؤں اور ستاروں اور آفتاب و آتش کی پرستش دور ہوئی،، اور جناب سرور کائنات صلعم اپنے توحیدی مشن میں کامیاب ہوئے فتح نصیب ہوئی اور دین کا غلبہ ہوا۔ سنو!

پہلی آیت شریف قولہ تعالیٰ۔ انا فتحنا لك فتحا مبینا۔ لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر۔ ویتم نعمتہ علیك و یھدیك صراطا مستقیما۔ وینصرك نصرا عزیزا (پ ۲۶۔ الفتح)

اے پیغمبر ہم نے کھلم کھلا تمھاری فتح کرادی اور جو اوّل و آخر جنگوں و لڑائیوں کی لغزش ہوئی ہے اسکو ڈھانپ دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کردیں اور تمکو دین کے سیدھے راستہ پر چلایا اور خدا تمھاری زبردست مدد کریگا۔

دوسری آیت شریف قولہ تعالیٰ۔ لقد صدق اللہ رسولہ الرویاء بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ امنین محلقین رؤسکم ومقصرین لاتخافون فعلم مالم تعلموا فجعل من دون ذلك فتحا قریبا۔

(پ ۲۶۔ الفتح)

بے شک اللہ نے اپنے رسول کو سچا ہی خواب دکھایا تھا کہ ان شاء اللہ تم مسلمان مسجد حرام میں بے خوف وخطر باطمینان تمام داخل ہوگے وہاں جاکر کچھ لوگ تم میں سے اپنا سر منڈوائینگے اور کچھ فقط بال ہی کترائینگے غرض جس بات کی تم کو خبر نہ تھی وہ خدا کو پہلے سے معلوم تھی پھر خواب کی تعبیر یہ ہوئی کہ فتح مکہ سے پہلے ایک سردست دوسری فتح کرادی (ترجمہ نذیری)

اس آیہ ثانی ہدایہ میں الفاظ امنین اور لاتخافون سے صاف ظاہر ہے کہ مطلوبہ امن وبے خوف وخطر ہونا وعدہ الٰہی تھا جو پورا ہوگیا۔ یہ آیت تفسیر القرآن بالقرآن ہے آیۂ استخلاف میں وعدہ تبدیل خوف بہ امن فتح مکۂ معظمہ میں کامل ہوا۔

تیسری آیت شریف حجۃ الوداع میں مقام غدیر میں ولایت جناب امیرالمومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرماکر دین کو کامل کیا،

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام

آج کے دن میں نے تمھارے واسطے دین کو کامل کیا او اور تم پر اپنی نعمت تمام کی اور تمھارے واسطے دین

اسلام پسند کیا۔

اور وہ وقت یاد کرو جب تم مسلمان سرزمین مکہ میں
تھوڑے تھے۔ اور کمزور سمجھے جاتے تھے۔ اور اس بات
سے ڈرتے تھے کہ لوگ تمکو زبردستی پکڑ کر کہیں اڑا
نہ لے جائیں۔ پھر خدا نے تم کو مدینے میں جگہ دی اور
اپنی مدد سے تمھاری تائید کی اور اچھی اچھی چیزیں
تمھیں کھانے کو دیں یہ سب احسانات اسلیئے کیئے کہ تم
شکر کرو۔)

اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں جس نے
اُن کو بھوک میں کھانا دیا اور خوف سے اُنکو امن میں
رکھا۔

کہو کہ حق ظاہر ہوا اور باطل چلتا بنا۔ یقینا باطل
جانے ہی والا تھا۔

یہاں تک کہ تائید الٰہی کا سچا وعدہ آ ہی پہونچا
اور خدا کا حکم برپا ہوا انحالیکہ اُن کو ناگوار گذر گیا۔

اور کافروں کی بات پست کر دیا اور سدا اللہ ہی کا
بول بالا ہے اور اللہ غالب اور صاحب تدبیر
ہے۔

وہ خدا ہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور
دین حق دیکر بھیجا ہے تاکہ اُسکو تمام دینوں پر غالب
رکھے اور دین اسلام کی صداقت کے لیے خدا کی

دیناً ؕ

چوتھی آیت شریف واذکروا اذ انتم
قلیلٌ مستضعفون فی الارض۔ تخافون
ان یتخطفکم الناس فاٰوٰکم وایدکم
بنصرہٖ ورزقکم من الطیبات لعلکم
تشکرون۔

(پ ۹ الانفال ۲/۱۴ ع)

(صفحہ ۲۸۵)

پانچویں آیت شریف فلیعبدوا رب ھذا
البیت الذی اطعمھم من جوعٍ وامنھم
من خوف (پ ۳۰ القریش)

چھٹی آیت شریف قل جاء الحق وزھق
الباطل ان الباطل کان زھوقاً۔

ساتویں آیت شریف حتی جاء الحق وظھر
امر اللہ وھم کارھون (پ ۱۰ التوبہ ۶/۱۲ صفحہ ۳۰۰)

آٹھویں آیت شریف۔ وجعل کلمۃ الذین
کفروا السفلیٰ۔ وکلمۃ اللہ ھی العلیا۔
اللہ عزیز الحکیم (پ ۱۰ التوبہ صفحہ ۳۰۷)

نویں آیت شریف ھو الذی ارسل
رسولہ بالھدیٰ ودین الحق
لیظھرہ علی الدین کلہ۔ وکفی باللہ

گواہی کافی ہے (ترجمہ نذیری) ۔ شہیدا (پ ۲۶ - الفتح)

ہم نے تجھ کو اے رسول کوثر دیا، نماز پڑھکر قربانی — دسویں آیت شریف انا اعطیناک الکوثر۔

کر دشمن تمھارا ابتر ہے — فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر (پ ۳۰)

جب اللہ تعالیٰ کی نصرت آوے گی تو لوگوں کو گروہ در — گیارھویں آیت شریف اذا جاء نصر اللہ والفتح

گروہ اللہ کے دین میں داخل ہوتے دیکھیگا۔ — ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ اس صورت میں اللہ جل جلالہ نے اپنے پیغمبر صلعم کو یہ تبلایا کہ اب تمھاری وفات کا زمانہ آ پہونچا فتح سے فتح مکہ مراد ہے مکہ کا فتح ہونا تمھاری عمر کے تمام ہونیکی نشانی ہے
(صحیح بخاری مترجم۔ کتاب المغازی پ ۱۷ صفحہ ۱۳۷۔ احمدی پریس لاہور)

(الف) جناب رسول صلعم نے فتح مکہ کے روز فرمایا۔ مکہ کو اللہ نے حرم کیا ہے لوگوں نے نہیں کیا جو کوئی اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہو اسکو وہاں خون بہانا وہاں کا درخت کاٹنا درست نہیں اللہ اور اسکے رسول نے شراب بیچنا حرام کیا۔ ایضاً

(ب) عرب کے لوگ مسلمان ہوجانے میں مکہ کی فتح کے منتظر تھے وہ کہتے تھے ابھی خاموش رہو دیکھو اس شخص کی اپنی قوم قریش سے کیسی بنتی ہے اگر اُن پر غالب آیا تو سچا پیغمبر ہے پھر جب مکہ فتح ہوگیا قریش مغلوب ہوگئے تو ہر ایک قوم نے یہ چاہا کہ پہلے وہ مسلمان ہوجاوے، (صحیح بخاری مترجم کتاب المغازی۔
(پ ۱۷ صفحہ ۱۴۵ احمدی پریس لاہور)

(ج) غزوہ فتح مکہ میں ایک عورت نے زیور کی چوری کی جناب رسالتمآب صلعم کے حکم سے اسکا ہاتھ کاٹا گیا
(بخاری مترجم پ ۱۷ صفحہ ۱۴۷)

(د) فتح مکہ کے بعد نہ ہجرت رہی اور نہ اسلام و ایمان لانیکا اعلیٰ درجہ رہا۔ کیونکہ امن قائم ہوگیا۔
(بخاری مترجم پ ۱۷ صفحہ ۱۴۹)

نتیجہ پس ان آیات بینات اور احادیث سرور کائنات صلعم سے ثابت ہوا کہ اس آیہ کریمہ کا وعدہ الٰہی حیات النبیؐ زمانۂ نبوت ہی میں پورا ہوگیا کہ جناب سرور کائنات صلعم کو معہ صحابۂ کرام تمکین دین۔ امن ع

غلبہ وحکومت نصیب ہوئی صحابہ کرام بے خوف وخطر زندگی بسر کرنے لگے۔ جو لوگ آیۂ استخلاف کو جناب سرورِ عالم صلعم کے زمانہ نبوت سے مخصوص نہیں کرتے اور اسکو اصحاب ثلثہ کی خلافت سے چسپاں کرتے ہیں انکا ایمان بالقرآن نہیں وہ درپردہ دشمن اسلام ہیں حضور صلعم کے سخت دشمن بے ادب گستاخ ہیں وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلعم نبی آخر الزماں بشیر ونذیر سراج منیر سید المرسلین خاتم النبیین و رحمۃ للعالمین ہوکر اپنے توحیدی مشن میں کامیاب نہ ہوئے وہ غلبۂ دین، تمکین دین اور امن کی حسرت لیکر واصل بحق ہوئے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ان لوگوں کو ہدایت بخشے کہ وہ سچے عاشق رسول مقبول ہوں مسلمانو! حنفی بزرگو! اہل حدیث دوستو! یاد رکھو کہ استخلاف فی الارض۔ تبدیل امن بعد الخوف تمکین دین غلبۂ اسلام، یہ تمام نعمتیں جناب رسول اکرم صلعم کو اپنی زندگانی ہی میں نصیب ہولیں کہ وہ شجرۂ اسلام کو پھولا پھلا دیکھکر اپنی رسالت و نبوت کی مشن میں کامیاب ہوکر رفیق الاعلیٰ سے ملاقی ہوئے جسکا اقرار مدت خلافت ابوبکر نے اپنے خطبہ میں بھی کیا ہے اور تمکن تکلم سے تمکین ہوتی چلی ہے، (دیکھو کتب تواریخ)

دوم آیۂ استخلاف حضرات اصحاب ثلاثہ کے متعلق نہیں نازل ہوسکتی ہے۔ یہ آیۂ استخلاف حضرات اصحاب ثلاثہ پر صادق نہیں آتی۔ کیونکہ جو شرطیں اسمیں موجود ہیں وہ ان حضرات میں نہیں پائی جاتیں۔ اول اعمال صالحہ۔ دوم تمکین دین۔ سوم تبدیل خوف بامن۔ فریقین شیعہ اور سنی کی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات اصحاب ثلاثہ کے اوصاف ایمان و اعمال صالحہ میں لغزش رہی، ہر ایک جہاد فی سبیل اللہ میں وہ زمانہ نبوت میں فرار ہوتے رہے اور اپنے زمانہ خلافت میں بنفس نفیس کوئی جہاد نہ کیا،

شرط ایمان جہاد زمانہ نبوت میں دفاعی طور پر جہاد فرض تھا اور یہی ایمان و اعمال صالحہ کی کسوٹی تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱) وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین (پ البقرۃ ع ۱۹)

اور جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے لڑو اور زیادتی مت کرو۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۲) ان الذین آمنوا والذین ہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون

جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں لڑے ان ہی کو اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید ہے

اور بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔
پھر جن لوگوں نے اپنا وطن چھوڑا اور اپنے گھروں سے
نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے
اور میری راہ میں مارے گئے البتہ میں اُنکے گناہوں
کو ان سے الگ ہٹا دونگا اور انکو ایسے باغوں میں لیجاؤنگا
جنمیں نہریں بہ رہی ہیں یہ اللہ کے پاس سے اُن کو
بدلہ ملے گا اور اللہ تعالےٰ کے پاس اچھا بدلہ ہے
اے مسلمانوں صبر کرو اور صبر میں غالب آؤ اور
مورچے پر جمے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ فلاح
حاصل کرو۔
اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو اپنے مال وجان سے
جہاد کرتے ہیں بیٹھنے والوں پر فضیلت دی ہے
مسلمانو جب تم کافروں سے بھڑ جاؤ تو اُن کو پیٹھ مت
دکھاؤ اور جو اُسدن اپنی پیٹھ کافروں کو دکھائے یعنی
بھاگے وہ اللہ تعالیٰ کا غصہ لیکر لوٹا اور اُسکا ٹھکانا
دوزخ ہے اور کتنا بُرا ٹھکانا ہے۔
مسلمانو جب تم کافروں کی کسی فوج سے بھڑ جاؤ تو
جمے رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم اپنی مراد
پاؤ
جب سچے مسلمانوں نے کافروں کی فوجوں کو
دیکھا تو گھبرائے نہیں بلکہ کہنے لگے یہ تو وہی

رحمت اللہ۔ واللہ غفور الرحیم (پ ۲)
(۳) فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم
واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن
عنھم سیاٰتھم ولادخلنھم جنات تجری
من تحتھا الانھار۔ ثوابا من عند اللہ۔
واللہ عندہ حسن الثواب۔
(پ ۴ ال عمران ع ۲۰)
(۴) یاایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا۔
واتقوا اللہ لعلکم تفلحون
(پ ۴ آل عمران ع ۲۰)
(۵) فضل اللہ المجاھدین باموالھم و
انفسھم علی القاعدین درجۃ (پ ۵ النساء ع)
یاایھا الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا
فلا تولوھم الادبار۔ ومن یولھم یومئذ
دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب
من اللہ وماواہ جھنم وبئس المصیر (پ ۹ الانفال ع ۲)
(۶) یاایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ
فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون
(پ ۱۰ انفال ع ۲)
(۷) لما را المومنون الاحزاب۔ قالوا ھذا ما وعدنا
اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ وما زادھم

جیسا اللہ اور اسکے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اللہ تعالیٰ اور اُسکا رسول سچا ہے۔ اور اس واقعہ نے انکے ایمان اور تابعداری کو بڑھا دیا۔ ان ہی مسلمانوں میں کچھ تو ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے جو اقرار کیا تھا اسمیں سچے اُترے۔ بعضے تو اپنا کام پورا کر چکے۔ فات پا گئے اور بعضے راہ دیکھ رہے ہیں اور ان لوگوں نے اقرار کو ذرا نہیں بدلا۔

لا ایماناً وتسلیماً۔ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر وما بدلوا تبدیلاً

(پ ۲۱ الاحزاب ع ۳)

مومن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور رسول پر دل سے یقین لائے پھر انکو کسیطرح کا شک نہیں ہوا اور انہوں نے اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں کوشش کی۔

(۹) انما المؤمنون الذین آمنوا بالله ورسوله ثم لم یرتابوا وجاهدوا باموالهم وانفسهم فی سبیل الله (پ ۲۶ الحجرات ع ۲)

جن لوگوں نے تم میں سے مکہ فتح ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا اور لڑائی کی۔ انکا درجہ ان لوگوں سے بڑا ہے جنھوں نے مکہ فتح ہونیکے بعد خرچ کیا اور لڑے اور اللہ تعالیٰ نے سب کو اچھا بدلہ (جنت) دینیکا وعدہ کیا ہوا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

(۱۰) لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد الله الحسنی۔ والله بما تعملون خبیر (پ ۲۷۔ الحدید رکوع اول)

اللہ ان لوگوں کو چاہتا ہے جو اسکی راہ میں اسطرح صف باندھ کر مضبوطی سے لڑتے ہیں جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار۔

(۱۱) ان الله یحب الذین یقاتلون فی سبیله صفا کانهم بنیان مرصوص۔

(پ ۲۸ الصف۔ ع اول)

پکے ایمان دار وہی ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے اور جب کسی جمع ہونیکے کام میں پیغمبر کے ساتھ ہوتے ہیں تو جب تک اس سے اجازت نہ لیں وہاں سے اٹھکر نہیں جاتے (تبویب القرآن)

(۱۲) انما المؤمنون الذین آمنوا بالله ورسوله واذا کانوا معه علی امر جامع لم یذهبوا حتی یستاذنوه الخ

(پ ۱۸ النور ع ۹)

نتیجہ ان تمام آیات بینات سے یہ نتیجہ نکلا کہ ابتدائی اسلام میں اللہ کے حبیب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے واسطے نہایت تکلیف و مصائب کا زمانہ تھا اور یہی وقت صحابہ کرام مسلمین اور مومنین کے جوہر ایمان دکھانے کا تھا اور یہی زمانہ خدمت اسلام بجالانے کا تھا اور یہی زمانہ شجاعت بہادری اور قربانیاں پیش کرنے کا تھا کیوں کہ اسلام کا پودا ابھی اپنی جڑ پر قائم نہ ہوا تھا اس کے واسطے ضرورت تھی کہ وہ خالص مومنین صالحین وموحدین کے خون سے سیراب کیا جائے تاکہ وہ شجرۂ اسلام ہو کر سرسبز ہو اور پھولے پھلے پس زمانۂ نبوت میں ان غزوات اور جہاد فی سبیل اللہ میں اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تن من دھن سے خدمت اسلام کی اپنی جان قربان کی مارے گئے تو شہید کہلائے اگر کفار کو قتل کیا تو غازی بہادر مشہور ہوئے وہی صحابہ مومنین صالحین وموحدین ومجاہدین تھے اور جو صحابہ کبار ہر ایک جنگ سے فرار ہوئے۔ نہ خود زخمی ہوئے نہ کسی کو زخمی کیا اپنی جان بچاتے رہے وہ مجاہدین وموحدین صالحین کی فہرست میں نہیں داخل ہو سکتے۔ کتب تواریخ اسلام سے حضرات اصحاب ثلاثہ کے کارنامے پیش کرنے چاہئیے تھے کیونکہ یہ حضرات ہر ایک جنگ میں فرار ہوئے۔ اور بہادری وشجاعت جہاد فی سبیل اللہ میں نہیں دکھلائی

شرط ایمان محبت اہلبیت رسالت ہے

قولہ تعالیٰ۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ	اے پیغمبر تم ان لوگوں سے کہدو کہ میں تم سے اپنی رسالت پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ میرے اقربا سے محبت کرو۔
(شوریٰ پ ۲۵)	

حضرت عبداللہ بن عباس رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت اتری صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ لوگ کون ہیں جن کی محبت ہم پر فرض کی گئی ہے۔ فرمایا جناب علی۔ جناب فاطمہ، جناب امام حسن اور امام حسین علیہم السلام (ملاحظہ ہوں کل تفاسیر اہلسنت:۔ تفسیر درمنثور سیوطی تفسیر مدارک التنزیل۔ جامع البیان، خازن جلد ۴ بیضاوی۔ فتح البیان ابن کثیر۔ حقانی جلد ۶ روح المعانی جلد ۷۔ تفسیر حسینی جلد دوم، سراج المنیر، معالم التنزیل، تفسیر کبیر رازی جلد، صفحہ ۴۰۶، ثبوت خلافت

اول صفحہ ۱۸۶،

اہلسنت کی ان تمام کتابوں سے ثابت ہے کہ آیت مودۃ فی القربیٰ ان چار مقدس ہستیوں کے حق میں نازل ہوئی۔ اور تمام امت محمدیہ پر ان کی مودۃ فرض کی گئی، اخلاقاً اور فطرتاً بھی واجب ہے کہ ہر ایک مسلمان کلمہ گو۔ امید وار شفاعت است رسول مقبول صلعم خاندان نبوت و اہلبیت رسالت صلعم۔ عترت طاہرہ سے حسن عقیدت اور محبت رکھے۔ جو لوگ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سے دشمنی و عداوت رکھتے ہیں وہ بے ایمان ہیں، جناب رسول اکرم صلعم اپنی صاحبزادی سیدہ معصومہ۔ اپنی بھائی علی المرتضیٰ اور اپنے نواسے حسنین الشریفین سے کمال محبت و مودت رکھتے تھے اپنے اقوال و افعال سے اظہار محبت کرتے تھے اور عوام الناس وصحابہ کرام کو ان سے نیک سلوک و محبت کا حکم فرما گئے،

(الف) جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام دعویٰ فرماتے ہیں کہ ہم اہلبیت کی شان میں سورہ شوریٰ میں ایک آیت ہے کہ ہر مومن ہماری محبت کو نگاہ رکھیگا۔ آپنے اس آیہ کو پڑہا قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۲۸۵ سطر ۲۔ وارجح المطالب باب دوم ۶۲)

(ب) جناب امام حسن علیہ السلام دعوی کرتے ہیں اور فرماتے ہیں میں اس اہلبیت رسالت سے ہوں کہ خدا تعالیٰ جل شانہٗ نے جسکی مودۃ کو ہر ایک مسلمان پر فرض کیا ہے اور آنکی شان میں نازل فرمایا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (صواعق محرقہ فارسی مطبع محمدی لاہور صفحہ ۲۸۵ سطر ۲

(ج) کلام سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام۔ جب شہادت امام حسینؑ کے بعد آپ کو قید کرکے لیگئے تو ایک مخالف شخص نے کہا الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو قتل کیا اور خوار کیا کہ فتنہ دور ہوا جناب امام زین العابدینؑ نے اس سے فرمایا کیا تو نے نہیں پڑہا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ اس شخص نے کہا کہ اس آیت شریفہ میں قربیٰ آپ ہی ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں مراد اس قربیٰ سے ہم ہی لوگ ہیں، ثعلبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے تفسیر ومن یقترف حسنۃ نزدلہ فیھا۔ میں مودۃ آل محمد صلی اللہ علیہ سلم مراد ہے (صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۲۸۵) پس ثابت ہوا کہ محبت اہلبیت رسالت ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔

(د) حدیث صحیح :-

آنحضرت صلعم نے جناب امام حسن اور جناب امام حسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو کوئی مجھ سے اور ان دونوں سے اور دونوں کے ماں باپ سے محبت رکھیگا وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں ہوگا	ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخذ بید الحسن والحسین وقال من احبنی واحب ھذین وامھما وابا ھما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ (مسند امام احمد ابن حنبل جلد اول صفحہ ۷۷ سطر آخر۔ ترمذی جلد دوم ۔ مناقب)

نوٹ

حضرات اصحاب ثلاثہ کو کسقدر عشق رسول صلعم تھا اور آپ کے خاندان واہلبیت سے کتنی کمال محبت و مودت تھی۔ کہ ہر ایک جہاد فی سبیل اللہ میں جناب سرور عالم صلعم کو نرغہ کفار میں چھوڑ کر فرار ہوئے جنازہ رسول مقبول صلعم سے محروم رہے بیعت خم غدیر کی پرواہ نہ کرکے جمہوری سلطنت قائم کی اور بنی ہاشم کو مشورہ میں بھی شامل نہ کیا باغ فدک ورثہ رسول فدکہ رسول کو جناب سیدہ معصومہ سے چھین لیا سادات کا خمس بند کیا۔ جناب سیدہ معصومہ کے مکان جنت نشان پر حملہ کرکے جبریہ بیعت کے واسطے آگ لگانے کی دہمکی دی۔ حضرت عمر نے وقت وفات نبی کلمہ ہذیان کہا۔ اور صلح حدیبیہ میں گستاخانہ کلام کئے۔ نبوت پر شک کیا۔

(مفصل حالات دیکھو ثبوت خلافت حصہ دوم وفلک النجاۃ)

شہادت ایمان حضرت ابوبکر کشف النعاعن کتاب الموطا مطبع صدیقی لاہور صفحہ ۱۳۱ پر ہے۔ ابو نصیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ احد کے شہیدوں کے لئے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنکا میں گواہ ہوں حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم انکے بھائی نہیں جیسے مسلمان ہم ہوئے ویسے ہی مسلمان وہ ہوئے اور جہاد کیا ہم نے جیسے انھوں نے جہاد کیا۔ آپنے فرمایا ہاں مجھے معلوم نہیں کہ میرے بعد کیا کروگے (ولا ادری ما تحدثون بعدی)۔ اس حدیث کو احادیث حوض سے ملا کر پڑھیں تو عجب لطف آئے گا۔ (دآئینہ مذہب سنی دیکھو)

شرک خفی فرمایا اے ابوبکر شرک تمہارے درمیان چونٹی کی چال سے زیادہ باریک چلتا ہے الخ تفسیر ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۲۲۹۔ ازالۃ الخفا مقصد اول صفحہ ۱۱۹۔ درمنثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۲۵۵ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۹

(ب) حضرت ابوبکر نے (بعد بیعت خلافت) فرمایا جب تک میں سنت رسول پر چلوں میری اطاعت کرو جہاں میرا قدم ڈگمگاتا دیکھو مجھے ملامت کرو شیطان مجھ پر غالب ہے، پھر فرمایا کیونکہ آخر میں معصوم نہیں ہوں، اور شیطان مجھ پر مسلط ہے (تاریخ الخلفاء سیوطی مطبع صدیقی صفحہ ۳۰)

نوٹ مومنین صالحین پر شیطان غالب نہیں ہو سکتا، وان عبادی لیس علیھم بسلطان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ایماندار تو وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے	انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت
تو انکے دل ہل جاتے ہیں اور جب اُن کو اسکی	قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم
آیتیں پڑھکر سنائی جاتی تو اُنکے ایمان کو بڑھا دیتی	ایمانا وعلیٰ ربھم یتوکلون۔
ہیں وہ اپنے مالک پر بھروسہ کرتے ہیں۔	(پ ۹)

سنی مسلمانوں اللہ تعالیٰ کے کلام اور حضرت ابوبکر صاحب کے دل کا موازنہ خود کرلو۔ الغرض حضرات اصحاب ثلثہ کے اعمال صالحہ میں ضرور لغزش ہے کہ ان کو آیۂ استخلاف کے تحت خلافت آلہیہ کے حق دار ثابت نہیں ہونے دیتی خلافت النبوۃ کے خلیفہ کے واسطے عصمت، طہارت، شجاعت شرط ہے اور یہ بھی کوئی عقلی دلیل کافی و شافی نہیں چونکہ یہ تینوں حضرات خلیفہ یا بادشاہ ہوئے۔ اسلئے وہ مومنین صالحین نہ تھے اسطرح تو بادشاہان بنی امیہ میں سے یزید بن معاویہ۔ ولید بن عبدالملک اور سلطنت عباسیہ سے بہت غیر صالح خلیفہ بادشاہان، خلفاء اسلام ہوئے ہیں کیا وہ سب کے سب خلافت النبوۃ کے خلفاء الراشدین تھے۔ ہرگز نہیں خلافت النبوۃ اور ہے، بادشاہت اور ہے، ہاں اس بات کا ہم کو اقرار ہے کہ حضرات اصحاب ثلاثہ اسلام، وہ جیسا بھی لائے اور بادشاہان اسلام ضرور تھے مگر وہ خلفاء رسول مقبول صلعم نہ تھے، اور نہ انکا تقرر الٰہی تھا،

امنوامنکم خطاب امنوامنکم میں سب سے پہلے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شامل ہیں جو اوّل المومنین ہیں،

جو کچھ اللہ نے اُس پر اُتارا اُس پر رسول اور مومنین ایمان لائے	قولہ تعالیٰ۔ امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون (پ ۳)

(ب) منکو جمع حاضر کا صیغہ ہے اور من بیانیہ ہے اس حاضر کی ضمیر کے خطاب میں جناب رسول انام علیہ وآلہ السلام اور تمام صحابہ کرام داخل ہیں اسمیں حضرات اصحاب ثلاثہ کی کوئی خصوصیت نہیں اور اگر حاضر کی ضمیر ولں سے عوام امت خارج کر دیا جائے تو اسلام باقی نہیں رہتا اور نہ کوئی حکم جاری ہو سکتا ہے اسلام کے احکام کی تکلیف صرف اصحاب ثلثہ پر رہ جاتی ہے، باقی مسلمان وصحابہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ خمس، جہاد سے آزاد ہو جاتی ہیں کیونکہ کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم اور حرمت علیکم امہاتکم کے خطابات اب صرف صحابہ کرام سے ہیں،

(ب) فتح کا بیان یہ ہے کہ آیت میں خطاب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ اور ان لوگوں سے جو آپ کے ساتھ تھے اور من بیان کے لیے ہے، اور بعض نے کہا من تبعیضیہ ہے اور یہ جملہ اس مضمون کو ثابت کرتا ہے کہ ان کی اطاعت حضرت صلعم کے لیئے انکی ہدایت کا سبب ہے، اور اللہ سبحانہٗ کا وعدہ ہے اسکے ساتھ جو اللہ کے ساتھ ایمان لاوے اور اعمال صالحہ بجالاوے کہ انکو خلیفہ بنا دیگا جیسے سبحانہٗ تعالی نے فرمایا لیستخلفنہم فی الارض یعنی ضرور انکو کفار کا جانشین کرے گا اور یہ وعدہ جمیع امت کو شامل ہے بعض نے کہا صحابہ سے خاص ہے اور اسکی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ ایمان واعمال صالحہ کچھ صحابہ ہی کے ساتھ خاص نہ تھے بلکہ ممکن ہے اسکا واقع ہونا اس امت کے ہر فرد سے ہو اور جس نے کتاب وسنت پر عمل کیا اسنے اطاعت اللہ کی اور اسکے رسول کی، کی اور لام لیستخلفنہم جواب ہے قسم محذوف کا یا جواب ہے وعدہ کا اور وعدہ کو مقام قسم پر صرف کیا ہے کیونکہ یہ وعدہ لامحالہ پورا ہونے والا ہے اور معنی یہ ہیں کہ ضرور ان کو کریگا زمین میں نائب کہ وہ تصرف کرینگے جیسے مالک اپنے مملوکات میں تصرف کرتے ہیں اور اس شخص کا قول بہت بعید ہے جو کہتا ہے کہ یہ وعدہ خاص ہے خلفاء اربعہ کے ساتھ یا مہاجرین کے ساتھ یا یہ کہ مراد ارض سے ارض مکہ ہے۔

(ترجمان القرآن بلطائف البیان مؤلفہ نواب سید محمد صدیق خاں پ ۱۸ النور صفحہ ۱۷۵)

ج اہل تسنن کے بعض تفاسیر کے لحاظ سے تخصیص خطاب بعض صحابہ کے لیئے قول بلا دلیل ہے آیت مندرجہ عنوان کا کوئی لفظ اس تخصیص پر دال نہیں اور نہ کوئی خارجی دلیل اسکی مؤید ہے اور نہ کوئی لفظ آیت کا بعد وفات نبی صلعم اس وعدہ کے پورا ہونے پر دلالت کرتا ہے بلکہ بعض محققین اہل تسنن قول تخصیص کو رد

کرتے ہیں۔ اور آیت میں صرف من بیانیہ ہے۔ نہ تبعیضیہ دیکھو حنفیوں کی تفسیر کشاف وغیرہ اور ملاحظہ ہو اہل حدیث کی تفسیر فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۳۲ و بیضاوی جب کوئی دلیل تخصیص کی نہیں پائی جاتی تو ناچار شل دیگر آیات قرآنیہ واحکام شرعیہ اس آیت کے مخاطب بھی عام مومنین ہیں چنانچہ شواہد قرآنی موجود ہیں جن میں صرف من ضمیر کم پر داخل ہے اور خطاب جمیع مومنین امت کیلئے ہے نہ بعض افراد کیلئے ورنہ اکثر حصہ امت کا بہت احکام شرعیہ سے معطل نظر آتا ہے، جہاں منکم بعضہم بھی ہے وہاں بھی حکم عام ہے۔ مطابق قاعدہ اصول اگر مورد خاص ہو تو بھی حکم عام ہوتا ہے، جیسے،

(اول) یاایھا الذین آمنوا لاتقتلوا الصید وانتم حرم۔ ومن قتلہ منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم (پ۔ المائدہ۔ ۱۳/۲ ع)

مسلمانو! تم احرام کی حالت میں شکار نہ مارو اور جو کوئی تم میں سے جان بوجھ کر شکار مار یگا تو جیسے جانور کو مارا ہے ویسے ہی اسکی جزا میں دیگا۔

اگر "منکم" سے بعض مراد لیں تو احرام کی حالت میں بعض کو شکار کرنی کی اجازت ہے،

(دوم) یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات (پ۲۸ المجادلۃ ع ۲/۲ صفحہ ۸۶۸)

تم لوگوں سے جو پورے پورے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم مجلس دیا گیا ہے اللہ اُن کے درجے بلند کریگا،

(سوم) ورحمۃ للذین آمنوا منکم پ۱۰ ع ۱۴/۳

اور رحمت ایسے لوگوں کے لئے ہے جو انمیں سے ایمان لائے

(چہارم) یاایھا الذین آمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلث مرات (پ۱۸ النور ع ۴/۱۳)

مسلمانو۔ تمھارے ہاتھ کے مال یعنی لونڈی غلام اور تم میں سے جو حد بلوغ کو نہیں پہونچے تین دفعہ تمھارے پاس آنے کی اجازت لیا کریں۔

(پنجم) یاایھا الذین آمنوا لاتتخذوا الیھود والنصاری اولیاء۔ بعضھم اولیاء بعض۔ ومن یتولھم منکم فانہ منھم (پ۶۔ المائدہ۔ ۱۲/۴۔ ع۔)

مسلمانوں یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ لوگ تمھاری مخالفت میں باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے کوئی اُن کو دوست بنائیگا تو بے شک وہ بھی ان ہی میں کا ہے۔

یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے ہو کر آئے یا عورتوں سے تم صحبت ہوا ور تم کو پانی میسر نہ آئے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔ ابطال الاستدلال صفحہ ۱۹ دیکھو

(ششم) او جاء احد منکم من الغائط او لامستم النساء الخ

(پ ۵۔ النساء)

پس آیات بینات سے صاف ثابت ہے کہ حاضر کی ضمیر منکم حاضر کے واسطے مخصوص نہیں بلکہ اسکا حکم عام ہے، اسی طرح آیۂ استخلاف میں ضمیر منکم سے حضرات اصحاب ثلثہ کی تخصیص کرنا عدم واقفیت قرآن شریف کا نتیجہ ہے،

ہفتم قرآن شریف میں حاضر کی ضمیر میں موجود قوم کو خطاب کرکے غائب قوم، مراد لی گئی ہے مورد خاص اور حکم عام ہے سنو۔ (۱) اللہ تعالیٰ جناب رسول اکرم صلعم کے زمانۂ نبوت کے بنی اسرائیل (یہود) سے مخاطب ہو کر احسان جتلاتا ہے،

اے بنی اسرائیل یاد کرو تم ایسی نعمت کو جس سے ہم نے تمھیں متنعم کیا اور اپنے عہد کو پورا کیا تم بھی اپنے عہد کو پورا کرو۔

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم واوفوا بعھدی اوف بعھدکم

(پ ۱)

اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے تمھیں آل فرعون سے نجات دی جو تمھیں بدترین تکلیف پہنچاتے تھے تمھارے لڑکوں (مردوں) کو ذبح کر دیتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور لونڈی بناتے تھے اسمیں تمھارے رب کی طرف سے ایک امتحان عظیم تھا

(ب) واذ نجینٰکم من اٰل فرعون یسومونکم سوء العذاب۔ یذبحون ابنآءکم ویستحیون نساءکم وفی ذالکم بلاء من ربکم عظیم۔

حالانکہ موسوی بنی اسرائیل کا زمانہ آنحضرت صلعم سے ہزار سال پہلے گذر چکا۔

استخلاف فی الارض اسکے معنی ہے زمین میں آباد کرنا۔ بسنا۔ تصرف کرنا۔ اور حاکم بنانا۔ کفار کی جگہ مسلمانوں کو لینا۔ ایک قوم کی جگہ دوسری قوم کو قائم مقام کرنا نبی کا خلیفہ مراد نہیں ہے لفظ "کما" مماثلت کیواسطے ہے، جناب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مماثلت موسوی حاصل ہے اور جو کچھ بنی اسرائیل پر گذرا وہی امت محمدیہ پر ہوتا ہے۔ فرعون بنی اسرائیل کو بڑی تکلیف دیتا تھا انکے بیٹوں کو قتل کرتا اور

عورتوں کو لونڈی بنالیتا۔ اور ہمیشہ بنی اسرائیل ذلیل وخوار رہتے تھے۔ اور ایک اچھوت قوم شمار ہوتے تھے

(الف) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور صبر کرو سارا ملک اللہ کا ہے اور اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور آخرت پرہیزگاروں کیلئے ہے وہ کہنے لگے تیرے آنے سے پہلے بھی ہم تکلیف میں رہے اور تیرے آنیکے بعد بھی،

موسیٰ نے کہا وہ وقت قریب ہے کہ تمہارا مالک تمہارے دشمن کو تباہ کردے اور تم کو انکا جانشین بنائے پھر دیکھے تم کیسے کام کرتے ہو۔

قال موسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون (پ۹ الاعراف۔ ع ۱۹)

آخر ہمنے اُنسے بدلہ لیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلانے اور اُنکی پرواہ نہ کرنے کی سزا میں ہم نے اُنکو سمندر میں ڈبو دیا اور ہم نے ان لوگوں کو جو کم زور گنے جاتے تھے اس ملک کے پورب و پچھم کا مالک بنادیا جس میں ہم نے برکت دی تھی اور اے پیغمبر بنی اسرائیل نے جو صبر کیا تو اللہ تعالیٰ کا نیک کلمہ پورا ہوا اور فرعون اور اسکی قوم والے جو عمارتیں بناتے اور باغات چڑھاتے وہ سب ہم نے غارت کردیے

فانتقمنا منهم فاغرقناهم فی الیم بانهم کذبوا بآیاتنا وکانوا عنها غافلین واورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض ومغاربها التی بارکنا فیها وتمت کلمت ربک الحسنیٰ علی بنی اسرائیل بما صبروا ودمرنا ما کان یصنع فرعون وقومه وما کانوا یعرشون (پ۹ الاعراف)

(ج) قولہ تعالیٰ۔ فاراد ان یستفزهم من الارض فاغرقناه ومن معه جمیعا وقلنا من بعده لبنی اسرائیل اسکنوا الارض فاذا جاء وعد الاخرة جئنا بکم لفیفا

پھر فرعون نے چاہا کہ بنی اسرائیل کو مصر کے ملک سے اکھیڑ دے نکال دے یا مار ڈالے آخر ہمنے اسکو اور اُسکے ساتھیوں کو ڈبو دیا اور فرعون کو ڈبونے کے بعد ہمنے بنی اسرائیل سے کہدیا کہ اب تم اس ملک میں بسو پھر جب قیامت کا وعدہ آئے گا تو ہم تم سب کو سمیٹ کر لے آئیں گے،

حضرت ہود نے اپنی قوم سے فرمایا اس پر بھی اگر تم لوگ اس سے پھرے رہو تو جو حکم دیکر میں تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں وہ تو میں تم کو پہونچا چکا اور میرا پروردگار تمہارے سوا دوسرے لوگوں کو تمہاری جگہ لا موجود کرے گا اور تم اسکا کچھ بھی نہ بگاڑ سکوگے۔

(د) قوله تعالیٰ فان تولوا فقد ابلغتکم ما ارسلت به الیکم و یستخلف ربی قوماً غیرکم و لا تضرونه شیئاً۔

(پ ۱۲- سورۂ هود ع ۵/۴)

اور خدا کا وہ احسان یاد کرو جب اس نے تم کو قوم عاد کے بعد انکا جانشین بنایا اور نیز تم کو روئے زمین پر بسایا۔

(ه) قوله تعالیٰ واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد وبوّاکم فی الارض

(پ ۸ الاعراف)

اور خدا کا وہ احسان یاد کرو جب اس نے تم کو قوم نوح کے بعد انکا جانشین بنایا اور تن و توش کا پھیلاؤ بھی تم کو اوروں سے زیادہ دیا۔

(و) واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح و زادکم فی الخلق بصطةً

(پ ۸ الاعراف)

اور وہی قادر مطلق ہے جس نے زمین میں تم کو اپنا نائب بنایا ہے کہ تم دنیا کی چیزوں میں تصرف کرتے ہو اور تم میں مقدرت و حکومت وغیرہ کے اعتبار سے بعض کو بعض درجوں پر فوقیت دی تاکہ تم کو جو نعمتیں دی ہیں انہیں تمہاری آزمائش کرے (ترجمہ نذیری)

(ز) هو الذی جعلکم خلائف الارض و رفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فی ما اٰتاکم

(پ ۸ انعام)

(ح) قوله تعالیٰ اہل کتاب میں سے جو لوگ یہودی مشرکین کے مددگار ہوتے تھے۔ خدا نے انکے دلوں میں تم مسلمانوں کی ایسی دھاک بٹھا دی کہ تم بے دھڑک لگے بعض کو قتل کرنے اور بعض کو قید کرنے۔

اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور اُنکے مالوں کا اور نیز اُس زمین (خیبر) کا جس میں تم نے قدم تک

و اورثکم ارضهم و دیارهم و اموالهم و ارضاً لم تطئوها۔

تک نہیں رکھا تھا تم ہی کو مالک کر دیا۔ (پ۲۱ الاحزاب - اخیر)

یہ آیت شریف آیۂ استخلاف کے مؤید ہے کہ زمانۂ نبوت میں مسلمانوں کو غلبہ ہو گیا،

لوگو۔ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس
مال میں سے جسکا تم کو اگلوں کا جانشین بنا کر مالک
کر دیا ہے راہ خدا میں بھی خرچ کرو جو لوگ تم میں سے
ایمان لائے اور اُنھوں نے راہ خدا میں خرچ بھی کیا
انکو آخرت کا بڑا درجہ ملیگا۔

طہ قولہ تعالیٰ۔ امنوا باللہ و رسولہ
وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ
والذین امنوا منکم وانفقوا لھم
اجرا کبیرا
(پ۲۷ الحدیدا)

پس استخلاف کے معنی قرآن شریف سے کفار اور دوسری اقوام کا جانشین ہونا ثابت ہوا جسطرح حضرت موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کیا اُسی طرح جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے ایفاء وعدہ کیا کہ جنگ بدر میں فرعون امت ابو جہل مارا گیا۔ مکۂ معظمہ فتح ہوا خیبر اور اسکے گرد و نواح تمام حجاز، عرب، عراق آپکے قبضۂ تصرف میں آگیا اور مسلمان کفار کی جگہ آباد ہوئے اس سے حضرات اصحاب ثلٰثہ کی خلافت مراد نہیں بلکہ یہ جانشینی اور سکونت اور آبادی مسلمانان کا تذکرہ ہے اور یہ خلافت عامہ ہے، جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے شروع ہو کر قیامت تک چلی جاوےگی اور یہ بطفیل رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل بادشاہان اسلام کو نصیب ہوگی حضرات اصحاب ثلٰثہ ہی سے کوئی مخصوص تعلق نہیں

نوٹ کما استخلف الذین من قبلھم۔ جیسے خلیفہ بنایا تھا اُن لوگوں کو جو اُن سے پہلے تھے، پہلے اور بنی اسرائیل میں خلافت انبیاء علیہم السلام اور اُن کی اہلبیت اقرباء کو ملتی رہی۔ کبھی اُمتی صحاب خلیفہ نہ ہوئے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے۔ حضرت ابراہیم کے فرزند حضرت داؤد و سلیمان حضرت موسیٰ کے بھائی۔ حضرت موسیٰ کا بھانجا حضرت یوشع بن نون۔ حضرت ابراہیم کا خالہ زاد بھائی حضرت لوط، حضرت یحییٰ کا خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰؑ پس اس قانون قدرت سنت اللہ کے سبب جناب علی المرتضیٰ و حسنین الشریفین کا حق خلافت ہے نہ ثلاثہ کا کیونکہ جس استخلاف سے تم استدلال کرتے ہو وہ تو بندوں کے ہاتھ کا ہے، نہ خدا کے ہاتھ کا ہم تو جاہل

کو دیکھتے ہیں کہ وہ کون ہے اگر وہ خدا یا اسکا پیغمبر ہے تو قرآن بھی اسکا موید ہوگا ورنہ آیات قرآنی کیوں غیروں کے افعال کے مؤید ہونے لگیں،

حضرات اصحاب ثلثہ مسلمانوں کی بسائی ہوئی زمین اور بنائی ہوئی حکومت کے بادشاہ تھے نہ کہ کفار سے انھوں نے ابتداءً حکومت لی جیسے۔ باقی بادشاہان اسلام بالتبع بادشاہ ہوتے رہے،

تمکین دین یہ وعدہ الٰہی بھی جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ نبوت میں پورا ہوگیا کہ آپ کو تمکین دین حاصل ہوئی۔ کفر دور ہوا۔ اسلام کا بول بالا ہوا خانہ کعبہ سے ۳۶۰ بت توڑے گئے۔ حجاز عرب بت پرستی سے پاک ہوا۔ زور اسلام بڑھتا گیا۔ ڈپوٹیشن۔ وفد آتے گئے، اور اسلام لاتے گئے نجران کے عیسائیوں نے جزیہ دینا قبول کیا مسجدیں تیار ہوئیں۔ قاضی و امام مقرر ہوئے۔ حضرت معاذ بن جبل صحابی قاضی و امام وحاکم یمن ہوکر تشریف لے گئے۔ مشرکین و کفار عرب کے دین پر دین اسلام کو غلبہ ہوا۔ یہودی لوگ مسلمان ہوگئے قلعۂ خیبر پر قبضہ ہوگیا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی خطوط و مراسلات اسلام کیواسطے بادشاہوں کے پاس روانہ فرمائے ۵ھ ہجری میں تمام علاقۂ یثرب مدینۂ منورہ سے اسلام کے سخت اور مہلک دشمن یہود نکال دیئے گئے۔ خندق کی لڑائی میں تمام مشرکین مغلوب پائمال ہوگئے ۸ھ ہجری فتح مکہ کے بعد ان الدین عند اللہ الاسلام کا ڈنکا بجا۔

(الف) قولہ تعالیٰ ولقد مکنٰکم فی الارض وجعلنا لکم فیہا معائش قلیلاً ما تشکرون

(پ الاعراف)

اور بیشک ہم نے تمکو زمین پر قبضہ وقابو دیا اور تمہارے لئے سامان زندگی فراہم کیا تم میں کم ہیں جو شکر گزار ہیں۔

(ب) ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم ما

اور ہم چاہتے ہیں کہ جو لوگ ملک میں کمزور ہیں (بنی اسرائیل) اُن پر احسان کریں اور انکو سردار بنائیں اور انھی کو بادشاہت کا وارث ٹھہرائیں اور انھیں کو ملک میں جمائیں اور فرعون اور اسکے

وزیر ہامان اور اُن کی فوجوں کو بنی اسرائیل کے ہاتھوں سے وہ بات دکھلائیں جس کا اُن کو ڈر تھا۔ کانوا یحذرون (پ۲۰۔ القصص)

نوٹ سنت اللہ و قانون قدرت و فطرت الٰہی ہمیشہ یہی رہا، کہ ایک قوم کو چڑھایا ہے اور دوسری قوم کو اُتارا ہے جن قوموں نے سرکشی کی بت پرستی کی اپنی معبود حقیقی کو بھلایا۔ دنیا میں گناہوں جور و ظلم کو بڑھایا غرور و تکبر کیا اور زنا فسق و فجور میں مبتلا ہے اپنے خالق اکبر کو فراموش کر بیٹھے تو اُن کو ایک رہبر و نذیر و بشیر پیغمبر ہادی بھیجکر ہدایت کی اگر نہ مانا اور رسول و نبی کو جھٹلایا تو اُن پر عذاب الٰہی نازل ہوا وہ قوم برباد ہوگئی اور ہستی سے مٹ گئی دوسری قوم نے اُنکی جگہ لی۔ یہی حال قوم نوح۔ قوم عاد و ثمود اور قوم فرعون قبطیوں کا ہوا۔ فرعون کے زمانہ میں فرعون کے لوگ قبطی بہت بڑھے چڑھے تھے بنی اسرائیل اُن کے ہاتھوں میں غلام لونڈی خدمت گاروں کی طرح پھنسے ہوئی تھے قبطیوں کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ ایسے ذلیل مزدوری پیشہ لوگ اُن پر غالب آئینگے یا اُن کی سلطنت چھین لیں گے لیکن اللہ تعالی نے اپنا ارادہ پورا کیا کہ فرعونیوں کو دریائے نیل میں غرق کردیا اور بنی اسرائیل کو اُنکے ملک املاک مال و متاع سب پر وارث اور مالک کردیا اسی مماثلت موسوی سے اللہ تعالی نے فرعون عرب ابوجہل اور اُسکے ساتھی کفار قریش کو خون کے دریا میں ڈبو دیا کہ وہ سب قتل ہوگئے اور مسلمانوں کو اُنکی جگہ دی کہ وہ اُنکے املاک و دارث ہوئے، اور اُن کو تمکین دین حاصل ہوئی۔

(ج) حضرت ذی القرنین کو تمکین حاصل ہوئی:۔

ہم نے اُسکو زمین میں تمکین دی اور ہم نے اُسکو ہر طرح کا ساز و سامان دے رکھا تھا۔ قولہ تعالیٰ انا مکنا لہ فی الارض واتینٰہ من کل شیٔ سببا (پ۱۶ الکہف)

(د) حضرت یوسفؑ کو تمکین حاصل ہوئی:۔

اور یونہی ہم نے یوسف کو ملک مصر میں جگہ دی کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں۔ وکذلک مکنا لیوسف فی الارض یتبوأ منھا حیث یشاء

اہل مکہ سے خطاب ہے :-

اے پیغمبر بعض اہل مکہ سے کہتے ہیں کہ اگر ہم تمہارے ساتھ دین حق کی پیروی کریں تو ہم اپنی جگہ سے اچک لیے جائیں لیکن کیا ہم نے انکو حرم مکہ میں جہاں ہر طرح کا امن و اطمینان ہے جگہ نہیں دی کہ ہر قسم کے پھل یہاں کھچے چلے آتے ہیں گھر بیٹھے انکا رزق انکو ہمارے یہاں سے پہونچتا ہے لیکن ان میں اکثر اس نعمت کی قدر نہیں جانتے اور ہم نے بہت سی بستیاں ہلاک کردیں جو اپنے افراط معاش کی حالت میں اترا کر بسر کرتی تھیں تو اب یہ اُن ہی لوگوں کے گھر ہیں جو اُن کے ہلاک ہونے کے بعد آباد ہوئی مگر شاذ و نادر اور آخرکار اُن کے مال و متاع کے ہم ہی وارث ہیں انتہٰی

فقالوا ان نتبع الهدى معك نتخطف من ارضنا اولم نمكن لهم حرما امنا يجبى اليه ثمرات كل شئ رزقا من لدنا ولكن اكثرهم لا يعلمون وكم اهلكنا من قرية بطرت معيشتها فتلك مساكنهم لم تسكن من بعدهم الا قليلا وكنا نحن الوارثين

( )

نوٹ یہ وعدہ الٰہی تمکین دین زمانہ نبوت میں پورا ہوگیا۔

تبدیل امن بعد الخوف یہ وعدہ الٰہی بھی فتح مکہ کے بعد ہوا کہ چودہ ہزار صحابہ کرام کے ہمراہ اللہ تعالٰی کا حبیب نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی شان و شوکت جاہ وجلال سے اپنی ناقہ قصویٰ پر سوار ہوکر سورہ فتح تلاوت فرماتے ہوئے فاتحانہ اور رحیمانہ طور سے مکہ معظمہ میں داخل ہوتا ہے اور بلاخوف و خطر طواف خانہ کعبہ کرکے اپنے مخالفین کفار و مشرکین پر قابو پاکر پھر اُنکے تمام قصوروں کو معاف کردیتا ہے اور وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کا بیّن ثبوت پیش کرتا ہے، اور صحابہ کرام بغیر ڈر اور خطرہ کے طواف کرتے ہیں سر منڈواتے ہیں۔ الحمد للہ کہ جو وعدہ اللہ تعالٰی نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استخلاف فی الارض، تمکین دین۔ اور تبدیل امن بعد الخوف کا فرمایا تھا۔

ولم تمکث بعد ابیها الا خمسا وسبعین
لیلۃ قال فلما توفیت فاطمۃ ارسل علی
الی ابی بکر ان اقبل الینا فاقبل ابو بکر
حتی دخل علی علی وعندہ بنو هاشم
فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اما بعد
یا ابا بکر فانہ لم یمنعنا ان نبایعک انکارا
لفضیلتک ولا نفاسۃ علیک ولکنا کنا
نری ان لنا فی هذا الامر حقا فاستبددت
علینا ثم ذکر علی قرابتہ من رسول اللہ فلم یزل
یذکر ذلک حتی بکی ابو بکر فقال ابو بکر لقرابۃ رسول
اللہ احب الی ان اصل من قرابتی واللہ لا ادع
امرا رایت رسول اللہ یصنعہ الا صنعتہ
ان شاء اللہ تعالی فقال علی موعدک
غدا فی المسجد الجامع للبیعۃ

سیدہ عالم اپنے باپ کے بعد صرف پچھتر راتیں یعنی ڈھائی
مہینے زندہ رہیں جب اُنکا انتقال ہوگیا تو علیؑ نے ابوبکر
کو بلوایا[ع] اور ابوبکر آپکے پاس آئے اسوقت امیرالمومنین
کے پاس بنی ہاشم[ع] بھی موجود تھے آپ نے حمد وثنا کی
خدا کی اور فرمایا اے ابوبکر ہمارا بیعت نہ کرنا اسلیئے
نہ تھا کہ ہم تمھاری فضیلت کے منکر تھے اور نہ اسلیئے کہ ہم
حسد ومنافست کرتے تھے ہاں اتنی بات ضرور تھی[ص]
کہ اس میں ہمارا حق تھا اور تم نے استبداد کی۔ پھر
امیرالمومنین نے اپنی قرابت کا تذکرہ جو رسول
سے تھی کرنا شروع کیا اور آپ اسکا ذکر کرتے جاتے
تھے یہاں تک کہ ابوبکر رو دئے[لع] ابوبکر نے کہا کہ میں رسول کی
قرابت کو اپنی قرابت پر ترجیح[ص] دیتا ہوں اور میں ہر وہ
بات جو رسول کرتے تھے، اگر خدا نے چاہا تو کرونگا جناب
امیرالمومنین[ع] نے فرمایا تو پھر کل مسجد جامع میں ہم تمھاری بیعت

ع اس تضاد قول کو ملاحظہ کیجئے جو شخص ظالم کی نسبت اُن لوگوں کی طرف دیتا ہو جو اس امر کو اپنا حق سمجھتا ہو جس نے بیعت کسی طرح
نہ کی ہو اور ظالم سبب ہوں جیسا کہ پہلے گذرا وہ ابوبکر کو خود بیعت کے لئے بلواتا ہو۔ زمانہ ایسا سادہ لوح تو نہیں کہ وہ ان باتوں کو نہ سمجھے۔
عہ یہ اسلیئے ہے کہ اجماع پوری طرح ثابت ہو جائے مگر افسوس کہ نہیں ثابت ہوا مہ جس شخص کا شمار مستبدین میں خود معصوم فرمائیں
ہو اسکے آگے سر تسلیم خم کرنا اور بیعت کر لینا یعنی چہ؟ للعہ وہی پرانی عادت۔ صہ درست ہے آپکے افعال سے ثابت ہے کہنے کی کیا
ضرورت سہ جیسے ایذائے فاطمہؑ وغیرہ یہ بھی درست ہے، معہ درست ہے علی اسکا بھی اقرار کرتے ہیں کہ انکا حق ہے۔ اسکے بھی معترف ہیں
کہ ابوبکر نے استبداد کی پھر یہ بھی کہ بیعت کرونگا، اچھا بالفرض محال اگر کی بھی تو کیا ایسے شخص کی بیعت برضا کی جا سکتی ہے ہرگز نہیں یہ باتیں
امیرالمومنین کی طرف منسوب کرکے الزام غصب سلب کیا گیا ہے،

انشاء الله..

ثم خرجوا فاتوا المغيرة بن شعبة فقال
الرأى ان تلقوا العباس فتجعلوا
له في هذا الامر نصيبا يكون له ولعقبه
وتكون لكما الحجة على علي وبني هاشم
اذا كان العباس معكم قال فانطلق ابوبكر
وعمر وابو عبيدة حتى دخلوا على العباس
فحمد الله ابوبكر واثنى عليه ثم قال
ان الله تعالى بعث محمدا نبيا
وللمؤمنين وليا فمن الله تعالى
بمقامه بين اظهرنا حتى اختار له
الله ما عنده فخلى على الناس امرهم
ليختاروا لانفسهم في مصلحتهم متفقين
لا مختلفين فاختاروني عليهم واليا ولامورهم
راعيا وما اخاف بحمد الله وهنا ولا
حيرة ولا جبنا وما توفيقي الا بالله العلي
العظيم عليه توكلت واليه انيب
وما زال يبلغني عن طاعن يطعن
بخلاف ما اجتمعت عليه عامة

کروں گا،

ابوبکر وہاں سے نکلکر مغیرہ[عہ] بن شعبہ کے پاس آئے،
مغیرہ[عہ] نے ابوبکر سے کہا کہ عباس سے ملو اور اس امر میں
ایک حصہ انکا بھی مقرر کرو جو انکے اور انکی اولاد کے
لیے ہو۔ اس صورت میں تم دونوں (عمر و ابوبکر) کی حجت
علی اور بنی ہاشم پر قائم ہو جاوے گی، کیونکہ عباس تمہارے
ساتھ ہوں گے (یہ رائے عمدہ تھی پسند آئی) ابوبکر عمر
اور ابو عبیدہ یہ تینوں عباس کے پاس گئے، ابوبکر نے
پہونچکر حمد و ثنائے الٰہی کرنی شروع کی پھر کہا کہ خدا نے
رسول کو نبی بنا کے بھیجا اور مومنین کا ولی بنایا ہم میں
اُن کا قیام و مقام یہ خدا کا احسان تھا یہاں تک
کہ آپکی وفات ہوئی، آپنے امر خلافت لوگوں کے سپرد
کر دیا کہ وہ خود اپنے واسطے اپنا امیر باتفاق تجویز
کرلیں، لہذا لوگوں نے مجھے والی امور اور راعی رعیت
بنایا، میں بحمد اللہ اس معاملہ میں سستی، ذلت، حیرت اور
بودا پن کسی اعتبار سے بھی نہیں ڈرتا اور میری توفیق
نہیں ہے مگر خدائے علی و عظیم کے ساتھ اسی پر میں متوکل
ہوں دیگر ہمیشہ اس اجماع پر ایک نہ ایک کے طعنے مجھ تک
پہونچتے رہے اور یہ طعن کرنے والے تم لوگوں کی بنی ہاشم

عہ آپ وہ صحابی ہیں جنکی زنا مشہور ہے اور باوجود اسکے صحابیت کا پلہ بھاری ہے عہ تدبیر بہت عمدہ تھی اگر
عباس راضی ہوتے، بڑے شدائد برداشت کرنے کے بعد زمین خلافت ہموار ہوسکی

المسلمین وتتخذوہ لکم لحافا فاحذروا ان تکون جمہور المنیع فانما دخلتم فیما دخل فیہ العامۃ او تصرفوہم عما مالوا الیہ وقد جئناک ونحن نرید ان نجعل لک فی ہذا الامر نصیبا یکون لک ولعقبک من بعدک اذ کنت عم رسول اللہ وان کان الناس راوا مکانک ومکان اصحابک فعدلوا الامر عنکم علی رسلکم بنی عبد المطلب فان رسول اللہ منا ومنکم۔ ثم قال عمر بن الخطاب ای واللہ واخری انا لم ناتکم لحاجۃ منا الیکم ولکنا کرہنا ان یکون الطعن منکم فیما اجتمعت علیہ العامۃ فیتفاقم الخطب بکم وبہم فانظروا لانفسکم

وغیرہ) آڑ پکڑ کر اس امر میں، مجھ پر طعن کرتے رہے لہٰذا تم اس بات سے ڈرو کہ ان لوگوں میں ہو جو رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ اب خواہ تم بیعت کرنے والے گروہ میں بیعت کر کے شامل ہو جاؤ یا اُن کو ان باتوں سے جنکی طرف وہ مائل ہیں روکو۔

ہم تمہارے پاس (اسوقت) اسلیئے آئے ہیں کہ اس امر خلافت میں تمہارا بھی ایک حصہ[ع] قائم کریں جو تمہاری اولاد کے لیئے (مفید) ہو کیونکہ تم رسول کے چچا ہو اگرچہ لوگوں نے تمہاری اور تمہارے اصحاب (بنی ہاشم امیرالمومنین) کی حیثیت دیکھتے ہوئے بھی، اس امر خلافت کو تمہارے لیئے تجویز نہیں کیا اور خلافت کو تم سے لئے بنی عبد مطلب دوسروں کی طرف لپٹا دیا (ایک ذرا سوچو) کیونکہ رسول ہم میں سے تھے اور تم میں سے

پھر عمر بن الخطاب نے کہا ہاں خدا کی قسم ہم (اسوقت) کوئی اپنی غرض[ع] لیکے تمہارے پاس نہیں آئے مگر یہ کہ یہ بات ہمیں ناگوار ہے کہ اس اجماع اُمت پر تمہاری طرف سے طعن و تشنیع ہوتی رہی اور معاملہ میں طول ہوا اور یہ تم دونوں کیلیئے[ع] برا ہو لہٰذا تم خوب اس معاملہ میں غور کر لو اپنے متعلق بھی

ع خلافت الٰہی نہ ٹھری کوئی لمیٹڈ کمپنی ٹھری جس میں شیئر ہوا کرتے ہیں اور حصہ دار بنائے جا رہے ہیں ع خدا جانے یہ حضرت عمر کا تقیہ تھا یا کیا کیونکہ آپ کی گفتگو مناسبت مقام کے اعتبار سے آپکے دلی خیالات سے متضاد تھی یہ ظاہر ہے کہ مغیرہ نے اجماع کی صورت اسی تدبیر سے نکالی تھی کہ عباس لائے جائیں اور یہ رائے ابوبکر کو بھی پسند آئی تھی، ع عباس اور وہ لوگ جنہوں نے بیعت کی تھی،

و تعاملتم فتکلم العباس فحمد الله
واثنیٰ علیہ ثم قال ان الله بعث
محمدا کما زعمت نبیا و للمؤمنین
ولیا فمن الله بمقامہ بین
اظہرنا حتی اختار لہ ما عندہ
فخلی علی الناس امرہم لیختاروا
لانفسہم مصیبین للحق لا مائلین
عنہ بزیغ الہوی فان کنت
برسول الله طلبت فحقنا اخذت
وان کنت بالمؤمنین طلبت
فنحن منہم متقدمون فیہم
وان کان ہذا الامر انما
یجب لک بالمؤمنین فما
وجب اذ کنا کارہین فاما ما
بذلت لنا فان یکن حقا
لک فلا حاجۃ لنا فیہ
وان یکن حقا للمؤمنین
فلیس لک ان تحکم علیہم
وان کان حقنا لم نرض
عنک فیہ ببعض دون
بعض

اور انکے متعلق بھی جنہوں نے اس اجماع میں حصّہ لیا ہے
یہ سنکر عبّاس بولے اور انہوں نے حمد و ثنائے خدا
کی اور کہا ا سچ ہے خدا نے رسول کو مبعوث برسالت
کیا جیسا کہ تمہارا خیال ہے، وہ ولی مومنین تھے اور
ہم میں انکا مقام و قیام یہ ایک خدا کا احسان
تھا یہاں تک کہ انکی وفات ہوئی۔ اور انہوں نے
یہ اختیار[۱] دیا کہ لوگ اپنے لئے خود اپنا (امیر) اختیار
کرلیں حق کے ساتھ نہ یہ کہ باطل اور خواہش نفس کے
مطابق۔ اب اگر تم نے رسول کی وجہ سے یہ حق لیا
ہے تو یہ ہمارا حق ہے جو تم نے لے لیا۔ اور اگر مومنین
کے اعتبار سے لیا ہے تو ہمکو ایمان کے ساتھ تقدم
حاصل ہے۔ اور اگر یہ حق آپ پر مومنین کیطرف سے واجب
ہوا ہے تو ہرگز نہیں ہوا کیونکہ ہمکو یہ ناگوار ہے ۔ اور
ہم گروہ مومنین میں ہیں)
اب اگر آپ میرا حصّہ اس امر میں اس حیثیت سے
لگاتے ہیں کہ یہ آپکا حق ہے تو مجھے آپکا حق لینے
کی ضرورت نہیں اور اگر مومنین کا حق سمجھکر مجھے
حصّہ دار بناتے ہیں تو آپکو کوئی حق نہیں کہ آپ
مومنین پر حکومت کریں اور انکی طرف سے انکا حق
مجھے دیں، اور اگر یہ میرا حق ہے اور آپ دیتے ہیں تو ہم
اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کچھ دیں اور کچھ نہ دیں

---

[۱] دنیا کی کسی تاریخ میں یہ نہ ملیگا، عامۃ تو اسکے قائل ہی نہیں کہ نص صاحب کیمتعلق کچھ آپنے فرمایا اگر ایسا ہوتا تو یہ جھگڑے کیوں ہوتے۔

واما قولك ان رسول الله منا ومنكم فانه قد كان من شجرة نحن اغصانها وانتم جيرانها، ثم خرج ابو بكر الى المسجد الشريف فاقبل على الناس وعذر عليا بمثل ما اعتذر عنده ثم قام علي فعظم حق ابي بكر وذكر فضيلته وسابقته ثم مضى فبايعه فاقبل الناس على علي فقالوا اصبت يا ابا الحسن واحسنت ۔ قال فلما تمت البيعة لابي بكر اقام ثلاثة ايام يقيل الناس ويستقيلهم يقول قد اقلتكم في بيعتي هل من كاره هل من مبغض

اب رہ گیا جناب کا یہ فرمانا کہ رسول ہم میں سے تھا اور تم میں سے، تو درحقیقت رسول ایک ایسے درخت سے تھا جس کی ہم شاخیں ہیں اور آپ لوگ ہمسائے، پھر ابو بکر مسجد میں (عــه) گئے اور مجمع میں آئے اور علی بن ابیطالب کے (بیعت نہ کرنے کا) عذر کیا جیسے پہلے کر چکے تھے، پھر علی بن ابی طالبؑ اٹھے اور انھوں نے تعظیم حق (عــه) ابو بکر کی اور فضیلت وسبقت اسلامی کا ذکر کیا اور بیعت کر لی۔ (یہ دیکھکر) لوگ علیؑ کی طرف بڑھے اور انھوں نے اس فعل کی بہت تعریف کی اور کہا کہ جو کچھ آپ نے کیا یعنی بیعت وہ بالکل درست وبجا ہے جب ابو بکر کی بیعت کامل ہو چکی تو تین روز برابر یہ لوگوں سے اپنی بیعت ہٹاتے رہے اور لوگ انپر جبر (سه) کرتے رہے اور پوچھے جاتے تھے کہ (بھائیو) کوئی اس بیعت (للعه) سے کارہ تو نہیں کوئی منبغض

عــه عباس پر کسی کے جادو نے اثر نہ کیا مجبور ہو کر مسجد میں آئے کیونکہ عباس کا استدلال اسقدر قوی تھا اور کلام میں وہ انحصار عقلی تھا کہ دونوں صاحبوں کو سوا یوں اٹھ جانے کے کوئی چارہ کار نہ تھا، عــه ہاں ضرور تعظیم حق کی ہوگی اور ضرور فضیلت وسبقت کا ذکر کیا ہوگا اور ضرور بیعت کی ہوگی کیونکہ علی کی گفتگو " والا فهو ابا الظاهر " اس مطلب کو ثابت کر رہی ہے بھلا اس سے زائد قابل مضحکہ کوئی بات ہو سکتی ہے، کہ وہ شخص جو منکر فضیلت تھا وہ اب مقر فضیلت ہے اور جو کارہ بیعت تھا وہ خواستگار بیعت ہے، ہ دو قلم در کف دشمن است ،، سه آئندہ چل کے آپکو حضرات ابو بکر کا قول وقت مرگ کا یہ ملیگا کہ اصحاب نبی سب کے سب اس خلافت کو چاہتے تھے اور میرے خلیفہ ہونے سے ناراض تھے تو پھر یہ کیا کہا جا رہا ہے ؟ للعه خیر علی کو تو کسی نہ کسی طرح یہ مؤرخ بیعت کرنے والوں میں لے آیا مگر آخر تین دن تک یہ ہنگامہ گرم رہا سلمان، مقداد، ابوذر، سعد بن عبادہ، عباس، زبیر، اور ابو سفیان وغیرہ کہاں تھے، میں سمجھتا ہوں یہ پوچھ گچھ صرف انھیں لوگوں سے تھی جنھوں نے آپ کی خلافت میں جان توڑ کوشش کی تھی،

فیقوم علی فی اول الناس فیقول واللہ
لا نقیلک ولا نستقیلک ابداً قد
قدمک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لتوحید دیننا من ذا الذی
یوخرک لتوجیہ دنیانا

تو نہیں ؟ علیؑ یہ سنکر اول صف میں کھڑے ہو جاتے
تھے اور فرماتے تھے کہ اب ہم آپ کو بیعت نہ اٹھانے
دیں گے اور آپ ہی کو خلیفہ بنائینگے آپکو رسول نے
ہمارے توحید دین کے لیے مقدم کیا ہے [عـ۵] رجب ایسا ہے
تو کون آپکو دنیا کے لیے مؤخر کر سکتا ہے

خطبۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

ابو بکر کا خطبہ

قال ثم ان ابا بکر قام خطیبا
فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال
ایہا الناس ان اللہ الجلیل الکریم العلیم
الحکیم الرحیم الحلیم بعث محمداً بالحق
وانتم معشر العرب کما قد علمتم من
الضلالۃ والفرقۃ الف بین قلوبکم
ونصرکم بہ وایدکم ومکن لکم
دینکم وورثکم سیرتہ الراشدۃ
المہدیۃ فعلیکم بحسن الہدی ولزوم الطاعۃ

ابو بکر خطیب کی حیثیت سے کھڑے ہوئے اور انھوں نے
حمد و ثنائے خدا کی اور کہا کہ اے گروہ مردم خدائے
جلیل و کریم علیم و حکیم و رحیم و حلیم نے رسول کو مبعوث
بحق کیا درانحالیکہ تم اے گروہ عرب گمراہی اور تفرقہ
کے شکار تھے اُس نے تمھاری تالیف قلوب کی اور
رسول کے ذریعہ سے تمھاری مدد کی اور تمھاری تائید
کی اور تمھارے ہی لیئے اُس نے تمکین دین کی اور اُسنے
تمھیں اپنے سیرۃ راشدہ کا وارث بنادیا لہذا حسن
ہدایت تم پر فرض ہے اور اطاعت پر جمے رہنا تمھارا فریضہ ہے اور خدا نے [عـ۶]

عـ۵ رسول نے ضرور تقدیم کی واقعہ برات صریحی ثبوت اس تقدیم و تاخیر کا ہے جسکے بعد مجال سخن نہیں۔

عـ۶ خدا نے تو خلیفہ نہیں مقرر کیا البتہ اگر بندوں اور خدا میں کوئی فرق نہیں تو مجھے حاجت گفتگو بھی نہیں
مگر اتنا ضرور کہ حضرت ابو بکر کا دل اس امر کا شاہد تھا کہ خدا ہی خلیفہ مقرر کرتا ہے ورنہ خطبہ میں اسطرح نہ فرماتے
"دل آگئی سب پر جو دل میں بات تھی"

٭ جس مطلب سے عباس کے پاس وفد گیا اونکا منشاء پھر اسی مطلب کا اتمام علی کے اس فعل سے کیا جا رہا ہے۔

وقد استخلف الله عليكم خليفة
ليجمع بذا لفتكم ويقيم بكم
كلمتكم فاعينوني على ذالك
بخير ولم اكن لابسط يدا ولا
لسانا على من لم يستحق ذالك
ان شاء الله وايم الله ما حرصت
عليها ليلا ولا نهارا ولا سالتها
الله قط في سر وعلانية ولقد
قلدت امر عظيما مالى به
طاقة ولا يد ولوددت
اني وجدت اقوى الناس
عليكم مكاني ما اطعت الله
فاذا عصيت الله فلا طاعة
لي عليكم ثم بكى - وقال
اعلموا ايها الناس اني لم
اجعل هذا المكان ان
اكون خيركم ولوددت

تم پر خلیفہ مقرر کیا تاکہ اُسکے ذریعے
تم میں اتحاد ہو اور تمہاری ساکھ بیٹھ جائے
لہٰذا تم لوگ میری مدد خیر و نیکی سے کرتے رہو
اور میں وعدہ کرتا ہوں، نہ دست درازی کروں گا
اور نہ زبان درازی اس شخص کے لیئے جسکے لیئے یہ دونوں
چیزیں زیبا نہونگی، ان شاء اللہ اور خدا کی قسم میں
نے (خلافت) کے لیئے روز و شب میں کیوقت بھی
حرص[عـه] نہیں کیا اور نہ خدا سے کبھی اسکے متعلق ظاہر و
باطن کوئی دعا کی - (البتہ)[عـه] یہ میں جانتا ہوں کہ ایک
امر عظیم کا (جوا) میری گردن پر رکھدیا[عـه] گیا ہے جسکے
اٹھانے کی طاقت مجھ میں نہیں اور بغیر اسکے چارہ[للعـه]
بھی نہیں میں چاہتا تھا کہ اسکے لیئے کوئی مجھ سے
بہتر و قوی تر میری جگہ پر ہوتا، اب تم لوگ میری اطاعت[عـه]
کرو جتبک میں مطیع خدا رہوں و اگر میں خدا کی نافرمانی[عـه]
کروں تو میری طاعت تم پر فرض نہیں، پھر روئے[عـه]
اور کہا کہ اے گروہ مردم جانتے ہو کہ میں اس مقام
پر نہیں معیّن کیا گیا اس اعتبار سے کہ میں تم سے

عـه بالکل درست جو کچھ کیا وہ حضرت عمر نے کیا عباس وغیرہ کے پاس جانا یہ دلیل طمع نہیں تو ہی تھی، عـه چینے بے مانگے چھپر پھاڑ کے ملی سـه جی ہاں بالکل زبردستی مگر اب برداشت کیجیئے در قہر درویش بجان درویش للعـه خود اقرار ہے کہ آپ میں اس بار کے تحمل کا امکان نہ تھا نیز یہ بھی کہ آپکی ترجیح ترجیح مفضول ہے عـه ادصیکم فی اولادکم کی نافرمانی برملا کی گئی لہٰذا انکی اطاعت خود انھیں کے قول کے مطابق کسی مسلم و مومن کا فریضہ نہیں سـه وہی پرانی عادت

ان بعضكم كفانيه ولئن	بہتر ہوں (عــه) اور میں تو چاہتا تھا (عــه) کہ تم میں سے
اخذتموني بما كان الله يقيم به	کوئی اس بار کو مجھ سے لیلے اور اگر تم نے یہ سمجھ کے مجھے
رسوله من الوحي ما كان	بنایا ہے کہ جیسے رسول کا عمل خدا سے تھا اور جیسے وہ صاحب
ذالك عندي وما انا الا كاحدكم	وحی تھے تو ظاہر ہے کہ میں ایسا نہیں ہوں۔
فاذا رايتموني قد استقمت فاتبعوني	میں تمھیں جیسا (عوام الناس) (ـه) ایک آدمی ہوں اگر
وان زغت فقوموني واعلموا	دیکھو کہ میں ٹھیک چل رہا ہوں تو میری پیروی کرو
ان لي شيطانا يعتريني احيانا	اور اگر مجھ میں گمراہی اور ٹیڑھا پن دیکھو تو میری کجی
فاذا رايتموني غضبت فاجتنبوني	کو سیدھا کرو۔ اور یہ بھی جانتے رہو کہ میرے سر پر کبھی
لا اوثر باشعاركم وابشاركم	کبھی ایک شیطان (للعه) سوار ہوتا ہے لہذا جب تم مجھے
ثم نزل ثم دعا عمر والاوجاه	غضبناک دیکھو تو مجھ سے بچو کیونکہ میں تمھاری مدح
من اصحاب رسول الله صلى الله	سرائی (اشعار سے) یا منہ دیکھے سے تمھارے لیئے کچھ نہیں کر سکتا
وعليه وسلم فقال ما ترون لي من هذا	پھر آپ نے عمر اور بڑے بڑے اصحاب رسول کو بلایا اور پوچھا
المال ۔ فقال عمر انا والله	کہ اس مال (مال مسلمین) کے متعلق کیا رائے ہے عمر نے
اخبرك ما لك منه	کہا خدا کی قسم میں تمھیں بتاتا ہوں (ـه) جو تمھیں کرنا چاہیئے

عــه جب آپ خود قائل ہیں کہ آپ بہتر نہیں۔ جب آپ خود معترف ہیں کہ کوئی اور اس بار کو اٹھاتا، تو انصار اور بنی ہاشم سے الجھنے کی کیا ضرورت تھی اور اس ہنگامہ کے بپا کرنے کی کیا حاجت تھی احق ناس کو دیدیا ہوتا، مگر یہ کہیئے کہ دل سے زبان موافق نہیں عــه کب چاہا تھا اور کس دن ایسا تھا سعد انصاری، بنی ہاشم علی بن ابیطالب اور عباس انہیں سے کسی کو بھی دیدیا ہوتا ـه آپکا شمار عوام الناس میں تھا خود اقرار ہے مگر آپ ہمیشہ خواص کے مقابلہ کے لیئے امادہ رہتے تھے۔ للعه غالبا اسی لیئے امام ابوحنیفہ نے آپکے ایمان کو شیطان کے ایمان کے برابر کہا ہے جسکو علامہ علی الملاقی مولانا حامد حسین صاحب قبلہ فردوس مکانی نے استقصاء الافحام میں تحریر فرمایا ہے ـه دیکھیے جو مسئلہ کلالہ سے ناواقف تھے اور جو "آبا" سے نابلد تھے وہ ابوبکر کو آج تعلیم دے رہے ہیں۔

سفوف مسیحا دافع جریان و ضعف و مقوی اعصاب

چونکہ عوام جریان سے ناواقف ہوتے ہین اسلیئے ہم کو یہ بتانا ضرور ہی کہ جریان کیا چیز ہے اور اس سے کیسے مہلک امرض تک نوبت پہونچتی ہی تا جن حضرات کو یہ مرض بدہو وہ ایک بکس سفوف مسیحا ہمسے طلب کرکے استعمال کرین جریان کو عربی مین سیلان اور ہندی مین پرمیو پرسوت اور دھات بہنا کہتے ہین اور دھات ایک جوہر نفیس ہے جس کا ہر قطرہ خون کے دس قطرون سے بنتا ہے - یہی وہ چیز ہے جسکو انسان کا جوہر دست، کہنا زیبا ہے کیونکہ یہی تمام خواہشون کا بادشاہ جسمانی طاقت کا نگہبان دوسرے الفاظ مین یون کہا جائے کہ تمام حسینان جہان اسی کی بدولت حسین بنے ہوے ہین اور جسقدر اس مین نقص ہوتا ہے اسی قدر رنگ روغن چمک دمک طبیعت کی بشاشت دل کی فرحت مین فرق آجاتا ہے علامات جریان حسب ذیل ہین :- بعد پیشاب اور کبھی قبل پیشاب اور کبھی پیشاب کیسے تھوڑا حالت قبض مین دھات کا خارج ہونا - دھات کا پتلا ہوجانا اور کبھی کبھی احتلام - بسبب خواہش نفسانی کے حرکات - بیہودہ مثل مردوستی وغیرہ کی نوبت آتی ہے تو اول مثانہ کی حالت بگڑجاتی ہے یعنی حالت بول رپیشاب کرنے مین، گرمی اور جلن کا معلوم ہونا پیشاب مین سوزش بار بار پیشاب کا ہونا - سرعت انزال کی لذت خواہش ہوکر ٹھیرکر زائل ہوجانا - درد کمر ہتھیلیون اور تلوون کا جلنا - اولاد نہ ہونا - اولاد کا کمزور پیدا ہونا - پنڈلیون کا اینٹھنا دوران سر سستی - کاہلی نیند کی کمی غرضکہ بڑھتے بڑھتے سخت امراض مثل مرگی - لقوہ - فالج گنٹھیا - جنون - تپ شدید - وغیرہ لاحق ہوکر جان پرین بنتی ہے ہمنے بغرض فاہ عام یہ سفوف صرف ہندستانی جڑی بوٹیون سے تیار کیا ہے معدنیات سے بالکل پاک ہی جس سے بجز فائدہ کچھ اندیشۂ نقصان نہین یہ سفوف جریان کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - اس سفوف کا کام مذکورہ بالا شکایات کی اصلاح کمزور معدے کو طاقتور بنانا - تمام اعضاء رئیسہ کی خرابیون کو دفع کرنا اوران کے افعال کو قوی کرنا عضو مخصوص نیز دیگر اعضا کو نہایت خوبی کے ساتھ اپنے منصبی کام کیلیے آمادہ کرنا - نامردی - ضعف مثانہ - ضعف اعصاب ضعف دماغ وجگر ومعدہ - ذیابیطس درصلاح قلب کیلیے بمنزلہ تریاق ہے - طاقت جوانی پیدا کرنے کیلیے اکسیر ہو اور ہر قسم کے جریان کا دافع - بے لطف یہ کہ اسکے استعمال کیلیے کسی موسم کی قید نہ زیادہ پرہیز [illegible] خوراک سے

فہرست کارخانہ حسب الطلب مفت روانہ کیجاتی ہے

المشتہر مرزا سجاد حسین عطا مالک دواخانہ معین العلاج نئی بوئی وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنو

الکاظم تاریخ امام موسی کاظم علیہ السلام ... قیمت ۱ عہ
ھدم الاساس ... تحقیق حدیث قرطاس ... ۵ر
تشریح الاحکام - شرح میراث دہبہ دوصیت شرایع الاسلام ... عہ

سہیل یمن جلد اول یا دوم یا سوم کی اگر ضرورت ہو اور دینی مجاہدات کے دیکھنے کی خواہش ہو تو دفتر سے طلب کیجیے محصول بذمہ خریدار
مجلد ... للعہ
غیر مجلد ... ۱ عہ

سہیل یمن جلد اول مین پہلا نمبر اور جلد دوم مین نمبر ۵ و نمبر ۶ و نمبر ۸ دفتر مین بالکل باقی نہین حضرات نوٹ کرلین اگر کوئی صاحب نمبران مذکور عنایت فرمانا چاہین تو وہ دفتر کو اجرتاً دیسکتے ہین

جو حضرات دو خریدار فراہم کرکے انکا چندہ دفتر مین بھیجدینگے انکو سہیل جلد اول بلا قیمت حاضر کیا جائیگا

مینیجر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنو

ماءالحیات یعنی نوجوانی کا بیمہ

ہم اس عرق پر جتنا ناز کرین کم ہی۔ یہ عرق طب یونانی کا مایہ ناز ہی اور اسرار اطبار مین سے ہی ہم ناظرین کو اس امر کیطرف ملتفت کرتے ہین کہ جتنے خواص اسکے لکھے جاتے ہین اگر اسمین سے کوئی جھوٹ ہو تو فوراً قیمت واپس لے لی جاوے اگر آپکے اعضاء جوارح کام کاج سے ہمت ہار چکے ہون اگر آپکا دماغ ہر وقت چکر کھاتا ہو اگر دل بیٹھا جاتا ہو اور اگر قوت متفکرہ بالکل معطل ہو گئی ہو اگر اختلاج قلب سے آپ عاجز ہو گئے ہون اگر تولید حزن قطعی ہوتا ہو اگر غذا ہضم نہوتی ہو اگر قوت حیوانیہ جواب دے چکی ہو۔ بسا اوقات خجالت حاصل ہوتی ہو اگر ضعف و ناتوانی کا آپ پر غلبہ ہو اگر کام کرتے کرتے دماغ تھک گیا ہو تو ماءالحیات ان تمام امراض مین اکسیر کا حکم رکھتا ہی مین بقسمیہ عرض کرتا ہون کہ اگر اس عرق کو آپ چار قدر دو مرتبہ نوش فرمائین تو آپ کبھی ضعیف نہونگے اور آپکے بال سفید ہونگے اور نہ آپکی کسی قوت مین کمی ہوگی ان فوائد سمیت قیمت فی بوتل جو ایک ماہ کو کافی ہوگی صرف پانچ روپیہ ؏ ۵

نوٹ :۔ یہ عرق اعادۂ قوت باہ کیواسطے نظیر نہین رکھتا صرف ایک ماہ کے استعمال کے بعد رنگ چہرہ کو سرخ و سپید کر دیتا ہی۔ اگر آپکو بیخوابی کی شکایت ہے تو صرف تین دن استعمال کرنے سے نہایت آرام سے نیند آئیگی

باہتمام محمد جواد نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ مین چھپا

[illegible] علا [illegible] دفتر سہیل نمبر کٹوریہ سٹریٹ لکھنؤ سے شایع کیا

علمبردار حمایت مذہب

رجسٹرڈ نمبر اے ۱۵۶۳

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ

اے رسول نہ پاؤگے تم کسی ایسی قوم کو جس کا ایمان خدا اور روز آخر پر ہو اور پھر وہ دشمنان خدا اور رسول سے محبت کریں

سالانہ ۸ روپے

ششماہی ۴ر

سہیل یمن

جلد ۶

مجلہ علمیہ

ابتدائے سال رجب

ختم سال جمادی الثانیہ

مدیر خاص

ابو البراعۃ مولوی سید ظفر مہدی گہر نصیرآبادی الجائسی

سہیل کی توسیع اشاعت مین مدد کرنا نصرت دین ہے

قواعد سہیل یمن

(۱) یہ رسالہ ہر ماہ عربی کے دوسرے ہفتہ مین شایع ہوگا
(۲) سہیل کی ضخامت فی الحال ۴۸ صفحات سے کم نہو گی۔
(۳) سہیل حسابہ خریداردن کے نام بذریعہ ڈاک آنہ ہوگا۔
(۴) اگر خریدارون کے پاس کسی حصہ نہ پہونچ سکے تو ۲۲ تاریخ ماہ عربی تک دفتر مین اطلاع پہونچنے پر دوبارہ روانہ کیا جاسکتا ہی اسکے بعد ہم ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جائیگا۔
(۵) سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ہر ادر ششماہی عا رہیگی،
(۶) جملہ مراسلات و ارسال زر خط وکتابت بنام ابو البراعۃ مولوی سید ظفر مہدی گہر ایڈیٹر و مدیر خاص سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ ہونا چاہیئے۔
(۷) مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر حدود منازل سہیل سے متجاوز نہونگے اور معیار علم پر ٹھیک اترینگے تو بصد امتنان شایع کیے جائین گے۔
(۸) سہیل کو جو آئندہ اپنے کام مین جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے توسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر استعانت حاضر خدمت نہوگا۔
(۹) نمونہ کا پرچہ ہم ٹکٹ آنے پر بھیجا جائے گا۔ مفت حاضر خدمت نہوگا۔
(۱۰) خریدارون سے عرض ہے کہ خط وکتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دین ورنہ تعمیل ناممکن۔
(۱۱) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے۔
(۱۲) مضامین موصولہ ضرور بالضرور طبع ہونگے اسکا ذمہ دار اڈیٹر نہین ورنہ وہ مضمون کے واپس کرنیکا ذمہ دار ہے۔

اغراض و مقاصد سہیل یمن

(۱) ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
(۲) معاندین اسلام خصوصاً مخالفین مذہب شیعہ کے بیجا اعتراضات اور حملون کا دفاع۔
(۳) حقیقی اخلاق اسلامی کا نشر۔
(۴) علمی قومی اور مذہبی اور اُن ملکی معاملات پر جو مذہب سے متعلق ہونگے تبصرہ و نقد۔
(۵) حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہرین

اس کثیر الاشاعت رسالہ مین اشتہار بھیجتے وقت ذیل کا نرخنامہ ضرور ملاحظہ فرمائین۔

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک سال کے لئے	للعہ/	صعہ/	مہعہ/
چھ ماہ کے لئے	عہ/	مہعہ/	۱عہ/
تین ماہ کے لئے	عہ/	مے/	للعہ/
ایک ماہ کے لئے	صہ/	ے/	عا/

کوئی صاحب کمی اُجرت کی خواہش نہ فرمائین رعایت کی گنجایش نہین۔ ٹائیٹل پیج کے صفحات کا نرخ اسکے علاوہ ہی جو بذریعہ خط وکتابت طے ہوسکتا ہے اُجرت بہرحال پیشگی آنا چاہیئے۔

مینیجر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

منشورۃ الدرر

...... چلا ہنس کی چال

چون سنگ سرمہ کہ گرانیست و گران نیست   تا کس ز تو بندی ظاہر نشود کس

آج ذیقعدہ کی ۶ تاریخ کو "النجم" ۷، اور ۲۱ جمادی الثانی کا آیا، ماشاء اللہ ترقی کے عرش طے کئے جانیکی کوششین ہورہی ہین اور سہیل ہین کا اتباع اس کے محاسن صوری کے اعتبار سے کیا جارہا ہے، ٹائٹل کا کاغذ بہ نسبت پہلے کے کچھ بہتر لگا دیا ہے، اب وہ کنکوے والا کاغذ جو چھپاری کے بل پر اڑتا تھا نہین مگر سہیل کے دیکھنے والے جانتے ہین کہ "بان قطرہ نمی رسد" یہ کیون ہوا غالباً اسلئے کہ خریداران النجم نے اپنے گاڑھی کمائی کا، جو دامن عبائے مدیر مین چھنتی تھی، مطالبہ کیا ہوگا کہ سہیل کے محاسن صوری و معنوی کو دیکھتے ہوئے النجم کا چندہ گران ہے، اگر باطنی زینت و معنوی جذب النجم مین پیدا ہو نہین سکتا تو کم ازکم صیاد کی سبز ٹٹی کی نقشہ کشی کیجائے تاکہ "مریدان می پرانند" اور پیران نمی پرند کو پیش نظر رکھتے ہوئے کچھ توحق مریدی ادا ہوسکے، اور آشیان برباد گردہ اس دام تزویر مین آسکے، ورنہ خریدارون کے مطالبہ کی کمند کا پھندا تدریجی حیثیت سے "گردن کلفت" مین نہ نظر آئے۔ انھین باتون کا خیال کرتے ہوئے ایکی مرتبہ سہیل کی ہمقدمی کا جذبہ پیدا ہوا ہے اور النجم کا ٹائٹل "مخضرار الدمن" کیطرح سبز بنایا گیا ہے:-

بر و این دام بر مرغ دگر نہ   کہ عنقا را بلند است آشیانہ

ملائے مسجد! ایک مسجد اس ٹائٹل پر بنائی گئی ہے جو "مسجد ضرار" سے کم نہین، اس مسجد مین ملائے مسجد کا مسمی تو نہین البتہ "خانہ خالی را دیو می گیرد" کی حیثیت سے ایک صاحب الادارہ کی نشست ہے، جو خود ساختہ "حجۃ الاسلام" بھی ہے اور اپنے ہی منہ سے امام بھی ہے ..... ائمۃ الکفر (قرآن کریم)

در تالب ملا اثر شن پردہ کشا شد   خلقے کہ قضا در تن گوسالہ فرو ریخت

ایک اور اتباع! سہیل نے جلد ششم مین خریدارون کی آسانی کیلئے ابتدائے سال اور ختم سال سہیل کو ظاہر کردیا

تھا، چنانچہ لوح سادہ النجم پر بھی یہ نقش ابھرا مگر سفاہت ساتھ ساتھ رہی۔ چنانچہ لکھا ہے "تاریخ آغاز رمضان ۲۲ سنہ" جسکو تاریخ و ماہ کا فرق نہ معلوم ہو وہ حق و باطل کا کیا امتیاز کر سکتا ہے یہ ہے خود ساختہ امام صاحب کی قابلیت:۔

ایک دوسرا اتباع ! سہیل کا صفحہ فہرست علیحدہ ہوا کرتا تھا اور النجم کا ٹائٹل پر مگر ابکی سہیل کی پیروی کیگئی سہیل "علمبردار حمایت مذہب" سر صفحہ پر لکھا کرتا تھا۔ النجم نے بھی ابکی آخر لکھ ہی مارا "حمایت صحابہ کا بلند پایہ علمبردار"۔ اس شاگردی کے بعد بھی شرم نہین آتی اور استاد کے مقابلہ مین بابن کوتاہ نظری آنے کو تیار ہے۔

در نطق مسیحا دم از جنس ہم چہ باک است ۔ ۔ ۔ بین راہ خود و مسرم از غیر چہ بیم است

"حمایت صحابہ کا بلند پایہ علمبردار" کی مصوری فرمائی گئی اور یون ثابت کیا گیا ہے کہ دو علم ایڑے بڑے Cross Mark کراس مارک کے انداز مین بنائے گئے ہین تاکہ عیسائیت کی جھلک باقی رہے اور ان دونون علمون کی چوب کے "ملتقی" پر ایک سپر کی حیثیت کا ستارہ بنایا گیا ہے جسکے اندر "النجم سالہ لکھنو" لکھا ہوا ہے۔ اس تصویر مین بھی سہیل کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کیگئی ہے جیسا کہ ناظرین جانتے ہین ۔ اچھا مین اس مصوری کو سمجھا غالباً یہ دو علم وہی بنائے گئے ہین جو خیبر مین دیے گئے تھے ۔ ایک ابوبکر کے ہاتھ مین اور دوسرا عمر کے ہاتھ مین آپ حضرات کو حسب عادت قدیم فرار کرنا پڑا اور علم اسلام پر ذلت و رسوائی کی گرد بیٹھی جیسا کہ ابن ابی الحدید نے اپنے اشعار مین اس واقعہ کا تذکرہ یون کر دیا ہے

وان انس لا انس اللذین تقدما ۔ ۔ ۔ وفرھما والفر قد علما حوب

اگر مین سب بھولجاؤن تو بھولجاؤن مگر ان دونون (ابوبکر و عمر) کا فرار تو کبھی نہ بھولونگا، یہ دونون جانتے تھے کہ فرار گناہ عظیم ہے مگر بھاگے۔

وللراية العظمى قد ذھبا بہ ۔ ۔ ۔ ملابس ذل فوقہا وجلابیب

اس "بلند پایہ علم" پر جسکو یہ دونون (ابوبکر و عمر) لیکے جنگ کرنیکے لئے گئے تھے ذلت و رسوائی کی چادرین چڑھی ہوئی تھین جتنا ان دونون علمون سے اس واقعہ کیطرف اشارہ ہے، اور النجم کے ستارہ کی سپر ان علمون پر اس بات کو

واضح کر رہی ہے کہ مدیر النجم اس فرار کے عیب کے مٹانیکے لئے سینہ سپر ہے، کیون نہو نمک حلال ایسے ہی ہوتے ہین اس مطلب کی توضیح اس جملہ سے بھی عیان ہے "جماعت صحابہ کا بلند پایہ علمبردار"۔

حدیث می بدف وچنگ و میان دایم کنون کہ کار بہ شیخ نہفتہ دان افتاد

مصاحب! سفلہ چو جاہ آمد و سیم و زرش سیلی خواہد بہ حقیقت سرش

اس نمبر مین مدیر النجم نے حضرت شمس العلماء مدظلہ العالی اور حضور ہز ہائنس نواب صاحب رامپور فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ پر زبان طعن دراز کی ہے اور مولینا مدظلہ پر یہ اعتراض ہے کہ وہ ہز ہائنس کے مصاحبین کی فہرست مین ہین جسطرح سے اور چند شعبدہ باز وغیرہ فہرست مصاحبین مین ہین وغیرہ وغیرہ مگر حماقت مآب در سفاہت انتساب باقل دہور بندہ دام شکور کو کون سمجھائے کہ ندیم و مصاحب کے معنی لغتًا اگر دیکھے جائین تو ساتھی کے ہین اور وہ جو کم از کم اکثر اوقات ہمجلیس و ہمنشین ہو، یہان بحمد اللہ یہ بات نہین ہے بلکہ حضور ہز ہائنس نے اسیطرح قدر علم کی جسطرح ہز اگز الٹڈ نظام دکن نے قدر علم و علما فرمائی، وہ لوگ، موتوا بغیظکم کا ہدف بنین جو باوجود سعی بسیار اس وظیفۂ شاہی سے محروم ہے اور باوجود ادعائے علم جاہل ہی سمجھے گئے۔

رہگیا اعتراض کا یہ رخ کہ حضور ہز ہائنس نواب رامپور کے مصاحبین مین کوئی گویا ہے اور کوئی شعبدہ باز اس سے کسی صاحب دربار کی عزت نہین گھٹتی نہ کسی قسم کی امارت اس سے متاثر ہوتی ہے، ایک بات کہین اگر آپکو ناگوار نہو اور وہ یہ کہ مصاحبین رسول و اصحاب رسول پر نظر کیجیے کیا اس مجمع سے شان رسالت مین کوئی بٹہ لگا یا ایک مصاحب دوسرے کی منزلت و توقیر مین کوئی کمی کر سکا۔ ان مصاحبون کی فہرست تو آپکو یاد اور ازبر ہوگی کیون کہ یہ سب کے آپکے پیشوا اور رہبر ہین۔ دیکھیے انمین کوئی "نداف" ہے تو کوئی "بقر قصاب" کوئی "حکواک" ہے تو کوئی "بزاز" کوئی "دلال" ہے تو کوئی کلال اور میفروش کوئی "درزی" ہے تو کوئی "دہوبی" کوئی "حجام" ہے تو کوئی "تیلی" غرضکہ رسول کے گردان پیشہ ورون کا ایک ہجوم جو ذلیل پیشے پر فخر کرتے تھے۔ اور آج صحابہ کرام کہے جاتے ہین "کیون؟

"کلوخ انداز را پاداش سنگ است" کا مطلب سمجھے آپ کہیں گے کہ بغیر دلیل دعویٰ ہی اور بغیر ثبوت
ادعا، لہٰذا میں صرف آپکی نشاط طبع کیلئے حیوۃ الحیوان دمیری جلد اول ص ۳۴۶ مطبوعہ مصر کی عبارت
پیش کرتا ہوں تاکہ آپکے رہبروں کی تصویر آپ کے سامنے آجائے۔ اگر کوئی کہنے والا یہ کہدے کہ۔

عمرو بن عاص، زبیر بن عوام اور عامر بن کریز
یہ سب کے سب چکوے تھے ابوبکر بن ابو قحافہ خلیفہ
اول (جو ممدوح اہلسنت ہیں) بزاز تھے یونہی عثمان
طلحہ اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی بزاز تھے عمر بن
الخطاب بایع اور مشتری کے درمیان سعی فرمایا
کرتے تھے (جیسے آجکل چوک کے چاندی بازار میں
بہت سے لوگ اس پیشہ کو کرتے ہوئے دکھائی دیتے
ہیں) اور دلال تھے۔ ولید بن مغیرہ (جسکے بڑے
رتبے ہیں) لوہار تھے یونہی ابوالعاص بھی لوہار
تھا عقبہ بن ابی معیط یہ شراب بیچتے تھے اور کلال
تھے ابوسفیان عرب کا تیلی تھا عبداللہ بن جدعان
چھوکریاں بیچا کرتا تھا اور نخاس تھا نضر بن حارث
شخص بانسری بجایا کرتا تھا اور ملاحظہ ہو حکم
بن عاص حریث بن عمرو ضحاک بن قیس اور
ابن سیرین یہ لوگ خصار تھے اور جانوروں کو
بدھیا کیا کرتے تھے امام ابوحنیفہ بھی چکوے تھے

وکان عمرو بن العاص جزارا بمکۃ وزبیر بن
العوام وعامر بن کریز کانوا جزارین وکان
ابوبکر الصدیق بزازا وکذلک عثمان و
طلحۃ وعبدالرحمن بن عوف وکان عمر بن
الخطاب دلالا یسعی بین البائع والمشتری
وکان الولید بن المغیرۃ حدادا و
کذا ابوالعاص وکان عقبۃ بن ابی
معیط خمارا وکان ابوسفیان یبیع
الزیت وکان عبداللہ بن جدعان
نخاسا یبیع الجواری وکان النضر بن
الحرث عوادا یضرب بالعود وکان
الحکم بن العاص خصاء یخصی و
کذلک حریث بن عمرو وضحاک بن
قیس وابن سیرین وکان ابوحنیفۃ
خزازا وزبیر بن العوام خیاطا و
کان مالک بن دینار وراقا الخ

زبیر بن عوام درزی، اور مالک بن دینار برگ فروش تھے (جیسے گھسیارے گھانس وغیرہ بیچتے ہیں)
کتابوں میں ہے کہ عمر بن خطاب کی بی بی تیلن تھیں اور آپکا بہنوئی حجام تھا۔ یہ تھے آپکے خلفا،

اصحاب سحل، اور آپکے امام اور علماکے پیشے جنکا مختصر ذکر کیا گیا۔ کتب علم اخلاق مین اس امر کی توضیح ہے کہ یہ کمینہ پیشے ہین۔ آپ آپ ہی بتائین ان مصاحبون کی صاحبیت نے کیا اثر کیا، یار سول اور باب علم نبوت علی ابن ابیطالب کی کمال علم و شرف مین کونسی منقصت لاحق ہوئی۔ کیسی عزت دار کے متبوع اگر آج جلاہے، دھنیے، حلاہے، دلال، بزاز اور تیلی وغیرہ ہوتے تو آج وہ اہل علم کو صورت نہ دکھاتا مگر آپ کی غیرت کو کیا کہا جائے۔

نہ ہر کہ خونی و رہزن بپایہ منصور است　　بدین حضیض طبیعی ز واج دار چہ حظ
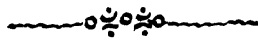
قل موتوا بغیظکم! اس ماہ مین حضور پرنور ہز اگزالٹڈ نظام دکن خلد اللہ ملکہٗ کا ورود مسعود لکھنؤ مین ہوا اہل لکھنؤ نے انکی عظمت اور احترام مین اپنی طاقت سے زیادہ حصہ لیا چونکہ آپ کا قصد صحیح اسلامی اداروں کا دیکھنا تھا اور آپ وعدہ فرماچکے تھے لہذا آپنے ایفائے وعدہ فرمایا اور مدرسۃ الواعظین اور شیعہ کالج وغیرہ مین تشریف فرما ہوئے۔ قبل اس کے کہ ورود مسعود ان اداروں مین ہو بقول لے

نیش عقرب نہ از پئے کین است　　مقتضائے طبیعتش این است

مدیر النجم نے ایک پمفلٹ دہلی کے ایک گمنام شخص کے نام سے شائع کیا، جسمین مدرسۃ الواعظین کی برائیاں، سہیل یمن کی شکایات اور اہل تشیع اور علمائے کرام پر مختلف نار وا حملے تھے، اس پمفلٹ کا مقصد صرف یہ تھا کہ حضور نظام ان اداروں کو مشرف نفرمائین، اور لطف یہ کہ سہیل یمن، کو جسکا کوئی لگاؤ کسیطرح کا مدرسۃ الواعظین سے نہین اسکو بھی مدرسہ کیطرف منسوب کرکے یا غرضکہ اپنی افسادی ریشہ دوانیوں مین مروان ابن حکم کیطرح کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اس امید مین کہ شاید صف جہلا بھی صف وظیفہ خواروں مین آجائے، آپ بھی سد تمنا لئے اور آغوش امید کھولے سامنے نظر آئے۔

سموم وادی حسا دبس جگر تابست　　گداز زہرہ خاک است ہر کجا آبست

مگران تمام کوششوں کے بعد جو سعی لاحاصل سے زیادہ نہ تھین حضور نظام خلد اللہ ملکہ نے اپنے مردم شناسی سے کام لیتے ہوئے ادارہ مدرسۃ الواعظین کو شرف بخشا اور دیرتک تشریف فرما رہے سُنتا ہون کہ آج

کے دن مدیر النجم کا چہرہ خاکستری تھا اور آپ کئی دن تک بستر مایوسی و حرمان پر عالم احتضار میں پڑے رہے، مریدون کا جمگھٹ آپ کی پرسش مزاج کیلئے سرہانے تھا اور آپ مجموعہ غم و غصہ تھے۔

وماھم بسکاری ولکن ..... الآیۃ۔

ہمدم کہ ز اقبال نوید اثرم داد　　　اندوہ نگاہِ غلط انداز ندانست

—— ٥ ٭ ٥ ٭ ٥ ——

م۔ ن کی خارجیت النجم کے اسی نمبر مین ایک ۵ صفحہ کا مضمون ہے جو کسی جاہل کے قلم کا ہے اور جسمین امیر المومنین علیہ السلام کی ذات بے ہمتا پر خارجیانہ اور ناصبیانہ حملے کئے گئے ہین جو ایک مسلم کے قلم سے نہین ہو سکتے۔ آخر مین صاحب مضمون کے نام کے بجائے "م۔ ن فاروقی" لکھا ہوا ہے۔ کون کہے کہ ایسے مخففات نہ لکھا کیجئے ورنہ کوئی طبّاع "م" کو حرف اول لفظ اور "ن" کو حرف آخر لفظ سمجھ کر مضمون نگار کو "ملعون" نہ سمجھ لے اور "م۔ ن" کے قلم سے" کے یہ معنی نہ ہون کہ "ایک ملعون کے قلم سے"

اس کا جواب انشاء اللہ آئندہ دیا جائیگا

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

—— ٭ ٥ ٭ ——

٥ (یادگار باقر العلوم اعلی اللہ مقامہ) ٥

وہ کون شیعہ ہے جو نمونہ اخلاق معصومین حجۃ الاسلام والمسلمین سید العلماء والمجتہدین مولانا سید محمد باقر اعلی اللہ مقامہ کے نام نامی سے واقف نہین ہے انکے انتقال کے بعد ہمارا کیا فرض تھا افسوس تغافل شعار قوم آج چار سال گذر گئے لیکن کوئی چھوٹی سی چھوٹی یادگار بھی قائم ہو سکی بنا بر علیہ جب علمی ماہوار رسالہ الباقر سلطان المدارس لکھنؤ سے مرحوم کی یادگار مین شایع ہو رہا ہے تاکہ امتداد زمانہ اس محسن کی یاد بھلا نہ سکے جبکہ تمام مجتہدین و واعظین و تمام اہل قلم کی شرکت سے اس رسالہ کی اشاعت ہوئی اس سے بہتر علمی مضامین کوئی رسالہ پیش نہین کر سکتا اب قبولیت اس کی قوم کے ہاتھ ہے، علمی مضامین کا ذوق ہے تو سالانہ چندہ سے منیجر سلطان المدارس کے نام روانہ کر کے جلد از جلد نمبر خریداری مین نام درج کرا لیجئے

عارف حسین باصد الافاضل مدرس سلطان المدارس لکھنو

علمائے اہلسنت یا جواب دین یا انصاف کرین

جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا نے فئے مدینہ اور فدک اور بقیہ خمس خیبر سے اپنی میراث خلیفہ اوّل سے مانگی۔ فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمہ منہا شیئاً فوجدت فاطمہ علی ابی بکر فی ذالک فہجرہ فلم تکلمہ حتیٰ توفیت وعاشت بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستۃ اشہر فلما توفیت دفنہا زوجہا علی لیلاً ولم یوذن بہا ابوبکر انتہیٰ بقدر حاجت (صحیح بخاری جلد ۳ چھاپہ مصر ۳۸ آخر باب غزوہ خیبر) ترجمہ!

فاطمہ نے جب اپنی میراث مانگی تو ابوبکر نے بالکل انکار کیا اور کچھ نہ دیا اس سے فاطمہ کو ایذا پہونچی اور آپ نے ابوبکر سے تا دم مرگ گفتگو نہ کی آپ نبی کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہین جب آپ کا انتقال ہوا تو امیرالمومنین نے آپکو راتمین دفن کیا اور ابوبکر کو شرکت کی اجازت نہین دی۔ قال رسول اللہ ص فاطمہ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی (صحیح بخاری جلد ۲ چھاپہ مصر کتاب مناقب قرابۃ رسول اللہ ص)۔ غیظ وغضب بغیر روحانی اذیت کے نہین ہو سکتا۔ اور ایذائے حضرت سرور عالم ص کے متعلق خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے والذین یوذون رسول اللہ لہم عذاب الیم۔ (سورہ توبہ آیت ۶۲) اس کے جوابمین مندرجہ ذیل نمبرونمین سے کسی نمبر کے مضمون کی صریح حدیث پیش کرنی چاہیے۔ حدیث کے سوا کسی کی ذاتی رائے یا تاویل وتوجیہ قبول نہین ہو سکتی۔

(۱) جناب فاطمہ علیہا السلام کا کوئی غصہ ایسا بھی ہو سکتا تھا جو حضرت سرور عالم کے غصہ کا سبب ہو ۲ جناب فاطمہ کا یہ غصہ جو خلیفہ اوّل پر تھا۔ ناجائز تھا۔ اسلئے حضرت سرور عالم کے غصہ کا سبب نہین ہو سکتا ۳ حضرت سرور عالم کبھی کسی مومن پر بے وجہ غصہ کرتے تھے۔ یا کر سکتے تھے ۴ حضرت سرور عالم کا غصہ اعتبار کے لائق نہین ہے، اور نہ کسی مومن کے حق مین دنیا و آخرت مین مضر ہے ۵ حضرت سرور عالم بغیر روحانی اذیت کے بھی کسی مومن پر غصہ کرتے تھے یا کر سکتے تھے ۶ خلیفہ اوّل من اغضبہا اغضبنی کے عموم سے باہر تھے۔ اور چونکہ حدیث فاقول اصحابی فیقال انہم لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم الخ (صحیح بخاری جلد ۲ چھاپہ مصر ۱۷۰ کتاب بدء الخلق باب واذکر فی الکتاب مریم) ایک جماعت صحابہ کے ارتداد کو بتا رہی ہے اور قبیصہ کی ذاتی رائے اس حدیث کی شرح مین مقبول نہین ہے کیونکہ اصحابی مین وہ بھی داخل تھے اگرچہ قبیصہ دہی صحابی ہین۔ اس لئے حدیثین ۷

۴۔ دہی قبول کیجاینگی جو ایسے صحابہ سے منقول ہون جو قرآن کے نزدیک اس حدیث ارتداد سے باہر ہین جیسے جناب سلمان جناب ابوذر جناب مقداد جناب عمار یاسر جناب عبداللہ بن جابر اسطرح مرتدون کی تعیین کیلئے بھی انہین لوگون کی حدیثین مقبول ہون گی۔ والسلام
سید حیدر رضا (رضوی)

دریاؤں کے ایک مانع ہے اور ایک آڑ ہے جو دونوں کو انکے حدوں سے متجاوز ہونیسے مانع ہے وہ مانع جناب رسالت ہیں آپ علی کو منع کر نیولے ہیں اس بات سے کہ وہ دنیا کے نہ ملنے پر محزون نہوں اور آپ فاطمہ کو علی کی مخاصمت سے منع کرنیوالے ہیں۔

فَبِاَیِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ

اے گروہ انس و جن تملوگ کس چیز (علی کی ولائت یا فاطمہ زہرا کی محبت سی نعمتوں سے) انکار کرتے ہو۔

یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ

ان دونوں دریاؤں سے لولو اور مرجان پیدا ہوتے ہیں لولو سے مقصود امام حسنؑ اور مرجان سے امام حسین علیہ السّلام ہیں۔

(۲۴)

دوسرا موقعہ جسمیں فاطمہ زہرا کا ذکر خدا نے فرمایا ہے وہ آیہ مباہلہ ہے۔

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاۗءَنَا وَاَبْنَاۗءَكُمْ وَنِسَاۗءَنَا وَنِسَاۗءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَي الْكٰذِبِيْنَ

باتفاق جمیع مفسّرین شیعہ و اکثر مفسرین مخالفین نساءنا سے مراد فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیھا ہیں جب نصاری نجران سے مباہلہ کیلئے جناب رسالتمآبؐ تشریف لیگئے تو اپنے ساتھ جناب سیدہ فاطمہ زہرا کو لیا اور جناب امیر المومنین اور امام حسن اور امام حسین کو لے لیا اور فرمایا تھا کہ جب میں دعا کروں تو تملوگ آمین کہنا۔ کیا عظمت و بزرگی بیان کیجاسکتی ہے اُس مخدرۂ عصمت کی جسکے لفظ آمین کہنے پر خاتم المرسلین کی استجابت دعا موقوف ہے۔

صفحہ ۹ تذکرہ سبط بن جوزی۔

ثم بعث رسول اللہ الی اھل المدینۃ و من حولھا فلم یبق بکر و لا ثیب الا و خرجت و خرج رسول اللہ و علی بین یدیہ و الحسن عن یمینہ و الحسین عن شمالہ و فاطمۃ خلفہ ثم قال ھلموا فھولاء

ابناءنا واشار الی الحسن والحسین وهذه نساءنا یعنی فاطمة وهذا

انفسنا یعنی نفسی واشار الی علی فلما رای یهود ذالک خافوا وجاءوا

الی بین یدیه وقالوا اقلنا اقالک الله فقال لنبی والذی نفسی

بیده لو خرجوا لاضطرم الوادی علیهم نارا

پھر جناب رسالتمآب نے شہر مدینہ اور اس کے گرد و نواح مین یوم مباہلہ کی اطلاع ہوا دی پس روز مباہلہ تمام زن و مرد نوجوان و مسن جوان و پیر سب کے سب اپنے گھرون سے نکلے اور جناب رسالتمآب اس شان سے نکلے کہ علی آپ کے آگے آگے تھے اور امام حسن داہنے جانب اور امام حسین بائین جانب تھے۔ اور جناب فاطمہ زہرا پس پشت ان لوگون کے تھین پھر رسالتمآب نے فرمایا کہ اے نصارائے نجران یہ میرے بیٹے ہین حسنین کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اور یہ میری عورتین ہین سیدہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اور یہ میرا نفس ہے علی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا جب نصاریٰ نے ان کو دیکھا بہت ڈرے اور حضرت رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ہم لوگون کو معاف فرمائین اور ہم لوگون کی تقصیر سے درگذر کرین خداوند عالم آپ سے درگذر کریگا ہم لوگ آپ سے مباہلہ کرنے کی طاقت نہین رکھتے رسول اللہ نے معاف کیا اور مباہلہ نہ واقع ہوا حضرت رسالتمآب نے فرمایا کہ اگر واقعا مباہلہ ہو جاتا تو خداوند عالم نصاریٰ نجران کیلئے تمام میدان اور وادی کو آگ سے بھر دیتا۔ (۲۵)

تیسرا موقع آیہ تطہیر ہے۔ انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا

باتفاق جملہ مفسرین آیہ تطہیر مین جناب سیدہ داخل ہین اور ازواج داخل نہین ہین اور کیون کر داخل ہوتین وہ بیبیان رسول کی جنکی مذمت سورہ تحریم کر رہی ہے اور جنھون نے رسالتمآب کو بڑی بڑی اذیتین پہونچائین اور تکلیفین دین۔

چوتھا موقع قول جناب باری تعالیٰ فاستجاب لهم ربهم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی۔ خدا نے ان کی دعا کو قبول کیا اور بیشک وہ کسی عمل کرنیوالے عمل کو

ضائع نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو خواہ عورت ہو۔

احادیث میں ہے کہ مراد وہ رجل ہے جسکو جبرئیل نے فتی کے لقب سے یاد کیا۔
لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار اور مراد انثی سے سیدہ نساء العالمین فاطمہ زہرا ہیں

پانچواں موقعہ سورۃ الیل۔

والیل اذا یغشی ۝ والنھار اذا تجلی ۝ وما خلق الذکر والانثی ۝ ان سعیکم لشتی ۝

رات کی قسم جب سورج کو چھپالے۔ دن کی قسم جب خوب روشن ہو جائے۔ اس ذات کی قسم جس نے ذکر و انثی کو پیدا کیا بیشک تمہاری کوشش طرح طرح کی ہے۔ احادیث میں مروی ہے کہ مراد ذکر سے علی بن ابیطالب و انثی سے جناب سیدہ ہیں۔

(۲۶) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ جب نازل ہوئی یہ آیت۔

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا

اے گروہ مومنین رسول اللہ کو اس طریق سے مت پکارا کرو جس طرح سے تم لوگ ایک دوسرے کو آپس میں پکارتے ہو تو جناب فاطمہ زہرا نے جناب رسالتمآب کو یا ابتہ کہکر خطاب کرنا چھوڑ دیا اور جب رسول اللہ کے پاس جاتی تھیں تو حضرت کو یا رسول اللہ سے خطاب فرماتیں رسالتمآب نے جب یہ کلمہ سیدہ کی زبان سے سُنا تو آپ نے انکی طرف سے منہ پھیر لیا ایک بار یا دوبار اور پھر سیدہ سے فرمایا اے بیٹی سیدہ یہ آیت تمہارے لئے اور تمہاری اولاد کیلئے نازل نہیں ہوئی اور نہ تمہاری نسل کیلئے نازل ہوئی ہے تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔ یہ آیت اُن لوگوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو اہل جفا و غلظت ہیں قبیلہ قریش سے جنکے دلوں میں کبر و نخوت متمکن ہے لیکن تیرا کلام یا ابتہ یہ میرے دل کا زندہ کرنیوالا اور مجھکو خوش رکھنے والا اور خدا کو راضی رکھنے والا ہے۔

خداوند عالم نے قرآن مجید میں کچھ عورتوں کے اوصاف بھی بیان فرمائے ہیں چنانچہ حضرت حوا زوجہ حضرت آدم کی توبہ کا ذکر فرمایا ہے قال ربنا ظلمنا آدم اور حوا نے کہا درگاہ باری میں کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے شوق حضرت آسیہ کا تذکرہ یوں فرمایا

ہے رب ابن لی عندک بیتا خداوند عالم میرے لئے ایک گھر اپنے یہاں بنا دے۔ مہمانداری حضرت سارا زوجۂ ابراہیم کا یون تذکرہ کرتا ہے وامراتہ قائمۃ حضرت سارا مہمانون کی خدمت کیلئے کھڑی رہتی تھین۔ عقل و ذکاوت بلقیس کا یون ذکر فرماتا ہے ان الملوک اذا دخلوا قریۃ الخ۔ بادشاہ لوگ جب کسی قریہ مین داخل ہوتے ہین تو خون ریزی اور فساد اُس ملک مین پیدا ہو جاتا ہے۔ حیا زوجہ موسیٰ کا ذکر یون فرماتا ہے فجاءتہ احدٰھما علی استحیاء پس موسیٰ کے پاس ایک بیٹی شعیب کی چادر حیا و غیرت اُوڑھے ہوئے آئین۔ احسان حضرت خدیجہ بنت خولید زوجہ حضرت رسول مقبول یون فرماتا ہے۔ و وجدک عائلا فاغنی تمکو تنگدست پاکر مین نے مال خدیجہ کے ذریعے سے غنی کردیا۔

نافرمانی عائشہ اور حفصہ کا تذکرہ اور اُن کو نصیحت یون کرتا ہے۔ یانساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن الخ۔ اے عائشہ و حفصہ تم امت کی معمولی عورتون سے نہین ہو اگر تقوی اختیار کرو وغیرہ وغیرہ۔ (۲۷)

عصمت جناب فاطمہ کا تذکرہ اس شاندار عنوان سے فرماتا ہے تدع ابناءنا و ابناءکم ونساءنا ونساءکم الخ ای نصاریٰ نجران آؤ ہم اپنے بیٹون کو بلائین تم اپنے بیٹون کو بلاؤ ہم اپنی عورتون کو بلائین تم اپنی عورتون کو بلاؤ۔ مراد نساءنا سے حضرت سیدہ صلواۃ اللہ علیہا ہین۔

دس چیزین دس عورتون کیلئے عطایائے الٰہی قرار پائی ہین۔ (۱) توبہ حوا کیلئے (۲) جمال سارہ کیلئے (۳) حفظ ابرو رحمتہ زوجہ ایوب کیلئے (۴) حرمت آسیہ زن فرعون کیلئے (۵) حکمت زلیخا زوجہ یوسف کیلئے (۶) عقل بلقیس زوجہ سلیمان کیلئے (۷) صبر برحانتہ مادر موسیٰ کیلئے (۸) صفوہ مریم مادر عیسیٰ کیلئے (۹) رضا خدیجہ زوجہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے (۱۰) علم فاطمہ زہرا زوجہ علی ابن ابیطالب کے لئے۔

سردار بکائین آٹھ گذرے ہین۔ (۱) آدم (۲) نوح (۳) یعقوب (۴) یوسف (۵) شعیب (۶) داؤد (۷) فاطمہ (۸) زین العابدین۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ جناب سیدہ

نسار العالمین فراق رسولخدا مین اسقدر روئین اسقدر روئین کہ آخر مین اہل مدینہ کو تکلیف ہونے لگی اور انہون نے شکایت کی اور عرض کی کہ اے دختر رسول یا ہون کو رویا کیجئے اور شب کو آرام کیجئے یا شب کو رویا کیجئے دن کو آرام کیجئے اس لئے کہ آپ کے رونیسے ہمارے امور دنیا مین خلل واقع ہوتا ہے جناب سیدہ نے اسکے بعد یہ طریقہ اختیار فرمالیا تھا کہ شہدائے راہ خدا کے مقبرون مین چلی جاتی تھین اور وہان بیٹھکر عالم غربت و تنہائی مین اپنے باپ کو رویا کرتی تھین۔

بہترین نسار العالمین چار عورتین گذری ہین ۔ مریم بنت عمران ۔ آسیہ بنت مزاحم خدیجہ بنت خویلد ۔ فاطمہ بنت محمد صلعم ۔ خدیجہ سے روایت کیگئی ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ ایک ملک میرے پاس آیا اور اُس نے مجھے بشارت دی اس امر کی کہ فاطمہ زہرا سردار ہین تمام نسار جنت کی اور نسار امت کی۔

(۲۸) بزل ہروی نے حسین بن روح سے سوال کیا کہ جناب رسالتمآب کی لڑکیان کتنی تھین اُنہون نے جواب دیا چار تھین ۔ سائل نے دریافت کیا کہ ان مین کون سب سے افضل ہے اُنہون نے فرمایا ۔ فاطمہ ۔ سائل نے کہا فاطمہ سب لڑکیون سے افضل کیون ہین حالانکہ آپ سن مین سب سے چھوٹی ہین ۔ اور رسالتمآب کی موجودگی کا زمانہ بہت کم آپ کو ملا تھا ۔ جواب مین فرمایا دو خصلتون کی وجہ سے فاطمہ افضل ہوگیین اپنی بہنون پر پہلی خصلت یہ تھی کہ رسالتمآب کے بعد وارث رسول بھی قرار پائین ۔ دوسری خصلت یہ تھی کہ رسول کی نسل انھین سے پھیلی ۔ اور اولاد رسول کی انھین سے پیدا ہوئین۔

جناب سیدہ کو خداوند کریم دوست رکھتا تھا اور آپکی قدر و منزلت فرماتا تھا اور دار قطنی مین روایت کیگئی ہے کہ ایک چور خدمت رسول اللہ مین پیش کیا گیا آپنے اُس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا چور نے عرض کی کہ مین تو قاطع ید سے اسلام مین سابق ہون اور آپ اسکو میرے ہاتھ کاٹنے کیلئے فرماتے ہین ففال لو کانت ابنتی فاطمہ رسالتمآب نے فرمایا کہ اگر تیری جگہ فاطمہ بھی ہوتین تو اُن کے ہاتھ بھی مین قطع کر دیتا ۔ یہ کلام رسول کا جب فاطمہ کو معلوم ہوا تو سخت

ملہ ۔ روایت صحیح چاہتی ہے، سیدہ عالم دنیا بھر کی عورتون سے افضل تھین ۔ یہ بات بھی ان عورتون مین شامل ہین ۔

رنجیدہ ہوئیں اور خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لئن اشرکت لیحبطن عملك لے رسول اگر تمنے شرک اختیار کیا تو تمام عمل تمہارے محبوط ہوجائیں گے رسالتمآب اس کلام سے رنجیدہ ہوئے اسوقت خدانے نازل فرمایا لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ اگر خداوند عالم کے علاوہ چند خدا عالم مین ہوتے تو زمین اور آسمان فاسد ہوجاتے یہ سنکر رسالتمآب کو سخت تعجب ہوا اور بہت ہی متفکر تھے کہ یہ آیتین کیون اور کس مصلحت سے اتر رہی ہین اوسوقت جبرئیل آئے اور خداوند عالم کا یہ پیام لائے تمہارے کلام سے فاطمہ کو رنج ہوا تھا اس لئے انکی تسلی کیلئے مین نے یہ آیتین نازل کی ہین۔

ایک عالم سے کسی نے سوال کیا سورۂ ہل اتی مین خدا نے اہلبیت محمد مصطفے کی مدح سرائی کی ہے اور انکے لئے جنتی ہونیکی بشارت دی ہے اور تمام نعمتونکا جنت کے تذکرہ کیا ہے لیکن حورعین کا تذکرہ نہین فرمایا ہے۔ عالم نے جواب مین فرمایا چونکہ ہل اتی کے موصوفین مین جناب فاطمہ بنت محمد مصطفے داخل ہین آپکے عظمت جلال کیلئے خدا نے حورعین کا ذکر نہ فرمایا اس لئے کہ عورتون کو عورتون کے ذکر سے رشک پیدا ہوا کرتا ہے مگر آپ ایسی نہ تھین یہ جواب ممکن ہے عالمانہ ہو مگر محققانہ نہین (سہیل)

(۲۹) ایک روایت جسکو اکثر محدثین نے نقل کیا ہے یہ ہے کہ جناب رسالتمآب اپنی بیٹی سیدہ سے فرمایا کرتے تھے ان اللہ یغضب بغضبك ویرضی لرضاك۔ خدا تیرے غضب پر غضبناک ہوتا ہے اور تیری رضا پر راضی ہوتا ہے۔

ابوہریرہ سے مروی ہے ایکدن رسالتمآب پانچ سجدے بلا رکوع کے بجالائے پس لوگون نے سبب دریافت کیا حضرت نے فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے اور عرض کی کہ خدا علی کو دوست رکھتا ہے پس مین نے ایک سجدہ شکر کیا۔ اسکے بعد انہون نے عرض کی کہ خدا حسن کو بھی دوست رکھتا ہے مین نے دوسرا سجدہ کیا پھر انہون نے عرض کی کہ خدا حسین کو بھی دوست رکھتا ہے مین نے تیسرا سجدہ کیا۔ پھر انہون نے عرض کی کہ خدا فاطمہ کو بھی دوست رکھتا ہے مین نے چوتھا سجدہ کیا۔ پھر انہون نے عرض کی کہ خدا ان کے دوستون کو بھی دوست رکھتا ہے مین نے پانچوان سجدہ کیا۔

بطریق عامہ ابوایوب انصاری سے مروی ہے اور ابوہریرہ سے روایت کیگئی ہے کہ جناب رسالتمآب

فرمایا کرتے تھے جب یوم قیامت آئیگا اسوقت ایک منادی ندا کریگا ایھا الناس غضوا ابصارکم
ونکسوا رؤسکم فان فاطمۃ بنت محمد تجوز علی الصراط اے اہل محشر اپنی آنکھین بند
کرلو سر جھکا لو اسلئے کہ فاطمہ بنت محمد صراط سے عبور فرما رہی ہین ابو ایوب کی روایت مین یہ بھی ہے
کہ فاطمہ کے ساتھ اسوقت ستر ہزار حور العین ہونگی جو آپ کے ہمراہ پل صراط سے برق خاطف کی طرح
گذر جائین گی۔

اہلبیت علیہم السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب فرماتے تھے کہ جب یوم قیامت آئیگا
تو میری بیٹی فاطمہ عرصۂ محشر مین ایک ناقہ پر نمودار ہوگی اور وہ ناقہ ناقہائے جنت سے ہوگا۔ اُسکی
جبین آراستہ ہوگی۔ اسکی مہار سفید موتی کی ہوگی اُس کے اعضا و جوارح زمرد سبز کے ہون گے
دم اسکی مشک اذفر کی ہوگی آنکھین اُسکی دو یاقوت سرخ کی ہون گی۔ اس ناقہ پر ایک نور کی عماری (۳۰)
ہوگی یری ظاہرہا من باطنہا وباطنہا من ظاہرہا داخلہا عفو اللہ وخارجہا رحمۃ اللہ
علی راسہا تاج من نور للتاج سبعون رکنا مرصع بالدر والیاقوت یضئی کالکواکب الدری
فی افق السماء اُس عماری کی یہ شان ہوگی کہ ظاہر اُسکا باطن سے اسکے نمایان ہوگا اور باطن اسکا
ظاہر سے عیان ہوگا اس کے اندر خدا کا عفو ہوگا اور باہر خدا کی رحمت ہوگی فاطمہ کے سر پر اسوقت
ایک تاج ہوگا اور تاج مین ستر رکن ہون گے ہر رکن یاقوت اور موتی سے آراستہ ہوگا اور چمکتا ہوگا
جیسے روشن تارے افق آسمان پر چمکتے ہین عن یمینہا سبعون الف ملک وعن شمالہا سبعون
الف وجبرئیل اخذ بخطام الناقۃ ینادی باعلی صوتہ غضوا ابصارکم حتی تجوز فاطمۃ
اس ناقہ کے داہنے جانب ستر ہزار فرشتہ ہون گے اور بائین جانب ستر ہزار فرشتہ ہون گے اور
اس ناقہ کی مہار جبرئیل امین کے ہاتھون مین ہوگی اور وہ ندا کرتے جائین گے کہ اے اہل محشر اپنی
آنکھین بند کرلو تاکہ فاطمہ بنت محمد پل صراط سے گذر جائین۔

فتسیر حتی تحاذی عرش ربہا وتزج نفسہا عن ناقتہا وتقول الٰہی وسیدی
احکم بینی وبین من ظلمنی احکم بینی وبین من قتل ولدی

فإذا انداء من قبل الله تعالی یا حبیبتی وابنة حبیبتی سلینی تعطی
اسئلینی فیستشفعی فوعزتی وجلالی لا جازنی ظلم ظالم فتقول الٰهی وسیدی
ذریتی وشیعتی وشیعتہ ذریتی ومحبی ذریتی فإذا النداء من قبل الله
این ذریتها فاطمۃ وشیعتها ومحبها ومحبو ذریتها فیقبلون وقد احاط بهم
ملائکۃ الرحمۃ فتقدمهم فاطمۃ حتی تدخلهم الجنۃ

اسوقت آپکو راستہ لیجائے گا اور آپ عرش پروردگار تک پہونچ جائینگے اسوقت جناب سیدہ اپنے تئین ناقہ سے گرا دینگی اور فریاد کرنے لگین گی اور عرض کرین گی اے میرے پروردگار اور میرے سردار توہی حکم کرنیوالا ہے میرے اور میرے ظالمون کے درمیان ۔ توہی حکم کرنیوالا ہے میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے درمیان اُسوقت ندا آئے گی جانب رب العزت سے ای میری حبیبہ اور اے میرے حبیب کی بیٹی سوال کر تجھکو عطا کرونگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کرونگا بس مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ مجھ پر کسی ظالم کا ظلم پوشیدہ نہین ۔

اسوقت جناب سیدہ عرض کرینگی اے میرے پروردگار میری ذریت کو اور میرے شیعون کو میری ذریت کے دوستدارونکو اور میری ذریت سے محبت کرنیوالون کو بخشدے اُسوقت خدا کیطرف سے ندا آئیگی کہان ہین فاطمہ کی اولادین اور انکے شیعہ اور انکے دوستدار اور انکی ذریت کے دوستدار اُسوقت وہ لوگ عرض کرینگے ایسی حالت مین کہ ملائکہ انکو گھیرے ہوے ہون گے کہ ہملوگ حاضر ہین پس فاطمہ زہرا کے ساتھ سب کے سب داخل جنت ہون گے ۔

ایک روایت مین یون ہے کہ یوم حشر فاطمہ زہرا نور کے حُلّے پہنکے عرصۂ محشر مین آئینگی اور ہاتھ مین اُن معصومہ کے حسین مظلوم کی قمیص ہوگی جسین خون ناحق امام مظلوم کا بھرا ہوگا اور قائمۂ عرش کو ہاتھون سے تھام کے فریاد کرینگی اور درگاہ باری مین عرض کرینگی خدایا حکم کر میرے اور حسین کے قاتل کے درمیان اُسوقت خدا فاطمہ کے حق کو دلوائے گا ۔

---

۵۱ عامہ کے یہان بھی اس روایت کا پتہ چلتا ہے ۔ ابن ابی الحدید نے بھی اسکو نقل کیا ہے ۔ سہیل

(۴۱) عورت سینے پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھے۔ یہی حکم ہے اسمین یہ فلاسفی ہے کہ ستر عورت ہے یا پردہ رہے سینہ پر مردون کی نظر نہ پڑے۔

(۴۲) فرمایا امام جعفر نے حیض والی عورت سجدہ تلاوت ادا کرے (فروع جلد اوّل صفحہ ۱۸۶)

جواب شارع اجازت دے تو حرج کیا ہے مذہب حنفی مین ہے کہ حیض ونفاس کی حالت مین دعا کی نیت سے الحمد پڑھے تو جائز ہے (بہشتی زیور حصہ ۲ ص ۱۳)

(۴۳) فرمایا امام جعفر نے نماز مین ہاتھ اٹھانا چھوڑ دو مگر ایک دفعہ وقت شروع نماز یعنی بوقت تکبیر تحریمہ (روضہ کافی ص ۳)۔

جواب صابر۔ راوی حدیث محمد بن سنان ضعیف اور غیر معتبر ہے۔ علاوہ برین ملائے ماڑوی نے اس حدیث کو حسب عادت پورا نہ لکھا اور خیانت کی مابعد کا ٹکڑا چھوڑ دیا ورنہ جواب تردید اس کی اسمین موجود ہے اپنے جہال مریدون ومقلدون کو خوش کیا کاٹ کی ہنڈیا ایکدفعہ بھی نہین چڑھتی۔

قال عو رفع ايديكم في الصلوة الامرة واحدة حين تفتتح الصلوة

قال الناس قد شهرون وكم بذلك والله المستعان والاحول ولا قوة الا بالله

روضہ کافی ص ۳۔ زمانہ امام جعفر صادق علیہ السلام مین مذہب حنفی کا رواج تھا۔ ابو منصور عباسی مذہب مذہب امامیہ کا سخت دشمن تھا جس شیعہ کو نماز پڑھتے دیکھتے فوراً گرفتار کر لیتے اور مار پیٹ کے علاوہ قید کرتے یا قتل کرتے تو جناب صادق علیہ السلام نے انکو علانیہ تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنیسے منع فرمایا تاکہ وہ لوگ مشہور نہ ہون اور پہچانے نہ جائین قید وقتل سے بچ جائین اب بھی جس مسجد مین مسلمان شیعون کو نماز نہ پڑھنے دین یا اُن سے تکرار وفساد کرین اور بے عزتی ہو تو رفع الیدین کرنا چاہیے۔ شورکوٹ رود ملتان پر مسجد مین سوائے حنفیون کے باقی فرقے کے مسلمان کو احناف نماز نہین پڑھنے دیتے دروازہ مسجد پر ممانعت لکھی ہے اللہ تو مسلمانون کو ہدایت دے کہ وہ نماز پر نہ لڑا کرین ومن اظلم ممن منع مساجد الله الایۃ حاشیہ حمائل مترجم مولوی نذیر احمد دہلوی کا ملاحظہ کرین۔

(۴۴) مذہب شیعہ میں سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا نماز میں منع ہے۔ ورنہ اور ادعیہ کے کے بعد منع نہیں ہے۔ لہذا امین نہ کہنے کا اعتراض مندفع ہے اور یہ بھی ایجاد بندہ ہے جسکی کوئی دلیل نہیں

۴۵ شراب کپڑے پر لگے

قال ابو عبد اللہ لا باس ان یصلی فی ثوب اصابہ خمر انما حرم شربها (فروع جلد اول ص۲۴۰)

فرمایا امام جعفر علیہ السلام نے کہ کوئی ڈر نہیں کہ نماز پڑھی جائے اس کپڑے میں جسمیں شراب لگی ہوئی ہو صرف شراب کا پینا حرام ہے یعنی پلید نہیں (رسالہ ص۱۹)

جواب صابر کاش کہ ملاء ساڑوی دیانت وصداقت وایمانداری سے کام لیتا اور اپنے مریدوں کو حق بات سناتا۔ حق کو نہ چھپاتا حسب معمول اس پیری وضعف العمری میں مولویصاحب نے اللہ کے برگزیدہ مقدس ہستیوں پر تہمت باندھی اور ٹکڑا حدیث کا ہضم کرلیا کاش کہ میدان مناظرہ ہوتا اور ہم پبلک کے سامنے اس حدیث کو دکھا کر انصاف چاہتے۔

ترجمہ۔ حدیث کافی کتاب الصلوٰۃ ص۲۴۰

"علی بن مہزیار نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن محمد کا خط بخدمت جناب ابو الحسن امام رضاؑ پڑھا جسمیں لکھا تھا کہ آپ پر قربان ہوں زرارہ ابی جعفر اور ابی عبد اللہ علیہ السلام سے شراب کے کپڑے کے بابت پوچھتا ہے۔ فرمایا کوئی ڈر نہیں کہ اسمیں نماز پڑھی جائے۔ شراب کا پینا حرام ہے اور زرارہ کے سوا دوسرا راوی امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ جبوقت تمہارے کپڑے کو شراب یا نبیذ (یعنی مسکر لگ جائے اس کو دھو ڈالو اگر تم اس جگہ کو جانتے ہو اگر جگہ معلوم نہیں تو تمام کپڑے کو دھو ڈالو اور اگر شرابی کپڑے میں نماز پڑھی جائے تو پھر نماز پڑھو۔

آپ فرمادیں کہ میں کس فرمان پر عمل کروں تھی یعنی دوسری روایت پر عمل کر کر کپڑے کو دھونا چاہیے اور نماز کا اعادہ کرنا چاہیے۔ حدیث کافی فروع کتاب الصلوٰۃ ص۲۳۹۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جب تمہارے کپڑے پر شراب یا نبیذ مسکر لگ جائے تو اگر تجھ کو شراب کی جگہ معلوم ہو تو اس جگہ کو دھو ڈال اگر معلوم نہیں تو تمام کپڑا دھو ڈال اگر شراب سے ملوث کپڑے

مین نماز پڑھ لی جائے تو نماز کو پھر پڑھو۔ یہ ہے پاک مذہب شیعہ اور اس کا حکم۔ کاشکہ مولوی صاحب کی آنکھ سُرمہ سے روشن ہوتی۔

مذہب حنفی مین ہے فاسقوں کے کپڑے جو شراب سے پرہیز نہین کرتے نجس نہین ہوتے۔ اصح یہ ہے ان مین مکروہ بھی نہین۔ ہدایہ جلد اول ۲۴۷ مترجم از حقیقت الفقہ ۱۲۵ نمبر ۲۴۶۔

نوٹ۔ مولوی صاحب وراس کے مقلدین سنتے ہو مذہب شیعہ اور مذہب سُنی کے مسائل کا مقابلہ کرلو۔

(۴۶) قالوا عبد اللہ الصلوٰۃ فی روث ماکول اللحم جائز (فروع جلد اول ۲۲۵) فرمایا حضرت ابو عبداللہ نے کہ ان جانورن کے گوبر اور سرگین مین نماز جائز ہے جو کھائے جاتے ہین۔

جواب صابر: ان الفاظ سے اس صفحہ پر کوئی حدیث نہین۔ مولوی صاحب نے خود حدیث گڑھی ہے اور تحریف لفظی کی ہے۔

(الف) مذہب حنفی مین ہے۔ صحیح بخاری مین ہے کہ جناب رسول کرم صلعم نے مسجد بننے سے پہلے بکریون کے تھانون مین نماز پڑھی (صحیح بخاری مترجم مطبع احمدی لاہور کتاب الوضو) پارہ اول ۹۲ بکریون کے تھانون مین نماز پڑھنے کا سرور عالم نے حکم دیا ہے دیکھو صحیح ترمذی مشکوۃ ۶۳ باب المساجد

(ب) حضرت ابو موسیٰ اشعری نے دار البرید مین جہان گوبر تھا نماز پڑھی۔ حالانکہ صاف و ستھرا جنگل اُنکے نزدیک تھا انہون نے کہا یہ اور وہ دونون برابر ہین۔ بخاری مترجم کتاب الوضو باب البول الابل والدواب الغنم پارہ اول ۹۱

(ج) بول و گوبر ماکول اللحم حیوانات کے پاک ہین (میزان شعرانی جلد اول ۱۰۲) امام مالک واحمد کے نزدیک۔

(۴۷) فرمایا امام جعفر علیہ السلام نے کہ سجدہ سہو سلام کے بعد ادا کیا جائے (فروع جلد اول ۲۱)

جواب صابر۔ مذہب حنفی مین ہے سجدہ سہو دونون طرف سلام پھیرنے کے بعد کرے (درمختار جلد اول ۳۲۶ ہدایہ جلد اول ۱۸۸ - شرح وقایہ ۱۳۹ مترجم از حقیقت الفقہ حصہ دوم ۱۴۹ نمبر ۳۵۵

عـــ ۵ ابراہیم نے مذہب کی حالت ملاحظہ کیجئے کہ مولوی وحید الزمان سُنی مترجم صحاح ستہ اپنی کتاب نزل الابرار من فقہ النبی المختار جلد ۳ مین لکھتے ہین کہ شراب نجس نہین ہان حرام ضرور ہے یون ہی تمام مسکرات کا حال ہے اور جو انکی نجاست کا قائل ہو اُس پر دلیل لانا فرض ہے"

الباب العاشر فی الاذان

علی ولی اللہ کا ثبوت

(۴۸) اس کا ہمکو اعتراف ہے کہ من لایحضرہ الفقیہ باب الاذان کی طریقہ اذان صحیح اور اصل ہے۔ باقی رہا اذان شیعہ مین اشہد ان امیرالمومنین علی ولی اللہ کا کہنا سو یہ کار ثواب تبرکاً و استحباباً ہے۔ اسکی ممانعت شرعی نہین۔ ہمارے نزدیک شہادت حسنہ و ایمان ہی جزو قرآن نہین اور جو من لایحضرہ الفقیہ مین ممانعت ہے وہ از جانب مصنف ہے نہ لفظ الحدیث ہے غور سے ملاحظہ کرین۔ وہ بھی یہ کہ لیس ذلک فی اصل الاذان اصل اذان مین نہین اور جزو اصلی نہ سمجھا جائے نہ کہ استحباباً ممنوع ہی اور موقعہ پر مصنف نے لعن اس سبب سے کیا ہے کہ انہون نے ائمہ پر افترا کر کے اس بارہ مین احادیث وضع کی ہین اور نبی صلعم و امام پر افترا کی سزا یہی ہے۔

قرآن شریف مین جناب امیرالمومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کو آیت مباہلہ۔ آیت تطہیر۔ آیت صلوٰۃ آیت ولایت مین معیت تامہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہی۔ ساق عرش معلے باب الجنۃ۔ لواء الحمد پر بقول سُنی جناب امیر علیہ السلام کا نام نامی لکھا ہوا ہے۔ اور تمام احادیث شیعہ و سُنی مین جناب امیر علیہ السلام کی معیت و فضائل و مراتب ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی کا ذکر ہے۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام ایک ہی نور سے پیدا ہوے اور اصلاب طاہرہ مین ہوتی ہوئی دنیائے جہان مین تشریف لائے پیدائش سے لیکر آخر دم تک جناب امیرؑ معیت سرور عالم صلعم رہے تمام غزوات و جہاد فی سبیل اللہ مین حاضر رہے۔ جہان ذکر رسول صلعم ہوتا رہا وہان ذکر جناب علی المرتضیٰ بھی ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت ولایت مین آپ کو مومنین کا ولی کر دیا۔

(الف) پڑھو۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ولایت اور جناب سرور عالم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی ولایت کے بعد جناب علی المرتضیٰ علیہ السّلام کا ذکر فرمایا۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے احادیث شریفہ میں اپنے ساتھ جناب امیرؑ کا ذکر خیر کیا ہے۔

(ب) حدیث شریف مَنْ کنت مولاہ فعلی مولاہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے (مشکوٰۃ باب مناقب علی)

(ج) من کنت ولیہ فعلی ولیہ (کنز العمال سُنی جلد ۶ ص۱۵۴) جس کا میں ولی ہوں اُس کا علی بھی ولی ہے۔

(د) علی مِنّی وَانا منہ وھو ولیّ کل مومن۔ رواہ الطبرانی وابونعیم کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۴ علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں۔ اور وہ ہر مومن کا ولی ہے۔

(ھ) حدیث شریف علی ولیّ کلّ مومن بعدی (کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۴) علی ہر ایک مومن کا میرے بعد ولی ہے۔

(و) حدیث شریف انہ منّی وَانا منہ وَھو ولیکم بعدی (کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۴) وہ مجھ سے اور میں اس سے وہ تمہارا سردار میرے بعد ہے۔

(ز) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لمّا اسری بی الی السّماء دخلت الجنۃ ورأیت فی ساق العرش الایمن مکتوب لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ ایدتہ بعلی ونصرتہ بعلی۔ (کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۸) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھکو سیر آسمان کیواسطے لیگئے تو میں بہشت میں داخل ہوا اور میں نے عرش کے داہنی طرف لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ اسکی مدد و نصرت علی سے کیگئی ہے۔

(ح) مکتوب فی باب الجنۃ قبل ان یخلق السّمٰوات والارض بالفی سنۃ لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ ایدتہ بعلی (کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۸)

(ط) مکتوب علی باب الجنّۃ لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ علیاً اخو رسول اللہ قبل ان یخلق السّمٰوات والارض بالفی عام (کنز العمال ص۱۵۹) ترجمہ دروازہ جنت پر

کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیاً اخو رسول اللہ ۔ زمین اور آسمان کی پیدائش سے ہزار سال پہلے لکھا ہوا ہے ۔ کذا فی نسیم الرّیاض شرح شفا قاضی عیاض جلد دوم ص ۲۴۵ ۔ کہ اسکو سوائے نفوس قدسیہ کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا ۔

(ی) کتاب شیعہ احتجاج طبرسی ص ۸۳ پر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جسوقت عرش کو پیدا کیا تو اُس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین لکھا اسیطرح کرسی ۔ لوح محفوظ ۔ زمین کے طبقات ۔ چاند و سورج اور حضرت امین وحی جبرئیل علیہ السلام کے پرون پر لکھا ہے ۔ اُس کے آخر مین جناب امام علیہ السلام نے فرمایا فاذا قال احدکم لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ فلیقل علیؑ امیر المومنین جب تم مین سے کوئی کلمہ شہادت و توحید پڑھے چاہیٔے وہ کہے علیؑ امیر المومنین پس ان احادیث سُنی و شیعہ سے ثابت ہوا کہ کلمہ شریف کیساتھ شہادت و ولایت و امارت جناب امیر المومنین علی المرتضی علیہ السّلام مستحب ضروری و لازمی ہی اگرچہ اصل اذان کے کلمات مین اسکو نقل نہین کیا گیا مگر بہ تطبیق احادیث شیعہ و سُنی اسکا پڑھنا کم از کم مستحب ضروری ہی کیونکہ فلیقل امر کا صیغہ ہے تو مومن کیلئے جب شرط شہادت توحید و رسالت موجود ہوگی تو یہ جزا بھی موجود ہوگی ۔

عراق عرب ۔ حجاز ۔ ملک شام ۔ و بیت المقدس ۔ مصر اور اسلامی ممالک مین موذن اذان مین اشہدان محمد رسول اللہ کیساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کہدیتا ہے ۔ حالانکہ یہ درود جزو اذان نہین مگر تبرکاً و استحباباً جائز ہے ۔ یو ہین کلمہ علی ولی اللہ کا کہنا کار ثواب جائز ہے اسمین کوئی عیب نہین

(ک) محدث مولوی وحید الزمان صاحب مترجم صحاح ستہ اپنے ترجمہ صحیح بخاری احمدی پریس لاہور پ ۱۶ حاشیہ ص ۱ کتاب لمغازی پر تحریر فرما گئے ہین " سبحان اللہ حضرت علی کی شجاعت و بہادری کا کیا کہنا ۔ ولید کو اسطرح مارا ۔ پھر جنگ خندق مین عمر بن عبدود بڑے پہلوان کو قتل کیا جنگ خیبر مین مرحب کو جو یہودیون کا بڑا نامور سپاہی تھا جنگ صفین مین معاویہ کے غلام حبشی کو جس نے حضرت علیؑ کے غلام کو مارا تھا خود جا کر قتل کیا غرض حضرت علی شجاعت یگانہ اور قوت دستانہ مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے

اس کے ساتھ زہد و تقویٰ اور علم باطن مین تمام اولیاء اللہ کے سردار تھے اس لئے آپ کو شاہ ولایت کہتے ہین ایک رافضی اذان مین کہنے لگا اشھد ان علیاً ولی اللہ بعض لوگون نے اس پر فساد کرنا چاہا مین نے یہ کہا تم اس کلمہ پر کیون ناراض ہوتے ہو مین تو اس سے بڑھکر کہتا ہون اشھد ان علیاً امام الاولیاء ۔ ہر چند یہ کلمہ اذان مین آنحضرت سے ماثور نہین اسوجہ سے بدعت ہوگا ۔ لیکن فی نفسہ اس کا مضمون صحیح ہے کہ جب کوئی کہے اَشھد اَنّ علیاً ولیّ اللّٰہِ تو ہم کہینگے صدقت و بررت بل ھو امام الاولیاء وقدوۃ الاصفیاء وامیر المومنین ویعسوب الصّالحین رضی اللہ عنہ انتھی کلامہ ۔ مولوی صاحب غور کرو !!

(ل) **حدیث شیعہ** مین ہے کہ ایک ملچی شخص نے توحید باری تعٰ کی جناب امام رضاؑ کی زبانی سُنکر یہ کلمہ شہادت پڑھا اور امام علیہ السّلام نے سُنا ۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہٗ وان محمّداً رسول اللّٰہ و انّ علیاً وصیّ رسول اللّٰہ (اصُول کافی ص۲۴۹)

(م) حدیث شیعہ ۔ اصول کافی ص۲۷۹ کتاب الحجۃ سطر ۱۲ پر ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ۔

اَنا اوّل ھلبیت نوہ اللّٰہ باسمائنا انّہ لمّا خلق السّمٰوات والارض امر منادیاً فنادی اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ ثلاثاً ۔ اشھد انّ محمّد الرسول اللّٰہ ثلاثاً اشھد انّ علیاً امیر المومنین حقاً ثلاثاً ۔ ترجمہ ! ہم اول اہلبیت ہین کہ اللہ نے جب زمین و آسمان پیدا کئے تو منادی کو ندا دی کہ وہ ہمارے ناموں سے ندا کرے اُس نے تین بار اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اور تین بار اشھد ان محمد الرسول اللہ اور تین بار اشھد ان علیاً امیر المومنین حقاً کہا

(ن) **حدیث ولایت سُنّی** ۔ حضرت عبد اللہ بن سلام سے روایت ہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین عرض کی یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو

لواء الحمد کی تعریف اور اسکی کیفیت سے آگاہ فرمایئے۔ فرمایا اس کا طول ہزار برس کی راہ کے برابر ہوگا اور اس کا ستون سرخ یاقوت کا اور اسکا قبضہ سفید موتی کا اور اسکا پھریرا سبز زمرد کا ہوگا اسکے تین گیسو ہونگے ایک گیسو مشرق مین ہوگا اور دوسرا مغرب مین اور تیسرا اوسط دنیا مین لٹکے اوپر تین سطرین لکھی ہونگی پہلی سطر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم دوسری سطر الحمد للہ رب العالمین تیسری سطر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ ہوگی ہر سطر کا طول ہزارون کے راہ کے برابر ہوگا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے سچ فرمایا اب فرمایئے اس علم کو کون اٹھائیگا فرمایا اسکو وہ اٹھائیگا جو دنیا مین میرا علم اٹھاتا ہے یعنی جناب علی ابن ابیطالب علیہما السلام جس کا نام اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کی پیدائش کے پہلے لکھا ہے۔ مین نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپنے سچ فرمایا اب یہ فرمایئے کہ آپکے اس علم کے سایہ مین کون لوگ ہین فرمایا مومنین اولیاء اللہ خدا اور رسول اور جناب علی کے پیرکار مددگار پس اونکا حال اچھا ہے اور جو علی کے باب مین مجھکو جھٹلائے اسکو عذاب ہے۔ مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی شافعی مودت ششم نمبر ۲۳ تذکرہ خواص الامۃ ص ۱۳۰ السبط ابن جوزی و ثبوت خلافت حصہ اول ص ۲۱۹۔

الباب الحادی عشر فی حالات الائمۃ

الکرام والصحابۃ العظام

(۴۹) قال الاحول لزید بن علی بن الحسین انتم افضل ام الانبیاء فقال بل الانبیاء اصول کافی ص ۱۰۵۔ احول نے جناب زید سے پوچھا کہ آپلوگ افضل ہین یا انبیا فرمایا انبیا۔

جواب صابر ۔ اصول کافی ص ۱۰۵ پر یہ عبارت نہین ہے بیشک حضرت زید شہید انبیاء علیہم السلام سے افضل نہین۔ آئمہ کا حال سچ اپسے معلوم نہین ہو سکتا۔

(۵۰) فرمایا امام جعفر صادق ع نے اگر بالفرض روئے زمین پر صرف دو انسان باقی

بچ جائیں تو ان میں ایک امام ہوگا۔ اصول ص۱۱۵۔

جواب صابر۔ اسکا جواب ص۱۱۶ پر موجود ہے لو لم یبق فی الارض الا رجلان لکان احدھما الحجۃ اگر روئے زمین پر صرف دو انسان باقی رہ جائیں تو ان میں سے ایک حجت یعنی امام مہدی آخر الزمان ہوگا اور یہی حدیث اہلسنت کی حدیث مہدی سے مطابق ہے۔

(۵۱) قال عمار سئلت اباعبد اللہ من الامام یعلم الغیب فقال لا۔ اصول کافی ص۱۵۸ ترجمہ! عمار کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ امام غیب جانتا ہے آپ نے فرمایا نہیں۔

جواب صابر۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو ہدایت دے کہ وہ سترہ بالجبر نہ کیا کریں مابعد کا حصہ حدیث دیدہ دانستہ چھوڑ دیا افسوس ہے؟ پوری حدیث سطرح ہے۔

عن عمار الساباطی قال سالت اباعبد اللہ علیہ السلام من الامام یعلم الغیب فقال لا ولکن اذا اراد ان یعلم الشیء اعلمہ اللہ ذالک (اصول کافی ص۱۵۸)

ترجمہ! عمار ساباطی سے روایت ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ امام غیب کا علم جانتا ہے۔ فرمایا نہیں اور لیکن جسوقت کسی چیز کے علم کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو علم دیتا ہے۔ اور علم غیب ہو جاتا ہے۔

قولہ ہو تعالیٰ فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول والی آیت کو غور سے ملاحظہ کریں ہمارا مدعا ثابت ہو جائیگا۔ وہ حدیث لونڈی غائب ہونیکی مرآۃ العقول جلد اول ص۱۸۶ میں ہے کہ مجہول ہے۔ اور ملائے سنت نے قبل و مابعد اس حدیث کا حسب عادت مستمرہ کے چھوڑ دیا ہے۔ ورنہ جواب ویسے بھی ظاہر ہو جاتا۔ دوسری حدیث جو مذکور ہے اس سے بھی جواب نکلتا ہے یعنی امام جس بات کو معلوم کرنا چاہیں خدا انکو آگاہ کر دیتا ہے۔ مگر کوئی امر کچھ وقت کسی مصلحت کیلئے مخفی رکھا جائے تو انمیں کوئی قباحت نہیں لونڈی والی حدیث میں ہے امام علیہ السلام غضبناک باہر تشریف لائے اور تمام مجلس

مین اس جماعت کو زجر و توبیخ فرمائی جس نے امام کو مثل رب غلام الغیوب سمجھا اور ایسے غالیون کی تردید فرمائی تاکہ لوگون کا اعتقاد فاسد دور ہو۔ اسی مصلحت و تردید عقاد فاسد کیلئے اگرچند منٹ کیلئے علم جاریہ مخفی رکھا گیا ہو تو نہایت مفید ثابت ہوا ہوگا۔ اسی حدیث مین اس قصّہ کے بعد اپنی خاص صحابی سے خاص مجلس مین فرمایا آصف بن برخیا کو علم بعض کتاب کا حاصل تھا تو اسنے تخت بلقیس طرفۃ العین مین لادیا اور ہم کل کتاب کے عالم ہین ہمارے علم کی کیا حد ہوسکتی ہے۔ معلوم ہوا یہ کلام لونڈی کے بارے مین محض غالی لوگون کے اصلاح اعتقاد کیلئے فرمایا۔

(۵۲) قتل کیا امام حسین علیہ السلام کو عبیداللہ پسر زیاد نے لعنت کرے اسکو اللہ جبکہ یزید پسر معاویہ خلیفہ تھا لعنت کرے اُس کو اللہ اس روایت سے ثابت ہوا قدماء شیعہ یزید پر خلیفہ کا لفظ بولتے تھے اور اسکی سلطنت کو خلافت کہتے تھے۔ الخ ص۲۲ ۔

جواب صابر ۔ یزید پلید ملعون خلیفہ کہلاتا تھا اور اس زمانہ کے مسلمان اسکو خلیفۃ المسلمین کہتے تھے جیسا کہ منافقین مسلمان کہلاتے تھے۔ لفظ خلافت دو جگہون پر مستعمل ہے خلافت راشدہ خلافت غصبیہ اسیطرح خلفاء الراشدین اور خلفاء الغاصبین خلیفہ کا لفظ عادل و منصف جائز و حقدار پر بولا جاتا ہے اور یہی لفظ ظالم ۔ جابر ۔ غاصب خلیفہ پر بھی عائد ہوسکتا ہے ۔ جیسے اصحاب الجنۃ و اصحاب النار امام ہدایت ۔ امام ضلالت ۔ ہم یزید پلید کو ملعون و ظالم و جابر و فاسق خلیفہ مانتے ہین۔ دیکھو تاریخ الخلفا سیوطی ص۱۷۰ الولید بن یزید الخلیفۃ الفاسق ۔

(۵۳) جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو قوم یزید نے یہ ارادہ کیا کہ لاش مقدس کو گھوڑون سے پامال کرین پس ناگاہ ایک شیر آگیا اُس نے اپنے دونون ہاتھ بدن مبارک شہید کربلا پر رکھدئیے۔ قوم دشمن شیر کو دیکھکر واپس ہوگئی ۔ اصول کافی ص۲۹۶ ۔

جواب صابر ۔ اس پر کونسا اعتراض ہے یہ شان امام مظلوم علیہ السلام ہے کہ لاش مبارک محفوظ رہی ۔ اللھم صل علی محمد وآل محمد وبارک وسلم ۔

۵۴ قَالَ اللهُ تَعَالیٰ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ | ترجمہ! جو لوگ نبی کیساتھ ایمان لائے ہین (مہاجرین انصار۔ اہلبیت وغیرہ وغیرہ) آپس مین سُلوک رکھنے والے ہین۔

جوابِ صابر۔ یہ آیت وافی ہدایہ تمام مہاجرین وانصار کیواسطے نہین۔ کیونکہ تاریخی واقعات بعد وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صاف ثابت کرتے ہین کہ مہاجرین وانصار نے اہلبیت رسالت سے نہایت ہی بدسلوکی کی اور آپس مین عناد وبغض رکھا۔ سب سے اول سرورِ عالم کا جنازہ نہین پڑھا گیا خاص کر حضرات اصحاب ثلاثہ محروم رہے۔ جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کو خلافتِ ظاہری سے محروم رکھا۔ فدک خمس سادات چھینا گیا۔ جناب سیدہ معصومہ صلواۃ اللہ کے مکانِ جنت نشان کو آگ لگانے کی دہمکی دیگئی اور بیعت کے واسطے جبر کیا گیا۔ قتل کے منصوبے باندھے۔ حضرت عمار بن یاسرؓ وحضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو حضرت عثمان نے پٹوایا۔ ابوذر غفاریؓ جلاوطن کئے گئے۔ قرآن شریف جلایا گیا۔ صحابہ کبار ایک دوسرے کو سب وشتم کرتے رہے ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص نے ایک دوسرے کو کلب وحمار کہا۔ عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عثمان کا بائیکاٹ رہا۔ سعد بن ابی وقاص نے حضرت عمار یاسر سے ترکِ ملاقات کی۔ طاؤس طابعی نے وہب بن منبہ سے بول چال چھوڑ دی۔ جناب سیدہ معصومہ نے حضرات شیخین سے آخیر دم تک بائیکاٹ رکھا اور ان کو اپنے جنازہ پر آنے سے منع کیا۔ جناب بی بی عائشہ نے بی بی حفصہ سے ملاقات وترک کلام کی۔ جناب بی بی عائشہ اور حضرت طلحہ وزبیر نے امام برحق وقرآن ناطق خلیفہ اللہ وحجت اللہ شیر خدا علی المرتضیٰ علیہ السلام سے جنگ جمل کی۔ جناب بی بی عائشہ نے حضرت عثمان کو برا کہا اور فتوی قتل دیا مہاجرین وانصار نے اتفاق کرکے حضرات عثمان کو قتل کرایا اور ان کو مسلمان کے قبرستان مین دفن نہ ہونے دیا معاویہ بن ابوسفیان ہمیشہ جناب امیر علیہ السلام سے لڑتا جھگڑتا رہا جنگ صفین مین مقابلہ کیا اور جناب امیر علیہ السلام اور اہلبیت رسالت پر نماز جمعہ مین سب وشتم ولعن کرتا رہا اور لوگون سے کرایا جس نے انکار کیا اسکو قتل کرایا۔ معاویہ نے حضرت حجر بن عدی اور ان کے ہمراہی

چھ صحابہ کرام سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کیا اس جرم میں کہ انہوں نے حضرت علی پر سب وشتم نہ کیا۔ معاویہ نے حضرت مالک اشتر صحابی کو زہر سے شہید کیا۔ اور حضرت محمد بن ابوبکر کو شہید کرا کے انکی لاش مبارک کو گدھے کی کھال میں ڈلوا کر آگ لگا دی جس پر جناب بی بی عائشہ ہمیشہ معاویہ کو کوستی رہی۔ دیکھو فلک النجاۃ وثبوت خلافت حصہ دوم۔ اصحاب ثلاثہ وآئینہ مذہب سنی عقد الفرید ذھبی۔ کامل۔ طبری۔ امامت والسیاسۃ مسلم وتاریخ اسلام وغیرہ۔

پس ان واقعات سے صاف ثابت ہے کہ آیت شریف رحماء بینہم ان مہاجرین انصار کے حق میں نہیں بلکہ خاندان نبوت واہلبیت رسالت ومومنین مخلصین کی شان میں ہے۔ جو دنیا میں صابر و شاکر اور مظلوم ہو کر رہے آپس میں محبت رکھی خود ستائے گئے مگر انہوں نے کسی کو نہ ستایا نہ کسی پر تعدی کی۔

(۵۵) قال اللہ تعالیٰ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض (قرآن شریف) خدا تعالیٰ نے خلفاء اربعہ کو یکے بعد دیگرے خلیفہ بنایا۔

جواب صابر۔ اس آیہ شریفہ کا وعدہ حسب تفاسیر اہلسنت والجماعت جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ نبوت میں پورا ہو چکا کہ حجاز عرب و یمن تمام مسلمان ہو گیا اور مسلمانوں کو تمکین دین ہوئی اور خوف جاتا رہا اور تفاسیر شیعہ کے اعتبار سے کامل ظہور وعدہ الٰہی جناب صاحب العصر والزمان علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں ہوگا۔ جیسا کہ وعدہ آیہ لیظہرہ علی الدین کلہ کا بھی اسی وقت پورا ہوگا۔ جواب مفصل کیلئے دیکھو فلک النجاۃ جلد اول ص۵۰۹ وابطال استدلال طبع خلافت حصہ اول ورسالہ رفع الاختلاف عن آیہ استخلاف سہیل یمن۔

۵۶ قال علی علیہ السلام قد بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ (نہج البلاغۃ)

جواب صابر۔ یہ خط بطور استدلال واتمام حجت بمسلمات خصم ہے معاویہ منکر خلافت راشدہ کو بتایا گیا ہے کہ جس قوم نے حضرات اصحاب ثلاثہ کی بیعت کی اسی قوم نے میری بیعت کی ہے

لیکن اُن کی خلافت کو تم نے تسلیم کیا اور میری بیعت سے انکار کی کیا وجہ ہے۔ دیکھو فلک النجاۃ ص۲۴۶ ابطال الاستدلال ص۹۔ ایمان ثلاثہ۔ ثبوت خلافت حصہ دوم بوارق موبقہ ص۱۰۹۔

(۵۷) قال علی علیہ السلام للہ بلاد فلان ابی بکر الی آخر (نہج البلاغہ)

جواب دیکھو ابطال الاستدلال ص۳۱ و بوارق موبقہ بجواب تحفۂ اثنا عشریہ۔

۵۸ بیعت مرتضوی علیہ السلام جب لوگوں نے ابوبکر کے ساتھ بیعت کی تو امیرالمومنین اپنی بیعت لینے سے بند ہو گئے کس وجہ سے مگر اس وجہ سے کہ لوگ مرتد ہو جائیں یعنی یہ خوف تھا کہ میں خلافت کا دعویٰ کروں تو لوگ مرتد ہو جائینگے اسوجہ سے آپ نے اپنا دعویٰ خلافت کا پوشیدہ رکھا اور مجبوراً خود بیعت کرلی اسواسطے کہ کوئی مددگار آپ کو نظر نہ آیا (روضہ ص۱۳۹)

جواب صایر - جناب مولوی صاحب ٹڈوی کو اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے کہ وہ یہ تحریف لفظی و معنوی سے باز رہیں اور حق کو نہ چھپائیں جو فعل بالجبر والاکراہ کرایا جائے یا کیا جائے وہ صحیح نہیں۔ رضامندی کا نہیں ہوتا۔ جناب امیر علیہ السلام نے دعویٰ خلافت ہمیشہ کیا اور بقول بخاری و مسلم چھ ماہ تک بیعت نہ کی۔ ہمیشہ اپنے حقوق جتاتے رہے۔ حضرات شیخین کو حق پر نہ جانا ان کو سخت و سست کہا اور شوریٰ کیوقت سیرت شیخین سے انکار کیا۔ دیکھو خطبہ شقشقیہ نہج البلاغہ ابطال استدلال ص۴۳۔ ثبوت خلافت حصہ دوم فلک النجاۃ۔ بوارق موبقہ ص۲۶ و ۲۷ ص۱۱۲ صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر صحیح بخاری باب الف۔ تاریخ طبری جلد ۳ ص۲۰۲ تاریخ کامل جلد ص۲۷ و ۲۶ ابطال استدلال ص۴۴ تا ص۵۶ و تواریخ اسلام۔

(۵۹) قال علی علیہ السلام اخبرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ لو قبض لنا ان یبایعون ابابکر فی ظلۃ بنی ساعدۃ بعد ما یختصمون (روضہ کافی ص۱۶۱) **ترجمہ!** فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے خبر دی تھی مجھے رسول اللہ علیہ السلام نے کہ جب میں رحلت کرونگا لوگ ابابکر کیساتھ بیعت کرینگے بنی ساعدہ کے سایہ کے نیچے بعد جھگڑنے کے

جو مہاجرین و انصار میں واقع ہوئی تھی۔ الی آخرہ (رسالہ ۲۴)

جواب چہارم
سبحان اللہ۔ مولوی صاحب ڈوڈی کو اہلبیت رسالت سے کتنا بغض و عداوت ہے کہ ہمیشہ فرمان امام معصوم میں کاٹ چھانٹ کرتے ہیں جو حدیث پیش کی سب ادھوری۔ کاشکہ دیہاتی مولویصاحب اسی حدیث کو مکمل لکھتے تو حق ظاہر ہو جاتا اور باطل شرمندہ رہتا۔

حدیث کافی طویل ہے خلاصہ عرض کئے دیتا ہوں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سقیفہ بنی ساعدہ کا جھگڑا ہو رہا تھا اور جناب امیر علیہ السلام غسل و کفن رسول میں مصروف تھے میں نے جناب امیر علیہ السلام کو اس معاملہ کی خبر دی آپ نے فرمایا پہلے ابوبکر سے کس نے بیعت کی اوس نے کہا کہ ایک بوڑھا آدمی اپنے عصا کو تکیہ لگائے ہوئے آیا جسکی پیشانی پر سجدے کے نشانات تھے اس نے بیعت کی اور الحمد للہ پڑھا کہ شکر ہے کہ میں اس دنیا سے نہیں چلا گیا جب تک میں نے تمکو اس مقام پر نہیں دیکھا آپ نے فرمایا تو سمجھتا ہے وہ کون تھا میں نے کہا نہیں مگر اتنا مجھے اس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وفات رسول اکرم پر خوش ہے۔ آپ نے فرمایا وہ، وہ ہے جس کی رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی تھی جب خم غدیر کے دن اعلان ہوا تھا ولائیت کا۔ ہر حاضر کو غائب تک حکم پہونچانیکا حکم ہوا تھا تو اسدن یہ بڑا غمناک تھا اور رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ جب گر کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں لوگ ابوبکر سے بیعت کر لینگے تو اول ان میں جو بیعت ابوبکر کریگا وہ یہی ہوگا جو ایک بوڑھے شیخ کیصورت میں ظاہر ہوگا الخ۔

مولوی صاحب اس حدیث کو غور سے پڑھو اور اپنی پارٹی کو سناؤ۔

(ب) دعوی خلافت کیواسطے مذہب شیعہ کی طرف سے ہزاروں کتابیں چھپ چکی ہیں دیکھو فلک النجاۃ و ثبوت خلافت حصہ دوم و ابطال استدلال۔

(۶۰) قال النبی علیہ السلام ان ابابکر یلی الخلافۃ بعدی ثم بعدہ ابوک قالت من انبأک ہذا قال نبأنی العلیم الخبیر (تفسیر صافی) نصیحت الشیعہ۔

جواب صابر یہ ایک پیشینگوئی ہے کہ ابوبکر خلیفہ بن بیٹھیگا۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم نے زمانۂ فتن کے فتنہ و فسادات کی خبریں دیں یہ نص خلافت نہیں۔ جیسے جناب امیر علیہ السلام کو خبر دی تھی کہ ان لوگون کے دلونمین تیرے ساتھ بغض و کینے ہین۔ جو میرے بعد ظاہر کرینگے اور یہ لوگ دنیا کو پسند کرینگے۔ اور ال کو محبت سے کہا ہین گے تم مصائب دنیا پر صبر کرنا اور شہادت حضرت عماد یاسر اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی خبر دی اور حضرت ابوذر غفاری کی جلاوطنی کی پیشینگوئی فرمائی اور تیس دجالون کی خبر پہونچائی کہ ہر ایک دجال نبوت کا دعویٰ کریگا۔ جناب بی بی عائشہ کو فرمایا۔ ایک بی بی کو کتے حواب کے چشمہ کے بھوکین گے۔ حضرات اصحاب ثلاثہ کی بھی پیشینگوئی یہی حکم رکھتی ہے کہ وہ خلیفہ برحق سے برگزیدہ ہو کر خود خلیفہ بن بیٹھین گے۔

سُنو اور سوچو اگر حضرت اصحاب ثلاثہ حقیقی خلفاء رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے اور وہ منصوص من اللہ ہوتے تو خاندان نبوت واہلبیت رسالت ان کا ہرگز انکار نہ کرتے۔ ان صاحبان تطہیر پاک و مقدس جماعت۔ نورانی مخلوق کا خلافت ثلاثہ سے انکار کرنا ان کی عدم صحت وخلافت کا بدیہی ثبوت ہے۔

(ب) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب مین دیکھا تھا کہ میرے منبر پر بندر کودتے ہین جنکی تعبیر حکومت بنی اُمیہ سے کی گئی۔ ابطال استدلال ص۱۳۵۔

(ج) حیات القلوب جلد ۲ ص۵۷۹ مطبوعہ نولکشور مین اس حدیث کے الفاظ ذیل ہین۔ حضرت فرمود کہ راز آنست کہ ابوبکر بعد از من بجور خلیفہ خواہد شد۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا راز وہ ہے کہ ابوبکر میرے بعد ظلم سے خلیفہ ہوگا۔

۶۱ شوریٰ قال علی انما الشوریٰ للمهاجرين والانصار۔ فان اجتمعوا علی رجل وسموه اماما كان لله في ذلك رضى (نہج البلاغت)

مہاجرین وانصار کا مشورہ معتبر ہے پس جمع ہو کر اگر ایک شخص کو امام اور خلیفہ نام رکھین تو اللہ کی اس مین رضامندی ہے۔

جواب صابر اصل جواب جس کا سوال نمبر ۵۶ مین آچکا ہے یہ عبارت اسی خط کا ٹکڑا ہے فرمان جناب امیرالمومنین صحیح و برحق ہے اسی شوری کے فرمان سے ہمکو خلافت حضرات اصحاب ثلاثہ سے انکار ہے کیونکہ کسی خلافت پر بھی شوری کامل نہین ہوا اور پورا انتخاب بالکثرت کا طریقہ نہین برتا گیا سقیفہ بنی ساعدہ مین حضرت ابوبکر کو صرف حضرت عمر نے چوری چوری بیعت فلتہ سے خلیفہ مقرر کیا جبکہ خاندان رسالت بنی ہاشم تجہیز وتکفین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مشغول تھے اور حضرت ابوبکر نے اپنی وفات کے وقت حضرت عمر کو وصیت کرکے اور پروانہ لکھکر اپنا جانشین بنایا اسوقت بھی شوری نہ ہوا اور حضرت عثمان کیوقت بھی شوری کامل نہ ہوا صرف چھ شخصون مین ہیر پھیر انتخاب ہا اور وہی امیدوار تھے مہاجرین وانصار کو انتخاب کرنے اور اپنے ووٹ دینے کا موقع نہ دیا گیا حضرت عثمان کو انکے بہنوئی عبدالرحمن بن عوف نے خلیفہ کردیا اور آپ سے افضل سیدنا علی المرتضی علیہ السلام کو محروم کردیا جنکو فرمانا پڑا فصبر جمیل واللہ المستعان علے ما تصفون مفصل دیکھو فلک النجاۃ حصہ اول وابطال استدلال ص۹ اور ثبوت خلافت حصہ دوم مصنفہ ڈاکٹر صابر۔

(۶۲) وکان افضلھم فی الاسلام الخلیفۃ الصدیق وخلیفۃ الخلیفۃ وان مکانھما فی الاسلام عظیم شرح میثم جز ۲ و ۳۱ نصیحت الشیعہ۔

جواب صابر! دیکھو ابطال استدلال ص۱۴ لغایۃ ص۲۶ آپنے نصیحت الشیعہ سے تو نقل کی مگر رد نصیحت الشیعہ پر نظر نہ پڑی ورنہ آپ کی آنکھ روشن ہوجاتی اور لفظ کما زعمت دکھائی دیتا جس کو عمداً قصداً بالجبر ترک کیا گیا ہے اور اعتقاد معاویہ ہے نہ اعتقاد متکلم۔

۶۳ عن الصادق قال لنبیہ فی الغار [illegible] انت الصدیق تفسیر قمی)

جواب صابر! اگر تمام عبارت لکھتے تو آپکا پول ظاہر ہوجاتا دیکھو ابطال استدلال ص۵۷ جسمین ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے جناب رسول اکرم صلعم کو جادوگر خیال کیا تھا جبکہ کشتی کا معجزہ دکھلایا گیا۔ اور دیکھو حیات القلوب جلد ۲ ص۳۱۲ مطبوعہ نولکشور۔ اور تسہیل متن مقدح مدح"

(۶۴) فرمایا امام جعفرؑ نے کہ آواز دیتا ہے آواز دینے والا آسمان سے علی الصباح کہ علی اور اس کے شیعہ فتح مند ہیں اور بعد زوال کے آواز دیتا ہے کہ عثمان اور اسکے تابعدار فتح مند ہیں روضہ کافی ص۱۴۶ ۔

جواب صابر! ایک آواز رحمانی ہے دوسری غیر رحمانی روضہ کافی ص۹۹ پر ایک آواز حق دوسری باطل ہے مفصل دیکھو ابطال استدلال ص۷۹ ۔ آواز دینے والے دو الگ الگ ہیں دوسری آواز دجال کی ہے

(۶۵) بايع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وضرب بإحدى يديه على الأخرى لعثمان فقال المسلمون طوبى لعثمان الخ۔ روضہ کافی ص۱۵۱ ۔

جواب صابر! اس بیعت اور معاہدہ میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو پابند کیا جو آخر کار بیعت پر قائم نہ رہے ۔ بیعت کو بیعت اسی لئے کہتے ہیں ۔

(۶۶) قال ربنا واحد ونبينا واحد لا نستزيدهم في الإيمان بالله والتصديق برسوله الى آخره نہج البلاغت ۔

جواب صابر! جناب امیر علیہ السلام اقرار شہادتین میں معاویہ کو مسلمان سمجھتے تھے مگر اسکی قلبی تصدیق اور ایمان کامل کے قائل نہ تھے ۔ معاویہ کے مذمت اور بے ایمانی میں دیوان علی اور نہج البلاغت میں کئی خطبات و فرمان مرتضوی موجود ہیں ۔

(ب) اصح التواریخ تاریخ طبری جلد ۶ ص۲۷ و ص۳۷ مطبوعہ مصر و تاریخ کامل جلد ۳ ص۱۳۶ بر حاشیہ مروج الذہب جلد ۵ ص۲۲۵ اور تاریخ ابوالفدا جلد اول ص۱۸۶ و امامت والسیاست ابن قتیبہ دینوری جلد اول ص۱۰۹ و ص۱۱۵ و نور الابصار ص۶ کتب سنیہ میں ہے ۔ کہ جناب امیر علیہ السلام نے معاویہ اور اسکی پارٹی کے حق میں فرمایا ۔

انهم ليسوا بأصحاب دين ولا قرآن ولا يعلمون ما فيه

یہ لوگ اصحاب دین ہیں اور نہ اصحاب قرآن ہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ قرآن مجید میں کیا ہے مفصل دیکھو مناظرہ امجدیہ جلد ثانی ۔

(ج) نہج البلاغت ص۲۱۷ میں معاویہ کو جناب امیر علیہ السلام نے بُرے الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ دیکھو فلک النجاۃ ص۶۶۔

(۶۷) قال ابو جعفر فلما اطبقت النورۃ علی بدنہ القی المئزر فقال لمولی اما علمت ان النورۃ اطبقت العورۃ (فروع جلد ۲ ص۶۱)

جواب صابر! حلیۃ المتقین ص۱۳۷ میں تشریح موجود ہے کہ حمام میں جناب امام محمد باقر نے نورہ لگایا اور غلام کو باہر کر دیا پھر ازار اتار کر ناف سے زانو تک نورہ لگایا۔ کیونکہ حمام میں ننگا ہو کر نہانے سے احتیاطاً منع فرما چکے تھے۔ اسی صفحہ پر احادیث دیکھو یہ نہیں کہ لوگوں کے سامنے ایسا کیا کمال احتیاط ہی کہ اکیلے بھی مکان مسقف میں بھی حتی الوسع ستر عورت کا خیال رہا۔

۶۸　قال ابو عبد اللہ النظر الی عورۃ الکافر کالنظر الی عورۃ الحمار (فروع جلد ۲ ص۶۱)

جواب صابر! یہ حدیث مجہول ہے قابل سند نہیں عورت الکافر کے الفاظ حدیث میں نہیں مولوی صاحب کو افترا علی الائمہ میں ملکہ کاملہ ہے۔ قرآن شریف کا فرمان ہی۔

قولہ تعالی ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا۔ پ۱۹ الفرقان ص۵۸۲ حمائل شریف)

مطلب ہی کہ کفار کو چونکہ ستر عورت کا خیال نہیں ہوتا اگر اتفاق اس پر نظر پڑ گیا ہو تو خود منہ پھیر لو ایسا سمجھو جیسے گدھے وغیرہ حیوانات ہیں۔ (سہیل جلد اوّل نمبر ۸۷ میں اسکا تفصیلی جواب دیکھو)

(۶۹) فرمایا ابو الحسنؑ نے کہ دبر مقعد پوشیدہ ہے پنڈلیوں سے پس پوشیدہ کر تو قبل کو دونوں ہاتھوں سے (فروع جلد ۲ ص۶۰)

جواب صابر۔ یہ حدیث مجہول ہی عن بعض اصحابنا راوی چھوٹے ہوئے ہیں اگر مجہول نہ بھی مانیں تو جب ستر عورت کے واسطے وقت غسل کوئی چیز نہ ملے تو ہاتھ سے ڈھانپ دیں یہ حدیث حمام کیواسطے ہی۔ اور باب الحمام میں ہی۔ مذہب پاک شیعہ کا یہانتک حکم ہے کہ حمام میں اگر اکیلا ہو تو بھی کپڑا باندھ کر نہائے ننگا نہ نہائے اور کوئی شخص ایک دوسرے کو ننگا نہ دیکھے۔ حتی الوسع ستر عورت کی تاکید ہے۔

* اور اپنے آپ دی کا اولیا انہین نہ ہوئے *

ہہلا پاخانہ و پیشاب و جماع اور اکیلے غسل کیوقت کہانتک ستر عورت ممکن ہی ایسے ہی وقت کا حکم یہان بیان ہوا ہے۔ علامہ بزدوی کے اقوال مذہب صحیح فیہ دیکھو تو معلوم ہوکہ برہنگی تمہارے مذہب مین مدار سچی *

(ب) مذہب حنفی کی کتاب کبیری شرح منیہ صہ ۲۱۳ مین ہے کہ ستر عورت صرف قبل و دُبر ہے اور حنفی کے نزدیک اگر صرف قبل پر ہاتھ دہر کر نماز پڑھ لے تو جائز ہے کبیری صہ ۱۹۷۔

(ج) نماز گریبان کیطرف سے شرمگاہ کو دیکھے تو نماز فاسد نہین ہوتی۔ درمختار جلد اول صہ ۱۹۰ عالمگیری جلد اول صہ ۷۹ حقیقۃ الفقہ صہ ۱۵۹۔

(د) اپنا ستر عورت کے دیکھنے سے نماز فاسد نہین ہوتی۔ ہدایہ جلد اوّل صہ ۳۱۲ حقیقۃ الفقہ حصہ اول صہ ۱۵۴۔

(ہ) دُبر یا ذکر یا فوطے چوتھائی سے کم کھلے ہوئین تو نماز جائز ہے۔ شرح وقایہ ۹ منیہ صہ ۶۵

جواب اعتراض (۷۰) ہمکو اعتراف ہے کہ ڈاڑھی رکھنا اور مونچھین نہ بڑھانا یہ شعار اسلام ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانون کو ہدایت دے کہ وہ اسلام کے پابند رہین مگر افسوس سکا ہے کہ ایک صحابی کی داڑھی منڈی جسکو عقد فرید مین لکھا ہے۔

(۷۱) فرمایا امام باقرؑ نے گدھے کے گوشت سے حضور علیہ السلام نے خیبر مین اسواسطے منع فرمایا کہ لوگون کی سواری ہے حرام وہ چیز ہے جس کو خدا نے قرآن مین حرام کیا یعنی گدہا حلال ہے۔ فروع کافی کتاب الاطعمہ صہ ۹۸۔

جواب صابر۔ اسی صہ ۹۸ پر گدھے کے گوشت کی حرمت کی چند احادیث موجود ہین مولوی صاحب کی شاید نظر نہ پڑی خرابی نمبر۔ سنو!

قال سألته عن لحوم الخيل فقال لا تأكل الا ان تصيبك ضرورة ولا لحوم الحمير الاهلية وقال وفي كتاب امير المؤمنين انه منع اكلها

راوی نے کہا کہ مین نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے گھوڑے کے گوشت کے واسطے پوچھا فرمایا مت کہا جب تک کہ سخت ضرورت نہ پڑے اور گھریلو گدہے کو بھی مت کہاؤ کیونکہ امیر المومنین نے اُس کے کہانے سے منع فرمایا ہے۔

(ب) ابن سکان سے روایت ہے کہ مین نے گدھے کے گوشت کہانیکی بابت پوچھا فرمایا اسکو جناب رسول کرم نے خیبر کے دن کہانیسے منع فرمایا اور پھر مین نے گھوڑے اور خچر کے گوشت کہانیکے واسطے پوچھا فرمایا رسول للہ صلعم نے ان سے بھی منع فرمایا انکو مت کہاؤ جبتک کہ سخت لاچاری و اضطرار نہو۔ فروع کافی جلد ۲ جزو ص ۹۸ کتاب الاطعمہ۔

(ج) مذہب سنی کتاب اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ ترجمہ اردو جلد ص ۲۲۵ پر ہے۔ غالب بن ابجر سے روایت کرکے بیان کیا کہ ایکمرتبہ قحط پڑا اور میرے پاس کچھ نہ تھا کہ مین اپنے گھر والون کو کہلاتا صرف چند گدھے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پالے ہوئے گدھے کا گوشت حرام کردیا تھا لہذا مین آپ کیخدمت مین گیا اور مین نے کہا اسطرح کی قحط سالی ہے اور آپنے گدھے کا گوشت حرام قرار دیا ہے تو آپنے فرمایا کہ فربہ گدھون کا گوشت کہاؤ مین نے صرف ان گدہون کا گوشت کروہ قرار دیا ہے جو بستی کے گرد گھومتے ہون۔ انتھی بلفظہ۔ مولوی صاحب سنتے ہو کس مذہب مین گدھا حلال ہے

(۷۲) یہ متفقہ مسائل ہین اور ہمکو اعتراف ہے کہ ڈھول وغیرہ ساز گھر مین کتا بغیر ضرورت محافظت وشکار کے اور تصاویر رکھنا۔ مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا لباس پہننا حرام ہے

۷۳۔ رافضی

قال ابو عبد اللہ لابی بصیر لما سئلہ ان الناس یسمونہم الرافضۃ بل اللہ سماکم (روضہ کافی ص ۱۶) ترجمہ۔

ابو بصیر نے جناب امام جعفر سے کہا کہ لوگ ہمکو رافضہ نام رکھتے ہین امام صاحب نے فرمایا کہ تمہارا نام اللہ نے رافضہ رکھا ہے یعنی تمہارے واسطے مبارک ہو کہ اللہ کی طرف سے تمکو یہ لقب ملا ہے پھر یہ ناراضگی تمہاری گویا اللہ پر ناراضگی ہے۔

جواب صابر۔ رفض کے معنی ترک کرنیکی ہین چونکہ ہمارے فرقہ نے آپکے خانہ ساز خلفاء کو ترک کردیا اور دامن آل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکڑا لہذا آپ ہمکو رافضی کہنے لگے ؎

من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی

امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہین ؎

اِن کَانَ رفضاً حبّ آلِ محمّد فلیشہد الثقلان اِنی رافضی

ترجمہ ۔ اگر محبتِ آلِ محمد سے انسان رافضی بنجاتا ہے تو دونون جہان گواہ رہین کہ مین رافضی ہون۔ درحقیقت اس لفظ رافضی مین ہماری مدح ثابت ہوتی ہی ہم نے حضرات اصحابِ ثلاثہ کی خلافت کو نہ مانا اور ان کو خلفاء رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ جانا اور ہمنے خاندان نبوّت و اہلبیت رسالت سے توسّل کیا اور دشمنانِ آلِ رسولؐ سے تبرّا کیا اس لئے ہمارا نام رافضی رکھا گیا۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے سچ فرمایا کہ یہ نام خدا کا رکھا ہوا ہے اسکا ثبوت بھی امام معصوم نے اسی حدیث مین دیدیا مگر آپنے حسبِ عادت ان تمام عبارتونکو حذف کرکے تھوڑی سی عبارت اپنے مطلب کے موافق چھانٹ لی **سنو!** (اس رفض کا جواب سہیل کی گذشتہ جلدون مین دیکھو)

جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رافضہ مین نے کہا۔ ہان ۔ فرمایا خدا کی قسم یہ نام اُنہون نے نہین رکھا بلکہ یہ نام خداوندعالم نے رکھا ہے کیا تم نہین جانتے اے ابو محمّد کہ ستر آدمیون نے فرعون اور اسکی قوم کو ترک کردیا ۔ جب ان کو فرعون کی گمراہی معلوم ہوئی اور ان لوگون نے جناب موسیٰ کی پیروی کرنی شروع کی۔ اور ان سے متمسک ہوئے کیونکہ انہین جناب موسیٰ کا مذہب پسند آیا ۔ لہذا لشکریون نے انہین لفظ رافضہ سے پکارا کیونکہ اُنہون نے فرعونی مذہب کو ترک کردیا تھا ۔ یہ لوگ رافضہ سب سے زیادہ عبادتگزار سب سے زیادہ حضرت موسیٰ سے محبت کرتے تھے اور ہارون کو چاہتے تھے اور انکی ذرّیت کو لہذا خدا نے وحی کی جناب موسیٰ کو کہ اس نام کو توریت مین ثبت کردین کیونکہ اس نام سے مین نے تسمیہ کیا ہے پس اے محمّد یہ نام موسیٰ نے توریت مین ثبت کیا تو لوگون نے شرک کو ترک کردیا اور خیر کا ساتھ دیا الیٰ آخرہ ۔ پس رافضی سے ہم خفا نہین ہوتے ۔

(۷۵)[سلہ] ہان، جناب امیر علیہ السلام نے حضرات اصحاب ثلاثہ کی حکومت مین بہت سے مقدمات کے فیصلے فرمائے جب صحابہ کرام کو مشکلات کا سامنا ہوا ۔ اسلام اور بانی اسلام کی عزت رکھ لی کیون کہ وہ بابِ العلوم نبوّت اور امام الزمان تھے ۔ حجّت اللہ و منصوص و مامور من اللہ تھے ۔ اسلئے حضرت عمر اپنی لاعلمی کے سبب مجبوراً فرمایا کرتے تھے لولا علی لھلک عمر اور اقضانا علی ۔ اگر

سلہ ۔ چہترویں اعتراض کا جواب آئندہ اشاعت مین ہوگا منتظر رہیے ۔ (سہیل)

علی علیہ السلام نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہوتا اور ہم سے زیادہ قاضی جج علی المرتضیٰ ہین اسمین جناب امیرؑ کی مدح و تعریف ہے اور ثابت ہے کہ خلیفہ رسول مقبول وہ ہو سکتا ہی جو عالم علم لدنی اور سب سے افضل ہو۔ باقی رہا منازعات فی مابین تو اُس کیواسطے تمام کتب اسلام بھری پڑی ہین۔ اور تاریخ اسلام شاہد ہین کہ اُسکا سلوک اچھا نہین تھا۔ صحیح مسلم جلد ۲ ص۹۱۔

(۷۶) حضرت مولا مرتضیٰ نے مہم فارس مین امیر عمر کو مشورہ دیا کہ آپ لشکر جرار روانہ کرو اور آپ قطب بنجاؤ کن قطبا ہو تو قطب (رسالہ)

جواب صابر۔ یہ فرمان مرتضوی صحیح ہے۔ چونکہ زمانہ نبوت مین دیکھ چکے تھے۔ کہ جناب عمر جنگ مین بہادر نہین۔ جنگ احد۔ جنگ حنین۔ جنگ خیبر۔ جنگ وادی الرمل وغیرہ سے ہمیشہ بھاگتے رہے اور جنگ خندق مین عمرو بن عبد ود کے مقابلہ مین خود نہ نکلے نہ اونکو جرات ہو ولائی۔ اور اپنے زمانہ خلافت مین کوئی ملک کوئی شہر کوئی گاؤن بنفس نفیس فتح نہ کیا نہ کہین لڑا۔ صرف مدینہ منورہ کی چار دیواری مین درہ گھماتے رہے اسواسطے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ جنگ پر نہ جائین ایسا نہو کہ شکست ہو اور آپ بھاگ کر مدینہ مین آکر سانس لین مسلمان شرمندہ ہون اسلام بدنام ہو۔ آپکے قطب یعنی ایک جگہ رہنے سے کچھ نہ کچھ ڈر رہے گا۔ تفصیل اس جواب کی ابطال الاستدلال مین دیکھو۔

(۷۷) اگر بقول سُنی حضرت ابو حنیفہ صاحب کوفی رحمۃ اللہ علیہ۔ شاگرد امام جعفر صادقؑ ہوتے تو آپ اپنا مذہب جاری نہ کرتے۔ امام معصوم علیہ السلام کی پیروی کرتے اور آپسے مناظرہ و مجادلہ نکرتے۔ اور امام ہمام علیہ السلام آپ کو یہ نہ فرماتے کہ اے ابو حنیفہ قیاس مت کیا کرو۔

اگر امام ابو حنیفہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کوئی مسئلہ دریافت کر لیا یا کسی مسئلہ مین شاذ و نادر موافقت ہو گئی تو اس سے ہم مذہبی کلی ثابت نہین ہوتی۔ کیونکہ جناب امام برحقؑ سے ہر مذہب کے لوگ مسائل پوچھتے تھے۔ حتی کہ دہریہ۔ زندیق۔ خارجی۔ ناصبی وغیرہ بھی اگر محتاج ہوتے یا آزمائشی طور پر آکر پوچھتے تھے کیونکہ وہ امام زمانہ اور مامور من اللہ و وارث اسلام تھے۔ اس واسطے

ہدایت و صراطِ مستقیم دکھانا آپکا فرض تھا۔ اور بعض اوقات بغرض رفع فساد مذہب سائل کو اس کا جواب فرما دیتے تھے۔

(۷۸) روی ان الحسن صالح معاویۃ (حاشیہ تہذیب باب مکاسب ص۱۰۲)

روایت ہے کہ حضرت امام حسن مجتبےٰ علیہ السلام نے امیر معاویہ سے صلح کر لی تھی۔

جواب صابر: جسطرح جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح حدیبیہ میں مجبور ہو کر کی اور جسطرح جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے مصلحت جانکر معاویہ بن سفیان سے صلح کی اور حکمین منظور کئے اُسیطرح جناب امام حسن المجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صلح کی مگر معاویہ اس صلح کی شرائط پر پابند نہ رہا آخر حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوا ہی دیا۔ دیکھو مناظرہ المحمدیہ اور فلک النجاۃ۔

(الف) **سببِ وفات سیدنا امام حسن علیہ السلام**۔ علمائے کرام اہلسنت والجماعت عموماً اور مولویصاحب ناظر ہی خصوصاً معاویہ بن ابو سفیان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور اسکو بچانا چاہتے ہیں۔ مگر اُن کے متقدمین مورخین جناب امام حسنؑ جگر گوشۂ رسول کی وفات کا سبب محض عداوت معاویہ بیان کرتے ہیں **سنو**!!

امام حسن علیہ السلام کی زوجہ جعدہ بنت اشعث نے آپکو زہر پلایا اور وہ زہر تھا جو چپکے سے معاویہ نے جعدہ کے پاس بھیجا تھا اور کہا تھا کہ اگر تو کسی حیلے سے حسن کو قتل کر دے تو میں تجھے اس کے عوض میں ایک لاکھ درہم دونگا اور اپنے بیٹے یزید سے تیری تزویج کر دونگا۔ یہ وہ بات تھی جس نے جعدہ کو زہر خورانی پر آمادہ کر دیا۔ (مروج الذہب مسعودی جلد ثانی مطبوعہ مصر ص۳۰ تاریخ حسنی)

(ب) ابوالفرج نے روایت کی ہے کہ حسنؑ شہید مسموم ہوئے۔ اور معاویہ نے چھپا کے زہر امام حسن اور سعد بن ابی وقاص کو دیا۔ تاریخ ابوالفدا مطبوعہ مصر ص۱۸۳ فلک النجاۃ جلد اوّل۔ ثبوت خلافت حصہ دوم دیکھو۔

ج معاویہ نے اس قرۃ عین بتول ثمرۂ قلب و ریحانۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امام حسن المجتبیٰ علیہ السلام کی وفات پر اظہار مسرت کیا جس کی پیروی بتاویلات واہیہ آجتک فرقہ اہلسنت کرتا ہے۔ اور اسکو صحابی اور مجتہد مانتا ہے۔ دیکھو اور آنکھیں کھولو۔

جب معاویہ کو حسنؑ کی خبر موت پہونچی تو سجدہ مسرت کا اظہار کیا۔ اور اُس نے اور اُس کے ساتھیوں نے سجدہ شکر کیا یہ خبر عبداللہ بن عباس کو پہونچی جو شام ہی مین تھے آپ معاویہ کے پاس آئے اور بیٹھ گئے۔ معاویہ نے کہا کیون ابن عباس حسن کا انتقال ہو گیا۔ ابن عباس نے کہا ہان اور یہ کہکے کئی بار اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھا اور یہ بھی کہا کہ اے معاویہ مین نے سُنا کہ تو نے بڑی خوشی منائی۔ خدا کی قسم حسن کی موت نے تیری زندگی مین کوئی اضافہ نہین کیا اور نہ اُنکے جسم نے تیری قبر کی جگہہ گھیری یہ کہکے ابن عباس نے ایک چیخ ماری اور رونے لگے۔ (کتاب سُنی الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۱۶۳)۔ دیکھو فلک النجاۃ جلد اوّل ذکر معاویہ۔

(۷۹) **اعتراض**۔ امام باقرؑ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن وحضرت امام حسین علیہما السلام امیر معاویہ سے ضیافت لے لیتے تھے (تہذیب صفحہ ۱۰۲)

جواب صاید۔ ۱۱ غصب شدہ مال سے جو بغیر کوشش وجہد ملگیا اس کے لینے مین کوئی حرج نہین تھا۔ یہ اُن بزرگوارون کی جدّی وراثت اور ملکیت تھی۔ حق بحقدار رسید تہذیب الکلام کے حاشیہ پر صاف لکھا ہے کہ مومنین جو جنگ صفین مین شہید ہوئے اُن کی اولاد کو معاویہ نے انعامات دینے بند کر دیئے تھے۔ اسلئے جناب حسنین علیہ السلام اُن کی اعانت کیلئے معاویہ سے مال لیکر اولاد مومنین شہید کی امداد فرمایا کرتے تھے۔ اس سے معاویہ اور حسنین الشریفین علیہما السلام کا اتحاد یا قلبی محبت و یگانگی ثابت نہین ہوتی معاویہ کی دشمنی اہلبیت رسالت وخاندان نبوت سے درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہے جس پر کئی مستقل کتابین موجود ہین۔ دیکھو کتاب فلک النجاۃ۔ ثبوت خلافت حصہ دوم۔ فیصلہ حقانی۔ ایمان الامامت۔ مناظرہ امجدیہ ۔ معاویہ سب کرتا تھا۔

(**الف**) صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸ مین ہے کہ معاویہ بن ابو سفیان نے سعد بن ابی وقاص کو سب گالی دینے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ کیا چیز تمکو ابو تراب کے سب کرنے سے منع کرتی ہے سعد نے کہا

تمہارے آدمی کو (عثمان) ہمارے آدمی (علی) پر اس کی عمر کیوجہ سے ترجیح دی گئی، اور عمر کے علاوہ دوسرے وجوہ سے بھی ترجیح دیگئی (طعنًا فرماتے ہین) خدا کی قسم (عثمان کیلئے جو الزامات لگائے گئے اسمین صرف ہم متفرد نہ تھے) جو اور لوگون نے کہا (تمام اصحاب رسول نے) وہی ہم نے بھی کہا۔ مگر تمنے اونکو تو چھوڑ دیا اور ہم دونون (ابن عباس وعلی) کو متہم قرار دیا۔ اور تم تو جانتے ہو کہ علی وہ ہین کہ ہر ہنگامہ کو دبادین اور ہر کام کو پورا کئے بغیر نچھوڑین، ہم تم یوہین ہی کہ جو تمہین پسند ہوا وہ ہمین اور جو تمہین برا لگا وہ ہمین اور شاید مین خیر ہی کیساتھ تم سے ملون

صار الامر الینا والیکم فاخذ صاحبکم علی صاحبنا السنہ ولما هو افضل من سنہ فواللہ اتانا الاما قال غیرنا ولا نطقنا الا بما نطق به سوانا فترکتم الناس جانبا وصرتمونا بین ان اقمنا متهمین او نزعنا معتبین وصاحبنا من قد علمتم واللہ لا یهجهج مهجهج الارکبہ ولا یردحوضا الا افرطہ وقد اصبحت احب منك ما احببت واکرہ ما کرهت، ولعلی لا القاك الا فی خیر۔

معاویہ اور عثمان کی جدلی گفتگو

لوگ کہتے ہین کہ ابن عباس نے بیان کیا کہ مین مسجد مین گیا اور علی کے ساتھ بیٹھا تھا جب مین عصر کی نماز پڑھ چکا تو عثمان کا فرستادہ آیا جو علی کو بلا رہا تھا، آپنے کہا اچھا "آونگا" جب وہ پیغام بر چلا گیا تو علی نے مجھ سے پوچھا:

ذکر القول والمجادلة لعثمان ومعاویة

قال وذکروا ان ابن عبّاس قال خرجت الی المسجد فانی لجالس فیه مع علی حسین صلیت العصر اذ جاء رسول عثمان یدعو علیا فقال علی نعم فلما ان ولی

کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ مجھے عثمان نے کیوں
بلوایا ہے؟ میں نے کہا یہی کچھ باتیں کرنے
کیلئے بلایا ہوگا، آپ نے کہا اچھا تو تم بھی ساتھ
چلو، میں بھی ساتھ ہولیا۔ جب وہاں پہنچا
تو میں نے دیکھا کہ طلحہ، زبیر، سعد اور دیگر
مہاجرین موجود ہیں، ہم بھی بیٹھ گئے۔
اسوقت عثمان دو سفید کپڑے پہنے ہوئے
تھے، تمام لوگ خاموش تھے اور ایک
دوسرے کو دیکھ رہا تھا۔ عثمان نے حمد
الٰہی کی اور کہا " یہ میرے چچا زاد بھائی معاویہ
یہاں موجود نہ تھا اور نہ اس کے سامنے
وہ واقعات ہوئے جنکی وجہ سے تم لوگوں نے
مجھ پر عتاب کیا اور میں نے تم پر اب
یہ چاہتے ہیں کہ ان واقعات کے بارے میں
تم سے گفتگو کریں اور تم ان سے لہذا جس کا
دل چاہے وہ بولے۔ سعد نے کہا اس سے
کیا گفتگو کیجائیگی۔ گر وہی کہ جو تمہارے
متعلق میں نے کہا یا دوسروں نے کہا۔
علی نے فرمایا اچھا اے معاویہ کہہ جو تجھے
کہنا ہے۔ معاویہ اٹھا اور بعد حمد و ثنائے
الٰہی کے اس نے کہا اور اے گروہ مہاجرین

الرسول اقبل علی فقال لم
تراه دعانی قلت له دعاك
ليكلمك فقال انطلق معی فاقبلت
فاذا بطلحة والزبير و
سعد واناس من المهاجرين
فجلسنا فاذا عثمان عليه
ثوبان ابيضان فسكت
القوم ونظر بعضهم الى بعض
فحمد الله عثمان ثم قال
اما بعد فان ابن عمی معاوية
هذا قد كان غائبا عنكم
وعن ما نلتم وما عاتبتكم عليه
وعاتبتمونی وقد سألنی
ان يكلمكم وان يكلمه من اراد
فقال سعد بن ابی
وقاص وما عسى ان يقال
لمعاوية او يقول الا ما
قلت او قيل لك فقال
على ذلكم تكلم يا
معاوية فحمد الله واثنى عليه
ثم قال اما بعد يا معشر المهاجرين

اور اے یادگار شوریٰ میری مراد تمہین
ہو اور میری گفتگو کا رخ تمہارے
ہی طرف ہے لہذا تمہین مین سے کوئی
ایک جواب دے"۔
سنئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا
انتقال ہوا اور لوگون نے اُن مہاجرین
مین سے ایک کی بیعت کرلی پھر وہ دفن کئے
گئے اور تمام کام باحسن وجوہ انجام پاتے رہے
یہی معلوم ہوتا رہا کہ گویا رسول زندہ موجود
ہین جب بیعت شدہ شخص (ابوبکر)[1] اپنی
زندگی سے مایوس ہوگیا تو اُس نے اپنے
بعد کیلئے مہاجرین مین سے ایک شخص کیلئے
بیعت لیلی۔ (یعنی عمر) اب جب اس
شخص ثانی کا وقت احتضار آیا اور یہ مرنے
لگا تو اس نے اس امر مین شک کیا کہ وہ
کسی ایک کو (ابوبکر کیطرح) خلیفہ بنا جائے
لہذا اُس نے اس معاملہ کو چھ آدمیون

و بقية الشورى فاياكم
اعنى و اياكم اريد فمن اجابنى
بشيء فمنكم واحد فانى لم
ارد غيركم.
توفى رسول الله صلى الله عليه وآله
فبايع الناس احد المهاجرين
التسعة ثمّ دفنوا بينهم فاصبحوا
سالما امرهم كان نبيهم بين
اظهرهم فلما ايس الرجل من
نفسه بايع رجلا من
بعده احد المهاجرين فلمّا
احتضر ذلك الرجل شك فى
واحد ان يختاره فجعلها
فى ستة نفر بقية
المهاجرين فاخذوا
رجلا منهم لا يالون
عن الخير نفسه فبايعوه

---

[1] یہان سے ناظرین سمجھ لین گے کہ "ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت" کا مضمون رہا، اجماع وغیرہ سب غتربود نظر آتا ہے کہین پر اجماعی تدبیر سے کام لیا گیا اور کہین وصیت پر عملدرآمد ہوا اور کہین شوریٰ سے کام نکالا گیا، غرضکہ ایک نیا رنگ ہر مرتبہ اختیار کیا گیا اصل مین حضرت عمر کے سر ان دونون خلافتون کا سہرا رہا ابوبکر کیلئے "کنت ازود فی نفسی" مین ایک کردہ تدبیر سوچ رہا تھا" گواہ ہے اور عثمان کیلئے "شوریٰ" کی ٹٹی جو قائم کردہ عمر تھی۔ یہ سب آپ ہی کی چالین تھین جسکا اقرار بھی باین لفظ آپ نے کیا ہے لا نرضی بان یجتمع الخلافۃ والنبوۃ فیکم۔ اے ابن عباس ہم نے یہ اچھا
(باقی صفحہ گذشتہ)

رکھا جبکہ باندگان مہاجرین تھے،
ان لوگون نے ایک ایسے شخص کو اختیار کیا
جو نکی کرنے سے باز نہین رہتا اور اسکو خلیفہ
بنا دیا (یعنی عثمان) اور اسکی بیعت کرلی۔
انکی نگاہین بعد کے آنیوالے انجام پر
بھی تھین جسمین نہ انکو کوئی شک تھا اور
نہ کوئی شبہ۔ ٹھہرو ٹھہرو! اے گروہ
مہاجرین[۲] کیونکہ تمہارے اُدھر وہ شخص ہے،
کہ اگر آج تمنے اسے اپنے سے ہٹا دیا تو وہ
ہٹ جائیگا۔ اور وہ شخص ہے کہ اگر آج تم
نے وہ کیا جو تم کرنیوالے ہو (یعنی قتل
عثمان)) تو وہ تمکو اپنے سخت ترین قوت سے
جو تمہاری قوت سے زیادہ ہوگی۔ اور اپنی
کثیر جماعت سے جو تمہارے گروہ سے زیادہ ہوگی
تم کو ہٹائیگا اور دفع کریگا، اور پھر وہ تمہارے
ہی نکالے ہوئے راستہ پر عمل کریگا۔ اور

وھم ینظرون الی
الذین ھو کائن
من بعدہ لا یشکون
ولا یمترون مھلا
مھلا معشر المھاجرین
فان وراءکم من
ان دفعتموہ الیوم
اندفع عنکم ومن
ان فعلتم الذی
انتم فاعلوہ دفعکم
باشد من رکنکم
واعد من جمعکم
ثم استن علیکم
بسنتکم وراى
ان دم الباقی للیس
بممتنع بعد دم الماضی

بقیہ حاشیہ ص۷۱۔ نہین لگتا کہ نبوت اور خلافت دونون تمہارے گھر مین رہین۔ (عقد فرید جلد ۳ ص۱۴۲ مطبوعہ
مصر) یعنی اگر خدا کی بھی مرضی ہو تو آپ اُس کے خلاف پر آمادہ نظر آئین گے۔

ص۲ یہ یاد رہے کہ عثمان کو قتل کرنے والے سب مہاجرین تھے اور اصحاب رسول۔

سمجھیگا کہ باقی لوگونکا قتل گذرے ہوئے مقتولین کے بعد محال وممنوع نہین رہے گروہ مہاجرین!) ذرا سنبھلو اور نرمی کرو کہین وہی نہ ہوکے رہے جس سے مین ڈرا رہا ہون (یعنی قتل عثمان اور انتقام معاویہ)۔

فسددوا وارفقوا لا یغلبکم علی امرکم من حذرتکم۔

—۰—

یہ سنکر امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا "کیون اے فاحشہ[۱] عورت کے بیٹے! اگر اپنی اس تقریر سے اپنے کو مراد لے رہا ہے۔ تو اس مقام کے قابل نہین" معاویہ نے کہا "اے علی اپنے چچا کی لڑکی کیلئے ایسے الفاظ نہ کہو کیونکہ وہ ایسی بری عورت نہین ہے"۔ اے گروہ مہاجرین اور اے والیان امر حکومت خدا نے تمکو خلافت کا مالک بنا دیا اور تم اسکے اہل بھی ہو۔ اور یہ دونون شہر مکہ اور مدینہ حق کی جائے پناہ ہین۔ یہ یاد رہے کہ آیندہ لوگون کی نگاہین گذرے ہوؤن پر ہین اور دوسرے شہرون کی آنکھین ان دونون شہرون پر

فقال علی ابن ابی طالب کانک ترید نفسک یا ابن الخناء لست ھنالک فقال معاویہ مھلاً عن بنت عمک فانھا لیست بشر نسائک یا معشر المھاجرین وولاۃ ھذا الامر ولاکم اللہ ایاہ فانتم اھلہ وھذان البلدان المکۃ والمدینۃ ماوی الحق ومنتھاہ وانما ینظر التابعون الی السابقین والبلد ان الی البلدین فان

---

[۱] تاریخین اس امر کی شاہد ہین کہ ہند زنا کار عورتون مین شمار کیجاتی تھی قرآن کی آیت ان لا تزنین اس مطلب کی طرف مشیر ہے۔ رسول نے جب بیعت ہند سے لی تھی تو اسمین منجملہ شرائط ایک یہ شرط بھی تھی کہ وہ اب زنا نہ کریگی۔ اس کے زنا کا واقعہ صاحب عقد فرید نے تفصیلی حیثیت سے لکھا ہے، فاکہہ کا واقعہ، ہند کے حجرہ سے ایک شخص کا نکلنا ہند کے شوہر کا شک کرنا، کاہن سے پوچھنا، کاہن کے یہان جاتے ہوئے کاہن کے امتحان کیلئے لوگون کا دانہ گندم گھوڑے کے عضو

(بقیہ صفحہ آیندہ)

استقاموا استقاموا
وایم الله الذی
لا اله الا هو لئن
صفقت احدی الیدین
علی الاخری لا یقوم السابقون
للتابعین ولا البلد ان للبلدین
ولیسلبن امرکم ولینقلن
الملک من بین اظهرکم وما
انتم فی الناس الا کالشامة
السوداء فی الثور الابیض فانی
رایتکم نشبتم فی الطعن علی
خلیفتکم و بطرتم معیشتکم
وسفهتم احلامکم وما کل
نصیحة مقبولة
والصبر علی بعض المکروه
خیر من تحمله کله
قال ثم خرج القوم

لگی ہوئی ہین، اگر نہین استقامت ہے تو
سمجھو کہ دوسرون مین بھی استقامت ہے (ورنہ نہین)
اور سنو خدا کی قسم اگر مین کہین اپنے ایک ہاتھ کو
دوسرے ہاتھ پر مارون تو سابقین تابعین کے
مقابلہ مین نہ قیام کر سکینگے اور نہ دوسرے
شہر ان دونون، مکہ اور مدینہ کی اتباع کرینگے،
اور یہ تمہارا امر (خلافت) تم سے چھین جائیگا
اور تمہاری حکومت تم سے منتقل ہو کے دوسرون
کیطرف جائیگی ۔ تم ہو ہی کتنے؟ تم بس ایسے
ہو جیسے سپید سانڈ کے جسم پر ایک سیاہ تل ہو
(یعنی بہت کم) (ہان ہان) مین دیکھ رہا ہون
کہ تم نے طعن وطنز کے ناخن اپنے خلیفہ
(عثمان) کے جسم مین گڑو دیے ہین، اور
اپنے عیش پر مغرور ہو چلے ہو اور اپنی عقلونکو
بیوقوف بنا چکے ہو، ہر نصیحت قابل قبول
نہین اور بعض مکروہ باتون پر صبر کرنا اس
سے بہتر ہے کہ تمام مکروہات پر صبر کیا جائے ۔"

بقیہ حاشیہ ص۷۳ ۔ مخصوص مین رکھنا وغیرہ وغیرہ ۔ اس کے ماسوا شاعر دربار رسول حسان بن ثابت کے اشعار ہند کی زنا
پر صاف صاف گواہ ہین جنکو رسول سنتا تھا اور باوجود فحش انکو منع نہ کرتا تھا ۔ سہیل گذشتہ جلدون مین اُن کی تفصیل
لکھ چکا ہے ۔ یوم فتح مکہ حضرت عمر اور ہند سے جو آنکھون آنکھون مین اشارہ بازی ہوئی تھی ۔ وہ بھی اپنے مقام پر تاریخون
مین موجود ہے ۔

اس کے بعد سب لوگ چلے گئے اور عثمان نے
ابن عباس کو روک لیا اور کہا کہ اے
میرے چچا کے بیٹے مجھ تک تمہاری طرف سے
کوئی ایسی بات نہین پہونچی جو میرے
موافق ہو یا مخالف اور جسکو مین اچھا
سمجھتا ہون یا برا (یعنی تم نے مجھے کچھ نہین کہا)
بلکہ مین نے یہ جان لیا کہ جو خیالات میری طرف سے
لوگون کے قائم ہین انمین سے بعض خیال تمہارے
دلمین بھی آئے مگر تم نے اپنی عقل و حلم کیوجہ سے
انکا اظہار نہین کیا، بلکہ چھپائے رکھا، اب مین
چاہتا ہون کہ تم مجھے ان معاملات[۵۱] مین اپنی رائے
دو تاکہ مین کوئی عذر اس معاملہ مین کرسکون۔"
ابن عباس نے کہا آپنے مجکو عافیت کے بعد
پریشانی مین اور وسعت کے بعد تنگی مین مبتلا
کر دیا۔ خدا کی قسم میری رائے تو یہی ہے کہ آپ
اپنی عمر کا خیال کرین اپنے سن کا لحاظ کرین
اور اپنی قدر و سبقت کو پہچانین۔ خدا کی قسم

وامسك عثمان ابن عباس
فقال له عثمان یابن عمی
ویا ابن خالتی فانه لم
یبلغنی عنك فی امری
شیٔ احبه ولا اکره
علی ولا لی وقد علمت انك
رایت بعض ما رای الناس
فمنعك عقلك وحلمك
من ان تظهر ما اظهروا وقد
احببت ان تعلمنی رایك
فیما بینی وبینك فاعتذر
قال ابن عباس فقلت یا
امیر المومنین انك قد
ابتلیتنی بعد العافیة
وادخلتنی فی الضیق بعد
السعة و والله ان رایی لك
ان یجل سنك و یعرف

۵۱ جو کچھ اب پوچھا جا رہا تھا، یہ شیتی بعد از جنگ تھا، درحقیقت عثمان کے قتل کا سبب انکا وہ جھوٹ تھا جسے وہ مختلف عنوان سے کئی بار بولے اور جسکو تاریخ طبری سے جلد دوم سہیل نے نقل کیا ہے، اسکے ماسوا ابن مسعود عمار یاسر ابوذر اور مقداد وغیرہ پر جو مظالم عثمان نے کئے اس سے اصحاب رسول جلے ہوئے تھے اور عثمان کا قتل طے کئے ہوئے تھے، اس معاملہ مین عثمان کا دشمن طلحہ اور بی بی عائشہ سے زیادہ کوئی نہ تھا ابن عوف عن ابن سیرین قال لم یکن احد من اصحاب النبی

(بقیہ حاشیہ آئندہ)

مین تو یہی چاہتا تھا کہ جو کچھ آپ کر گزرے
کاش وہ آپ نہ کیا ہوتا کیونکہ یہی باتین
تھین جنکو گذشتہ خلفا نے نہ کیا۔ مگر انہون نے
اِسلئے ترک کیا تھا کہ وہ انکے مناسب نہ تھین
تو آپکو بھی یہ سمجھ لینا چاہیے تھا اور نہ کرنا چاہیے تھا
اور اگر وہ کر سکتے تھے اور انہون نے اس لئے نہین
کیا کہ اگر وہ ایسا کرتے تو انھین بھی ضرور
انھین چیزون کا سامنا کرنا پڑتا
جو آپ کے آگے ہین، تب بھی آپکو
نہ کرنا چاہیے تھا کیونکہ گذشتہ خلفا
آپسے زیادہ اکرام نفس کے مستحق نہ تھے۔
عثمان نے کہا کہ آخر تم نے مجھے اس سے
پہلے ہی مشورہ کیون نہ دیا تاکہ جو کچھ مین
نے کیا وہ نہ کرتا ابن عباس نے کہا تو مجھ
آپکے ان افعال کے قبل کیا معلوم تھا
کہ آپ ایسا کرین گے۔ عثمان نے کہا تو
اچھا اب مجھے خاموش رہکے سوچنے کا موقع دو۔

وددت ان ما بقيت دون الله
يوجد انك لم تفعل ما
فعلت مما ترك الشيخان
قبلك فان كان شيئا تركاه
لما رايا انه ليس لهما علمت
انه ليس لك كما لم يكن لهما و
ان كان ذالك لهما فتركاه خيفة
ان ينال منهما مثل الذى نيل
منك تركته لما تركاه لهما ولم
يكونا احق باكرام انفسهما
منك باكرام نفسك۔
قال فما منعك ان تشير على
بهذا قبل ان افعل ما فعلت
قال وما علمى انك تفعل ذالك
قبل ان تفعل قال فهب
لى صمتا حتى ترى رايى۔

(بقیہ فٹ نوٹ)۔اشد على عثمان من طلحة۔ ابن سعد نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ طلحہ سے زیادہ کوئی عثمان کا دشمن نہ تھا وہ برابر اقتلوا نعثلا کی آواز بلند کرتے رہتے تھے (تاریخ ابن حجر جلد دوم) یہی وجہ تھی کہ اس دشمنی عثمان کو چھپانے کے لئے، اور اپنی جان بچانے کے لئے طلحہ نے علی کی بیعت کی اور جنگ جمل قائم کی۔

حالات ابوطالبؑ

ایک لاجواب و بے مثل و بے نظیر کتاب جو علامہ سید محمد علی شرف الدین موسوی عاملی کی تالیف ہے اور ماہ رمضان ۱۳۷۹ھ میں بغداد عراق مین شایع ہوئی میری نظر بھی اسیر پڑی، چونکہ کتاب بے مثل تھی اور اپنے تجدد موضوع مین پہلی ہے لہذا مین نے چاہا کہ اس کا ترجمہ دنیائے اسلام مین پیش کیا جائے تاکہ دنیا حضرت ابوطالب کی جلالت قدر سے واقف ہو جائے اور ان احسانات کی جو آپنے اسلام اور بانی اسلام پر کیے قدر کرے،

اس کتاب مین حالات حضرت ابوطالب سوانحعمری کی حیثیت سے جمع کیے گئے ہین جو عنوانات ابواب ذیل مین تقسیم ہین۔ (۱) نسب لقب کنیت ابوطالبؑ (۲) آپ کا مولد و منشا (۳) قریش مین آپکا درجہ و شخصیت (۴) زندگی تاہل (۵) فاطمہ بنت اسد زوجہ ابوطالبؑ (۶) آپ کی اولاد (۷) آپنے نبی کی کفالت کس طرح کی (۸) مہمات ابوطالب (۹) رسول کے سن و سال کے لحاظ سے ابوطالب کی خدمتین (۱۰) جسمانی تربیت (۱۱) ابوطالب کے ہمراہ نبی کا سفر شام (۱۲) ابوطالب کے ہمراہ نبی کی شرکت حرب فجار البراض مین (۱۳) رسول کی راحت رسانی کیلئے ابوطالب نے کیا تدبیرین کین (۱۴) شام مین جانے کے لئے اور تجارت خدیجہ میں حصہ لینے کیلئے رسول اور ابوطالب کی گفتگو (۱۵) خدیجہ اور رسول کی گفتگو (۱۶) رسول کا تجارت کیلئے سفر (۱۷) خطبۂ ابوطالب اور عقد رسول (۱۸) ابوطالب ہی نے رسول کو دعوت اسلام کی ہمت دلائی (۱۹) حصار شعب (۲۰) نقض معاہدہ قریش اور محاصرہ کا ہٹنا (۲۱) ابوطالب نے کس طرح رسول کی مدد کی (۲۲) ابوطالب کا اسلام اور اس کا کتم (۲۳) ابوطالب کا درجہ پیش خدا (۲۴) ابوطالب کی ادبیت (۲۵) نظم و نثر (۲۶) اخلاق (۲۷) اشعار (۲۸) نثر (۲۹) تاریخ وفات (۳۰) موت ابوطالب اور نبی کا ماتم (۳۱) رسول ابوطالب کو اپنا باپ سمجھتے تھے (۳۲) نماز جنازہ کب سے فرض ہوئی (۳۳) یوم ابوطالب (۳۴) ابوطالب کے بعد رسول پر کیا گذری (۳۵) عالم اسلام کی رائے اسلام ابوطالب مین (۳۶) اسلام ابوطالب مین شک کیسے پیدا ہوا اور اسکی تاریخ تولد (۳۷) تکفیر کرنے والون کے متمسکات اور ان کے جوابات (۳۸) ان روایات کی جرح تاریخی و نقد جن سے کفر کا فتویٰ دینے والون نے تمسک کیا (۳۹) اثبات اسلام ابوطالب بہ نص قرآنی (۴۰) متفرقات ابوطالب نظماً و نثراً

اس کتاب کے ابواب علی سبیل الاجمال بیان کیے گئے اسکی خوبی صرف دیکھنے پر موقوف ہے۔

قیمت ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک

(مدیر سہیل)

حجر دامغ المعروف بہ غدا آب واقع

مبصرہ علامۃ علی الاطلاق کاسر اعناق جاحدین راغم آناف لخلاف ناکثین و مارقین شمس العلما مولنا سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی کا وہ رسالہ ہی جو مدیر النجم کے رسالہ تفسیر آیت تبلیغ کے جواب مین لکھا گیا ہی،

وہ نثار خائیان، ناحق کوشیان اور باطل نوازیان جو اس رسالہ مین مدیر النجم نے کین ہین اور وہ مسافر سینیان جنمین ظاہر کرکے روح معاویہ کو تحفۂ ازدیاد بھیجا ہے۔ انکی ایسی تحقیقی دھجیان اڑائی گئین ہین کہ گریبان صبح صادق خندہ زن ہے "حجر دامغ" مین یہ ثابت کیا گیا ہی کہ آیت تبلیغ غدیر خم ہی مین اتری مولی سے اولی بالتصرف ہی مراد ہی، ان روایات کی جو مدیر النجم نے پیش کین ہین علامہ ابن حزم وغیرہ کی نافہمی، مدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کتب موثقہ اہلسنت سے ثابت کیگئی ہین۔

اسمین ادبی لطائف، تاریخی نکات، فلسفی نتائج، منطقی استدلالات، نقد فن حدیث تنقید رجال و رواۃ، خدا کے مقابلہ مین سعی نامشکور مولوی عبدالشکور وغیرہ وغیرہ کا ذکر ہے غرضکہ اسقدر دلچسپ اور مسکت خصم ہی کہ اہل بنیش کی نگاہین اسکے مطالب سے نہین ہٹ سکتین ؎ ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ٭ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست ٭ قیمت ۱۲ / حجم چھ جزو۔

سچا موتی

علامہ شامی کے بینظیر رسالہ کا ترجمہ جسمین اصول دین کچھ اس انداز سے بیان کئے گئے ہین کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، دہرین کے اعتراضات کے جوابات، تاریخی واقعات اور بہت سے علمی نکات، سوال و جواب کے انداز مین لکھے گئے ہین، بچون کی تعلیم کے لئے اسے ضرور منگائیے مترجمہ حضرت شمس العلما مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ۔ ضخامت ۵ جز قیمت ۵/.

ہدم الاساس

تحقیق حدیث قرطاس از حضرت شمس العلما مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ قیمت ۵/ پوری تحقیق اگر مطلوب ہو تو سہیل یمن کی گذشتہ جلدین ضرور دیکھئے جن مین یہ بات ثابت کر دی گئی ہے کہ حضرت عمر نے رسول کو ہذیان گو کہا اور نوشتہ نہ لکھنے دیا۔

ایک خاص رعایت عام

قیمت سہیل یمن جلد اول و دوم و سوم و چہارم بجائے ہے فی جلد کے ۸/ فی جلد کر دی گئی ہے، رعایت صرف ایک سال کے لئے ہے سہیل کے دینی مجاہدات دیکھئے اور اس موقع کو غنیمت سمجھئے۔ (نوٹ) سہیل جلد اول کا نمبر اول و جلد دوم کا نمبر ۵ و ۶ و ۷، دفتر مین نہین ہے ناظرین نوٹ کر لین۔

الکاظم

تاریخ امام موسی کاظم علیہ السلام مصنفہ حضرت شمس العلما مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ قیمت ۱۲/

اللہ اکبر

اس رسالہ مین اصول دین کی اصل اول توحید جناب باری کے متعلق بحث کی گئی ہی بچون کیلئے یہ کتاب علی الخصوص مفید ہی مذہب امامیہ اور مذاہب اربعہ کی توحید مین فرق بین طور پر دکھایا گیا ہی آسان مطالب علمی کو دیکھئے دہریت سے ہنسی ضبط ہو تو نہ مذہب ہو اسقدر دلچسپ کہ بغیر شروع سے آخر تک پڑھے ہوئے چارہ نہ ہوگا ضرور منگائیے حجم ۲ جز سائز ۲۰×۲۶ قیمت مع محصول [illegible]

اعلان عام

جو صاحب سہیل کیلئے ۵ خریدار فراہم کرین گے اور ان کا چندہ [illegible] دفتر مین بھیجدینگے انکی خدمت مین سہیل ایک سال تک بلا قیمت حاضر ہوتا رہے گا۔

علمبردار حمایت مذہب

رجسٹرڈ نمبر ال ١٥٦٣

لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله

اے رسول نہ پاؤ گے تم کسی ایسی قوم کو جن کا ایمان خدا اور روز آخرت پر ہو اور پھر وہ دشمنان خدا و رسول سے محبت کریں

سہیل یمن

مجلۂ علمیہ

مدیر خاص

ابو البراعۃ سید ظفر مہدی گہر نصیر آبادی الجائسی

قواعد سہیل یمن

(۱) یہ رسالہ ہر ماہ عربی کے پہلے ہفتہ مین شائع ہوگا۔
(۲) سہیل کی ضخامت فی الحال ۴۰ صفحات سے کم نہوگی۔
(۳) سہیل جملہ خریدارون کے نام بذریعہ ڈاک روانہ ہوگا۔
(۴) اگر خریدارون کے پاس کیوجہ نہ پہونچ سکے تو ۲۰ ماہ عربی تک دفتر مین اطلاع نہ پہونچنے پر دوبارہ روانہ کیا جاسکتا ہے اسکے بعد ۴ کا ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجا جائیگا۔
(۵) سہیل کی سالانہ قیمت فی الحال ے ؍ اور ششماہی ۴ ؍ ہوگی
(۶) جملہ مراسلات و ارسال زر و خط و کتابت بنام ابو البراعۃ مولوی سید ظفر مہدی گہر پروپرائٹر و مدیر خاص سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ ہونا چاہئیے۔
(۷) مضمون نگار حضرات کے مضامین اگر حدود منازل سہیل سے متجاوز نہونگے اور معیار علم پر ٹھیک اترینگے تو بصد امتنان شائع کیے جائینگے۔
(۸) سہیل کو چونکہ آئندہ اپنے کام مین جو دینی حمایت اور مذہبی دفاع پر منحصر ہے توسیع پیدا کرنا ہے لہذا وہ بغیر استعانت حاضر خدمت نہوگا۔
(۹) نمونہ کا پرچہ ۴ کا ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا۔ مفت حاضر خدمت نہوگا۔
(۱۰) خریدارون سے عرض ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دین ورنہ تعمیل ناممکن۔
(۱۱) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے
(۱۲) مضامین موصولہ ضرور بالضرور طبع ہونگے اسکا ذمہ دار اڈیٹر نہین اور نہ وہ مضمون کے واپس کرنیکا ذمہ دار ہے

اغراض و مقاصد سہیل یمن

(۱) ہندوستان کے بہترین اہل قلم کے علمی مضامین کی اشاعت۔
(۲) معاندین اسلام خصوصاً مخالفین مذہب شیعہ کے بیجا اعتراضات اور حملون کا دفاع۔
(۳) حقیقی اخلاق اسلامی نشر۔
(۴) علمی قومی اور مذہبی اور اُن ملکی معاملات پر جو مذہب سے متعلق ہونگے۔ تبصرہ و نقد۔
(۵) حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے علوم و سوانح کا نشر۔

مشتہرین

اس کثیر الاشاعت رسالہ مین اشتہار بھیجتے وقت ذیل کا نرخنامہ ضرور ملاحظہ فرمالین۔

تعداد طبع	ایک صفحہ	نصف صفحہ	ربع صفحہ
ایک سال کیلئے	للعہ ؍	صعہ ؍	سعہ ؍
چھ ماہ کیلئے	سعہ ؍	سعہ ؍	معہ ؍
تین ماہ کیلئے	سعہ ؍	ہے ؍	للعہ ؍
ایک ماہ کیلئے	صہ ؍	سے ؍	عہ ؍

کوئی صاحب کمی اُجرت کی خواہش نہ فرمائین رعایت کی گنجائش نہین۔ مشاہیر تیج کے صفحات کا نرخ اسکے علاوہ ہے جو بذریعہ خط و کتابت طے ہوسکتا ہے اُجرت ہر حال پیشگی آنا چاہیئے۔

مینجر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سہیل کی توسیع اشاعت مین مدد کرنا نصرت دین ہے

ماہواری رسالہ … لکھنؤ … سے شائع ہوتا ہے قیمت سالانہ ہندوستان میں … بیرون ہند [illegible] علاوہ محصول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ رسالہ محض احقاق حق کی نیت سے نکالا جاتا ہے جس کا نتیجہ حفظ افراد مذہب ہے نہ کسی کی توہین

کیلئے اگر کسی کو اس سے دل آزاری کا خیال ہو تو اُس کے دیکھنے کے لیے شایع نہیں کیا گیا

سہیل یمن

شرط است کہ بہر ضبط آداب و رسوم ❁ خیز و بعد از نبی امام معصوم

زاجماع چہ گوئی بہ علی باز گرائے ❁ مہ جائے نشیں مہر باشد نہ نجوم

جلد ۵ — ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۹ ہجری — نمبر ۵

منثورۃ الدرر

خصوصیات انجم

از حد گذشت شملۂ درویش دراز شیخ   حیراں ایں درازی بال ودمیم ما

سب سے پہلی آپ کی خصوصیت ہے کہ آپ ایک دنیا سے مناظرہ فرماتے ہیں، پنجاب ،اودھ، سی پی، بہار، رنگون، بعد اصرار سے طلب کے بعد جاتے ہیں اور ہمیشہ فتح آپ ہی کو حاصل ہوتی ہے کبھی بحمدہ تعالیٰ شکست نہیں ہوتی، ان باتوں کا اعلان خود آپ کا رسالہ النجم کیا کرتا ہے جسکے لئے آپ "خودکوزہ وخودکوزہ گر وخود گل کوزہ" کے مصداق ہیں خود اپنی تعریف آپ ہر رسالہ میں فرمایا کرتے ہیں، اور صائب کے مشہور شعر کو ہمیشہ نظر انداز کیا کرتے ہیں کیونکہ اسکا مفہوم حضرت عثمان کی حیا کے خلاف ہے :۔

ثنائے خود بخود کردن نزیبد مرد دانا را   خطوط نفس کے یا بد چو زن ..... خودالد

مگر مدیر النجم کا ادعا اسکے خلاف ہے وہ شعر کی ترمیم اپنی ۔ ح سرائی سے یوں کرتا ہے :۔

ثنائے خود بخود کردن بزیبد مرد داناں را   خطوط نفس می یا بد چوں ...... خودالد

اس عقل پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے جو یہ سمجھتی ہے کہ دنیا بیوقوف ہوگئی ہے، اور ہمیشہ مقابلہ میں ظفر مدیر النجم کی یاوہ گوئیوں میں منحصر ہے ۔ دوسری خصوصیت آپکی، جو اسی پہلی خصوصیت سے متفرع ہے یہ ہے کہ آپ تمام جوابات پاکے بھی یہ لکھنے کو تیار ہیں کہ میری باتوں کا جواب نہیں ہوا حالانکہ جواب الجواب آپ کو دینا کبھی نصیب نہیں ہوتا البتہ آپ علی شور بے حد مچایا کرتے ہیں، اور اسمیں وہ ایک حد تک معذور بھی ہیں، کیونکہ ماشاء اللہ آپ کا یہ انداز حضرت عمر کی اتباع میں ہے، ممدوح ہر جنگ میں ہنگامہ بپا کیا کرتے تھے، مگر کبھی کسی بہادر سے مقابلہ کی نوبت نہیں آئی اور کہیں خدانا کردہ کسی جری سے آنکھیں چار بھی ہوگئیں تو پھر آپ احد کی چوٹی پر دکھائی دیتے

تھے اور جامہ انسانیت سے باہر ہو بزرگوں کا لقب اختیار کر کے جبت و خیز میں مشغول ہو جاتے تھے۔ (دیکھو درمنثور سیوطی وغیرہ)

ہم نے سہیل یمن میں تحریف قرآن، حدیث قرطاس، ایمان بالقرآن، وصیت رسول اللہ اور صبر علی علیہ السلام، آیت مودت تفسیر اولامر اور دیگر جوابات دیے اور انکے درمیان میں ہمارے سوالات بھی تھے مگر افسوس کہ کسی ایک بات کا جواب نہ دیا گیا بلکہ، النجم کا مبادلہ ہی بند کر دیا گیا، اور باوجود طلب آپنے روگردانی اپنا شعار رکھا، اسکے علاوہ اور بہت سے مطالب جنکا احصا بخوف طول کلام اسوقت ناممکن ہے، سہیل میں آئے مگر مدیر النجم کو ہمیشہ فاتحانہ شکست ہوا کی اور ہمیشہ انکار شکست کرتے ہی رہے:۔ یہ کہتے ہوئے،

شادم کہ بر انکار من شیخ و برہمن گشتہ جمع کز اختلاف کفر و دین خود خاطر من گشتہ جمع

تیسری خصوصیت آپکی کذب صریح ہے جو شنشنۃ اعرفہا من اخزم کی مصداق ہے اور آپ ایسا صریحی جھوٹ بولتے ہیں کہ خود کذب کو شرم آجائے مگر آپ کی گردن نیچے نہو اور اگر بفرض محال کبھی شرم آئے بھی تو چہرے کی سیاہی زردی شرم پر غالب رہتی ہے، چنانچہ آپ النجم جمادی الاولی ۱۳۴۹ھ نمبر ۱۲ میں جو خاص آدمی بھیجکر دفتر سے منگوایا گیا، کیونکہ آپ مبادلہ میں النجم نہیں بھیجتے اگرچہ سہیل برابر ہر ماہ میں بھیجا جاتا ہے اور اب تو یہ انتظام کر دیا گیا ہے کہ ہر ماہ میں دستی بھیجدیا جائے تاکہ آپ کو جھوٹ کا موقع نملے اور آپکی بخشش کا اوعیر معلوم سہی، رانتہ نکلے لکھتے ہیں

"اصلاح والے نے اسکو سہیل مصر شیخ کا یوسف" بتایا تھا اور لکھا تھا کہ مجتہدین کو النجم کی طرف دیر میں توجہ ہوئی الی اخر المفوات ؛

لعنۃ اللہ علی الکاذبین، اگر سچے ہو اور حضرت عمر کو با ایمان سمجھتے ہو تو یہ فقرہ مجتہدین لکھنؤ والا اصلاح میں دکھا دو، ولن تفعلوا پھر لکھتے ہیں اور اچھا لکھتے ہیں،

سہیل نکلا تو مدتوں پوشیدہ رکھا گیا (جھوٹے پر لعنت) بہزار مشکل النجم سے مبادلہ ہوا لعنۃ اللہ علی الکاذبین) پھر بھی درمیان کے بعض نمبر چھپا ڈالے گئے رات

بعض الظن اثم جو تھا صفا کرنے پر بھی نہ ملے (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

ناظرین! ان اتہامات پر نظر کریں، سہیل اور النجم سے چھپا یا گیا، اگر دنیا میں خدانخواستہ ایسے دماغ بھی سانچے میں ڈھلے ہیں تو تو بار و کرنے میں [illegible] نہیں در نہ ظاہر ہے کہ سہیل حقیقتاً ہی مطلب سے نکلا کر النجم کی دریدہ دہنیوں کا جواب دیتا ہے، اس سے مبادلہ نہ کرتا یعنی چہ، تم نے کب نقاضہ کئے کوئی ثبوت پیش کرو جھوٹ بولنے سے کوئی فائدہ نہیں،

سہیل ہمیشہ بھیجا گیا، اور کبھی وہ بند نہیں کیا گیا البتہ چند ماہ جب وہ میری علالت کی وجہ سے نہیں نکل سکا آپکو نہیں بھیجا گیا جس سے آپ بھی مستثنیٰ نہیں اب ان کاذبوں سے کوئی نتیجہ نہیں دنیا آپکو سمجھ چکی ہے اور علمائے اہل تسنن آپکو کافر اور خارجی کے لقب سے ملقب کر چکے ہیں اور فتاوی چھپ چکے ہیں اب جھوٹ آپکی ہستی کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا،

وگہ کرشمہ در ایجاد شیوۂ کمیست تو زعرب قطع نظر و روغ در دغ
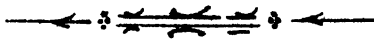
ہم اپنے مطالبات کی فہرست سہیل کے مختلف پرچوں میں شائع کر چکے ہیں اگر تمہارے مذہب میں کچھ بھی دم ہو تو انکے جوابات دو اور اگر وہ سارے تم تک نہیں پہونچے (ڈاک سے ضائع ہو گئے) یا گم ہو گئے، تو ہم سے طلب کرو ہم بھیجنے کے لیے تیار ہیں۔ اگر اسپر بھی تم نے ہمارے مطالبات کا جواب نہ دیا اور النجم کو دوسرے مضامین لوچ سے بھرا تو یاد رہے کہ تمھیں دنیائے تسنن کا فرتو بنا ہی چکے ہیں، اپکی کسی دوسرے لقب کے منتظر ہو۔

یہ بھی یاد رکھو! کہ سہیل نہ کبھی تمھارے جوابات سے عاجز تھا اور نہ آج ہے وہ تمھاری رد کے لیے نکلا اور تمھاری رد کرتا رہے گا ان طفلانہ خیالات کو چھوڑو جو تمھارے دماغ میں منبوت میں شان کی حیثیت سے جاگزیں ہو گئے ہیں یہ "صلح حدیبیہ" نہیں "حزب سہیل" ہے جو حشرات الارض کے فنا کرنے کو طلوع ہوتا ہے اور انشاء اللہ طلوع ہوتا رہیگا،

دریں سپہر بو طہوری گواہ غالب بس من و زکوئی تو عزم سفر و روغ دروغ

النجم کا خاصہ ہے کہ کبھی جواب نہ دے گا

کلک ما تا بہ کف ماست تو دشمن چہ ہراس   چوں فریدوں علم آراست ز ضحاک چہ باک

یوں تو آپ کو بہت سے آموختے یاد ہوں اور ازبر ہیں، مثلاً کافی کی حدیث تلقیہ جسکا جواب متعدد
مرتبہ سہیل نے دیا اور استبصار کی روایت میں دو عورت کے لفظ سے مدیر النجم کی جہالت اور اسکا
کذب واتہام ثابت کیا کیونکہ انہوں نے اسکو غلط دیا تھا، یوں ہی کافی کے دیگر احادیث جن کا جواب سہیل نے
دیا اور وہ ایسا مبہوت تھا کہ آج تک ختم اللہ علی قلوبھم کی مہر دہن پر ہے، یوں تو یہ ہے ایسی
ہی بہت سے مسائل تھے مگر وہ سب لاجواب نکلے،

ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ جب النجم میں فروغ تجارت منحوس کے لیے "سیرت خلفاء
راشدین" رسالہ کی شکل میں نکلی اور حضرت ابوبکر کی مدح شروع ہوئی تو سہیل نے قلم اٹھایا اور
حضرت ابوبکر کی شراب نوشی، جسکے عدم کا ادعا تھا، آپ کا جھوٹ بولنا آپکی صدیقیت کی نفی اور
آپکی بدصورتی اور ذکر یہ المتغیر ہونے کے دلائل سہیل نے لکھے اور کتب مؤلفہ اہلسنت سے لکھے، مگر
بجائے اسکے کہ النجم ان باتوں کی رد کرکے اپنے مطلب کو قوی کرتا اس نے کوئی جواب نہ دیا اور
تمام خلفاء کی سیرت لکھ ڈالی جیسے سب صحیح ہو، پھر جب بے شرمی کی یہ حد ہو تو کیا کہا جائے
النجم جلد ۸ نمبر ۹ ماہ میں کرامات عمر جو لکھے گئے ہیں انکا کیا کہنا، سب سے بڑی خوبی تو یہ ہے
کہ جو کچھ لکھا ہے وہ آپ ہی کے الٰہ کے گنبد دماغ کی صدا ہے جسکی بازگشت ساءت مصیرا کی ضمانت
کرتی ہے، انہیں حضرت عمر کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ آپ پر ایک عجمی شخص نے حملہ کیا، اور
اور آپ سو رہے تھے فوراً دو شیر نکلے جو اس عجمی پر حملہ آور ہوئے، وہ فریاد کرنے لگا۔ عمر جاگ
اٹھے الیٰ آخر الہفوات

مگر ابولولو کے خنجر کے وقت یہ شیر نہیں معلوم کہاں تھے، اس وقت تو ابوہریرہ کی بلی بھی نہ نکلی
اور نہ وہ کتے آئے جو ابوبکر کے دہن سے ازواج نبی کی ٹانگ کھینچنے کے لئے تجویز کیے گئے تھے۔
لو جرت الکلاب الخ

کیونکر مانوں کہ حضرت عمرنے شیروں کو دیکھا اور بیٹھے رہے ممکن ہے کہ قریب اس جنگل میں کوئی جائے پناہ نظر نہ آئی ہو، ورنہ حالِ شجاعت بخوبی روشن ہے، اور احد کی چوٹی گواہ، جب جنگی شیروں سے مقابلہ ہوا تو جائے ضرور کی نوبت آئی یہاں نہ معلوم کیا ہوا،
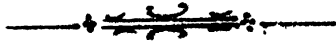
ایک صدائے بے ہنگام

ہرزہ مشتاب و پے جان شناسان مدا ــــ اے کہ در راہِ سخن چو تو ہزار آمد و رفت

النجم جلد ۸ نمبر معجون مرکب یعنی ۵، ۶، ۷، ۸ میں یہ عبارت باعث صد مضحکہ ہے جسمیں جھوٹ کا ایک طوفان بپا کیا گیا ہے، اور غریق بحر النجم ہاتھ پاؤں مار رہا ہے، لکھتا ہے، مصر تشیع کا یوسف یعنی سہیل یمن لکھنؤ بند ہو گیا، قُل موتوا بغیظکم۔ مصر تشیع کا یوسف نہیں بند ہوا، وہ اسیطرح سریر آرائے ملک سخن ہے، جیسے پہلے تھا، البتہ چونکہ یوسف تھا لہذا زندان غم جھیلنا ضروری تھا اور یہ انکی غیبت علالت تھی،

باخت او بلکہ تیغ ابتا تا شائش رنگ ــــ از حیا بر در زنداں بگل اندرون رفت

تم نے یوسف جسکو مانا ہے اُسکو صدیق بھی سمجھو یوسف ایہا الصدیق اور مقابلہ صدیق میں جو آئے اسکے کاذب ہونے میں شک نہیں تمھارا یہ لکھدینا اور خوش ہونا کہ سہیل بند ہو گیا تمھارے کذب کی روشن دلیل ہے

مگر تم اس جھوٹ بولنے میں معذور ہو کیونکہ خلیفہ ثانی کی صفت ممتاز یہی تھی، تمھیں یاد نہیں کہ رسول کی موت کے وہ قائل نہ تھے بلکہ ڈنڈا لیے ہوئے حبت وخیز فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر کسی نے بھی کہا کہ رسول مر گئے تو اُسکا سر توڑ دوں گا، یہ اسلیئے کہ جبتک یہ امر خلافت اس دوسرے میں طے ہو جائے، بہر حال وہاں معدوم کو موجود ماننے کی سعی تھی یہاں موجود کو معدوم قرار دینے کی کوشش کر رہے ہو

تا تنک مایہ بدریوزہ خود آرا نشود ــــ نرخ پیرایہ گفتار گراں می بایست

رفع الخرافات عن آیۃ الاستخلاف

مدیر النجم نے "آیہ استخلاف" کی غلط تفسیر جو النجم میں کی ہے اور تفسیر بالرائے سے اپنے کو مستحق بنایا، اُسکا جواب نہایت محققانہ عام فہم جناب ڈاکٹر حکیم نور حسین صاحب صابر جنگ سیالوی نے دیا جسکی پہلی قسط شوال نمبر میں نکل چکی ہے اور دوسری قسط اس نمبر میں شایع ہورہی ہے اُمید ہے کہ ناظرین کرام اس مضمون سے فائدہ اٹھائینگے کیونکہ جوابات اس تحقیق پر مبنی ہیں جو عقلا کا شیوہ ہے نہ اس تحقیق غیر محقق پر جسکا عامل مدیر النجم ہے ہمارے مذہب کی قوت کو دیکھو کہ مطالب ہماری کتابوں سے ثابت کیئے جاتے ہیں اور اپنے مطلب کی ناتوانی پر نظر کرو کہ آجتک سوائے اپنی کتابوں کے ہماری کتابوں سے کوئی ثبوت نہ مل سکا تاکہ ہم پر حجت ہوتا اور اگر تمھیں ملتی بھی ہیں تو وہی احاد اور غیر موثق روایات، اشرم اشرم اشرم،

اس مضمون میں مصنف نے اگرچہ عدم تحریف کا قول اختیار کیا ہے بعض علمائے سلف کے اتباع میں مگر سہیل ہمیشہ یہی لکھتا رہا اور لکھتا رہیگا کہ ہمارا کچھ نہیں بگڑتا چاہے ہم عدم تحریف کو اختیار کریں اور چاہے تحریف کو دونوں صورتوں میں ہمارا مطلب حاصل ہے، چنانچہ وہ تحریف کی بنا پر بحث بھی کرچکا ہے جس سے ناظرین غافل نہونگے اور آئندہ بھی وہ اُسکے ثبوت کے لیئے تیار ہے

اس مضمون کا محققانہ انداز اسکا طریقۂ استدلال اسکا اسلوب بیان، اور اسکی متانت تحقیق حقیقتا قابل صد مدح و فخر ہے خدا وند عالم ڈاکٹر صاحب کو جزائے خیر دے ممدوح سنی مذہب تھے اور آپنے اپنی تحقیق بالغ سے مذہب حق اختیار کیا اور اُسدن سے آجتک امداد مذہب میں مصروف و مشغول ہیں، فجزاہ اللہ خیرا

سبع مثانی

فرمانروائے ملک سخن و حکمران مملکت شاعری جناب مرزا سلامت علی صاحب المتخلص بہ دبیر اعلی اللہ مقامہ کی ان چودہ منتخب مراثی کا مجموعہ ہے جو اپنی آپ ہی نظیر ہے جسکی تالیف جناب سید

سرفراز حسین صاحب خبیر تلمیذ جناب اوج صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہ نے فرمائی ہے، اس مجموعہ میں ایک مبسوط مقدمہ بھی مولف نے لکھا ہے جسمیں ملک اہبیت کے حالات قلمبند کیے ہیں اور نہایت دلچسپ ہے، مقدمہ کا ہیکو ہے ایک سوانحعمری ہے جو حالات مصنف کی آئینہ دار ہے، خود رباعیاں جناب دبیر صاحب مرحوم کی ہاتھ کی لکھی ہوئی اسمیں موجود ہیں جنکا بلاک بھی ہے مرحوم کے مقبرہ شکستہ کا بھی فوٹو اسمیں شامل ہے، اسکا حجم ۲۹۴ صفحات کا ہے کتابت و طباعت عمدہ اور نظر فریب ہے، قیمت قسم اعلی عہ قسم دوم عا قسم سوم عہ تمامز بک ایجنسی نخاس لکھنؤ سے طلب کیجئے،

سچا موتی

علامہ دوران ملا محسن شامی نے ایک رسالہ لکھا ہے جسکا نام "مہہ شیں" ہے اور اس رسالہ میں سوال وجواب کے انداز میں تمام علمی مطالب جو اصول دین ہمارے متعلق ہیں آپنے تحریر فرمائے ہیں اور حواشی میں انکے تشریحات دیے ہیں، صرف اصول دین ہی کے تفصیلی معلومات اسمیں نہیں بلکہ اسلامی تاریخ کا ایک خلاصہ ہے جو علمی کلام میں آگیا ہے، یہ رسالہ عوام کے اعتقادات خصوصاً بچوں کے اعتقادات درست کرنے کے لیے ایک لاجواب رسالہ ہے جسکے پڑھنے کے بعد کسی قسم کے اعتراض کے جواب سے اسکا پڑھنے والا عاجز نہیں رہ سکتا،

حضرت شمس العلماء علامہ علی الاطلاق مولانا مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے اس رسالہ کا ترجمہ فرما دیا ہے اور اسکا نام سچا موتی رکھا ہے کہ خلق خدا کو اس سے نفع پہونچے اور ہماری موجودہ اور آئندہ نسلیں اپنی معتقدات کی استحکام میں اس سے مدد لیں، ممدوح کی زباندانی سے زمانہ واقف ہے، لہذا ترجمہ کی خوبی پر روشنی ڈالنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے، غرضکہ رسالہ اپنا آپ ہی نظیر ہے، رسالہ زیر طبع ہے اسکا حجم ۵ جز کا ہے تقطیع ۲۰×۳۰ ہے طباعت وکتابت عمدہ اور جاذب نظر ہے دفتر سہیل سے ۵/ کے ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیے اور اگر دستی منگوائیے تو صرف ۵/ اسکی قیمت بھیجئے،

وہ بعد فتح مکہ پورا ہوجاتا ہے اور جناب رسول اکرم صلعم کا توحیدی مشن کامیاب ہوجاتا ہے جو لوگ اس آیہ کو حضرات اصحاب ثلثہ پر لگاتے ہیں وہ شان رسالت کو گھٹاتے ہیں، اور اعجاز قرآن شریف کو چھپاتے ہیں،

عبادت الٰہی جل شانہٗ یعبدوننی لایشرکون بی شیئاً وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرینگے، تمام صحابہ کرام زمانہ نبوت میں بے خوف اور خطر ہوکر خدا کی عبادت کرنے لگے شرک کا نام و نشان بھی مٹ گیا تمام بت خانہ گرائے گئے۔ بت اکھاڑ کر پھینک دیے گئے، اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا ہوا۔

آخری حجۃ الوداع میں اللہ تعالیٰ کا حبیب سیدنا محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کبار کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کرتا ہے جہاں لات وعزیٰ کے پوجاری رات دن کی سیوا اور پوجا کرتی تھے وہاں کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ڈنکا بجا دیتا ہے، ملک عرب سے کفر و شرک کا نام مٹا دیتا ہے اور تمام ملک عرب کو وحدت کا کلمہ پڑھا کر پاک پروردگار کے سامنے سروں کو جھکاتا ہے۔ اور اسلام کا نام روشن کرا دیتا ہے اس سے بڑھکر اور کیا کامیابی ہوگی اور کیا اکمال دین ہوگا۔ پس تمام وعدہ الٰہی زمانۂ نبوت میں پورا ہوگیا، اگر یہ وعدہ خداوندی صرف حضرات اصحاب ثلثہ سے مخصوص کیا جائے تو دین اسلام دین الٰہی نہیں رہتا بلکہ وہ دین اصحاب ثلثہ ہوجاتا ہے کہ نہ تو زمانۂ نبوت میں دین اسلام کو تمکین ہوئی اور نہ) بعد حکومت حضرات اصحاب ثلاثہ ہی دین کو تمکنت حاصل ہوئی صرف پچیس سال تک اسلام رہا پھر اپنی حضرات ثلاثہ کے ساتھ چلتا بنا اوّل اور آخر اندھیرا ہی اندھیرا رہا تو پھر اسلام اسلام کی چیخ پکار کیوں ہے۔ اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیوں نبوت و رسالت ملی جب وہ دین اسلام کو مکمل چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے، اور حضرات اصحاب ثلثہ کیوں نبی و رسول مقرر ہوکر دنیا میں مبعوث نہ ہوے مسلمانو! غور کرو اور سوچو صرف ان حضرات کے بے جا و ناجائز محبت و حمایت میں آپ لوگ تکذیب نبوت کر رہے ہیں کیا کفران نعمت نہیں اور صریح انکار قرآن عظیم الشان نہیں کہ ہم اقرار نہ کریں کہ استخلاف فی الارض، تمکین دین اور تبدیل امن بعد الخوف آنحضرت صلعم ہی کو مل گئی اور کل کمالات

انسانی اور ربانی روحانی کا آپ پر اتمام ہوا۔ (صابر)

خلافت اصحاب ثلثہ غیر موعود ہیں

مذہب سنی کے صحاح ستہ۔ مذہب سنی کے اکثر تفاسیر مذہب سنی کے اکثر تواریخ پکار پکار کر گواہی دے رہی ہیں کہ حضرات اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت آیہ استخلاف کے وعدہ میں نہیں ہے اور نہ ان پر کوئی نص قطعی ہی ہے بلکہ اُن کی بادشاہت وحکومت یا خلافت اجماعی ہے۔ جناب رسول اکرم صلعم نے ان حضرات ثلثہ کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا،

(الف) جب جناب رسول اکرم صلعم کا انتقال ہوگیا) اور انصار سب کے سب سعد بن عبادہ سمیت بنی ساعدہ کے چھتے میں جمع ہوئے اور مہاجرین سے کہنے لگے اب ایسا کرو کہ ایک امیر ہماری قوم کا رہے ایک امیر تمہاری قوم کا رہے دونوں ملکر حکومت کریں۔ انصار کی خبر سن کر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن جرّاح وہاں پہونچے، حضرت عمر نے بات کرنا چاہی لیکن حضرت ابوبکر نے فرمایا ذرا خاموش رہو یا حضرت عمر کہا کرتے تھے کہ میں نے جو اس وقت حضرت ابوبکر سے پہلے بات کرنا چاہی تھی اُسکی وجہ یہ تھی کہ میں نے ایک عمدہ دل پزیر تقریر سوچ رکھی تھی کیونکہ میں ڈرتا تھا کہ حضرت ابوبکر ویسی تقریر بیان کرسکیں گے لیکن حضرت ابوبکر نے باتیں شروع کیں تو نہایت ہی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ اُنھوں نے انصار سے کہا امیر تو ہم ہی میں سے قریش کے لوگ رہینگے تم لوگ وزیر اور مشیر ہو سکتے ہو۔ حباب بن منذر کہنے لگے ہرگز نہیں خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا۔ منّا امیر ومنکم امیر ایک امیر ہم میں کا رہیگا اور ایک امیر تم میں کا۔ حضرت ابوبکر نے کہا یہ نہیں ہوسکتا ہم امیر رہینگے تم وزیر رہو وجہ یہ ہے کہ قریش کے لوگ سارے عرب میں شریف خاندان اور اُن کا ملک یعنی مکہ عرب کے بیچ میں ہے ایسا کرو تم کو اختیار ہے یا تو حضرت عمر سے بیعت کرلو یا ابو عبیدہ بن جراح سے حضرت عمر نے یہ سن کر کہا واہ تمہاری ہوتے ہوئے ہم تو تم ہی سے بیعت کرینگے، تم ہمارے سردار ہو اور ہم سب سے افضل ہو اور آنحضرت صلعم کو تم سے ہم سب سے زیادہ محبت تھی خیر حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کا ہاتھ تھاما اُن سے بیعت کی اور دوسرے لوگوں نے بھی بیعت کرلی۔ اب ایک شخص کہنے لگا تم نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا۔ حضرت عمر نے کہا اللہ اُن کو تباہ کرے (صحیح بخاری مترجم کتاب المناقب۔

پارہ چودھواں بحث احمدی پریس لاہور)

سقیفۂ بنی ساعدہ کے اس منظر اور بیعت سے صاف ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت ابوعبیدہ نے انصار سے جھگڑ کر بیعت کرائی اگر ان حضرات کی خلافت موعود ہوتی تو کوئی آیت یا حدیث قطعی یا آیۂ استخلاف پیش کی جاتی۔ یا بنی ہاشم وسادات کرام کو شوریٰ میں شامل کیا جاتا یا جنرل کمیٹی میں الکشن ہوتا مگر یہاں کچھ بھی نہ ہوا۔

(ب) حضرت ابوبکر نے ۲ ½ سال خلافت کی اور وقت وفات اپنا ولیعہد و جانشین حضرت عمر کو تحریری وصیت سے بنا گئے۔ حضرت عمر کو ابولولو پارسی مسلمان نے دو دھاری چھری سے قتل کیا جب اچھے ہونے سے مایوس ہوئے تو لوگوں نے کہا اے امیرالمومنین کسی کو خلیفہ بنا جاؤ انھوں نے کہا۔ خلافت کا حقدار ان چند لوگوں سے زیادہ کوئی نہیں جن سے آنحضرت صلعم مرتے دم تک راضی رہے۔ انھوں نے حضرت علی حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کا نام لیا اور کہا کہ عبداللہ بن عمر مشورے میں تمہارے ساتھ شریک ہوگا (صحیح بخاری پ۱۴ صفحہ ۹ مترجم)۔ احمدی پریس لاہور

حضرت عبدالرحمن کی طرفداری اور پارٹی فیلنگ جنبہ داری سے حضرت عثمان خلیفہ مقرر ہوئے اور جناب علی مرتضیٰ تیسری دفعہ محروم کیے گئے آخرکار مہاجرین وانصار نے حضرت عثمان کو قتل کر ڈالا اور جناب علی مرتضیٰ شوریٰ کامل سے بادشاہ و خلیفہ ہوئے

(ج) اگر خلافت موعود ہوتی اور جناب اصحاب ثلثہ حقیقی خلفاء رسول مقبول ہوتے تو جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ضرور اُن کو اپنا جانشین اور ولیعہد بنا جاتے مگر کل صحاح ستہ گواہ ہے کہ ان کی خلافت کی واسطے کوئی صریح فرمان نبوی نہیں بلکہ دعوت قریش میں خاصکر مقام خم غدیر پر جناب رسول بشیر و نذیر صلعم نے جناب امیرالمومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کو ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابۂ کرام کے روبرو اونٹوں کے پالانوں کا ممبر بنا کر اور جناب حیدر کرار علیہ السلام کو اپنی پہلو میں کھڑا کرکے ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

جسکا میں سردار ہوں اسکا علی بھی سردار ہے خداوند دوست رکھ تو اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن

رکھ اسکو جو علی سے دشمنی رکھے ( )

اسکے بعد تمام حاضرین کو بیعت کا حکم دیا اور جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کی دستاربندی فرما کے باضابطہ اپنا ولیعہد و جانشین مقرر فرمایا حضرت حسان بن ثابت نے قصیدہ مبارک پڑھا اور آیت اکمال دین نازل ہوئی یہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول اکرم صلعم کی عدالت اور انصاف ہے کیونکہ جناب علی المرتضیٰ میں وہ تمام کمالات روحانی و جسمانی پائے جاتے ہیں جو نبوت و ولایت و امامت کیواسطے ضروری ہیں اور وہ بعد النبی صلعم افضل الناس ہیں (ثبوت خلافت دیکھو) مگر دنیاوی جاہ و جلالت ذاتی شان و شوکت دولت و حکومت کیواسطے حضرات شیخین نے بیعت خم غدیر کی پرواہ نہ کرکے جناب رسالتمآب صلعم کے صریح احکام سے منہ موڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں جاکر اجماعی خلافت قائم کی۔ اور اصلی اور حقیقی وارث خلیفۃ اللہ۔ وصی رسول اللہ صلعم کو اپنے حقوق خلافت سے محروم کردیا اور اہلبیت رسالت کو پامال کیا۔ اگر حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت موعود ہوتی یا وہ خلیفہ مقرر ہوتے تو جناب علی المرتضیٰ اور خاندان نبوت ہرگز مخالفت نہ کرتے صحاح ستہ میں ایسی احادیث پائی جاتی ہیں جن سے صاف ثابت ہے کہ حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت نصی نہ تھی۔ سنو!

۱۔ **حدیث شریف** ۔ مشکوٰۃ باب جامع المناقب ربع ۴ صفحہ ۴۴۴ مطبوعہ امرتسر۔ اور تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۔ پر ہے :-

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ کاش آپ کسی کو خلیفہ کرتے فرمایا اگر خلیفہ کردوں تم نافرمانی کرو اسکی تو تم عذاب دیے جاؤ گے لیکن جو کچھ حذیفہ تمکو خبر پہنچائے اسکو سچا جانو اور جو تمکو عبداللہ بن مسعود پڑھائے اسکو پڑھو

عن حذیفۃ قال قالوا یا رسول اللہ صلعم لو استخلفت قال ان استخلفت علیکم فعصیتموہ عذبتم ولکن ما حدثکم حذیفۃ فصدقوہ وما اقرأکم عبد اللہ فاقرؤہ (ترمذی)

(مشکوٰۃ جامع المناقب صفحہ ۵۴۴)

۲۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر زخمی ہوئے تو لوگوں نے کہا آپ خلیفہ کر جائیے فرمایا اگر میں کسی کو خلیفہ کر جاؤں تو بھی ہو سکتا ہے کیونکہ مجھکو خلیفہ نہ کرگئے جو مجھ سے بہتر تھے یعنی حضرت ابوبکر اور اگر میں

کسی کو خلیفہ نہ کر جاؤں تو بھی ہو سکتا ہے کیونکہ کسی کو خلیفہ نہیں کر گئے جو مجھ سے بہتر تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ بن عمر نے کہا جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا تو جب مجھے یقین ہوا کہ وہ کسی کو خلیفہ نہ کرینگے (صحیح مسلم مترجم جلد خامس کتاب الجہاد والسیر باب الاستخلاف صفحہ ۱۹۶ وجامع ترمذی جلد دوم صفحہ ۱۲) باب الخلافتہ، سنن ابو داؤد مترجم صفحہ ۳۰۳، فیض الباری شرح صحیح بخاری پ ۲۹ صفحہ ۱۵۷)

نوٹ

پس ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر اجماع یا سقیفہ بنی ساعدہ کے خلیفہ ہیں اور حضرت عمر کو نائب خلیفہ ابوبکر کا کہنا بجا ہے ان حضرات کو خلیفہ رسول کا خطاب دینا سراسر افترا ہے؛

۳۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ہم پر کسی کو امیر کریں آپ نے حضرت ابابکر و حضرت عمر کے معمولی اوصاف بیان کر کے فرمایا:۔

وان تومروا علیاً ولا اراکم فاعلین تجدوہ هادیاً مھدیاً یاخذ بکم الطریق المستقیم (رواہ احمد - باب مناقب العشرہ - مشکوۃ شریف)

اگر جناب امیر (علی) کو امیر کرو گے تحقیق میں نہیں گمان کرتا ہوں کہ تم اُسکو امیر بناؤ گے تو اُسکو پاؤ گے سیدھا راہ دکھانے والا - ہادی اور مہدی (سنی جلد ۴ صفحہ ۴۰)

۴۔ فرمایا میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے ۔ وہ سب کے سب قریشی ہونگے (بہ روایت مودۃ القربیٰ ہاشمی ہونگے (دیکھو صحیح بخاری - صحیح مسلم - جامع ترمذی جلد دوم ابواب الفتن صفحہ ۱۱۳) مفصل دیکھو ثبوت خلافت حصۂ دوم)

خطبۂ شقشقیہ نہج البلاغت میں جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ایک خطبہ شقشقیہ موجود ہے جسمیں جناب امیر علیہ السلام نے حضرات اصحاب ثلثہ کی اجماعی خلافت کا فوٹو کھینچا ہے اور اپنا استحقاق خلافت ظاہر کیا ہے اگر حضرات اصحاب ثلثہ کی خلافت موعود ہوتی یا وہ خلفا رسول مقبول صلعم ہوتے تو جناب مولا مرتضیٰ علی علیہ السلام ہرگز ناراض نہ ہوتے اور نہ خلفاء ان نبوت

واہلبیت رسالت صلعم ان سے کنارہ کش رہتے ہیں سنو! :-

اما واللہ لقد تقمصہا فلان وانہ لیعلم ان محلی منہا محل القطب من الرحی - ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی الطیر الخ اے سننے والے خبردار ہوجا - کہ قسم خدا کی حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ نے پیراہن خلافت کو پہن لیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا اور اسے اچھی طرح یقین تھا کہ خلافت کے لیئے میرا وہی مقام ہے اور مجھے اس سے وہی نسبت ہے جو قطب آسیا کو چکی سے ہے - مجھ سے علم کا ایک موج مارنے والا دریا نکل رہا ہے اور میرے علم و منزلت کا وہ بلند درجہ ہے جہاں تیز پرواز شاہین کے پر جلتے ہیں جب ابن ابی قحافہ نے اس پیراہن کو ناحق پہن لیا تو میں نے اپنی اس خلافت کے درمیان پردہ ڈالدیا اور اس سے پہلوتہی کی اور اس معاملہ میں غور کیا کہ اپنے بریدہ شکستہ ہاتھ سے اس پر حملہ کروں یا اس ظلمت و تاریکی پر صبر کروں یہ ایک ایسی مصیبت عظمی تھی جس کے صدمہ سے خورد سال بوڑھا ضعیف ہوجائے اور مومن رنج و غم میں گرفتار ہوکر خدا سے ملاقات کرے اسوقت میں نے دیکھا کہ اس واقعہ پر صبر کرنا بہت بہتر اور نہایت ہی عقل مندی ہے لہذا میں نے صبر اختیار کیا - اسوقت یہ حالت تھی کہ آنکھیں غبار اندوہ اور خار مصیبت کی خلش میں گرفتار تھیں اور حلق میں پھندے پڑے جاتے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ میری میراث کس طرح تاراج و غارت ہورہی ہے یہاں تک کہ اول (حضرت ابوبکر) تو اپنے راستہ پر گزر گیا اور اپنے بعد خلافت کا ڈول فلاں (حضرت عمر) کیطرف پھینک گیا - مگر مجھے تو تعجب ہے کہ ابوبکر اپنی حیات ہی میں خلع بیعت کرتا تھا مگر اپنے مرنے کے بعد خلافت دوسرے کے سپرد کرگیا پستان ناقہ خلافت کو دونوں نے آپس میں دوہا افسوس خلافت کو ایک درشت مزاج اور تند خو کے حوالہ کردیا جسکی زبان نہایت سخت اور کاری تھی جسکا چھونا بھی ناگوار تھا جسکی گفتار و کردار دونوں ناہموار و ناہنجار تھیں اسکی طبیعت میں سخت لغزشیں تھیں وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا تھا اور اپنی لغزشوں پر عذرخواہ بھی ہوتا تھا۔ .... اس کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو کبھی بوجھ نہ اٹھانے والے سرکش اونٹ پر سوار ہو اگر یہ سوار اسکی مہار کھینچتا ہے تو اسکی ناک پارہ پارہ ہوئی جاتی ہے اور اگر چھوڑتا ہے تو خود گرنے کا خوف ہے حیات خداوندی کی قسم

ہے کہ لوگ اس کے سبب سے خطا میں مبتلا ہو گئے پھر اہل ذما اہل دینی اور دنیاوی امور میں رائے زنی کرنے لگا متلون مزاجیاں اور اعتراض دامن گیر ہوئے میں نے طول مدت اور شدت محنت پر صبر کیا یہاں تک کہ یہ شخص بھی اپنے راستہ پر گذر گیا اور امر خلافت کو ایک جماعت میں چھوڑ گیا اور گمان کیا کہ میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔ یا اللہ! - اس شوریٰ کی بابت میں فریاد کرتا ہوں۔ مجھے کس زمانہ میں یہ تردد ہوا تھا کہ میں اس جماعت کے اوّل اور پیشوا (ابوبکر) کا مصاحب بن جاؤں یہاں تک کہ اس جماعت کے ایسے ایسے لوگوں سے متقارن ہوں جب خود حضرت ابوبکر ہی کی مصاحبت اور معیّت مجھے پسند نہ تھی جو اُن کا پیشوا تھا پھر اُن کے شریک مشورہ ہونا مجھے کیونکر پسند ہوتا میری شان وقدر علم وفضل حکمت واخلاق کے درجے بہت اعلیٰ ہیں۔ جاہلوں کے مشورہ میں شریک ہوتا مجھے کب گوارا ہو سکتا ہے، لیکن جب یہ لوگ زمین کی طرف اترے مجبورًا میں بھی اُنکے ساتھ اُترا اور جب یہ اونچی اڑان پہ گئے مجھے بھی ہمراہ رہنا پڑا مجھے تو اُنکا رام کرنا اور اُنھیں ہدایت کا راستہ دکھلانا مطلوب تھا جیسے اہلی کبوتر جنگلی کبوتر کے ساتھ پرواز کر کے اُسے اپنا کر لیتا ہے پس اس جماعت میں سے ایک شخص میرا دشمن ہو گیا اور ایک دوسرا شخص (عبدالرحمن بن عوف) اپنے داماد کی طرف مائل ہو گیا اور وہ دو شخص بھی اسکے ہم زبان ہو گئے جو اپنی قباحت اور ذلت کے سبب اس قابل بھی نہیں کہ اُن کا نام لیا جائے یہاں تک کہ اس قوم میں سے ایک تیسرا شخص (حضرت عثمان) خلافت پر قائم ہو گیا اور اسکی یہ حالت تھی کہ اُس نے اپنے معدے اور امعا کو حلق تک دنیا کے مال سے بھر لیا۔ تن پروری اختیار کی لوگوں کے مال کھانے شروع کئے پھر ساتھ ہی اسکے باپ کے بیٹے بھی شریک ہو گئے خدا کے مال کو اسطرح کھانے لگے جیسے اونٹ فصل بہار کی گھانس کو چر جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسکے قبیلے اس پر ٹوٹ پڑے اور اُسکے اعمال نے اسکے قتل میں بڑی سرعت سے کام لیا اور اسکی شکم پری نے اُسے اوندھا منہ کے بل گرا دیا۔ مستحقین کا مال کھا جانے اور بیت المال میں اسراف کرنے سے یہ نوبت ہو گئی اس وقت بھی کسی چیز نے مجھے خوف وخطر میں مبتلا نہیں کیا مگر یہ کہ لوگ میری طرف یکے بعد دیگرے چلے آتے تھے اور چاروں طرف سے بیعت کے لئے مجھے گھیر لیا تھا یہاں تک کہ قریب تھا حسنین بھی

کشاکش اور اژدہام میں پامال ہو جائیں میرے چادر کے دونوں گوشے پھٹ گئے اور لوگ بھیڑوں کیطرح جمع ہوئے تھے مجبوراً جب میں نے امر خلافت قائم کیا تو ایک گروہ ناکثین (بیعت توڑنے والے) میں داخل ہوا الخ)

جب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام حضرات اصحاب ثلثہ سے انکار کرتے اور انکی خلافت کو موعود نہیں فرماتے تو ہم شیعان حیدر کرار علیہ السلام کس طرح انکو برحق خلیفہ مان لیں آجتک کوئی سُنی نصی خلافت ثابت نہ کر سکا ہر ایک نے اجماعی خلافت پر زور دیا مگر اب ہیئر النجم کا استدلال زالا آسے نارا ضنگی بتول بنت رسول مقبولؐ اگر حضرات اصحاب ثلثہ کی خلافت موعود ہوتی یا ان حقیقی جانشینان و خلفاء رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے تو جناب سیدہ معصومہ سیدۃ النسا رخاتون قیامت بتول بنت رسول مقبول صلعم ہرگز دعوی باغ فدک نہ کرتیں اور انکار دعوی پر بائیکاٹ بھی نہ فرمائیں۔

حدیث فدک حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی نے کسی کو حضرت ابوبکر کے پاس بھیجا وہ آنحضرت صلعم کا ترکہ مانگتی تھیں اُن مالوں میں سے جو اللہ نے آپ کو مدینہ اور فدک میں عنایت فرمائے تھے اور خیبر کے پانچویں حصہ میں سے جو باقی رہا تھا حضرت ابوبکر نے یہ جواب دیا کہ آنحضرت صلعم نے یوں فرمایا ہے ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم مال واسباب چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے البتہ اس میں شک نہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی اولاد اس مال سے کھا سکتی ہے اور میں تو آنحضرت کی خیرات اُسی حال پر رکھوں گا جیسے آنحضرت کی زندگی میں تھی اور جیسا کہ آنحضرت صلعم کیا کرتے تھے ویسا ہی کرتا رہونگا غرض حضرت ابوبکر نے حضرت فاطمہ کو اس کے میں کچھ بھی دینا منظور نہ کیا حضرت فاطمہؓ کو حضرت ابوبکر پر غصہ آیا انھوں نے ملاقات ترک کردی اور مرتے دم تک اُن سے بات نہ کی وہ آنحضرت صلعم کے بعد صرف چھ مہینہ زندہ رہیں جب اُنکی وفات ہوئی اُنکے خاوند حضرت علیؓ نے رات ہی کو دفن کیا اور حضرت ابوبکر کو اُن کی وفات کی خبر نہ دی (صحیح بخاری مترجم پ ۱۷ ص ۲۱ صحیح مسلم باب الفئی کتاب الجہاد ص ۹۱ عربی)

نوٹ جبکہ جناب سیدہ معصومہ بحکم قرآن شریف ترکہ رسول مقبول صلعم کی ہر طرح جائز حقدار تھیں

تو حضرت ابوبکر نے کس دلیل قرآنی سے انکار کیا۔ اگر کچھ مال دیا تو کب اور کتنا دیا۔

نتیجہ جناب سیدہ معصومہ زہرا بتول صلوات اللہ علیہا واقعی حضرت ابوبکر کو خلیفہ رسول صلعم جانتی تھیں ورنہ دعویٰ باغ فدک نہ ہوتا اور نہ حضرت ابوبکر جنازہ بنت رسول صلعم سے محروم کیے جاتے افسوس ہے کہ حضرت ابوبکر کو دو معصوموں کا جنازہ نصیب ہوا اور جناب سیدہ معصومہ خاتون قیامت کو ناراض کیا رویائے صادقہ صفحہ ۱۵۳ کتاب سُنی پر ہے جو شخص سب سے زیادہ پیغمبر صاحب کی وفات سے متأذی ہوا وہ جناب فاطمہ صلوات تھیں والدہ پہلے انتقال فرما چکی تھیں اب ماں اور باپ دونوں کی جگہ پیغمبر صاحب صلعم تھے اور باپ بھی کیسے باپ دین دنیا کے بادشاہ ایسے باپ کا سر پر سے اٹھ جانا اس پر حضرت علی کا خلافت سے محروم ہونا نمک پر جراحت ترکہ پدری باغ فدک کا دعویٰ کرنا اور مقدمہ کا ہار جانا کسی دوسرے کو ایسے پے بہ پے صدمات پہونچتے تو وہ زہر کھا کر مر جاتا مگر ان کے صبر و ضبط اُن ہی کے ساتھ تھے پھر بھی اُن ہی رنجوں میں گھل گھل کر چھ ہی مہینے کے اندر اندر انتقال فرما گئیں اور جتنے دن زندہ رہیں ان لوگوں سے جنھوں نے رنج دیے تھے نہ بولیں اور نہ بات کی یہاں تک کہ اُن لوگوں کو اپنے جنازہ پر آنے کی منا ہی کر دی اور شب کے وقت مدفون ہوئیں انا للہ وانا الیہ راجعون مانا کہ اُن کا غصہ کسی قدر بیجا بھی تھا مگر اللہ اکبر تاہم اُن کے باپ کے حقوق کیا چاہتے تھے، جناب فاطمہ کے دل غم زدہ کو خوش کرنے کے لئے جناب علی کو اگر وہ اہل بھی نہ تھے برائے نام خلافت دیدی ہوتی اور آپ انتظام کیا ہوتا خیر خلافت تو کون تھا مگر باغ فدک کے دینے میں کون سی قباحت تھی غایۃ ما فی الباب حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ کے خلاف ہوتا اگر گناہ ہوتا تو جناب فاطمہ کو ہوتا کہ وہ سیدانی ہوکر صدقہ کھاتیں سخت افسوس کی بات ہے کہ اہل بیت نبوی کو پیغمبر صاحب صلعم کی وفات کے بعد ہی سے ایسے ملال اتفاقات پیش آئے کہ اُن کا وہ ادب اور لحاظ جو ہونا چاہیے تھا اس میں ضعف آگیا اور وہ شدہ شدہ منجر ہوا اس ناقابل برداشت واقعہ کربلا کی طرف جس کی نظیر تاریخ میں ملنی مشکل ہے وہ ایسی نالائق حرکت مسلمانوں سے ہوئی ہے کہ اگر سچ پوچھو تو دنیا میں منھ دکھانے کے قابل نہیں ہے (تقریر شمس العلما حافظ ڈپٹی مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم سُنی دہلوی مترجم القرآن)۔

شانِ بتول جناب نبی کرم صلعم نے فرمایا کہ جناب فاطمہ تمام بہشتی عورتوں کی سردار ہے (صحیح بخاری پ۱۴ صفحہ ۱۲۲ کتاب المناقب احمدی پریس ہو)

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ سیدۃ نساء اهل الجنۃ

(ف) جناب رسول اکرم صلعم نے فرمایا جناب فاطمہ میرا ایک ٹکڑہ ہے، جو کوئی فاطمہ کو غصہ دلائے اُس نے مجھکو غصہ دلایا (ایضاً) پ۱۴

قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبها اغضبنی۔

جبر بیعت اور آگ لگانا - حضرت ابوبکر نے اُن لوگوں کی خبر دریافت کی جو اُن کی بیعت سے انکار کر کے حضرت علی علیہ السلام کے پاس جمع ہوئے تھے اُن کے پاس عمر بن الخطاب کو بھیجا جبکہ وہ لوگ حضرت علیؑ کے گھر میں تھے۔ حضرت عمر آئے اور اُن کو آواز دی اُنھوں نے باہر آنے سے انکار کر دیا تو حضرت عمر نے لکڑیاں منگوائیں اور کہا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے نکل آؤ ورنہ میں آگ لگا دوں گا۔ اور ساتھ ہی ان لوگوں کو جو اسمیں ہیں پھونک دونگا کسی نے کہا اے ابوحفص اس گھر میں تو جناب فاطمۃ ہیں عمر نے کہا ہو اگر ہیں تب ان نکل آئے اور بیعت کر لی لیکن علی نہ نکلے؛ بعدہٗ جناب فاطمہ دروازہ کے پاس کھڑی ہوئیں اور فرمایا کہ مجھے تم سے زیادہ بدتر قوم سے پالا نہیں پڑا۔ تم نے جنازۂ رسول صلعم کا ہمارے ہاتھوں میں چھوڑ دیا اور اپنے کام کی کتر بیونت میں لگ گئے ہم سے مشورہ تک نہ کیا اور نہ ہم کو ہمارا حق دیا (کتاب الامامت والسیاستہ مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۳، کتاب جیبنی تاریخ ابن جریر طبری جلد سوم صفحہ ۱۹۸ سنی۔ عقد الفرید سنی جلد دوم صفحہ ۱۷۶۔ تاریخ ابوالفداء جلد اوّل صفحہ ۱۵۶ کتاب سنی۔ روضۃ المناظر صفحہ ۱۱۳ انگریزی تاریخ واشنگٹن اروگ جلد ۲ صفحہ ۲)

نوٹ

اگر اہلسنت کی یہ روایت صحیح ہے تو اس سے حضرات شیخین کی اہلبیت رسالت اور بتول بنت رسول صلعم سے مودت و محبت کا حال ظاہر ہو جاتا ہے،

اظہار حق

کب بھلا جائز خلافت ہے وہ دین اللہ کی
جب نہ مانے اس کو بیٹی خود رسول اللہ کی

کسطرح بوبکر کی برحق خلافت جان لیں
فاطمہ ناخوش رہیں اور ہم خلیفہ مان لیں

جبکہ برحق تھی خلافت حضرت صدیق کی
فاطمہ نے کیوں نہ اُسکی عمر بھر تصدیق کی

تیسرا استدلال ایڈیٹر صاحب النجم اب یہ وہ تینوں خلیفہ اُن کو خلافت ملنا بھی ظاہر ہے اور تبدیلی خوف کی نعمت بھی اُن کو حاصل ہوئی تمام ملک عرب ایران روم و شام سب اُنکے قبضہ میں تھا اور جو دین اُن کا تھا اُسکو تمکین بھی حاصل تھی لہذا ثابت ہو گیا کہ وہ تینوں مومن صالح تھے اور اُنکی خلافت اس آیت کی موعود خلافت تھی

(روئداد مباحثہ منٹگمری صفحہ ۱)

جواب ذکر اصلیہ آیات بینات تفسیر القرآن بالقرآن سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرات اصحاب ثلاثہ کی خلافت اس آیت کے موعود خلافت نہ تھی بلکہ برخلاف اسکے اجماعی خلافت تھی وہ سلطنت وحکومت کے بادشاہ تھے نہ خلافت الہیہ کے خلیفہ۔ فتوحات ملکی اور ملک گیری معیار خلافت الہیہ نہیں اگر معیار خلافت ہوں تو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے صرف چار نبی ورسول خلیفۃ اللہ ثابت ہونگے، اور حضرات اصحاب ثلثہ کے فتوحات ملکی سے زیادہ ولید بن عبدالملک مروانی، اموی اور خلفاء عباسیہ سلطان محمود غزنوی اور ہارون الرشید و مامون الرشید سلطنت عثمانیہ ترکی کے سلاطین تیموریہ بادشاہ اور وہ اورنگ زیب واکبر بادشاہ کے فتوحات ہوئے، کیا وہ سب کے سب خلیفۃ اللہ تھے، آجکل ابن سعود سلطان الحجاز نجدی کو استخلاف فی الارض تمکین دین۔ اور تبدیلی امن بعد خوف حاصل ہے اور وہ مسلمان بھی ہے کیا وہ خلیفۃ اللہ ہے؟۔

استخلاف کے کسی لفظ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اس خلافت سے مراد خلافت نبوتی ہے بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ بلا عن الکفار خلیفہ ہوں گے۔ ایڈیٹر صاحب ذرا ہوش سنبھالیں کہ نبوت کو کفر میں

داخل کرتے ہیں، اگر مطلق بادشاہت مراد ہو تو کل بادشاہت کل روئے زمین کی مراد ہے جو آج تک کسی بادشاہِ اسلام کو نہ ہوئی اور نہ کفار مشرکین یہود و نصاریٰ روئے زمین سے مٹے بلکہ یہ وعدہ قائم آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے محفوظ ہے، اگر خلافت سے بادشاہت جزوی مراد ہے اور حاضرین مخاطبین کے قرب وجوار کے کفار کو مٹا کر اس پر مومنین کا تسلط کرانا ہے تو یہ جناب رسولِ اکرم صلعم کے زمانۂ نبوت میں ہو چکی اور بعد النبی جو بادشاہانِ اسلام ہوئے جنہیں حضرات اصحاب ثلٰثہ بھی شامل ہیں تو انھوں نے سلطنت وحکومتِ نبویؐ صلعم کو بڑھایا اور بعض ممالک و دیار کو فتح کر کے مقبوضاتِ اسلام میں اضافہ کیا تو یہ تمام جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے برکت و فیض اور اسلام کی خوبی کا نتیجہ ہے نہ کہ حضرات ثلاثہ کی برکت سے اگر اسلام کی بنیاد قائم نہ ہوتی اور پہلے فتوحات حاصل نہ ہوتیں اور حجاز عرب میں اسلام کا سکہ نہ بیٹھتا۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد کا ڈنکا نہ بجتا اور علیؑ کی تیغ نہ چلتی، تو آئندہ ترقی و فتوحات و مقبوضات مسلمانوں کے خواب وخیال میں بھی نہ آتیں فتوحات ملکی سے حضرات اصحاب ثلٰثہ کی خلافت موعود کا ثابت کرنا ایک نہایت کمزور دلیل ہے۔ اور تارِ عنکبوت سے،

(ب) حضرات اصحاب ثلاثہ کو تمکین دین اور تبدیل امن بعد الخوف حاصل نہ تھا آپ سیرۃ الخلفاء ملاحظہ فرمائیں "

اوّل جناب ابوبکر کے زمانہ میں ہزاروں مسلمان مرتد ہو گئے، اسود عنسی مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کر کے خروج کیا جنگوں میں فتوحاتِ ملکی کے خاطر غنیمت کے واسطے ہزاروں مسلمان قتل ہوئے روم، شام، ایران میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے یمامہ کی جنگ میں سینکڑوں قاریان قرآن شریف جنت میں داخل ہوئے،

اور حضرت سعد بن عبادہ صحابی انصاری شام میں شہید کیا گیا کیونکہ اس نے اخیر وقت تک حضرت ابوبکر کی بیعت نہ کی اور ہزاروں مسلمان عورتیں بیوہ ہوئیں ہزاروں بچے یتیم ہوئے حضرت مالک بن نویرہ صحابی مومن خاص محب اہلبیت رسالتؐ اور اسکے تمام قبیلہ کے مسلمان مرد او عورتیں صرف زکوٰۃ ادا نہ کرنے کے بہانے سے حضرت ابوبکر کی حکومت میں قتل کیے گئے حضرت

مالک کی خوبصورت بی بی کے ساتھ حضرت خالد بن ولید صحابی نے بلا عدت جماع کیا۔ اس سے قصاص نہ لیا گیا نہ باز پرس ہوئی، حضرت ابوبکر نے باغ فدک جناب سیدہ معصومہ سے چھین لیا تھا مگر اپنے داماد کو جاگیر بخش دی،

دوم حضرت عمر کے زمانہ میں کئی اصحاب پٹوائے گئے، اہلبیت رسالت پر خمس بند ہوا ان نظر بند ہوکر رہے اذان میں زیادتی کی گئی، متعہ الحج اور متعۃ النساء اور طلاق مطابق کتاب اللہ و سنت کو مٹا گیا طلاق ثلاثہ کا رواج دیا۔ جماعت ترویح کی بدعت نکالی جہاد فی سبیل اللہ سے بھاگتے رہے جناب عمر کسی لڑائی میں بنفس نفیس تشریف نہ لیگئے۔ نہ کسی کو فتح کیا۔ صرف مدینہ منورہ کی چار دیواری میں بیٹھکر احکام جاری فرماتے رہے حالانکہ تمام غزوات میں جناب رسول اکرم صلعم خود شامل ہوتے تھے

سوم حضرت عثمان کا زمانہ تبدیل سنت نبوی کے لیئے مشہور رہے انھوں نے تمام بیت المال کا روپیہ اپنے رشتہ داران بنی امیہ کے حوالہ کر دیا۔ مروان ملعون اپنے رشتہ دار کو واپس بلوایا اور میر منشی بنایا حالانکہ اسکو جناب رسول اکرم صلعم اور حضرات شیخین نے جلا وطن کر رکھا تھا۔ باغ فدک اور خمس افریقیہ اسکے حوالہ کر دیا۔ مومن اصحاب النبی صلعم کو حکومت سے معزول کر کے اپنے رشتہ داران کو گورنر مقرر کیا۔ ولید بن عقبہ اپنے رشتہ دار کو بصرہ کا حاکم بنایا جو شراب خوار تھا اور شراب پیکر نماز پڑھایا کرتا تھا (تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۱۰۳) ۲۷ھ میں حضرت عثمان نے حضرت عمرو بن عاص کو مصر سے معزول کر کے ان کی جگہ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح مرتد کاتب وحی اور مبدل اصل وحی اور اپنے رضاعی برادر کو بھیجا، سب سے پہلے آپنے لوگوں کی جاگیریں مقرر کیں، تکبیر میں آواز دھیمی کی۔ جمعہ میں نماز اول کا حکم دیا۔ نماز عید سے پہلے خطبہ پڑھا۔ لوگوں کو خود زکوۃ نکالنے کا حکم دیا۔ حالانکہ حضرت ابوبکر نے خود زکوۃ نکالنے والوں کو مرتد قرار دیکر قتل کیا تھا، تمام مسلمانوں کو ایک قرائت پر مقرر کیا اور قرات سبعہ قرآنی کو مٹایا (تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۱۰۹)

حضرت عثمان نے تمتع اور قران حج سے منع فرمایا۔ حضرت علی علیہ السلام نے یہ دیکھکر یوں احرام باندھا لبیک بحجۃ و عمرہ اور فرمانے لگے میں آنحضرت صلعم کی حدیث کو کسی کے قول سے نہیں چھوڑ سکتا۔

صحیح بخاری مترجم پ صفحہ ۹۹ کتاب المناسک مطبع احمدی لاہور۔ صحیح مسلم کتاب الحج صفحہ ۱۲۵۱)
جمعہ کے دن دوسری اذان دینے کا حکم دیا۔ برخلاف سنت رسول صلعم حج کے ایام میں منیٰ میں
چار رکعتیں پڑھیں قصر نہ کیا۔ حضرت ابوذر صحابی جیسے زاہد و عابد کو جلا وطن کیا، حضرت عبداللہ بن مسعود
صحابی قاری قرآن مجید کو پٹوایا، ان کا مصحف جلایا اور سال فرق کر لیا۔ اور لوگوں کی پیٹھ پر کوڑے
مارے۔ حضرت عمار یاسر صحابی کو اپنے غلاموں سے اتنا پٹوایا کہ اُن کو مرض فتق ہو گیا۔ قرآن شریف
نبوی کو جلایا۔ بی بی۔ عائشہ نے آپ پر کفر اور قتل کا فتویٰ لگایا یہ تینوں حضرات ہمیشہ خوف و خطر میں
رہے اور اُن میں سے دو حضرت عمر و حضرت عثمان دن دہاڑے قتل کیئے گئے تو تبدیل امن کہاں
نصیب تھا (مفصل دیکھو ہماری کتابیں ثبوت خلافت ثلاثہ آئینہ مذہب سُنّی: فلک النجاۃ جنمیں جناب
امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت بلا فصل کو آیات بیّنات و احادیث سرور کائنات اور تاریخی واقعات
سے اظہر من الشمس ثابت کیا گیا ہے کہ مخالف قیامت تک سر نہ اٹھا سکیگا (صابر عفی عنہ)

خاتمہ و نتیجہ آیہ کریمہ استخلاف سے ثابت ہے کہ زمانہ نبوت ہی میں وعدہ الٰہی استخلاف فی الارض
تمکین دین امن بعد خوف پورا ہو گیا اور آئندہ جناب رسالت مآب صلعم کی برکت اور اسلامی فیض و صداقت
و روحانیت سے تمام بادشاہان اسلام کو بالتبع تمکنت و حکومت حاصل ہو گی۔ اس آیہ کا تعلق حضرات
اصحاب ثلثہ کی خلافت سے نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے، کیونکہ ان حضرات کو اپنے زمانہ حکومت میں امن
نہ رہا اور نہ اُن کی رعایا صحابہ کرام کو اطمینان نصیب ہوا۔ خاصکر خاندان نبوت و اہلبیت رسالت صلعم
کی حقوق تلفی ہوئی اور اُن کی عزت و آبرو۔ بزرگی و شان و جلالت و استحقاق خلافت و سیادت
کے ملیامیٹ کرنے کے واسطے اصحاب ثلثہ کی خلافتوں میں بنیادی پتھر رکھے گئے۔ وہ عوام الناس میں ملائے
گئے اور نظر بند ہو کر رہے حکومت کی طرف سے کوئی نیک سلوک اُن سے نہ ہوا نہ اُن کو جاگیریں ملیں اور
نہ کسی صوبہ کے حاکم مقرر ہوئے بلکہ اُن کی خداداد جاگیر بھی چھین لی گئیں اور اُن کا خمس بند کر دیا گیا۔
انکے مکان کو آگ لگانے کی دھمکی دی گئی۔ اگر حضرات اصحاب ثلثہ حقیقی خلفاء رسول مقبول صلعم ہوتے
اور انکی خلافت موعود ہوتی تو وہ ضرور خاندان رسالت صلعم سے ضرور ضرور نیک سلوک کرتے۔ اگر ان

حضرات ثلثہ کو جناب رسول اکرم صلعم سے محبت قلبی ہوتی اور وہ عاشقان وفدایان رسول اکرم صلعم ہوتے تو ضرور ضرور اہلبیت رسالت صلعم کی قدر ومنزلت کرتے اور اُن کو کہیں کا گوز نہ بناتے۔ مگر تمام مورخان اہلسنت گواہی دے رہے ہیں کہ خاندان نبوت کی جسقدر ادب ولحاظ چاہیئے تھا نہیں کیا گیا۔ اور حضرات اصحاب ثلثہ سے تمام بنی ہاشم وسادات اکرم خاصکر جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام سے ناراض و رنجیدہ خاطر رہے جس سے صاف ثابت ہے اور یہ ایک دلیل بیّن ہے کہ حضرات اصحاب ثلثہ حقیقی خلفاء رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ تھے،

(۲) پبلک پر یہ ظاہر کر دینا نہایت ضروری ہے کہ جناب مولوی عبد الشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ جو مضامین اپنے ماہواری رسالہ میں چھاپتے ہیں یا جو رسالہ جات آیات تطہیر۔ مباہلہ۔ تبلیغ۔ مودۃ فی القربیٰ، تمکین قتال مرتدین وغیرہ کی تفاسیر میں نکال رہے ہیں یہ اُن کی نئی جدت واختراع دماغ کا نتیجہ نہیں ہے یہ تمام اعتراضات ومعانی وتفاسیر تحفہ اثنا عشریہ۔ آیات بینات اور متقدمین علمائے سنی کے کتب مناظرہ کے اقتباسات ہیں۔ اُنکا جواب باصواب علمار کرام ومجتہدین عظام مذہب امامیہ اثنا عشریہ کی طرف سے سینکڑوں دفعہ دیا جاچکا ہے اور آجکل اصلاح کھجوہ، سہیل یمن لکھنؤ، اخبار شیعہ لاہور اور درنجف سیالکوٹ میں ایڈیٹر النجم کے اعتراضات کی دھجیاں اُڑ رہی ہیں اور ایڈیٹر صاحب کے کوئی نئے انوکھے سوالات نہیں کہ جن کے ہم عاجز ولاجواب ہوگئے ہیں، مضمون کو بار بار رٹنا اور اسکو نئے جامہ میں پبلک کے سامنے پیش کرنا اور جہال سے اپنا اُلو سیدھا کرنا اور تفریق بین المسلمین کر کے فتنہ وفساد کرانا ہمارا کام نہیں اور نہ ہم اُسکو پسند کرتے ہیں۔ یہ حضرت ایڈیٹر صاحب النجم کا حوصلہ ہے کہ باوجود بارہا شکست کھانے کے پھر بھی ھل من مبارز کا دم بھرتے ہیں اور ہمیشہ مذہب شیعہ کی ضعیف واحاد اور متروک روایات کو پیش کر کے مسلمانوں کو مذہب امامیہ سے بدظن کرتے ہیں اور محبت خاندان رسالت سے نفرت کرا کر شکست پرستی سکھلاتے ہیں اور صحیح اور متواتر احادیث مسلمہ فریقین کو ضعیف کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں اور فرقۂ اہلسنت والجماعت کو جامۂ خارجیت پہناتے ہیں۔ مسلمانو! حنفی بزرگو! آپ سنی مسلمان ہو کر خاندان نبوت واہل بیت رسالت صلعم کی کیوں مخالفت

کرتے ہیں، آؤ ایڈیٹر صاحب النجم کی زہریلی مضامین اور غلط تاویلات کو چھوڑ دو اور دامن پنجتن پاک پکڑو جو آخر کام آتا ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے ؎

جعفری باش گر خدا خواہی ورنہ در ہر طریق گمراہی

ما علینا الا البلاغ المبین۔ (خادم ثقلین ڈاکٹر نور حسین جھنگ سیالوی)

نوٹ

دراصل یہ چند اوراق جناب مولوی عبدالشکور صاحب ایڈیٹر النجم کے رسالہ تفسیر آیۂ استخلاف تفسیر آیۂ مودت القربیٰ۔ شیعوں کا ایمان بالقرآن، اور رسالہ حدیث ثقلین کے جوابات میں ہیں جن روایات اہلسنت کو ایڈیٹر صاحب دین و دانستہ چھوڑ گئے انھیں کو پیش کیا گیا ہے (صابر)

تتمہ

شیعوں کا ایمان بالقرآن

—— اور ——

حدیث ثقلین کا بیان

اوّل۔ شیعوں کا ایمان بالقرآن ایک معرکۃ الآرا سوال ہے جسکو ایڈیٹر صاحب نے اپنے زعم میں اپنے دماغ کی کوٹھڑی سے نکالا ہے حالانکہ مناظرین شیعہ اور سنی پر اظہر من الشمس ہے کہ یہ تحفہ اثنا عشریہ کا سرقہ ہے صرف ایڈیٹر صاحب نے کلٹ چڑھایا ہے اسکا جواب کئی دفعہ دیا گیا۔ خاصکر رسالہ انوار القرآن میں اس شرح و بسط سے لکھا گیا کہ مخالف کی دہن پر مہر لگادی گئی، کاش کہ مخالف پارٹی کو حق کی تلاش ہوتی یا وہ منصف مزاج ہوتی تو کبھی اس فضول سوال کو پیش بھی نہ کرتے۔ دوبارہ سنو!

۱۔ تمام مجتہدین عظام و علمائے اعلام شیعہ کا حق الیقین عقیدہ ہے کہ احکام و حدود الٰہی میں کسی قسم کی تحریف قرآنی نہیں۔ شیعہ اور سنی روایات میں جو الفاظ و عبارات تحریف پائی جاتی ہیں وہ بطور تفسیر تھیں جو منسوخ ہوگئیں یا اختلاف قرأت ہے

۲۔ مذہب شیعہ کی کتاب اصول کافی سے جو روایات پیش کئے جاتے ہیں وہ مفہوم عبارت نہ بر کیف یا نہیں

۳- یہی مروجہ قرآن شریف شیعوں کے گھر میں موجود ہے اسکو پڑھتے ہیں اسی پر ہمارا ایمان اور عمل ہے ۔

کلام ذات باری پر ہمارا دین و ایمان ہے قمر ہے چاند اور دل کا ہمارا چاند قرآن ہے

۴- یہی قرآن شریف ائمہ اطہار علیہم السلام کے زمانہ میں تھا۔ اسی پر عمل کرتے تھے اور اپنے شیعوں کو بھی اسی پر عامل بننے کا حکم فرماتے تھے اسی قرآن شریف سے وہ اپنے مخالفین پر حجت قائم کرتے تھے۔ دوسرا قرآن کوئی مروج نہ تھا۔

۵- اسی قرآن شریف ہی سے جناب سیدہ معصومہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنی دعوی جاگیر فدک میں آیات وارثت۔ مال فی۔ مال غنیمت سے ہر طرح استحقاق جتا کر خلیفہ اوّل کو ساکت کیا کہ وہ قرآن شریف کے صریح احکام وارثت وغیرہ کے مقابلہ میں ایک موضوع حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث و لا نورث پیش کرتی ہیں

۶- اسی قرآن شریف ہی سے جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام نے تینوں خلافتوں میں اپنا استحقاق خلافت قائم رکھا کتاب اللہ پر عمل کیا سیرت الشیخین سے انکار کیا گو تیسری دفعہ بھی خلافت سے محروم کئے گئے۔

۷- حضرات اصحاب ثلثہ کو اسی قرآن شریف سے مسائل تبلاتے رہے اور ان کے فیصلے رد کرکے اپنے قضایا نافذ فرماتے رہے خلیفہ ثانی کو ناچار ہو کر لکھنا پڑا لولا علی لھلک عمر۔ اگرچہ علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا،

۸- جنگ صفین میں جب معاویہ بن ابوسفیان حاکم باغی نے عمرو بن العاص کے مشورہ سے قرآن شریف کو نیزوں پر لٹکایا۔ تو جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے اپنی فتح چھوڑ دی لڑائی فوراً بند کر دی۔ قرآن شریف کے سامنے گردن تسلیم جھکا دی۔ یہ تھی خلیفہ رسول مقبول صلعم کی عزت و ادب قرآن شریف (امیر المومنین کسی علی التعیین بھی قرآن کیخلاف شے چاہے وہ نیزہ و نیزہ پر بلند ہوتا یا نہیں جیسا کہ معاویہ نے کیا تھا) یہ

۹- اسی قرآن شریف کی تلاوت کوفہ سے لیکر دمشق شام تک نوک سنان پر جناب سیدنا امام حسین

علیہ السلام سید الشہدار روحی لہ الفدار نے بڑی خوش الحانی سے کی حالانکہ سر کٹا ہوا تھا اور دنیا کو اعجاز قرآن ثابت کردکھایا کہ دعوی قرآن شریف سچا ہے کہ شہید زندہ ہیں۔ وہ مر نہیں گئے، یہ تھے عاملان قرآن شریف اور یہ تھے قاریان فرقان مجید۔

۱۰۔ اسی قرآن شریف کے فضائل اصول کافی و نہج البلاغہ وغیرہ میں ہمارے ائمہ اطہار علیہم السلام سے مسطور ہیں، غور سے پڑھیئے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب نبی کرم صلعم نے فرمایا۔ اپنے گھروں کو قرآن شریف کی تلاوت سے روشن کرو، اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے بنایا کہ اپنے گرجا اور عبادت خانوں میں عبادت کی مگر گھروں کو چھوڑ دیا جس گھر میں قرآن شریف کی تلاوت کی جائے اس میں مال و متاع اور اولاد کی کثرت و برکت ہوتی ہے جیسے ستارے اہل دنیا کے واسطے چمکتے ہیں ویسے ہی برکت والے گھر آسمان والوں کے واسطے روشن ہوتے ہیں۔ (اصول کافی۔ فضائل القرآن)

۱۱۔ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم پر کتاب نازل کی وہ کتاب نور ہے کہ جس کے چراغ بجھائے نہیں جا سکتے اور چراغ ہے جسکی روشنی نہیں بجھتی اور سمندر ہے جسکی تہ نہیں پائی جا سکتی اور سیدھا کشادہ راستہ ہے کہ جس پر چلنے سے کوئی گمراہ نہیں ہوسکتا اور شعاع ہے جسکی روشنی تاریک نہیں ہوسکتی فرقان حق کو باطل سے جدا کردینے والی ہے جسکی شمع برہان گل نہیں کی جا سکتی اور شفا ہے جسمیں بیماریوں کا ڈر نہیں۔ اور عزت ہے جسکے انصار کو شکست نہیں دیجا سکتی اور حق ہے کہ جس کے مددگاروں کو خوار نہیں کیا جا سکتا پس وہ ایمان کا معدن اور اسکا مخزن ہے اور علم کے سرچشمے اور اسکے سمندر ہیں اور عدالت کے حوض اور اسکے تالاب ہیں اسی پر اسلام اور اسکی عمارت قائم ہے (نہج البلاغہ بیروتی جز داول صفحہ ۲۲۴)

۱۲۔ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دونوں صاحبزادوں حسنین الشریفین علیہما السلام کو وصیت فرماتے ہوئے فرماتے ہیں۔ میں تم دونوں کو اپنی تمام اولاد کو اور جسے یہ میری وصیت پہنچے اسکو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ قرآن پر عمل

کرنے میں کوئی اور تم سے سبقت نہ لیجاوے (نہج البلاغہ جزو ثانی صفحہ ۲۴۴)

۱۳۔ جناب امیر المومنین مولیٰ مرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل بصرہ سے خطاب کرکے ہوئے فرماتے ہیں تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو محکم پکڑو۔ کیونکہ قرآن مضبوط رسّی اور ظاہر نور اور شفار نافع اور پیاس بجھانے والے سیرابی اور مضبوط پکڑنے والے کے لئے عصمت اور عامل کے لئے نجات ہے۔ قرآن ٹیڑھا نہیں کہ سیدھا کیا جائے اور حق سے دور نہیں کہ حق کی طرف واپس بلایا جائے۔ تلاوت کی کثرت اور اسکا بکثرت سننا اُسے پرانا نہیں بناتا۔ جو اس کا قائل ہے وہ سچا ہے اور جو اُس پر عامل ہے وہ سبقت لیگیا (نہج البلاغہ جزو اول صفحہ ۱۶۲)

۱۴۔ حضرت امام حسن بن امام علی المرتضیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ یہ قرآن مجید ہے جسمیں نور کے چراغ اور سینوں کی شفا ہے پس چاہیئے کہ جلا دینے والا اسکی روشنی سے جلا دے اور اُسکا دل بیان الٰہی میں محو ہو جائے کیونکہ فکر دل بینا کی زندگی ہے جیسا کہ مشعل والا تاریکیوں میں اس مشعل کے ذریعہ چلتا ہے (کشف الغمہ فی معرفت الائمہ مصنفہ جناب علامہ علی بن عیسیٰ اربلی شیعی صفحہ)

۱۵۔ تفسیر امام حسن عسکری مطبع جعفری صفحہ ۲۲۳ پر ہے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قرآن شریف نور مبین ہے اور حبل متین ہے، عروۃ الوثقیٰ، درجۂ علیا، شفاء اشفیٰ فضیلت کبریٰ اور سعادت عظمیٰ ہے جو اس قرآن سے روشنی حاصل کرتا ہے یہ اُسکو محکم استوار بنا دیتا ہے اور جو اپنے کاموں میں اسکے ساتھ پیوستہ رہتا ہے یہ اُسکو خطاء سے بچاتا ہے، جو اس پر عمل کرتا ہے یہ اُسکو دوزخ سے پناہ دیتا ہے، جو شخص اسکے احکام سے علیحدہ نہیں ہوتا اور اسکے ماسوا پر ترجیح دیتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکو ہدایت دیتا ہے اور جو اسکے غیر میں ہدایت ڈھونڈھتا ہے اللہ سے وہ گمراہ ہوتا ہے اور جو اُسکو اپنا شعار بناتا ہے اللہ اُسے نیک بناتا ہے۔ اور جو اُسکو اپنا امام بناتا ہے کہ جسکی اقتداء کرتا ہے اُسے مفید بناتا ہے جسکے پاس جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکو جنّاتِ نعیم کی طرف لیجاتا ہے، انتھیٰ

۱۶۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا ہر ایک حق پُر حقیقت ہے اور ہر ایک صواب پُر نور۔ اور جو بات اللہ کی کتاب کے موافق ہو اسکو پکڑ لو اور جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مخالف ہو اسکو چھوڑ دو، (اصول کافی۔ کتاب العلم۔ صفحہ ۳۹)

۱۷۔ ہر ایک حدیث جو کتاب اللہ کے موافق نہ ہوں فضول بکواس ہے (اصول کافی صفحہ ۳۹)

۱۸۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منیٰ میں خطبہ میں فرمایا۔ اے لوگو جو بات کتاب اللہ کے موافق ہوں تو میں نے ہی کہی ہے اور اگر تمہارے پاس ایسی بات لائی جاوے جو کتاب اللہ کے مخالف ہوں میں نے نہیں کہی (اصول کافی۔ کتاب العلم ص ۳۹)

۱۹۔ تہذیب الاحکام مطبوعہ ایران جلد ثانی صفحہ ۱۹۳ پر ہے جناب نبی مکرم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام سے روایت ہے کہ انہوں فرمایا جب تمہارے پاس ہم سے کوئی حدیث آئے تو اُسے کتاب اللہ پر پیش کرو پس جو کتاب کے موافق ہو اُسے لیلو اور جو اُسکے مخالف ہو اُسے پھینکدو۔

۲۰۔ حضرت امام جعفر صادق سے بعض راوی دریافت کرتا ہے آپکے شیعوں میں یہ کیسا اختلاف ہے فرمایا اسے بعض لوگ ہم پر جھوٹ باندھنے کی حرص میں (راویان حدیث نے ہزاروں احادیث بناڈالیں) دیکھو رجال کشی صفحہ ۶۰) از زمانہ بنی امیہ و بنی عباس میں بہت سے کذاب جھوٹی احادیث بناکر ائمہ اطہار سے منسوب کرتے تھے،

۲۱۔ جناب امام جعفر صادق ؑ نے سچ فرمایا کہ ہم اہلبیت سچے ہیں مگر ایسے کذاب سے خالی نہیں جو ہم پر جھوٹ باندھتے ہیں پس ہم پر جھوٹ باندھنے سے ہماری راست بازی لوگوں کے نزدیک گرجاتی ہے (رجال کشی) (ان کے نزدیک قائل عصمت نہیں۔ مدیر)

نوٹ

ایڈیٹر صاحب النجم کے تمام رسالہ جات و تفاسیر مخالف مذہب شیعہ ہیں کاذب اور غیر ثقہ رواۃ کی روایات پر منحصر ہیں۔ وہ اصول حدیث پر عمل نہیں کرتے۔ صرف مذہب شیعہ کی توہین و عداوت میں کمربستہ رہتے ہیں ۔

۲۲۔ مروجہ قرآن شریف قابل عمل ہے حضرت سلیم بن قیس نے روایت کی ہے کہ حضرت

عثمان کی خلافت میں میں نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو مسجد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھا۔ وہاں مہاجرین و انصار کی ایک جماعت اپنے فضائل کا ذکر کرتی تھی اس مجمع میں حضرت علی علیہ السلام نے اپنے استحقاقِ خلافت پر دلائل پیش کیے، پھر حضرت طلحہ صحابی نے کہا ای ابوالحسن میں پوچھتا ہوں کہ آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ اور وہ سوال اس قرآن کے متعلق ہے جسے آپ لوگوں کو نہیں دکھلاتے حضرت علیؑ نے جواب دیا۔ ای طلحہ میں تیرے سوال کے جواب سے عمداً رک گیا۔ تم مجھے بتاؤ کہ جو کچھ حضرات عمر و عثمان نے جمع کیا کیا وہ سب قرآن ہے یا اس میں ایسا بھی ہے جو قرآن نہیں، طلحہ نے جواب دیا بلکہ وہ سب قرآن ہے، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اگر تم اس پر عمل کرو گے تو دوزخ سے نجات پاؤ گے اور بہشت میں داخل ہو گے (احتجاج للطبرسی صفحہ ۷۰) (حقیقتاً اسمیں کوئی اضافہ نہیں) مدیر۔

۲۳۔ عدم تحریف القرآن علماء مجتہدین جناب سرکار علامہ شیخ صدوق رح و سید علم الہدیٰ سرکار علامہ مرتضیٰ رح شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی رح، جناب شیخ ابوعلی طبرسی، علامہ سید عمار علی رح تفسیر عمدۃ البیان عدم تحریف قرآن کے قائل ہیں،

(ب) تفسیر عمدۃ البیان پارہ اول۔ دیباچہ صفحہ ۱۲ مطبع یوسفی دہلی میں ہے۔ اور جو قرآن کہ خدا کی جانب سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے وہ یہی قرآن ہے کہ اس زمانہ میں موجود ہے اور اس میں کسی نے اپنی طرف سے کچھ زیادہ نہیں کردیا ہے اور اگر کوئی زیادہ کرتا تو اسی وقت معلوم ہو جاتا اس واسطے کہ کلام خدا کے مثل آدمی کا کلام نہیں ہو سکتا، دیکھو عبارت عربی میں اگر کوئی آیت کلام اللہ کی داخل ہو تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ کلام کی آیت ہے اور عبارت عربی میں آیت ایسی روشن ہوتی ہے جیسے پتھروں میں کوئی ٹکڑا جواہر کا پڑا ہوا روشن ہوتی ہے اور جیسے کلام اللہ میں کوئی زیادہ آیت کسی آدمی کی داخل نہیں ہوتی ہے ایسی اس کلام الٰہی میں ولیسا نقصان بھی نہیں ہے کہ اس سے وہ محرف ٹھیرے اور درجہ حجت سے ساقط ہو جائے بعض روایات سنی اور شیعہ کی قرآن شریف کے کم ہو جانے پر دلالت کرتی ہیں لیکن چونکہ وہ روایتیں اخبار احاد سے ہیں یقین اسکا نہیں ہو سکتا اور کلام اللہ جو قرآن ہے وہ یہی ہے نہ کم ہے، اس سے نہ عیاذاً باللہ

اسمیں تحریف ہے الخ (دیکھو تفسیر عمدۃ البیان شیعی)

نتیجہ ان صحیح روایات فضائل قرآن عظیم الشان سے صاف نتیجہ نکلا کہ شیعوں کا ایمان اسی قرآن پر ہے اسی لئے اُن کا حرز جان و نور ایمان ہے، اور جو ہم کو منکر قرآن بتلاتا ہے اُسکا سراسر افترا و بہتان ہے۔ اس کے خود ایمان کا نقصان ہے ؎

یار و نچا ہے دین قرآن کا جو نہ مانے وہ بھائی شیطان کا

(مفصل دیکھو انوار القرآن اگر حق کے طالب ہو)

دوم ۔ **حدیث ثقلین** مذہب سنی اور مذہب شیعہ میں یہ مسلمہ حدیث صحیح و متواتر ہے یہ اہلبیت رسالت کی تمسک اور اطاعت اور متابعت و خلافت بلافصل کیواسطے نص قطعی ہے۔ حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ مقام خم غدیر پر رسول اکرم صلعم نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی اور وعظ فرمایا۔ پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا اے لوگو آگاہ ہو میں تمھاری طرح ایک آدمی ہوں قریب ہے کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ آوے اور میں قبول کروں و انی تارك فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدیٰ والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم فی اھل بیتی الخ

(مشکوٰۃ - باب مناقب اہلبیت النبی صفحہ ۵۶۸) ترجمہ میں تمھارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ اوّل ثقلین کا قرآن ہے کہ سیدھے راستے کا بیان ہے اور نور ہے۔ پس تم کتاب اللہ کو پکڑو۔ اور اُسکے ساتھ تمسک ہو۔ آنحضرت نے صحابہ کو اللہ کی کتاب پر برانگیختہ کیا اور رغبت دلائی اور پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا (دوسری بھاری چیز میرے اہلبیت ہیں) اور میں اپنے اہلبیت کے حق میں تم کو خدا کی یاد دلاتا ہوں،

نوٹ

پس اس صحیح حدیث ثقلین سے صاف ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت میں صرف دو بھاری چیزیں تمسک و اطاعت کے واسطے چھوڑ گئے ہیں اول

تعیل حکم میں تمام صحابہ بھی شامل ہیں جو شخص اہلبیت رسالت سے منھ پھیرتا ہے وہ فرمان نبوی کا منکر ہے، فرمائیے ہم ان صریح فرمان کی موجودگی میں حضرات ثلاثہ کو کس طرح اپنا امام و پیشوا مان لیں اور اُن کی خلافت موعود جان لیں۔

حدیث ثقلین حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول خدا کو حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن دیکھا کہ وہ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے اور خطبہ پڑھتے تھے میں نے آپ کو سنا کہ فرماتے تھے

مسلمانو! میں نے تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر اس سے متمسک رہوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے اللہ کی کتاب اور میری عترت اہلبیت۔

یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی واھلبیتی (رواہ الترمذی مشکوٰۃ باب مناقب اہلبیت النبی جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ الترمذی)

نوٹ

حدیث ثقلین سے صاف ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم تمام صحابہ اور امت میں دو چیزیں قابل تمسک چھوڑ گئے ہیں اگر مسلمان اُنکی پیروی کرتے تو ہرگز گمراہ نہ ہوتے مسلمانوں نے کتاب اللہ اور اہلبیت رسالت صلعم کو چھوڑ دیا اور اجماع پرستی اختیار کی تو گمراہ ہو گئے۔ اسلام میں تفرقہ پڑ گیا۔ کئی مذاہب جاری ہوگئے۔ سنی مسلمانو بولو اور آنکھیں کھولو۔ اہلبیت رسالت کو کہاں حکم ہے کہ وہ اصحاب ثلثہ کی پیروی کریں اور امت محمدیہ صلعم کو کہاں فرمان ہے کہ وہ حضرات ثلثہ کو اپنا حاکم اور امیر بنائیں سوچو اور غور کرو۔ پس جن لوگوں نے وصایائے نبوی صلعم کو چھوڑ کر اپنا اجماع قائم کیا اور جمہوری سلطنت قائم کی اور اہلبیت رسالت سے جبریہ بیعت لی اور اُنکو محکوم بنایا انھوں نے اطاعت رسولؐ ہرگز نہیں کی

حدیث ثقلین۔ حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے:۔

جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں اگر تم اُسکو پکڑے رہوگے تو میرے بعد، ہرگز گمراہ نہ ہوگے

قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل

ایک اُنمیں سے دوسری سے بڑی ہے، وہ اللہ کی کتاب ہے کہ وہ ایک رسّی کے مانند آسمان سے زمین کی طرف لٹکتی ہے، اور دوسرے میری اولاد اہلبیت ہیں۔ اللہ کی کتاب اور میری عترت ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ وہ میرے پاس حوض کوثر پر آوینگے پس دیکھو تم کسطرح ان دونوں کی نگہبانی کرتے ہو، اور کس طرح اُنکی حقوق کی رعایت کرتے ہو)

ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهلبیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما ۔

(رواہ الترمذی ۔ کتاب سنن۔ مشکوۃ ۔ باب مناقب اهلبیت النبی صلعم جلد چہارم صفحہ ۲۱۲)

۴۔ **حدیث سفینہ** حضرت ابوذر صدیق غفاری رض نے خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ کر فرمایا،

میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا خبردار ہو کہ میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کے مانند ہے جو کوئی اس کشتی میں سوار ہوا نجات پا گیا۔ اور جس نے اس کشتی کو چھوڑا ہلاک ہو گیا۔

سمعت النبی یقول الا ان مثل اهلبیتی فیکم مثل سفینة نوح من رکبها نجا ومن تخلف عنها هلك (رواہ احمد مشکوۃ باب مناقب اهلبیت صفحہ ۲۲۴ امرتسری)

۵ **حدیث خلیفتین** جناب رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ تمہارے درمیان میں اپنے دو خلیفہ چھوڑ چلا ہوں۔ ایک خلیفہ خدا کی کتاب قرآن مجید ہے جو رسی کی طرح آسمان سے زمین کے درمیان کھینچی ہوئے ہے اور دوسرا خلیفہ عترت میری جو اہلبیت میرے ہیں دونوں خلیفہ یعنے قرآن اور میری اہلبیت ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائینگے

قال رسول الله صلعم انی تارك فیکم خلیفتین کتاب الله عزّ وجلّ حبل ممدود بین السماء والارض وعترتی اهلبیتی وانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ۔ انتهی بلفظہ

(کتاب تفسیر درمنثور سیوطی جلد دوم مطبوعہ مصر صفحہ ۶۰ سطر ۲۰ ۔ اخرجہ احمد) ۔ روح المعانی صفحہ ۱۳

نوٹ ۔ یہ تمام احادیث صحیح اہلحدیث اور اہلسنت والجماعت کی مسلمہ کتابوں میں درج ہیں، جنکو

ملّا و مولوی صاحبان مسلمانوں کو نہیں بتاتے اور حق کو چھپاتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،
یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مسلمانوں تم اللہ اور رسول اور تم میں
سے جو صاحب امر ہو اسکی اطاعت کرو۔ اس قرآن شریف کے حکم کے مطابق جناب رسالتمآب صلعم نے
اولی الامر کی تصریح فرمائی اور خاص اہلبیت کو بتادیا۔ الحمد للہ کہ مذہب شیعہ ہی متمسک ثقلین ہے،

پس اب اللہ اور اسکے رسول مقبول صلعم کے بنائے ہوئے خلیفہ امیر اور حاکم کی اطاعت چھوڑ کر اور انکے مقابلہ میں اجماع قائم کرکے ووٹ الیکشن سے چودھری پریذیڈنٹ یا امیر یا صدر یا خلیفہ یا حاکم بنانا کہانتک صحیح ہے

حدیث ثقلین۔ در یک روایت آمدہ کہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در مرض موت گفت یاایھا الناس نزدیک بآں رسیدہ کہ مقبوض میشوم واز میان شما بیروں میروم قبل ازیں باشما گفتہ بودم ایں زماں نیز میگویم تا عذر نیارید بدانید کہ من کتاب پروردگار و اہلبیت خود را در میان شما خواہم گذاشت انگاہ دست علی علیہ السلام را گرفتہ بلند ساخت فرمود ھذا علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض فاسئلھما کیف خلفت فیھما ایں علی بقرآن است وقرآن با علی است از یک دیگر جدا نخواہند بود تا وقتیکہ وارد شوند بر من بر حوض پس از حال خواہم پرسید کہ با ایشاں چگونہ سلوک کردید بعد از من (صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۲۱۵)

حدیث ثقلین جناب ام المومنین بی بی ام سلمہ علیہا السلام سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جناب علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ جب تک یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر نہ آئینگے ہرگز جدا نہ ہونگے،

عن ام سلمہ علیہا السلام قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض واخرجہ الطبرانی۔ ابن مردویہ۔ دیلمی۔ ابن عقدہ بحوالہ ارجح المطالب باب ۲ صواعق محرقہ فارسی صفحہ ۱۱

منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد ابن حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۰)

نوٹ

منصف مزاج اور محقق سنی کے لیے حقانیت و صداقت مذہب حقہ پر رکھنے اور صراط مستقیم پر چلنے کے لیئے یہی حدیث ثقلین کافی ہے جسکے کئی طرق بیان کئے گئے ہیں جسکو متقدمین علماء کرام اہلسنت نے صحیح اور متواتر مان لیا ہے کہ جناب رسول اکرم صلعم نے اپنے بعد اہلبیت رسالت صلعم ہی کو خاصکر جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرمایا اور حضرات اصحاب ثلثہ اور دیگر تمام صحابہ کرام کو آپکے ماتحت کر دیا تو پھر اجماع و خلافت کمیٹی کی کیا ضرورت تھی حدیث ثقلین اور واقعہ خم غدیر کے موجودگی میں خلافت اصحاب ثلثہ ثابت نہیں ہو سکتی،

۶۔ حدیث ثقلین اخرج الطبرانی عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی لکم فرط الخ طبرانی نے حضرت زید ارقم سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ میں دنیا جہان سے جانے والا ہوں اور تم لوگ میرے پاس حوض کوثر پر آؤگے دیکھنا ثقلین کے بارے میں مخالفت نہ کرنا۔ عرض کی گئی کہ ثقلین کیا چیز ہے فرمایا سب سے بڑی اللہ کی کتاب ہے جسکا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے ان کو پکڑو تم لوگ نہ ضایع ہو گے اور نہ گمراہ ہوگے اور چھوٹا سرا میری اولاد ہے جو حوض پر ملکر میرے پاس آوے گی میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے میری رب نے منظور کیا ہے۔ خبردار ان پر مقدم مت ہونا ورنہ تم لوگ ہلاک ہوگے اور اُن کو تعلیم مت دینا کیونکہ تم میں یہ زیادہ عالم ہیں (تفسیر درمنثور سیوطی سنی جلد ثانی صفحہ ۶)

۷۔ حدیث ثقلین ابن سعد۔ احمد اور طبرانی نے حضرت ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگوں میں تمہارے درمیان امرین دو حاکم۔ دو سر چھوڑ چلا ہوں اگر تم اس کو پکڑو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ ایک اُن میں سے دوسرے سے بڑا حاکم ہے اللہ کی کتاب ایک مضبوط رشتہ ہے جو زمین و آسمان کے درمیان ہے اور میری اولاد اہلبیت یہ حوض کوثر کے ورود ہونے تک جدا نہ ہونگے، (درمنثور سیوطی سنی جلد ثانی صفحہ ۶۰ سطر ۲۶)

۸۔ حدیث ثقلین شیعہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ قال انی تارک فیکم امرین

میں تم میں دو گراں بہا رحاکم امیر چھوڑتا ہوں اگر
تم ان دونوں کو پکڑے رہوگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے
یعنی اللہ عزوجل کی کتاب اللہ میرے اہلبیت جو میری
عترت ہیں اے لوگو سنو اور مجھے بذریعہ وحی خبر دی گئی ہے
کہ تم حوض کوثر پر میرے پاس آؤگے میں تم سے پوچھوں گا
کہ تم نے ان دو نفیس چیزوں سے کیا سلوک کیا ہے اور
وہ دو نفیس چیزیں اللہ کی کتاب اور میرے اہلبیت ہیں
تم ان سے پیش دستی نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤگے اور تم انکو
تعلیم نہ دینا کیونکہ وہ تم سے زیادہ عالم ہیں انتہی۔

ان اخذتم بهما لن تضلوا كتاب
الله عزوجل واهل بيتي ايها
الناس اسمعوا وقد بلغت انكم
ستردون على الحوض فاسئلكم
عما فعلتم في الثقلين - والثقلان كتاب
الله عزوجل ذكره واهل بيتي فلا تسبقوهم
فتهلكوا ولا تعلموهم فانهم اعلم منكم
(كتاب اصول كافي شيعي - كتاب الحجة - باب الارشاد الى النص
على امير المؤمنين صفحه ۱۸۱)

۹۔ **حدیث ثقلین شیعہ** امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منیٰ میں بلا کر فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ دیکھو اگر تم ان سے تمسک کرتے رہوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی میرے اہلبیت ہیں پس تحقیق وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے لوگو! میں تم میں اللہ کی حرمتیں چھوڑ چلا ہوں۔ یعنی کتاب خدا اور میری عترت اور کعبہ بیت الحرام پھر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ کتاب خدا کو انھوں نے تحریف کر دیا اور کعبہ کو گرا دیا اور عترت کو قتل کر ڈالا اور اللہ کی تمام دو ودیعتوں کو ہلاک کر ڈالا انتہی (بصائر الدرجات مطبوعہ ایران جزو ثامن۔ باب سابع عشر۔ تحفہ شیعہ سنی)

نوٹ

اللہ کی کتاب کو تحریف کر دیا۔ اسلام کے سواد اعظم کے بہتر فرقے ہیں ہر ایک فرقہ کی قرآنی تفسیر علیحدہ عقائد علیحدہ اعمال علیحدہ، اپنے قیاس اور رائے سے قرآن مجید کے معانی و تفسیر کرتے گئے، حالانکہ قرآن حقیقی وارثان قرآن اور ثقل اصغر جو قرآن شریف کے شیرازہ بند کیے گئے تھے جنکے ساتھ قرآن

حوض کوثر تک ہمراہ ہوگا اُن کو چھوڑ کر رومی۔ شافعی، نظامی، جامی لغوی، معانی خازن کبیر، مدارک جلالین کے معانی و تفاسیر پر عمل کرتے رہے۔ خانۂ کعبہ کو یزید پلید اور حجاج بن یوسف کے زمانہ میں گرایا گیا اور پتھراؤ کیا گیا۔ اہلبیت کا قتل وشہادت مشہور ہے۔ لِلّٰہ انصاف کرو جب ثقلین سے کے ساتھ امت محمدیہ کا یہ سلوک رہا تو ان کے پاس اسلام و ایمان کہاں رہا۔

۱۰۔ حدیث ثقلین شیعہ جناب امیرالمومنین علی المرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں سے یوں خطاب فرماتے ہیں۔"

کیا میں نے تم میں ثقل اکبر قرآن پر عمل نہیں کیا اور کیا میں نے تم میں ثقل اصغر (حسنین الشریفین) کو نہیں چھوڑا۔ — الم اعمل فیکم بالثقل الاکبر الا اصغر (نہج البلاغہ جزاول صفحہ ۹۲) (و تحفۂ شیعہ صفحہ ۷۵)

نوٹ

جناب امیر علیہ السلام کا یہ فرمان حدیث ثقلین کی تائید کرتا ہے۔ (صابر)

نتائج احادیث ثقلین شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کتاب تحفۂ اثنا عشریہ مطبوعہ نولکشور باب ۴ تتمۃ الباب صفحہ ۱۳۱ سطر ۲ پر فیصلہ فرماتے ہیں:۔

باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود

ہر آئینہ میگذارم در شما دو چیز گراں قدر آنچہ اگر فتند باں ہرگز گمراہ نشوید۔ بعد من یکے ازاں بزرگ تر است از دیگر۔ قرآن شریف و اہل بیت من — انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الآخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی)

پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی و احکام شرعی مارا پیغمبر حوالہ بایں دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہبی کہ مخالف ایں دو باشد در امور شرعیۃ عقیدۃً عملاً باطل و نامعتبر است و ہر کہ انکار ایں دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین انتہی۔

(پ) پس احادیث ثقلین سے ثابت ہوا کہ بعد وفات النبی امت محمدیہ کے حاکم اور امیر اور خلیفہ

کتاب اللہ اور اہلبیت رسالت صلعم میں جناب رسول اکرم نے انہیں کو قیامت تک امت میں اولی الامر مقرر فرمایا ہے، اور معیار صداقت اور کسوٹی ۔ نجات اور راہ مستقیم اور قطعی نص یہ بھی ہمکو مل گئی کہ جو مذہب کہ اہلبیت رسالت کے مذہب و طریقہ سے مخالف ہو اسکا عقیدہ باطل و نامعتبر ہے

(ج) یہ بھی صاف ثابت ہوگیا کہ اگر حضرات اصحاب ثلثہ کی خلافت موعود ہوتی یا وہ نصی خلیفہ ہوتے تو جناب رسول اکرم صلعم احادیث ثقلین کے فرمان ہرگز نہ فرماتے اور انکو محکوم نہ کرتے ۔ اب مولوی عبد الشکور صاحب ایڈیٹر النجم اور اسکے معاونین اور دیگر مخالفین مذہب شیعہ کے ذمہ یہ بار ثبوت رہا کہ وہ اپنی مصنوعی خلافت موعودہ کے واسطے کوئی نص پیش کریں ۔

(د) مذہب شیعہ چونکہ ثقلین کا تمسک کرتا ہے اور اسکے عقائد و اعمال مطابق ثقلین ہیں اسواسطے یہ مذہب حقہ ہے اور یہی انسان کے واسطے راہ نجات ہے ، وما علینا الا البلاغ المبین ؀ مفصل دیکھو کتاب مذہب شیعہ ، ثبوت خلافت اگر تحقیق حق کا شوق ہے ۔ راقم ڈاکٹر صابر

تقریظ

جناب معلی القاب فخر المتکلمین عمدۃ الواعظین حامی دین الٰہی حافظ و حکیم علامہ مولانا علی محمد صاحب کربلائی سکنہ چنڈ بھروانہ تحصیل جھنگ جائنٹ مؤلف کتاب لاجواب فلک النجاۃ و ترغیب الجماعت ،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ والصلوٰۃ علی من انزل علیہ قرانہ و فرقانہ و علی الہ و عترۃ المکرمین المطہرین و اصحابہ الاکرمین و لعنۃ اللہ علی اعدائہم و قتلتہم اجمعین الی یوم الدین ۔ اما بعد فما قال اخی المکرم و رقم محبی الاکرم الحکیم الحاجی نور حسین فی جواب المولوی عبد الشکور لکھنوی فہو الجدید ان یرقم بماء الذہب و یکن فی القلوب ولا یرتاب فیہ المحققون ولا یجادل ولا یعرض عنہ الا المتعصبون انتہی کلامہ

جواب رسالہ ردع اللئام

بسلسلہ ما سبق

لکھا ہے "حضرت امام حسن کو زہر دنیا"

مذہب باطل کا پیرو، جاہل منافق کا متبع، شاک نبوت کا ہوا خواہ اہلبیت کا بدخواہ، بھگوڑوں کا متبع، شر انگیزوں کا ندیم، آزادوں کا معترف، کینہ پرست، فتنہ پرست، بدعت، دنیا پرست، ابتک اسی خیال وزعم باطل میں ہے کہ حق چھپایا جاسکتا ہے، لاحول ولاقوۃ الا باللہ معاویہ کی غصب کردہ دولت جب اس عمل میں ناکارہ ثابت ہوئی اور عباسین کی پرزور اور ہمہ گیر سلطنت جب اس کوشش میں ناکام رہی تو آپ سے یا وہ گو منحرف ساز کی کیا حقیقت ہے، مالکم باب و مر فتنہ آنکھیں ہوں تو دیکھو تمہارے دنیا ساز علما کیا لکھتے ہیں، یہ خدا کی قدرت ہے جو دشمنوں کے قلم کو جبراً اظہار حق میں متحرک کرتا ہے امام حسن جگر گوشہ رسول کی وفات کا سبب محض وہ عداوت تھی جو خاندان رسول سے تھی جس کو معاویہ سے عبد دنیا اور بندۂ زر نے انتہا تک پہونچایا اور اس قرۃ عین بتول اور ثمرۂ قلب رسول کی موت پر اظہار مسرت کیا جسکی پیروی تا دیلات واہیہ آجتک فرقۂ اہلسنت کرتا ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ دیکھو اور آنکھیں کھولو جس بات کو تم اتہام وکذب کہتے ہو مستند واقعات ہیں،

جب معاویہ کو امام حسن کی خبر موت پہونچی تو سجدہ مسرت کا اظہار کیا اور اُسنے اور اُسکے ساتھیوں نے سجدۂ شکر کیا، یہ خبر عبداللہ بن عباس کو پہونچی جو شام ہی میں تھے آپ معاویہ کے پاس آئے اور بیٹھ گئے معاویہ نے کہا کیوں ابن عباس حسن کا انتقال ہوگیا، ابن عباس نے کہا "ہاں"

فلما اتاہ الخبر اظہر فرحا وسرورا حتی سجد وسجد من کان معہ فبلغ ذلک عبد اللہ بن عباس وکان بالشام یومئذ فدخل علی معاویہ فلما جلس قال معاویہ لابن عباس ہلک الحسن بن علی فقال ابن عباس نعم ہلک انا للہ وانا الیہ

اور یہ کہکے کئی بار کلمہ (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا اور
یہ بھی کہا کہ اے معاویہ میں نے سنا کہ تو نے بڑی خوشی منائی
خدا کی قسم حسن کی موت نے تیری زندگی میں کوئی اضافہ
نہیں کیا اور نہ اُنکے جسم نے تیری قبر کی جگہ گھیری
یہ کہکے ابن عباس نے ایک چیخ ماری اور رونے لگے

(راجعون) ترجیعا مکررا وقد بلغنی الذی
اظہرت من الفرح والسرور لوفاتہ اما واللہ انہ لا
یسد جسدہ حفرتک ولا تزاد نقصان اجلہ
فی عمرک ثم شہق ابن عباس وبکی الخ

(الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۱۶۳)

امام حسن کی زوجہ جعدہ بنت اشعث نے اُنکو زہر دلایا
وہ وہ زہر تھا جو چپکے سے معاویہ نے جعدہ کے پاس
بھیجا تھا اور کہا تھا کہ اگر تو کسی حیلے سے حسن کو قتل
کرے تو میں تجھے اُسکے عوض میں ایک لاکھ درہم دونگا
اور اپنے بیٹے یزید سے تیری تزویج بھی کردونگا یہ وہ
بات تھی جس نے جعدہ کو زہر خورانی پر آمادہ کردیا جب
امام حسن کا انتقال ہو گیا تو معاویہ نے حسب وعدہ
وہ ایک لاکھ درہم بھیجدیئے اور یہ کہلا بھیجا کہ مجھے یزید
کی زندگی محبوب ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو میں دوسرا وعدہ
بھی پورا کرتا، (خسر الدنیا والآخرہ)

ان امراتہ جعدہ بنت الاشعث بن قیس
الکندی سقتہ السم وقد کان معاویہ
دس الیہا وقال لہا ان احتلت فی قتل الحسن
وجہت الیک بمائۃ الف درہم
وزوجتک یزید فکان ذلک الذی
بعثہا علی سمہ فلما مات وفی لہا
معاویہ بالمال وارسل الیہا انا نحب
حیاۃ یزید ولولا ذلک لوفینا لک
بتزویجہ

(مروج الذہب مسعودی جلد ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۳)

امام حسن اُس زہر سے شہید ہوئے جو اُنکو اُنکی بی بی جعدہ
نے دیا تھا اور جعدہ نے یہ زہر معاویہ کے حکم سے دیا تھا
اور بعضوں نے کہا ہے کہ یزید کے حکم سے کیونکہ اُس نے وعدہ
کیا تھا کہ وہ اس کے بعد جعدہ سے عقد کرلیگا لہذا

وتوفی الحسن من سم سمتہ زوجتہ جعدہ
بنت الاشعث فعلت ذلک بامر معاویہ
وقیل بامر یزید ابن معاویہ لوعدہ
ہو انہ یتزوجہا ان فعلت ذلک فسقتہ

جعدہ نے امام کو زہر دیا اور یزید سے مطالبہ تزویج کیا
مگر اس نے انکار کیا، امام حسن نے وصیت کی تھی کہ وہ
اپنے دادا رسول خدا کے پاس دفن ہوں جب آپکا انتقال
ہوا تو اسوقت معاویہ کیطرف سے عامل مدینہ مروان
بن حکم تھا اُس نے اس دفن کو روکا قریب تھا کہ
بنی اُمیہ و بنی ہاشم میں اس منع دفن کی وجہ سے فساد برپا
ہو جائے کہ عائشہ نے کہلوا بھیجا کہ چونکہ یہ گھر
میرا ہے لہذا میں دفن کی اجازت نہیں دیگی آپ
بقیع میں دفن ہوئے دنیا عائشہ کی اس معاویہ
پرستی اور عداوت اہلبیت کو دیکھیے آخر کیا نقصان تھا؟

السم وطالبت یزید فابی : وکان
الحسن قد اوصی ان یدفن عند جدہ
رسول اللہ فلما توفی ارادوا ذلک و
کان علی المدینۃ مروان بن
الحکم من قبل معاویہ فمنع من ذلک
وکاد یقع بین بنی اُمیۃ و بین بنی ہاشم
بسبب ذلک فتنۃ فقالت عائشۃ
البیت بیتی ولا اذن ان یدفن
فیہ

(تاریخ ابو الفدا صفحہ ۱۸۳ طبع مصر)
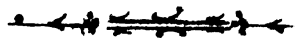
ابو الفرج نے روایت کی کہ حسن شہید و مسموم ہوئے
اور معاویہ نے چھپا کے زہر امام حسن اور سعد بن ابی
وقاص کو دیا اسوقت جب اس نے یزید کے لیے زمین
ولی عہدی برابر کرنی چاہیئے یہ دونوں آدمی اسکی راہ
سے قریب قریب مرے،

قال ابو الفرج مات الحسن شہیدا
مسموما دس معاویۃ الیہ والی سعد
بن ابی وقاص حین اراد ان یعہد الی
یزید ابنہ بالامر فماتا فی ایام متقاربۃ

(عقد فرید جزو دوم صفحہ ۲۱۱)

نوٹ :- دنیا کی محبت کو دیکھیے کہ اپنے بھی معاویہ کے ہاتھ سے نہیں بچ سکے، اگر صحابی کا رتبہ ویسا ہی ہے جیسا بدر النجم لکھتا ہے تو سعد بن ابی وقاص کی کچھ قدر کی ہوتی، اور زہر نہ دیا ہوتا، انکے تو بڑے مرتبے ہیں، مگر دنیا جانتی ہے کہ معاویہ پکا دشمن اسلام تھا نہ اسے رسول سے محبت تھی جیسا کہ زہر خورانی امام حسن سے ظاہر ہے نہ خلفا سے جیسا کہ محمد بن ابی بکر کی موت شاہد ہے، نہ صحابہ سے جیسا کہ سعد کی موت مالک اشتر کی موت گواہ ہے وہ محض دنیا کا ..... تھا۔

(باقی آئندہ)

اما ما كان لك من ولد قد بان عنك وملك امره فسهمه كرجل من المسلمين واما كان من عيالك وضعفة اهلك فنقوت منه بالمعروف وقوت اهلك، فقال يا عمر اني لاخشى ان لا يحل لي ان اطعم عيالي من فيء المسلمين فقال عمر، يا خليفة رسول الله انك قد شغلت بهذا الامر عن ان تكسب لعيالك قال ولما تمت البيعة لابي بكر واستخفا مر الامر واشرأب النفاق بالمدينة وارتدت العرب نصب لهم ابو بكر الحرب واراد قتالهم فقالوا نصلي ولا نؤدي الزكاة فقال الناس اقبل منهم يا خليفة رسول الله

اگر تمھارا کوئی لڑکا ہے اور وہ تم سے الگ اور اپنے
ہاتھ پیر والا ہے تو اسکا حصہ اس مال میں دوسرے
مسلمین کی طرح ہوگا، اور جو اہل وعیال آپکے زیر تربیت
پرورش پا رہے ہیں انکا قوت (ایمان ایاں سے)
اسمیں ہوگا - ابو بکر نے کہا اے عمر مجھے ڈر لگتا ہے
کہ میں اپنے عیال کو مال مسلمین سے کھلاؤں - عمر نے
کہا اے خلیفۂ رسول عـــہ اب آپکو خلافت کیوجہ سے
فرصت کہاں کہ آپ اپنے عیال کے لیے کسب کریں
(لہذا مال مسلمین خوب کھائیے) جب ابو بکر کی بیعت کا
قصہ ختم ہو چکا اور آپ خلیفہ بن چکے تو نفاق نے
مدینہ میں اپنی گردن ابھاری اور سر بلند کیا عرب عـــہ
پلٹ گئے اور ابو بکر نے انسے جنگ کی ٹھانی اور انسے
لڑنے کا ارادہ کیا، وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ ہم نماز پڑھتے
ہیں مگر تمھیں زکوٰۃ نہ دینگے لوگوں نے ابو بکر سے
کہا کہ اے خلیفۂ رسول اسی کو منظور کیجیے کیونکہ ابھی

عـــہ خلیفۃ الناس تو ایک حد تک درست ہے کیونکہ مرید ہی پرستہ کا وقت تھا مگر خلیفۃ الرسول کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا

عـــہ یعنی اجماع غائب نظر آنے لگا عرب کل کے کل پلٹ گئے اور ایسے پلٹے کہ آپ انکو مرتد کہنے لگے حالانکہ وہ مرتد شرعی کسی اعتبار سے نہ تھے اور نہ انسے جہاد کرنا شرعی نقطۂ نظر سے مناسب تھا کیونکہ وہ موحد تھے اور انھیں نبوت کا اقرار تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو رسول کی بتائی ہوئی نماز کیوں پڑھتے، البتہ وہ زکوٰۃ نہیں دیتے تھے کیونکہ وہ ہاتھوں کو پہچانتے تھے اور پھر عمر کا یہ قول بھی سن چکے تھے کہ اسے ابو بکر آپ کو کسب کی فرصت کہاں لہذا مال مسلمین کھائیے، مسلمانوں کو مرتد کہہ دینا حضرت ابو بکر کی جسارت تھی دراں حالیکہ اصحاب یعنی بھی انکے ایمان کے قائل تھے اور ابو بکر کی رائے کے خلاف تھے

فان العهد حديث والعرب كثير
ونحن شرذمة قليلون لا طاقة
لنا بالعرب مع انا قد سمعنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول امرت
ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله
الا الله فاذا قالوها عصموا مني
دماءهم واموالهم الا بحقها وحسابهم
على الله - فقال ابو بكر هذا من
حقها لا بد من القتال فقال
الناس لعمر ادخل عليه فكلمه لعله
يرجع عن رايه هذا ويقبل
منهم الصلاة ويعفيهم من الزكاة
فخلا به عمر فعاد اجمع
فقال والله لو منعوني عقالا كانوا
يؤدونه الى رسول الله صلى الله
عليه وسلم لقاتلتهم عليه ولو
اجلب احد فانا لقاتلهم
وحدي حتى يحكم الله بيني و
بينهم وهو خير الحاكمين

خلافت کا یا نیا معاملہ ہے عرب کثرت سے ہیں اور ہم
تھوڑے سے (یعنی آپکے جان نثار) ہم میں عرب سے
لڑنے کی طاقت نہیں، اسکے علاوہ ہم نے رسول
کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم لوگوں کو اسی وقت
تک لڑنے کا حکم ہے جب تک فریق مخالف لا الٰہ
الا اللہ نہ کہے جہاں کسی نے یہ کلمہ اپنی زبان پر جاری
کیا اور اسکی جان و مال محفوظ ہوگئی مگر اسکے حق
کیساتھ، اور انکا حساب خدا پر ہے۔ ابوبکر نے کہا
نہیں (انسے لڑنا ضروری) ہے لوگوں نے جب یہ (ضد
شیخوخت) دیکھی تو عمر سے کہا کہ آپ جاکے سمجھائیے
شاید وہ اپنی رائے سے باز آئیں اور ان لوگوں کی نما
پر اکتفا کریں اور زکوٰۃ (جسکو وہ نہیں دینا چاہتے تھے)
انہیں معاف کردیں عمر نے دن بھر حضرت ابوبکر
سے تخلیہ کیا، مگر وہ اپنی رائے سے نہ ہٹے اور کہا کہ
قسم خدا کی اگر انھوں نے ذرہ برابر اس چیز کو دینے
میں کمی کی جو عہد رسول میں دیا کرتے تھے تو میں انسے
قتال کرونگا اور اگر کوئی میرا ساتھ نہ دیگا تو میں خود
تن تنہا عہ انسے لڑونگا یہانتک کہ خدا ہمارے اور
انکے درمیان فیصلہ کرے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے

عہ بھائی کی یاد میں، بدر، خندق، احد، حنین، خیبر میں جب لشکر ہراساں تھا تو آپنے کبھی بھی شجاعت دی نہیں
آج آپکا دعویٰ ہے کہ اگر کوئی میرا ساتھ نہ دیگا تو میں اکیلا لڑونگا، مرا برلادیا سے تنہا نشدد ہی کیا

وقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم۔ یقول۔ امرت ان
اقاتل الناس علی ثلاث شہادۃ
ان لا الہ الا اللہ واقام الصلوٰۃ
وایتاء الزکوٰۃ فواللہ الذی لا الہ
الا ھو لا اقصر دون ھن نضرب
بھم من ادبر بمن اقبل حتی دخل
الناس فی الاسلام طوعاً وکرھاً
وحمدوا رایہ وعرفوا فضلہ، قال
ابورجاء العطاردی رایت الناس
مجتمعین وعمر یقبل راس ابی بکر
ویقول انا فداک لولا انت
لھلکنا فحمد لرایہ فی قتال
اھل الردۃ

والا ہے اور میں نے تو رسول سے سنا ہے۔ کہ
آپ فرماتے تھے کہ میں مامور ہوں کہ لوگوں سے جہاد
کروں، اگر وہ اسلام نہ لائیں اور لا الہ الا اللہ نہ
کہیں اگر وہ نماز نہ قائم کریں اور اگر وہ زکوٰۃ نہ دیں عہ
خدا کی قسم میں انہیں کوتاہی نہ کرونگا اور انسے لڑے
جاؤنگا اور مقابلہ کرونگا یہانتک کہ وہ دین اسلام
میں داخل ہوں وہ طوعاً ہو یا کرہاً برضا مسلمان
ہوں یا بجبر (جب ابوبکر نے یہ کچھ کہا) تو لوگوں
(اصحاب نبی) نے انکی رائے صائب سمجھی اور انکے
فضل کو پہچانا ابو رجاء عطاردی ناقل ہیں کہ لوگونکا
(اسوقت) مجمع تھا اور عمر ابوبکر کے سر کو چوم رہے تھے
اور کہتے جاتے تھے "ہم آپ پر فدا اگر آپ نہ ہوتے
تم ہم ہلاک ہو گئے ہوتے" ابوبکر کی رائے قتال
اہل ردہ کے بابت پسند کی گئی"

حضرت ابی بکر واستخلافہ عمر رض

ابوبکر کا مرض اور عمر کی جانشینی

قال ثم ان ابابکر عمل سنتین وشھوراً

ابوبکر نے دوسال اور کچھ مہینہ خلافت (بادشاہت) کی

عہ یہ تعجب کی بات ہے کہ ایسی حدیثیں رسول اللہ صرف ابوبکر کے کان ہی میں کہا کرتے تھے لیکن تو یہ حدیث آپ سے مروی نظر
آتی ہے دوسرے حدیث وراثت فدک، وقت کے مطابق ابوبکر کو حدیث خوب یاد آجایا کرتی تھی اگر یہ حدیث رسول تھی تو اصحاب
نبی کو اہل ردہ کے قتال سے اختلاف کیوں تھا ابو قتادہ وغیرہ اصحاب نبی نے کیوں اس حرب سے کنارہ کشی کی (دیکھو استیعاب)
حضرت عمر خالد پر برہم کیوں ہوئے تھے گو کہ ہی اہل ردہ کو مسلمین سے کیوں تعبیر فرماتے تھے (دیکھو طبری) باور آیا ہے مجھے پانی کا ہوا ہونا!!

ثم مرض موضه الذی مات
فیه فدخل علیه الناس من
اصحاب النبی علیه السلام
فیهم عبد الرحمان بن عوف رح
فقال له کیف اصبحت یا خلیفة
رسول الله فانی ارجو ان تکون
بارئا قال اتری ذالک قال نعم
قال ابوبکر والله انی لشدید
الوجع ولما القی منکم یا معشر
المهاجرین اشد علی من وجعی
انی ولیت امرکم ولست خیرکم فی
نفسی فکلکم ورم انفه اراده ان یکون
هذا الامر له وذلک لما رایتم الدنیا
قد اقبلت اما والله لتتخذن نضاید
الدیباج وستور الحریر و
لتالمن النوم علی الصوف

کی پھر مرض موت میں گرفتار ہوے لوگ اس
حالت میں انکے پاس آے (یہ صحاب نبی تھے) انہیں
عبد الرحمن بن عوف بھی تھے، انھوں نے پوچھا
اے خلیفہ رسول (ﷺ) آپ کیسی ہیں؟ مجھے تو امید ہے
کہ آپ انشاء اللہ اچھے ہو جائینگے ابوبکر نے کہا کیا تمہیں
یہ امید ہے؟ عبد الرحمن نے کہا ہاں، ابوبکر نے کہا خدا
کی قسم مجھے بڑی تکلیف ہے اور بڑا درد ہے اور جو کچھ
تم لوگوں سے مجھے ایذا وغیرہ امر خلافت میں پہونچی
اسکی تکلیف اس درد سے بھی زیادہ ہے میں نے تیرا امیر
بنکے حکومت کی، درانحالیکہ میں تم لوگوں سے بہتر نہ تھا
تو تم میں سے ہر ایک نے اک بھلائی او ناک بھوں
چڑھائی کیونکہ تم میں سے ہر شخص اسکا خواہاں تھا کہ
خلافت اسکو ملے اور اسوقت جبکہ تم لوگوں نے
دیکھا کہ دنیا آگے بڑھی چلی پڑتی تھی خدا کی قسم
تم دیبا کی مسندیں اور حریر کے پردے (ریشمی
پردے) استعمال کرو گے اور تمہیں صوف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵)

عـ۵ یہیں مخالفین اسلام کہتے ہیں کہ اسلام بزور تیغ پھیلا اور درحقیقت آپ حضرت کا پھیلایا ہوا اسلام کچھ ہے بھی ایسا ہی کہ گردن مخالف اسلام کو یہ کہنے کا موقع لتا ہی ہے ۵ یہ تو آپکی ڈٹی کا فقرہ تھا علی کے لیے بھی یہ کہتے تھے اور ابوبکر سے بھی یہی کہا غرض آپ تھے غیر ملی کے محتاج لے ۵ ایس تو کوئی شک نہیں کہ تدین جو تنگ کا موقع ہو مگر آخر ترجیح مرجوح اور تفضیل مفضول کس عقل کا حکم تھا؟

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۵ ، جب ایسا تھا، اور صدیق جھوٹ تھوڑی ہے کہینگا، تو زلف اجماع کی درازی کا بھرم کھل گیا۔

سے ۵ فرش مراد نرم ہے

الا ونی کما یا لو احدکم
النوم علی حسک السعدان
واللہ لئن یقدم احدکم
فتضرب عنقه فی غیر
حد خیر له من
ان یخوض غمرات الدنیا
فقال له عبد الرحمان
بن عوف خفض علیک
من هذا یرحمک الله ثم
فان هذا یهیضک علی
ما بک وانما الناس
رجلان رجل رضی ما
صنعت فرایه کرایک
ورجل کره ما صنعت
فاشار علیک برایه ما
راینا من صاحبک التی
ولیت الا خیرا وما زلت
صالحا مصلحا ولا اراک تاسی
علی شیء من الدنیا

اور پھر بھی یہی ہی بچھونے نیند آئیگی جیسے کانٹوں
پر سونے والے کی حالت ہو (اصحاب نبی کی طمع لالچ و طمع
کی ایک تصویر اور دنیا پرستی کا ایک نقشہ ابو بکر
نے کھینچا ہے) خدا کی قسم بغیر جرم کسی کی گردن مارنے
میں اور کسی کے قتل ہوجانے میں وہ زحمتیں نہیں
جو دنیا کے بحر زخار میں اترنے سے پیدا ہوتی ہیں عہ
عبد الرحمن بن عوف نے کہا اک ذرا سنبھلیے (دم
لیجئے) ان خیالات گراں کو ہلکا کیجئے کیونکہ یہ باتیں
آپکے مرض میں زیادتی پیدا کردینگے (اور تکالیف
بڑھجائیں گے) دیکھئے! لوگ دو طرح کے ہیں ایک
وہ جو آپکی باتوں پر خوش اور راضی رہے، لہذا
انکی رائے تو آپکی سی رائے ہے، اور کچھ وہ جو آپکے
افعال عہ سے ناراض رہے انھوں نے اپنی رائے
آپکے سامنے پیش کی (جو آپ کی رائے کے خلاف
تھی) اور ہم نے تو اس شخص سے جسکو آپنے والی
(خلیفہ) مقرر کیا ہے سوا خیر و بہتری کے کچھ دیکھا
ہی نہیں، آپ ہمیشہ صالح و مصلح رہے اور ہمیں تو
یہ خیال ہے کہ آپ کو دنیا میں کسی بات کا پچھتاوا
بھی نہیں ہے (کیونکہ ہر بات کا بخوبی انجام ہوا

عہ پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی کہ بورانی است بادنجان و بادنجان بورانی

عہ معلوم ہوا اجماع عنہ تھا

فأتلك قال: اجل والله ما اسى
الا على ثلاث فعلتهن ليتني كنت
تركتهن وثلاث تركتهن ليتني فعلتهن
وثلاث ليتني سألت رسول الله عن
هن فاما اللاتي فعلتهن فليتني تركت
بيت علي وان كان اعلن على الحرب
وليتني يوم سقيفة بني ساعدة
كنت ضربت على يد احد الرجلين
ابي عبيدة او عمر
فكان هو الامير وكنت انا
الوزير وليتني حين اتيت
بالفجاءة السلمي اسيرا اني
قتلته ذبيحا او اطلقته
نجيحا ولم اكن احرقته بالنار
واما اللاتي تركتهن وليتني كنت
فعلتهن حين اتيت بالاشعث
بن قيس اسيرا اني قتلته ولم استحييه فاني سمعت
منه واراه لا يرى غيا ولا شرا الا اعان عليه
وليتني حين بعثت خالد بن وليد الى الشام بعثت عمر

اور آپ بامراد رہے۔ ابو بکر نے کہا ہاں افسوس تو
کسی بات کا نہیں مگر تین باتوں پر جنکو کاش میں نہ
کرتا تو بہتر تھا، اور تین باتیں وہ ہیں جنکو کاش میں
کرتا مگر افسوس کہ نہ کیں، اور تین وہ ہیں جنکو کاش
میں رسول سے پوچھ لیتا (یہ تو عدد آرزوئیں ہوئیں)
وہ تین چیزیں جو میں نے کیں اور کاش انکو نہ کرتا
وہ یہ ہیں[1] کاش میں خانۂ علی کی طرف ملتفت
نہوتا اور ترک کرتا چاہیے میرے خلاف اعلان جنگ
ہی کیوں نہ ہوتا۔ اور کاش میں یوم سقیفہ ابو عبیدہ
یا عمر بن خطاب کے ہاتھوں پر بیعت کر لیتا وہ امیر ہوتے
اور میں وزیر ہوتا۔ اور کاش جب فجارہ سلمی اسیر
کر کے میرے پاس لایا گیا تو یا میں اسے قتل کرا
دیتا یا رہا کر دیتا اور اسے آگ سے نہ جلاتا، وہ
وہ چیزیں جنکو میں نے نہ کیا اور مجھے کرنا چاہیئے تھیں
وہ یہ ہیں، کاش جب اشعث بن قیس اسیر ہو کے
میرے پاس آیا تھا تو میں اسے قتل کرا دیتا اور زندہ
نہ چھوڑتا کیوں کہ میں نے سنا بھی اور دیکھا بھی
کہ وہ ہر شر اور فساد میں معین ہوتا تھا، اور کاش جب
مینے خالد بن ولید کو شام کیجانب بھیجا تھا تو عمر کو

عہ یقولون بافواههم ما ليس فی قلوبهم زندگی میں امر خلافت جن کوششوں کے بعد حاصل ہوا وہ
اس آرزو سے متضاد ہے عہ یہ سب تنے بعد از جنگ ہے"

سہ یہ آرزو اس واقعہ کیطرف مشیر ہے جو آگ کی شکل میں خانہ سیدہ پر ظاہر ہوئی اسکے بعد گنجائش انکار نہیں

بن الخطاب الی العراق فاکون قد
بسطت یدای جمیعا فی سبیل اللہ و
واما اللاتی کنت اودانی سالت
رسول اللہ عنھن فلیتنی سالتہ
من ھذا الامر من بعدہ فلا ینازعہ فیہ احد لیتنی
سالتہ ھل للانصار فیھا من حق ولیتنی
سالتہ من میراث بنت الاخ والعمۃ فان فی
نفسی من ذالک شیئا ثم دخل علیہ اناس
من اصحاب رسول اللہ فقالوا
یا خلیفۃ رسول اللہ الا ندعوا
لک طبیبا ینظر الیک قال
قد نظر الی قالوا فما ذا قال؟
قال انی فعال لما یرید ثم
قال لھم انظروا ماذا
انفقت من بیت المال فنظروا
فاذا ھو ثمانیۃ الاف
درھم فاوصی اھلہ

عراق کی طرف بھیجتا تو میرے دونوں ہاتھ راہ خدا
میں کشادہ ہوتے، (اور مطمئن ہوتا) وہ تین چیزیں
جنکے متعلق میری یہ تمنا ہے کہ میں رسول سے پوچھتا
وہ یہ ہیں۔ کاش میں پوچھ لیتا کہ آپکے بعد امر عــہ
خلافت کسکے لیئے ہے (اگر ایسا ہوجاتا) تو آج یہ
جھگڑے نہ ہوتے اور کاش میں یہ بھی پوچھ لیتا کہ آیا
اسمیں کوئی حق انصار کا بھی ہے یا نہیں۔ اور
کاش میں اُن سے میراث بنت اخ وعمہ (برادر زادی اور عــہ
پھوپھی) کے متعلق بھی سوال کر لیتا (کیونکہ ذرا اس میں
کھٹکتا ہوں اور سمجھ میں نہیں آیا) پھر کچھ اصحاب رسول
آگئے اور انھوں نے کہا اے خلیفہ رسول! ہم کوئی طبیب
آپ کے لیئے لائیں جو آپکا علاج کرے اور دیکھے، ابوبکر نے
کہا طبیب مجھے دیکھ چکا کہا پھر اس نے کیا کہا؟ کہا وہ کہتا ہے جو ارادہ
کرتا ہوں وہ کرکے چھوڑتا ہوں، (طبیب سے مراد خدا ہے)
پھر ابوبکر نے کہا دیکھو میں نے بیت المال سے کتنا
اپنے اوپر خرچ کیا ہے؟ سـہ جب لوگوں نے دیکھا
تو وہ خرچ شدہ رقم آٹھ ہزار تھے، ابوبکر نے اپنی

عــہ غدیر کی محفل کے بعد آپکے سوال کا محل نہ تھا، مگر آپ اگر پوچھ لیتے تو دو سال کچھ مہینے لطف خلافت کون اٹھاتا عــہ مسئلہ سے
ناواقف تھے اور حسبنا کتاب اللہ کا نعرہ تھا، نہ معلوم ایسے میراث کے وقت حکم خلیفہ اجماعی موافق قرآن ہوا کرتا تھا یا مخالف، کیونکہ
عہد حکومت میں ایسے وقت بھی پڑے ہونگے، یہ تھا اس رسول کا خلیفہ جو جن وانس کیطرف مبعوث ہوا، اور یہ تھی قرآن فہمی "
سـہ ناظرین بھولے نہ ہونگے کہ اسکے قبل جہاں عمر نے مال کی تقسیم اور صرف بتایا ہے، وہاں ابوبکر نے کہا تھا کہ میں خدا سے
ڈرتا ہوں کہ مال مسلمین اپنے اوپر ان کسی طرح سے ہو صرف کردوں، مگر بعد کو شاید یہ خوف جاتا رہا اور جو کچھ رقم صرف شدہ
ظاہر کیجا سکی وہ یہ تھی،

ان یودوها الی الخلیفة بعده ثم دعا عثمان بن عفان فقال اکتب عهدی فکتب عثمان واملی علیه

اولاد سے وصیت کی کہ یہ رقم جو میرے بعد خلیفہ ہو اسکو ادا کیجائے پھر عثمان کو بلایا اور انھوں نے وصیت نامۂ ابوبکر لکھا اور انھوں نے یوں لکھوایا۔

عہد نامۂ ابوبکر

هذا ما عهد به ابو بکر بن ابی قحافة آخر عهده فی الدنیا نازحا عنها واول عهده بالآخرة داخلا فیها انی استخلفت علیکم عمر بن الخطاب فان تروه عدل فیکم فذلك ظنی به ورجائی فیه وان بدل وغیر فالخیر اردت ولا اعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ثم ختم الکتاب ودفعه ودخل علیه المهاجرون والانصار حین بلغهم انه استخلف عمر فقالوا نراك استخلفت علینا عمر وقد عرفته

یہ ابوبکر بن ابی قحافہ کا عہد اور وصیت ہے، جو اس اعتبار سے کہ وہ دنیا سے جا رہا ہے آخر عہد ہے اور اس اعتبار سے کہ آخرت کی سرحد میں داخل ہو رہا ہے اول عہد ہے، یہ کہ میں نے تم پر عمر بن الخطاب کو خلیفہ مقرر کیا۔ اگر وہ تم میں عدل کریں تو یہی میرا بھی گمان ہے اور یہی انسے امید ہے، اگر وہ ایسا نہ کریں اور نیکی سے دور رہیں تو (بھائی) میں نے تو تمھاری بہتری کا خیال کرتے ہوئے (انکو خلیفہ بنایا تھا) اور خیر و نیکی چاہی تھی اور میں غیب[ع۵] کی باتوں سے آگاہ نہیں، اور ظالمین عنقریب جان لیں گے کہ انکی بازگشت کیا ہے،

پھر تحریر پر مہر لگائی اور دیدیا۔ مہاجرین و انصار آپکے پاس پہونچے (کیونکہ) انھیں معلوم ہوا کہ آپنے عمر کو خلیفہ بنادیا ہے اور انھوں نے آکے کہا۔ دیکھتے ہیں ہے) آپنے عمر کو خلیفہ بنادیا حالانکہ آپ انکی حالت

ع۵۔ اسی خیال کو مد نظر رکھتے ہوئے عقلاء اس بات کے قائل ہیں کہ خدا جو عالم غیب ہے وہی خلیفہ بنا سکتا ہے کیونکہ وہ انجام و عاقبت سے جاہل نہیں،

سفوف مسیحا دافع جریان و ضعف و مقوی اعصاب

چونکہ عوام جریان سے ناواقف ہوتے ہین اسلئے ہم کو یہ بتانا ضرور ہو کہ جریان کیا چیز ہے اور اس سے کیسے مہلک امراض تک نوبت پہونچتی ہی تا جن حضرات کو یہ مرض بدہو وہ ایک بکس سفوف مسیحا ہمسے طلب کرکے استعمال کرین جریان کو عربی مین سیلان اور ہندی مین پرمیو پرسوت اور دھات بہنا کہتے ہین اور دھات ایک جوہر نفیس ہے جس کا ہر قطرہ خون کے دس قطرون سے بنتا ہے - یہی وہ چیز ہے جسکو انسان کا جوہر (ست) کہنا زیبا ہے کیونکہ یہی تمام خواہشون کا بادشاہ جسمانی طاقت کا نگہبان دوسرے الفاظ مین یون کہا جاے کہ تمام حسینان جہان اسی کی بدولت حسین بنے ہوے ہین اور جسقدر اس مین نقص ہوتا ہے اسی قدر رنگ روغن چمک دمک طبیعت کی بشاشت دل کی فرحت مین فرق آجاتا ہے علامات جریان حسب ذیل ہین :- بعد پیشاب اور کبھی قبل پیشاب اور کبھی پیشاب کیے تھوڑا حالت قبض مین دھات کا خارج ہونا- دھات کا پتلا ہوجانا اور کبھی کبھی احتلام مگر جب خواہش نفسانی سے حرکات بیہودہ مثل مے نوشی وغیرہ کی نوبت آتی ہے تو اول مثانہ کی حالت بگڑ جاتی ہے یعنی حالت بول (پیشاب کرتے مین) گرمی اور جنگ کا معلوم ہونا پیشاب مین سوزش بار بار پیشاب کا ہونا- سرعت انزال کی لذت خواہش ہوکر ٹھہر کر زائل ہوجانا- درد کمر- ہتھیلیون اور تلوؤن کا جلنا- اولاد نہ ہونا- اولاد کا کمزور پیدا ہونا- پنڈلیون کا اینٹھنا دوران سر سستی- کاہلی- نیند کی کمی- غرضکہ بڑھتے بڑھتے سخت امراض مثل مرگی- لقوہ- فالج گٹھیا- جنون- تپ شدید- وغیرہ لاحق ہوکر جان پر بن جاتی ہے ہمنے بغرض رفاہ عام یہ سفوف صرف ہندستانی جڑی بوٹیون سے تیار کیا ہے معدنیات سے بالکل پاک ہی جس سے بجز فائدہ کچھ اندیشۂ نقصان نہین یہ سفوف جریان کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے- اس سفوف کا کام مذکورہ بالا شکایات کی اصلاح کرنا کمزور معدے کو طاقتور بنانا- تمام اعضاء رئیسہ کی خرابیون کو دفع کرنا اور ان کے افعال کو قوی کرنا عضو مخصوص کو نیز دیگر اعضاء کو نہایت خوبی کے ساتھ اپنے منصبی کام کیلیے آمادہ کرنا- نامردی- ضعف مثانہ- ضعف اعصاب- ضعف دماغ و جگر و معدہ- ذیابیطس اور اصلاح قلب کیلیے بمنزلہ تریاق ہے- طاقت جوانی پیدا کرنے کیلئے اکسیر ہو اور ہر قسم کے جریان کا دافع ہے لطف یہ کہ اسکے استعمال کیلئے نہ کسی موسم کی قید نہ زیادہ پرہیز کی ضرورت قیمت فی بکس ۳۰ خوراک عہ/ فہرست کارخانہ حسب الطلب بیرنگ روانہ کیجاتی ہے

المشتہر مرزا سجاد حسین عطار مالک دواخانہ معین العلاج نئی کوٹھی وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

الکاظم تاریخ امام موسی کاظم

علیہ السلام ... قیمت ۶/

ھدم الاساس ... تحقیق

حدیث قرطاس ۵/

تشریح الاحکام - شرح میراث وہبہ

و وصیت شرایع الاسلام ... عہ/

سہیل یمن جلد اول یا دوم یا سوم

کی اگر ضرورت ہو اور دینی مجاہدات کے دیکھنے کی خواہش ہو تو دفتر سے طلب کیجیے محصول بذمہ خریدار

مجلد ... ... للعہ/

غیر مجلد ۸/

سہیل یمن جلد اول مین

پہلا نمبر اور جلد دوم مین نمبر ۵ و نمبر ۶ و نمبر ۷ دفتر مین بالکل باقی نہین حضرات نوٹ کرلین اگر کوئی صاحب نمبران مذکور عنایت فرمانا چاہین تو وہ دفتر کو اجرتاً دیسکتے ہین

جو حضرات دو خریدار فراہم کرکے انکا چندہ دفتر مین بھیجدینگے انکو سہیل جلد اول بلا قیمت حاضر کیا جائیگا

مینیجر سہیل یمن وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سہیل کی توسیع اشاعت آپکا مذہبی فرض ہی

ماء الحیات یعنی نوجوانی کا بیمہ

ہم اس عرق پر جتنا ناز کرین کم ہی۔ یہ عرق طب یونانی کا مایہ ناز ہی اور سرار اطبّا مین سے ہی ہم ناظرین کو اس امر کیطرف ملتفت کرتے ہین کہ جتنے خواص اسکے لکھے جاتے ہین اگر اسمین سے کوئی جھوٹ ہو تو فوراً قیمت واپس لی جاوے اگر آپکے اعضاء جوارح کام کاج سے ہمت ہار چکے ہون اگر آپکا دماغ ہر وقت چکر کھاتا ہو اگر دل بیٹھا جاتا ہو اور اگر قوت متفکرہ بالکل معطل ہو گئی ہو اگر اختلاج قلب سے آپ عاجز ہو گئے ہون اگر تولید خون قطعی نہ ہوتا ہو اگر غذا ہضم نہوتی ہو اگر قوت حیوانیہ جواب دے چکی ہو بسا اوقات خجالت حاصل ہوتی ہو اگر ضعف و ناتوانی کا آپ پر غلبہ ہو اگر کام کرتے کرتے دماغ تھک گیا ہو تو ماء الحیات ان تمام امراض مین اکسیر کا حکم رکھتا ہی مین بقسمیہ عرض کرتا ہون کہ اگر اس عرق کو آپ ہر روز دو مرتبہ نوش فرمائین تو آپ کبھی ضعیف نہونگے اور آپکے بال سفید ہونگے اور نہ آپکی کسی قوت مین کمی ہوگی۔ ان فوائد سمیت **قیمت** فی بوتل جو ایک ماہ کو کافی ہوگی صرف پانچ روپیہ ؀۵

نوٹ:- یہ عرق اعادۂ قوت باہ کیوہ اسیلے نظیر نہین رکھتا صرف ایک ماہ کے استعمال کے بعد رنگ چہرہ کو سرخ و سپید کر دیتا ہی۔ اگر آپکو بیخوابی کی شکایت ہو تو صرف تین دن استعمال کرنے سے نہایت آرام سے نیند آئیگی

وقار ہاؤس نمبر ۹۵ صحبتیل باغ لکھنؤ

باہتمام محمد جواد نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ مین چھپا

اور سید نواب علی اڈیٹر و پبلشر نے دفتر سہیل مین وکٹوریہ سٹریٹ لکھنؤ سے شایع کیا